DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

سلسلۂ یوسفیہ شمارہ (۸)

کلیاتِ سراج

سیّد شاہ سراج الدین سراج اورنگ آبادی

مرتبہ

عبد القادر سروری ایم اے ال ال بی
لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ

۱۳۵۰ھ

مجلس اشاعت دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ام، اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام، اے۔ پی، ایچ، ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی، اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

۴۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام، اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) ״

۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام، اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) ״

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام، اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام، اے۔ — شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وؔلی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبعِ آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دلّی کے ان شعرا کو، جنہوں نے وؔلی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وؔلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی، کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانئ شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گزشتہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، بیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کار آمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کار آمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن وؔلی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ وؔلی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اُردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ وؔلی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجؔہی، غوّاصؔی، نصرتؔی، رستمؔی وغیرہ وؔلی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ وؔلی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کرسکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام۔ اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)......معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام۔ اے۔ ....شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

کلّیاتِ سراج

سیّد شاہ سراج الدّین سراج اورنگ آبادی کی مثنویوں غزلوں
فارسی کلام اور فارسی خطوط کا مجموعہ

فہرست

مقدّمہ

حیات اور شاعری

نمبر شمار		صفحہ
(۱)	حیات	۳
(۲)	شاعری	۶۶

مثنویات

(۱)	مثنوی بوستانِ خیال	۱
(۲)	〃 سوز و گداز	۹۹
(۳)	〃 مناجات	۱۰۵
(۴)	〃 نالۂ ہجر (فراق نامہ) ۱۲۹۱ ل)	۱۰۹
(۵)	〃 نامہ شوق (طومارِ ہجر سوزِ دل کا ل یا برہ دکھ ۱۲۹۱ ل)	۱۱۳

(۶) مثنوی احوال فراق (پیم کہانی سنہ ۱۱۹۱ء) ۱۱۵
(۷) " خط بندگی (قصیدہ پرآب کلمات بیتاب دلی اضطراب جواب مکتوب محبوب مرغوب سنہ ۱۱۸۵
یا عرض احوال سنہ ۱۱۹۱ء) ۱۱۹
(۸) " مطلب دل ۱۲۱
(۹) " حمد باری تعالےٰ ۱۲۳
(۱۰) " مناجات ۱۲۶
(۱۱) " در نعت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۸
(۱۲) " در صفت چار یار ۱۳۰

غزلیات

(۱) ردیف الف ۱۳۵
(۲) " ب ۲۰۶
(۳) " ت ۱۱۲
(۴) " ٹ ۱۲۶
(۵) " ث ۱۲۷
(۶) " ج ۱۲۹
(۷) " چ ۱۳۴
(۸) " ح ۱۳۵
(۹) " خ ....
(۱۰) " د ۲۴۱

(۱۱) ردیف ذ ۲۵۰
(۱۲) " ر ۲۵۲
(۱۳) " ز ۲۶۸
(۱۴) " س ۲۷۵
(۱۵) " ش ۲۷۷
(۱۶) " ص ۲۷۹
(۱۷) " ض ۲۸۱
(۱۸) " ط ۲۸۳
(۱۹) " ظ ۲۸۶
(۲۰) " ع ۲۸۸
(۲۱) " غ ۲۹۰
(۲۲) " ف ۲۹۲
(۲۳) " ق ۲۹۶
(۲۴) " ک ۲۹۹
(۲۵) " گ ۳۰۳
(۲۶) " ل ۳۰۶
(۲۷) " م ۳۱۶
(۲۸) " ن ۳۲۹
(۲۹) " و ۳۸۵

(۳۰) ردیف ہ ۴۰۱
(۳۱) " ی ۴۰۸

متفرقات

(۱) فردیات ۵۳۵
(۲) رباعیات ۵۳۸
(۳) قصیدہ ۵۴۰
(۴) مخمسات ۵۴۳
(۵) ترجیع بند ۵۷۰
(۶) مناجات ۱، ۲، ۳، ۴، ۱ .... ۵۷۶ / ۵۸۰

کلام فارسی

غزلیات

(۱) ردیف الف ۵۸۳
(۲) " ب ۵۸۸
(۳) " ت ۵۸۹
(۴) " د ۵۹۹
(۵) " ز ۶۰۶
(۶) " س ۶۰۸
(۷) " ش ۶۰۹

(۸) ردیف م ۶۱۱

(۹) " ن ۶۱۶

(۱۰) " ھ ۶۱۹

(۱۱) " ی ۶۱۰

مخمس ۶۲۵

ترکیب بند ۶۳۱

رباعیات ۶۳۶

مثنوی ۶۳۸

متفرقات ۶۴۰

خطوط

(۱) پارہ خط ۶۴۳

(۲) بہ نعمت اللہ خاں تہور جنگ ۶۴۴

(۳) بہ فقیر پروانہ ۶۴۶

(۴) رقعہ کہ بفقیر و زار .. پروانہ نوشتہ ۶۴۸

(۵) بفقیر ضیاء الدین پروانہ نوشتہ شدہ ۶۵۰

(۶) بفقیر ضیاء الدین پروانہ شاہ در سفر بیجاپور نوشتہ شد ۶۵۱

(۷) بہ عبدالرسول خاں سلمہ اللہ تعالی ۶۵۲

(۸) بہ عبدالرسول خاں سلمہ اللہ تعالی ۶۵۵

(۹) بفقیر ضیاء الدین پروانہ شاہ در جواب ۶۵۶

(۱۰) بہ محمد رضا بیگ سلمہ اللہ تعالےٰ نوشتہ شد ۶۵۷
(۱۱) بہ عبدالرسول خاں سلمہ اللہ تعالےٰ ۶۵۸
(۱۲) بہ شاہ تاج الدین سلمہ اللہ تعالےٰ نوشتہ شد ۶۵۹
(۱۳) بہ شیخ تاج الدین سلمہ اللہ تعالےٰ ۶۶۰
(۱۴) بہ شاہ چراغ نوشتہ شد ۶۶۰
(۱۵) بہ شاہ چراغ نوشتہ ۶۶۲
(۱۶) بہ شاہ چراغ نوشتہ شد ۶۶۲
(۱۷) بہ شاہ چراغ نوشتہ شد ۶۶۳
(۱۸) بہ لالن زن شاہ چراغ نوشتہ شد ۶۶۴
(۱۹) بہ رسول خاں صاحب سلمہ تحریر .... (بحر طویل) ۶۶۵

ضمیمہ ۶۷۱

ماخذوں کی فہرست ۶۷۴

حصہ

سراج کی حیات، تصنیفات اور شاعری

مقدمہ

ا

حیات

آج سے ڈھائی سو سال پہلے، جب اردو کے دو اولین مرکز اور دکن کے علم دوست، عادل شاہی اور قطب شاہی سلاطین کی دو راجدھانیاں، بیجاپور اور گولکنڈہ، اجڑ گئیں، تو انہیں کی اینٹ پتھر سے دکن کا مغلیہ پایۂ تخت تعمیر ہوا اور اورنگ آباد[1] کہلایا۔ لیکن اس کی تعمیر اور اس کی تزئین میں جو مسالہ سب سے زیادہ بیش بہا استعمال ہوا تھا، وہ شائستگی، اور علم و ادب کا وہ ذوق تھا

[1] قدیم زمانہ میں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، موجودہ شہر ۱۶۱۰ء میں ملک عنبر نے بسایا۔ عالمگیر نے اسے اورنگ آباد کے نام سے موسوم کیا، اور دکن کا دار الحکومت قرار دیا۔ اورنگ زیب کے بعد، جب نظام الملک نے دکن کی عنان حکومت ہاتھ میں لی، تو اسی کو اپنا مستقر رکھا۔ نواب نظام علیخاں کے زمانے میں پایۂ تخت یہاں سے حیدر آباد منتقل ہوا۔

جو دوسو سال کے طویل عرصہ میں، بیجاپور اور گولکنڈہ میں نشو و نما پاتا رہا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ابھی اورنگ آباد کی بنیادیں خشک بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ اس کے علم و فن کا شہرہ اور شعر و سخن کی صحبتوں کا چرچا گجرات، اور دہلی تک پہنچ گیا۔ دہلی اپنی گرتی ہوئی حالت میں بھی اس وقت ہندوستان کا سب سے بڑا فارسی مرکز تھا۔

انسانوں کی زندگی کی طرح، شہروں اور ملکوں کی زندگی کے بھی کارنامے ہوتے ہیں، جو ان کا حاصل سمجھے جا سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے، اورنگ آباد جو اب قلمرو آصفی کا محض ایک صوبہ ہے، اور جو اس وقت دکن کا سب سے بڑا شہر تھا، اپنے عنفوان کی بہاروں پر تھا۔ اپنے عروج کا دور دورہ ختم کرنے سے پہلے پہلے اس نے اردو کی گود میں دو مایۂ ناز اولادیں چھوڑیں، ان میں پہلا قابلِ احترام نام حضرت ولی کا ہے، جن کی عزت اُردو شاعری نہیں تو اردو غزل کے باوا آدمؑ کی حیثیت سے مدتی دنیا تک قائم رہیگی۔ دوسری ہستی جو اس خاک پاک سے اٹھی وہ حضرت سید شاہ سراج الدین حسینی اورنگ آبادی کی ہے، جن کی خاموش طبیعت اور دنیوی جاہ و مرتبہ سے نفرت نے،

ؔ ملاحظہ ہو "پنجاب میں اُردو" ۔ صفحہ ۲۵۹

انہیں شایانِ شان شہرت سے محروم رکھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے زمانے کے لوگ یا بعد کی نسلیں ان کے نام اور کارناموں سے ناواقف رہیں۔ بلکہ خود انہوں نے اپنے خیال کے مطابق جس طرز زندگی کو پسند کیا، اس نے ان کی شاعری کی زندگی کو پس منظر میں ڈال دیا۔ چنانچہ اپنے زمانہ میں اور بعد بھی۔ وہ ایک خدارسیدہ بزرگ ایک صوفی، ایک تارک دنیا بلکہ ایک ولی سمجھے گئے اور اسی حیثیت سے زیادہ مشہور ہوئے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے زمانے کے بعد سے اولیاء اللہ کے جتنے تذکرے لکھے گئے تقریباً ان سب میں، ان کا ذکر موجود ہے۔ گو شاعر کی حیثیت سے بھی وہ کسی زمانہ میں بھلائے نہیں گئے، لیکن، اُس حیثیت کو ہمیشہ ترجیح حاصل رہی۔۱۱

علمی دنیا کی بہت سی ستم ظریفیوں کی طرح، یہ بھی ایک ستم ظریفی ہے کہ سراج کو جس زندگی پر فخر و ناز تھا، اور جس کو وہ پائدار سمجھتے تھے، انہیں کے ساتھ ختم ہو گئی۔ اور جس زندگی کو وہ ناپائدار سمجھ کر چھوڑ بیٹھے تھے، وہی آج ان کی بقا کا باعث ہے۔ اسی کی آج ہم کو ٹوہ ہے اور اس کے معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی ہم گراں قیمت پر لینے تیار ہیں۔ ان کا وہ روحانی کشف اور فیض جس کا تعلق ان کی زندگی سے تھا، وہ اب عام دنیا کے لیے ایک قصہ ماضی

بن گیا ہے، لیکن دوسرا روحانی سرچشمہ جو ان کے کلام کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، نہ معلوم کتنے دکھی دلوں کا سہارا، کتنے خوش باشوں کا مہیج اور کتنے بد ذوقوں کے ذوق کو سنوارنے کا باعث ہو چکا ہے اور نہ معلوم آئندہ کتنی نسلیں اس لازوال سرچشمہ سے فیضیاب ہوتی رہینگی۔

سراج کے شاعرانہ کمالات ایسے نہیں تھے، جن کو ایک آدھ غیراہم تذکرہ نگار کے سوا کوئی تذکرہ نگار بھول سکتا۔ کیونکہ یہ اس کی بڑی بھول ہوتی چنانچہ جس وقت سے اردو شعراء کے تذکرے لکھنے کا خیال پیدا ہوا اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تذکرہ، سراج کے حالات اور انتخاب اشعار سے خالی نہیں رہا۔

۱ سراج کے حالات میں سب سے پہلے تذکرہ، غالباً میر تقی میر کا "نکات الشعراء" ہے جو سراج کی زندگی میں لکھا گیا۔ اور یہی اردو شعراء کا اولین اور قابلِ اعتبار تذکرہ سمجھا جاتا ہے۔ میر تقی میر کو، شمالی ہند کے شعراء میں، جس طرح یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اردو شاعری کو بہ حیثیت ایک مستقل اور خود مکتفی فن کے اختیار کیا اور اسی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی اسی طرح انہیں دکن اور شمالی ہند کے ادیبوں میں یہ فخر

بھی حال ہوا کہ انہوں نے اردو شاعری کی پوری اہمیت کو محسوس کرکے، اس کے شعرا کا تذکرہ لکھنے کا خیال پیدا کیا۔ ۱

اس میں کچھ شک نہیں کہ عالمگیر کی دکنی مہم کی کامیابی کے بعد سے، دکن اور شمالی ہند کے تعلقات میں قربت پیدا ہو گئی تھی، پھر بھی آنے جانے کی پوری سہولتیں مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ کی علمی تحریکوں کا حال دوسری جگہ تک آسانی سے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسی لیے اس زمانے میں، شمال والوں کو دکن کے شعرا اور ادیبوں کا حال پوری طرح معلوم نہیں تھا۔ صرف سنی سنائی باتوں پر ان کی معلومات کا انحصار تھا۔ میر کی معلومات کا ماخذ بھی، کچھ ایسا ہی تھا۔ دکن کے شعرا کے باب میں وہ اکثر ایک سید صاحب کی بیاض کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس حوالے کی ابتدا، سراج کے تذکرے سے ہوتی ہے۔ سراج سے عین پہلے، میر نے سید عبدالولی عُزلت کا حال لکھا ہے اس لیے، یقین ہے کہ یہ بیاض عزلت ہی کی تھی۔ عُزلت، سورت کے رہنے والے تھے، اور، اسی زمانے میں دہلی گئے تھے۔ "نکات الشعرا" کے لکھے جانے کے وقت وہ دہلی ہی میں تھے، اور میر صاحب سے ان کی دوستی تھی۔ بعد میں عُزلت حیدرآباد بھی آ گئے تھے، اور انتقال کے وقت تک یہیں رہے، انتقال کے

بعد وہ دائرہ میر مومن میں مدفون ہوئے۔

اس میں شک نہیں کہ گجرات اور دکن کے علمی اور ادبی تعلقات بہت قدیم ہیں۔ دونوں جگہ کی علمی تحریکوں کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا رہا۔ اس کے باوجود یہ صاف ظاہر ہے کہ سراج کے متعلق عزلت کی معلومات سنی سنائی تھیں۔ اسی سے میر نے "نکات الشعرا" میں استفادہ کیا۔ اس لیے وہ سراج کے متعلق ان دو سطروں سے زیادہ نہ لکھ سکے۔

> "سراج تخلص، در اورنگ آباد شنیدہ می شود۔ شاگرد سید حمزہ ہمیں قدر از بیاض سید سطور مستفاد می گرد۔ سخن او خالی از مزہ نیست"[1]

اسی بیاض کا حوالہ میر نے عارف علی خاں عاجز (عارف الدینخاں عاجز صـ۱۰۳) حسیب مرزا داؤد (صـ۱۱۱) میر عبداللہ تجرد و حکیم یونس (صـ۱۱۲) کے حالات کے سلسلہ میں بھی دیا ہے۔ یہ تقریباً سب کے سب دکنی شعرا ہیں۔ میر نے اپنی عادت کے مطابق اور اپنی حد تک تحقیق کا حق ادا کر دیا، لیکن خود عزلت کے ماخذ مبہم ہیں۔

سراج کا حال میر تک ظاہر ہے کہ دو واسطوں سے پہنچا تھا، عزلت کو

[1] "نکات الشعراء" مطبوعہ انجمن ترقی اُردو صـ۱۰۱۔

نہ معلوم کتنے اشعار ملے تھے۔ ان میں سے میر نے تیرہ اشعار لکھے ہیں۔ اتنے تھوڑے کلام کی بنا پر، میر جیسا محتاط نقاد ظاہر ہے کہ کیا صحیح رائے قائم کر سکتا تھا تاہم میر نے سراج کا ذکر یا ان کی طرف اشارہ ایک دو جگہ اور بھی کیا ہے۔ ایک، اپنے تذکرے کی تمہید میں اور دوسرے دکنی شعرا کے حالات کے تعارفی نوٹ میں اور دونوں جگہ وہ سراج کو قابلِ ذکر شعرا کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ پہلے حصے کا اقتباس حسبِ ذیل ہے :-

"اگرچہ ریختہ در دکن است، چوں از آنجا یک شاعر مربوط برنخاستہ، لہذا شروع بنام آنہا نہ کردہ، وطبع ناقص مصروف اینہم نیست کہ احوال اکثر آنہا ملال اندوز گردد مگر بعضے از آنہا نوشتہ خواہد شد۔ انشاء اللہ"[1]

دوسرے موقع پر، وہ ان شعراء کا نام بتلا دیتے ہیں، جن کے حالات لکھنے کا انہوں نے ابتدا میں وعدہ فرمایا تھا۔ اس کا اقتباس یہ ہے :-

"مخفی نماند کہ احوال یکے ازیں شاعرانِ سمتِ دکن کہ پر بے رتبہ اند، مگر بعض چنانچہ ولی، سید عبد الولی عزلت، و سراج و آزاد، کہ معاصر ولی بود و سررشتہ مربوط گوئی بدستِ ایشاں یافتہ می شود"[2]

---

[1] "نکات الشعراء" ص ۱۔ [2] ایضاً ص ۹۳۔

میر کے بعد شمالی ہند کے تذکرہ نگاروں میں سید فتح علی حسینی گردیزی نے سراج کا ذکر اپنے "تذکرہ ریختہ گویان" میں کیا ہے، اور کلام کے انتخاب میں میر سے اٹھارہ شعر زیادہ نقل کیے ہیں۔ میر کو نام کا علم نہیں تھا، فتح علی نے پورا نام بھی لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح علی کا ماخذ میر سے مختلف تھا۔ تاہم حالات میں وہ میر سے بھی کم یعنے صرف ڈیڑھ سطر لکھ سکے، جو حسب ذیل ہے:۔

"سراج، میر سراج الدین سراج، نشو و نمایش از خاک دکن است، و طبع روشنش شمع بزم سخن۔"

بظاہر جو تذکرے فتح علی کی دسترس میں ہو سکتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تذکرہ سید امام الدین خان، جو عہد محمد شاہ میں لکھا گیا تھا۔ (۲) تذکرہ سراج الدین علی خاں آرزو (۳) تذکرہ سودا۔ یہ تینوں تذکرے اس وقت نایاب ہیں۔ (۴) "نکات الشعراء" (۵) معشوق چہل سالہ خود از خاکسار (۱۱۶۵ھ) (۶) "تحفۃ الشعراء" از افضل بیگ خاں قاقشال، اورنگ آبادی (۱۱۶۵ھ) (۷) گلشن گفتار از حمید خاں اورنگ آبادی (۱۱۶۵ھ) "گلشن گفتار" میں سراج کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور "تحفۃ الشعرا"

۱؎ "تذکرہ ریختہ گویاں" ص۸۶ (انجمن ترقی اردو)

اور "نکات الشعراء" سے گردیزی نے، کم سے کم سراج کی حد تک، استفادہ نہیں کیا۔ کیونکہ ان دونوں میں سراج کے وطن کا ذکر صراحت سے موجود ہے، گردیزی نے صرف "خاک دکن" لکھ دیا ہے۔ نام انہوں نے "میر سراج الدین" بتلایا ہے، اور قائشال نے "شاہ سراج الدین" لکھا ہے اور واقعات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد یقین ہے کہ گردیزی، مذکورۂ بالا مبہم عبارت پر قناعت نہیں کر سکتے تھے۔ خاکسار کا تذکرہ ہمارے سامنے نہیں ہے، اس لیے مطابقت کا پتہ نہ چل سکا۔ ممکن ہے پہلے تین نایاب تذکروں میں سے کسی میں سراج کے اشعار زیادہ نقل کیے گئے ہوں، جس سے فتح علی فائدہ اٹھا سکے۔

ان اولین تذکروں کے بعد شمالی ہند میں جتنے تذکرے اردو شعرا کے لکھے گئے، وہ بظاہر قدیم شعرا کی حد تک، انہیں دو چار تذکروں پر مبنی ہیں۔ چنانچہ "مخزن نکات" (۱۱۶۸ھ) میں، قائم کا بیان بالکل میر سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قائم نے تین شعر جو نقل کئے ہیں، وہ سب "نکات الشعراء" میں موجود ہیں۔ صرف کلام کے متعلق کسی قدر

ا۔ "مخزن نکات" از قائم چاندپوری ص۶۰ (انجمن ترقی اردو)۔

معین رائے ظاہر کی ہے۔ "از سلیقۂ اشعارش معلوم می شود کہ بسیار بدرستی حرف می زند"۔ اسی طرح میر حسن، قدرت اللہ شوق، علی ابراہیم خاں خلیل، مصحفی، اور حکیم قدرت اللہ قاسم کے تذکروں میں، میر اور گردیزی کے مقابلہ میں حالات یا انتخاب اشعار میں کسی طرح بھی کچھ اضافہ نہیں کیا گیا۔ میر حسن کا بیان بالکل انہیں دو تذکروں پر مبنی[1] ہے۔ شوق نے بھی اس میں کچھ گھٹایا بڑھایا نہیں علی ابراہیم خاں خلیل کا بیان میر حسن پر مبنی[2] ہے۔ مصحفی کے دو تین تذکروں میں سے ایک یعنے "ریاض الفصحا" میں اگلے تمام تذکروں سے کم، صرف "سراج الدین سراج تخلص[3]" پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور ایک ہی شعر تحریف کے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے۔ قاسم کا تذکرہ "مجموعہ نغز" (۱۲۲۱ھ) اس سلسلہ کا آخری تذکرہ ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ قاسم نے اگلے تمام تذکروں سے استفادہ کیا ہوگا۔ لیکن تعجب ہے کہ وہ سراج کے نام سے ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ پورا نوٹ حسب ذیل ہے:-

"سراج تخلص، شاعریست از شعرائے بلدہ نیک بنیاد، اورنگ آباد، سیر مشق،

---

[1] ملاحظہ ہو "تذکرہ شعرائے اردو" ص۱۰۸ (انجمن ترقی اردو) [2] ملاحظہ ہو مخطوطہ "طبقات الشعراء" کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن (۱۸۰۹ء) ص۳۰ ۔ تذکرہ فارسی ۔ [3] "ریاض الفصحا" ص۱۱۹ (انجمن ترقی اردو)

شہر استاد، اگرچہ از نامش اطلاع نہ دارم، امّا از سخنش بوئے محبت
اشتمام می نمایم، غالب کہ مردے درویش نہاد، والا نژاد خواہد بود۔"[1]

اس کے بعد گیارہ شعر لکھے ہیں۔ انہیں میں وہ مشہور غزل بھی ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

خبرِ تحیرِ عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی

اس غزل کے پانچ شعر نقل کر کے وہ لکھتے ہیں۔

"این غزل را بعضے بہ سراج الدولہ [والی] بنگالہ نسبت کنند۔ (واللہ اعلم) بحقیقۃ حال۔"

سراج کی یہ غزل وہ ہے، جو نہ صرف دکن بلکہ ہندوستان بھر میں مشہور اور مقبول ہے۔ اور اسی مقبولیت کے سبب ہندوستان کے کئی شعراء کے نام سے منسوب ہو چکی ہے۔

ہم سے قریب تر زمانے میں، شعرائے اردو کے جو تذکرے شمالی ہند میں لکھے گئے ان میں مرورِ زمانہ کی وجہ سے، حالات اور کلام خلط ملط ہو گیا ہے۔

---

[1] "مجموعہ نغز" مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی (مطبوعہ جامعہ پنجاب) صفحہ ۲۹۳۔

اور چند غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ عبد الغفور خاں نساخ نے "سخن شعرا،" میں تین شعرا کا ذکر کیا ہے، جن کے تخلص سراج ہیں۔ ان میں سے ایک مرتب کے معاصر اور ملاقاتی تھے۔ دوسرے دو میں سے پہلے کے متعلق وہ لکھتے ہیں: —

"سراج الدین دکھنی، بعضے تذکرہ داروں نے ان کا نام قمر علی لکھا ہے[1]"

ان کے دو شعر جو نقل کیے ہیں، وہ دراصل سراج اورنگ آبادی کے ہیں۔ دوسرے سراج کے متعلق لکھا ہے: —

"سراج الدین علی شاہ، اورنگ آبادی درویش تھے[2]"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نساخ نے سراج کا حال دو مختلف تذکروں سے اخذ کیا۔ اور "دکھنی" اور "اورنگ آبادی" کے فرق اور اشعار کے اختلاف کی بنا پر دو مختلف اشخاص سمجھ لیے۔

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے بھی "گلشن بے خار" میں دو مختلف شعراء کا ذکر کیا ہے، جن کے تخلص سراج تھے۔ لیکن سراج کے حالات اور ان دونوں کے حالات میں بہت کچھ مشابہت ہے۔ پہلے سراج کا نام انہوں نے سراج الدین علی لکھا ہے۔ ان کے حالات سے وہ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اور وطن کے بارے میں

[1] و [2] "سخن شعرا،" ص ۲۱۳

کچھ نہیں لکھتے، صرف ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بزرگ کسی ہندو لڑکی پر عاشق تھے، اور شعر جو نقل کیا ہے وہ اسی مشہور غزل کا ہے۔ جس کا مطلع ہم نے اوپر لکھا ہے۔ ان کا کسی ہندو لڑکی پر عاشق ہونا "مثنوی بوستان خیال" کے واقعہ کا ہندوستانی نقش معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے سراج کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ان کا نام معلوم نہ ہو سکا، اورنگ آباد کے رہنے والے تھے، اور آبرو کے معاصر۔ دو شعر انتخاب کیے ہیں، جو سراج کے دیوان میں موجود ہیں۔[1]

آزاد جب "آبحیات" کے لکھنے میں مصروف تھے، اسالیب اور لطیفوں نے ان کے تذکرے میں اتنی جگہ لے لی کہ وہ سراج کے لیے کوئی گوشہ نہ نکال سکے۔ حالانکہ انہوں نے سراج کے کمتر درجہ کے معاصرین کو، آب و تاب سے پیش کیا ہے۔

اب سے چند سال پہلے تک شمالی ہند کے تذکرہ نگاروں کی دسترس میں سراج کے متعلق یہی معلومات تھیں۔ ایک سراج ہی پر کیا موقوف ہے، اکثر قدیم شعراء کے حالات سے وہ کم واقف تھے۔ حالانکہ ان کے دکنی اور خاص طور پر اورنگ آبادی معاصرین نے، جو تذکرے لکھے ہیں ان میں سراج کے حالات تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

سب سے پہلا تذکرہ جس میں سراج کے حالات صحت کے ساتھ اور

---

[1] "گلشن بے خار" صـ ۹۶

کسی قدر تفصیل سے ملتے ہیں وہ "تحفۃ الشعراء" ہے۔ جس کے مصنف افضل بیگ خاں قاقشال، سراج کے ہم وطن اور معاصر تھے۔ یہ تذکرہ ۱۱۶۵ھ میں لکھا گیا۔ اس وقت سراج کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ اس میں سراج کی زندگی کے متعلق جتنی تفصیلات ہیں، وہ اس زمانے کے کسی اور تذکرے میں نہیں ملتیں۔

لیکن اس سلسلہ میں ایک اہم بات وضاحت طلب ہے۔ "تحفۃ الشعراء" کے جو مخطوطے اب تک دستیاب ہو سکے ہیں، ان میں سراج کے حالات دو جدا گانہ انداز سے بیان کیے گئے ہیں کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن میں اتفاق سے یہ دونوں مخطوطے موجود ہیں جن میں سے ایک نمبر ۱ (فن تذکرہ فارسی) ۱۱۸۵ھ کا مکتوبہ ہے۔ دوسرے ۱۲۲ پر تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔ پہلا تذکرہ نہایت زشت خط ہے، دوسرا نفیس شکستہ نستعلیق خط میں لکھا ہوا ہے۔ یہ مخطوطہ کسی ایسے نسخہ کی نقل معلوم ہوتی ہے، جو لالہ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی یا ان کے کسی شاگرد یا معتقد کا مملوکہ تھا۔ اس کی ابتدا میں اردو شعراء کے کلام کا ایک انتخاب درج ہے، جو ردیف وار ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں صاحب کے اشعار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس انتخاب کے بعد صاحب کی مثنوی "تصویر جاناں" منقول ہے۔ سب سے آخر میں، تذکرہ "تحفۃ الشعراء" ہے۔

سراج تک دونوں نسخوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے، یا ایسے اختلافات ہیں، جو قابل ذکر نہیں ہیں۔ لیکن سراج کے حالات دونوں میں بالکل مختلف ہیں عنا کی عبارت حسب ذیل ہے :۔

"شاہ سراج الدین سراج اورنگ آبادی از ابتداء در سلک سپاہیاں نوکری می کرد الحال ترک روزگار کردہ از چند سال لباس درویشی پوشیدہ است در فکر ریختہ ہندی طبع موزونے دارد۔ دیوان ریختۂ ہندی ترتیب دادہ۔ گاہے در فکر اشعار فارسی می گراید" (انتخاب میں ۵ شعر دیے ہیں)

عـ۱۲۲ کی عبارت یہ ہے۔

"شاہ سراج الدین اورنگ آبادی سید صحیح النسب است۔ اجدادش از مشائخین بودہ اند۔ تا عمر دوازدہ سالگی بزرگانِ اورا بتقید نوشتن و خواندن داشتند۔ چوں سیزدہ سالہ شد۔ وحشتے در مزاجش راہ یافت۔ تا ہفت سال بروضۂ منورہ حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ دیوانہ وحشی ماند۔ شبہا بحالت بے اختیاری، بکوہ و صحرای گشت۔ پدرش سید درویش زنجیر بپایش کرد۔ بعد چندے بافاقت آمد۔ خیال صحبت فقراء در سرش افتاد و از اثرِ صحبت صاحب کمالے ترک لباس نمودہ بلذتِ درویشی آشنا گردید۔ وطبع موزوں داشت،

در فکر ریختہ ہندی صاحب قدرت بسبب شوق اشعار و ریختہ ہجوم امرداں خوبصورت در کلبۂ اش می باشد۔ رسول خاں نامی از منظوران او دیوان ریختہ ترتیب دادہ فکر اشعار فارسی ہم می نماید۔ ایں چند ابیات فارسی و ہندی از دست" آگے ۶۰ شعر فارسی کے اور ۶ شعر اردو کے منقول ہیں)۔

ایک ہی تذکرے کے دو مخطوطوں میں اتنا بین اختلاف بظاہر ناقابل فہم ہے۔ ایک توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ ۱۱۵۵ کی عبارت کو بعد میں مصنف نے یا کسی اور واقف کار نے ۱۱۷۲ کے مطابق تبدیل کر دیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سراج سے عین پہلے میر فخرالدین اورنگ آبادی کے حالات منقول ہیں۔ سراج کی طرح ان کے متعلق بھی لکھا گیا ہے کہ آغاز شباب میں وہ سپاہیوں کے زمرہ میں ملازم تھے، کچھ عرصہ کے بعد بحکم "الفقر فخری" مسند فقر پر جا گزیں ہو گئے۔

ممکن ہے کہ بعد میں کسی کاتب کی سہو کی وجہ سے میر فخرالدین کے حالات اور سراج کے حالات خلط ملط ہو گئے ہوں۔ ان دونسخوں میں آگے اور بھی اسی طرح کے اختلافات ہیں۔ مثلاً "علی نقی ایجاد" کے حالات میں دونوں کی عبارتیں بالکل مختلف ہیں۔ اور آگے چل کر بعض شعرا کے ذکر میں تقدیم

و تاخیر اور کمی زیادتی ہو گئی ہے۔

"چمنستان شعراء" کے حاشیہ پر جو "تحفۃ الشعراء" شایع ہوا ہے وہ نمبر ۱ کے مطابق ہے۔ اور مرتب اوراق ہذا کو جو نسخہ اس تذکرہ کا "سراج سخن" کی ترتیب کے وقت دستیاب ہوا تھا، وہ نمبر ۲ کے مطابق تھا، اور جناب شیخ چاند مرحوم ایم۔اے 'ریسرچ اسکالر' کی مہربانی سے دستیاب ہوا تھا۔

اس اختلاف پر کچھ روشنی ممکن ہے کہ مولوی ظفریاب خانصاحب کے مضمون "سراج اورنگ آبادی" کے حسب ذیل اقتباس سے پڑ سکے۔ ان کے پیش نظر، نسخہ نمبر ۱ کی عبارت تھی وہ لکھتے ہیں۔

"صاحب تحفۃ الشعراء" مرزا افضل بیگ خاں قاقشال اورنگ آبادی جو سراج کے ہمعصر تھے..... یوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں۔" از ابتدا در سلک ..... الخ" لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قاقشال کو جو عارف الدین خاں عاجز کے ثنا خوانوں میں تھے، سراج کے ساتھ حسن عقیدت نہیں تھی۔ اور نہ تذکرہ لکھتے وقت انہوں نے سراج کے حالات میں تحقیق سے کام لیا۔ ایک سپاہی سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اپنے پیشہ کی انجام دہی کے بعد، وہ ایسا لاجواب اور پر از معرفت و تصوف دیوان ترتیب دے سکے۔

بیان حالا کی تکذیب اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ شفیق نے اپنے کسی تذکرہ میں سراج کے سپاہی پیشہ ہونے کی نسبت ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے[1]

بہر حال وجہ جو کچھ بھی ہو، سراج کی زندگی کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد، مذکورۂ بالا شبہ کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں۔ اس شبہ کا اظہار اس وقت کیا گیا تھا، جب دوسرے نسخے کی عبارت کا مضمون نگار کو غالباً علم نہیں تھا۔

قاقشال کے بعد عبدالوہاب افتخار دولت آبادی نے اپنے تذکرے موسوم بہ "تذکرہ بے نظیر" میں چند واقعات کا اضافہ کیا۔ اسد علی خان تمنا بھی اورنگ آبادہی کے رہنے والے اور سراج کے کم و بیش معاصر تھے۔ لیکن انہوں نے قاقشال اور افتخار کے مقابلہ میں کوئی نئی بات نہیں لکھی۔

سراج کے انتقال سے دو سال قبل لالہ لچھمی نارائن شفیق نے اپنا مشہور تذکرہ "چمنستان شعرا" مرتب کیا۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اپنی ادبی مہارت کے جوہر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی یہ تذکرہ سراج کی

---

[1] رسالہ "لسان الملک" حیدرآباد دکن بابتہ ماہ جنوری و فروری ۱۹۳۸ء ص۸ ۔

زندگی کے واقعات کی حد تک نہایت اہم ہے۔ شفیق کو تمام تذکرہ نگاروں میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ سراج کے دوست اور معتقد بھی تھے۔ اکثر علمی صحبتوں میں ان کا ساتھ رہا تھا۔ وہ بہت کچھ لکھ سکتے تھے اور نہایت صحت کے ساتھ لیکن جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے اس تذکرے کے ذریعہ انہیں اپنے ادبی جوہر بھی دکھانا منظور تھا۔ تاہم ایک اہم کام انہوں نے یہ کیا کہ سراج کی تالیف "منتخب دیوانہا" کے دیباچہ سے ایک اقتباس نقل کر دیا۔ "منتخب" کا کوئی مکمل نسخہ اب تک نہیں مل سکا۔ اس لیے شفیق کے اقتباس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اس کی بدولت سراج کی زندگی کا ایک اہم اور خود نوشت پارہ ہماری دسترس میں آگیا ہے۔

شفیق کا دوسرا تذکرہ "گل رعنا" جو فارسی گو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے، سراج کے انتقال کے دو سال بعد مرتب ہوا۔ اس میں بھی شفیق نے وہی اقتباس نقل کر دیا ہے۔ اور ایک دو واقعات کے علاوہ سراج کے انتقال کی چند تاریخیں جو ان کے مشہور معاصرین نے لکھی تھیں درج کر دی ہیں۔

سراج کے حالات پر ایک اور ماخذ سے بھی روشنی پڑتی ہے۔

یہ "تذکرہ اولیاے دولت آباد" ہے۔ اس کا مصنف سبزواری، ؁ء میں دولت آباد وارد ہوا تھا، اس نے وہاں کے مشہور بزرگوں کے حالات اس میں قلمبند کیے ہیں۔ اورنگ آباد اپنے عروج کے زمانہ میں اتنے منتخب اور برگزیدہ ہستیوں کا مسکن بن گیا تھا کہ یہ شہر رشک شیراز و دہلی بننے کو تھا لیکن افسوس ہے کہ اس کے ارتقا کا تسلسل مرہٹوں کے آئے دن حملوں کی وجہ سے ہمیشہ خطرہ میں رہا اور بالآخر یہ شہر ؁ میں شہر حیدرآباد کی رونق بڑھانے کے کام آیا۔ سبزواری نے سراج کے شعری کمالات کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔ گو اس نے، کوئی نیا واقعہ نہیں بیان کیا۔

سراج کے حالات کی کسی قدر اشاعت سب سے پہلے، عبدالجبار خاں آصفی ملکاپوری کے تذکرے "محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن" کے چھپنے کے بعد ہوئی۔ انہوں نے غالباً "چمنستان شعرا" اور "گلِ رعنا" کی مدد سے، سراج کے حالات مرتب کیے۔ کچھ سنی سنائی باتیں بھی لکھ دیں۔ کیونکہ ان کے زمانے میں کچھ لوگ ایسے مل سکتے تھے، جو سراج کے تابعین کو دیکھے ہوئے تھے۔ بعد کے تذکروں مثلاً "گلِ رعنا" مرتبہ مولانا عبدالحی میں، سراج کے حالات کسی قدر تفصیل سے جو پیش کیے جا سکے، وہ اسی تذکرے کی بدولت ہے۔

چند سال پہلے رسالہ "لسان الملک" (بابتہ ماہ جنوری و فبروری ۱۹۲۴ء) میں مولوی ظفریاب خاں صاحب کا وہ مضمون شائع ہوا تھا، جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اس مضمون میں تمام ماخذوں سے مدد لے کر سراج کی زندگی اور کلام پر، تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے دو سال بعد، جناب احسن مارہروی سابق پروفیسر جامعہ اسلامیہ علی گڑھ نے سراج کی مثنوی "بوستان خیال" کو ضروری حواشی اور شاعر کے حالات زندگی کے ساتھ مرتب کر کے رسالہ "سہیل" علی گڑھ بابتہ ماہ ۱۹۲۶ء میں شائع کیا تھا، اس کی وجہ سے، شمالی ہند کے ادبی حلقوں میں سراج کے متعلق کافی معلومات فراہم ہوگئیں۔ اور اکثر اصحاب کو ان کے مکمل کارناموں کا مطالعہ کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی۔

اس سلسلہ کی آخری کڑی "ادارہ ادبیات اردو" (حیدرآباد دکن) کی دو کوششیں ہیں جن میں سے ایک "مرقع سخن" (جلد اول) ہے، جس میں سراج پر ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے۔ دوسری کوشش، "شعرائے دکن کے انتخابات کے سلسلہ میں" "سراج سخن" کی اشاعت کی ہے، جس کی ترتیب کا ذمہ دار راقم الحروف ہی تھا۔

لیکن بہت سا مواد، جس سے اس "کلیات" کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے،

اس وقت راقم کی دسترس میں نہیں تھا۔ چنانچہ نئے مواد کی روشنی میں کئی مزید امور واضح ہو سکے۔

سراج کے تذکروں کی اس فراوانی کے باوجود ان کی مکمل زندگی، طرز ماند و بود اور ان کے کارناموں کو مرتب صورت میں دیکھنے کی خواہش کو سیری نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ تذکرے اکثر تشنہ ہیں۔ ان کے خاندان کے متعلق ہم اب بھی بہت کم جانتے ہیں۔ ان کے اجداد کے حالات دریافت کرنے کا فی الحال کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اسلاف کو سرکاری ملازمتوں سے واسطہ نہیں تھا۔ اکثر مشائخین کی طرح انہیں غالباً کوئی انعام یا مشاہرہ بھی مقرر نہیں تھا۔ تاہم یہ خاندان حسینی سادات کے ایک محترم گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اور اپنی مذہبیت اور علم و فضل کی وجہ سے عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ فقر و درویشی اس خاندان کی نمایاں خصوصیت تھی۔ خود سراج کے والد، سید درویش اسم با مسمیٰ تھے۔ علم و فضل سے انہیں کس قدر لگاؤ تھا، اس کا پتہ قاقشال کے بیان سے چل سکتا ہے۔ وہ ایک متشرع اور ثقہ انسان تھے، اسی لئے بے خودی میں بیٹے کا گھر سے بھاگ کر نکل جانا، خواہ وہ شہر کے سب سے بزرگ کے

مزار پر فرد کش ہونے کے لئے ہی کیوں نہ ہو' انہیں گوارا نہیں تھا۔ ان کے اصول کی سختی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ' انہیں اپنے لختِ جگر کو تادیب کی خاطر پابہ زنجیر کرتے بھی پس و پیش نہ ہوتا تھا۔ غالباً وہ سراج کی عمر کا لحاظ کرتے' ان کے جذب کے متعلق بہت زیادہ خوش کن خیال نہیں رکھتے تھے۔ یہی عقیدہ ہر اس شخص کا ہوتا ہے' جو اپنی اولاد کو خواہ وہ کسی فضا کے لئے ہو' زیادہ ساز و سامان کے ساتھ' تیار ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔

سراج کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی۔ سنہ ولادت کسی تذکرہ میں مذکور نہیں ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے' خود سراج نے دیوان کی ترتیب کا سنہ اور اس وقت ان کی جو عمر تھی اس کا ذکر دیوان کی آخری غزل کے اشعار میں کر دیا ہے۔

جب کیا جزوِ پریشان سخن شیرازہ بند — تھے برس چوبیس میری عمرِ بے بنیاد کے
سال ہجری تھے ہزار و یک صد و پنجاہ دو — واقف علم لدنی صاحب اسرار کے

بعض نسخوں میں "پنجاہ و یک" بھی لکھا ہوا ہے' لیکن "دو" اس لیے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ "منتخب دیوانہا" کی تکمیل کے وقت یعنی ۱۱۵۹ھ میں انہوں نے بتلایا ہے کہ دیوان کی ترتیب کے بعد سے میں نے شعر

کہنا ترک کر دیا ہے، جس کو اب سترہ سال ہوتے ہیں۔ "پنجاہ و یک" سے اس میں ایک سال بڑھ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے سراج کی ولادت ۱۱۲۸ھ میں ہوئی۔

جیسا ماحول انہیں اس وقت اورنگ آباد میں میسر تھا اور جو اہتمام ان کی تعلیم کے لئے ان کے بزرگوں نے کیا تھا[1]۔ اس سے بآسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت پر خاصی توجہ کی گئی تھی۔ چنانچہ بارہ سال کی عمر تک وہ التزام کے ساتھ متداولہ علوم کی تحصیل میں مصروف رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں فارسی ادب اور شاعری سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ چنانچہ پانچ سات سال کے اندر اندر، انہوں نے تمام مشہور اساتذۂ فارسی کا کلام پڑھ لیا تھا اور نہ صرف پڑھ لیا تھا، بلکہ اس کی روح کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا، چنانچہ بارہویں سال سے جب جذب اور مستی کی کیفیت ان پر طاری ہوئی، تو اضطراری طور پر، فارسی اشعار ان کی زبان سے جاری ہونے لگے۔ ان اشعار کے متعلق خود فرماتے ہیں کہ اگر وہ جمع کئے جاتے تو ایک اچھا خاصا ضخیم دیوان تیار ہو جاتا، اور لوگ اس کو

---

[1] "تحفۃ الشعراء" ص ۱۲۲

پڑھتے تو ان کی عمر کا لحاظ کرتے، ان اشعار کو معجزہ سمجھتے۔ ان اشعار میں سے ممکن ہے کچھ باقی رہ گئے ہوں۔

سراج کی زندگی کا یہ زمانہ اس اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ ابھی ان کی طبیعت کے اصلی جوہر بروئے کار نہیں آئے تھے، ان کا بیشتر وقت درس و تدریس میں صرف ہوتا ہوگا، اور جو وقت اس سے بچ جاتا، اس لحاظ سے کہ وہ فطرتاً یار باش واقع ہوئے تھے، یقین ہے یارانِ ہم مشرب کی صحبتوں میں بسر ہوتا ہوگا۔ اغلب یہ ہے کہ عبدالرسول خاں سے ان کی دوستی اسی زمانے میں ہوئی ہو، کیونکہ اس کے بعد کے ایام میں انہیں ایسی فرصت کا زمانہ بہت کم میسر آیا۔

اگلے زمانے کے بعض صوفیائے کرام کے استعاری یا حقیقی قصوں کی طرح کے چند واقعات سراج کے متعلق بھی مشہور ہیں۔ قاقشال کے قول کے مطابق، ایک تو انہیں عبدالرسول خاں کا واقعہ ہے۔ دوسرا واقعہ وہ ہے، جس پر ان کی مثنوی "بوستانِ خیال" مبنی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ واقعات کبھی کبھی مبالغے کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں، تاہم ان پر شک کرنے یا ان کی توجیہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ صوفیائے کرام کا اس

مسئلہ میں جو کچھ بھی مسلک ہو، ایک بات تو سب کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ بچپن اور جوانی کے زمانے میں، اپنے ساتھیوں میں سے بعض کے ساتھ ہماری گہری دوستی ہو جاتی ہے، اور بعض وقت یہ دوستی محبت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ محبت اگر وہ حقیقی ہو تو ایسی خاص صورت میں وہ بے غرض یا کم سے کم خود غرضانہ ہوگی۔ یہ ہماری زندگی کے روزمرہ واقعات ہیں۔ عام ذہنیتیں جو نازک نفسیاتی مسائل کی الجھنوں میں نہیں پڑسکتیں، اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق، ایسے تمام تعلقات کو وہ فطرتاً اپنی اصطلاحات میں تحویل کر لیتی ہیں۔ اور پھر اپنے عقیدے کے مطابق ایسے تمام واقعات سے بداخلاقی کے نتائج منسوب کر دیتی ہیں۔ عشق و محبت کے متعلق ہمارے عمومی تخیلات اس قدر محدود ہیں! قاقشال نے عبدالرسول خاں کے ساتھ سراج کے لگاؤ کو جس انداز میں پیش کیا ہے، اس سے قاقشال کی ذہنیت کا پتہ چلانا مشکل نہیں ہے۔ قاقشال، سراج کے معاصر تھے اور معاصرین کی ایس بہت زیادہ اثر پذیر ہوتی ہیں یقین ہے کہ اسی طرح کے واقعہ کو وہ دو چار سو سال پہلے کے کسی بزرگ سے متعلق پیش کرتے تو ان کا لب و لہجہ دوسرا ہوتا۔ زمانے کے گذرنے سے مشاہیر کے اطراف تقدس کا ایک ہالہ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کے باوجود، قاقشال، سراج کے کمالات کا اعتراف کرنے

میں کسی تذکرہ نگار سے پیچھے نہیں ہیں۔

صوفی مسلک کا ایک مقولہ عام طور پر مشہور ہے کہ "مجازی سے عشقِ حقیقی ہوا"
ہماری دانست میں یہ مقولہ جہاں کہیں درست ہوا ہے، ان میں سراج بھی شامل
ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سراج فطرتاً ایک حسن پسند نظر رکھتے تھے، ایسی
حسن پسند نظر جو اطراف کی چیزوں میں، ملنے جلنے والوں میں، بول چال میں خیالات
میں، اجساد میں غرض ہر جگہ حسن کی متلاشی رہتی ہو۔ یہی اصول اپنی اپنی حد کے
اندر ہر ذی شعور انسان کا ہے، لیکن جہاں اس کی نوعیت کچھ غیر معمولی ہو جاتی ہے،
وہ سراج کی زندگی کے اس معمولی واقعہ کی طرح معرضِ بحث میں آ جاتی ہے۔ ہر زید
اور بکر کے اسی رویہ پر موافق یا مخالف رائے دینے بلکہ اس کی طرف توجہ کرنے کی
بھی کوئی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ سراج کی زندگی عام سطح سے اونچی تھی اس لئے
وہ اپنے زمانے میں نمایاں رہے اور ہر زمانے میں نمایاں رہے۔ عشق و محبت،
سوز و ساز کی زندگی اور شعر و سخن کی زندگی میں بے حد قرب ہے۔ چنانچہ خود سراج
اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں :-

سراج یوں مجھے استاد مہرباں نے کہا کہ علمِ عشق میں بہتر نہیں ہے اور علوم

ذیل کے اشعار کو پڑھ کر ان کی عشق کی حقیقت کے متعلق شاید کچھ شبہ باقی نہ رہیگا۔

> گر حقیقت کی سیر ہے خواہش راہِ عشقِ مجاز لازم ہے
>
> اور عاشقوں مثال مجھے تم نہ بوجھیو سب مبتلائے عام ہیں یاں مبتلائے خاص

دنیوی محبت کے متعلق ان کا اعتقاد بھی سننے کے لایق ہے۔

> صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم کہ اصل ہستی بے بود ہے عدم کا عدم

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سراج نہ صرف حسن پسند نظر رکھتے تھے، بلکہ وہ صاحبِ دل اور صاحب باطن بھی تھے۔ حسنِ ظاہر کی دلکشیاں، انہیں کبھی اتنا محو نہ کر سکیں کہ وہ حقیقت سے بے خبر ہو گئے ہوں۔ ان کے کلام سے جگہ جگہ اس کا ثبوت ملتا ہے۔

|| تیرہویں سال سے سراج کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہونے لگا۔ جذب اور بے خودی کی کیفیت ان پر طاری ہوئی۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ اور اسی حالت میں وہ گھر سے نکل کر چلے جاتے۔ اس زمانے میں ان کی منزل زیادہ تر، حضرت شاہ برہان الدین غریبؒ[1] کے مزار پر ہوتی۔ کبھی کبھی وہ از خود رفتگی

---

[1] حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مرید اور خلیفہ، جو ۶۵۴ھ میں بمقام ہانسی پیدا ہوئے۔ اور دہلی جا کر حضرت شاہ نظام الدینؒ سے بیعت کی۔ اسی زمانے میں امیر خسرو سے اور ان سے دوستی ہوئی۔ آخری عمر میں آپ مرشد کے امر کے بموجب اورنگ آباد آگئے تھے، یہیں ۷۳۸ھ میں انتقال فرمایا اور خلد آباد میں مدفون ہیں۔

کی حالت میں، رات رات بھر صحرا نوردی کیا کرتے۔ یہ حالات خود سراج کے نوشتہ موجود ہیں، اور شفیق کی بدولت محفوظ ہو گئے ہیں۔ منتخب دیوانہا کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

"فقیر از سنِ دوازدہ سالگی، بغلبۂ شوق بے جہت ہفت سال جامۂ عریانی در برداشت و بہ تکلیف نشاء، بے خودی اکثر در سواد روضۂ متبرکہ حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ شبہا بروز می آورد، واز جوشش ہماں مستی اشعار شور انگیز و ابیات درد آمیز بزبانِ فارسی از مکمن جاں بعرصۂ زبان می آمد و بہ اقتضائے حال خامہ را بہ تحریر آں آشنائی ساخت، احیاناً شوقمندے حاضر الوقت بود، بجہت حلاوت ذائقۂ طبع خود، کاغذ را سیاہ می نمود اگر آں اشعار بتحریر می آمد دیوان ضخیم ترتیب می یافت۔ چوں تقاضائے عمر قابل آں ہمہ سخن سنجیہا نبود، باستماع موزونات حالی عالمے در ورطۂ تعجب می افتاد و از جملۂ الہامات بتصور می آورد"[1]

یہ زمانہ ۱۱۴۱ھ سے ۱۱۴۸ھ تک رہا۔ قاقشال کے بیان سے بھی ان واقعات کی توضیح ہوتی ہے۔ وہ اس میں اس کا بھی اضافہ کرتے ہیں کہ بعض وقت

[1] مخطوطہ "گلِ رعنا" ص ۱۸۳ (تذکرہ فارسی) کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ و چمنستان شعراء (انجمن ترقی اردو) ص ۳۹۹

رات رات بھر وہ کوہ و صحرا میں پھرتے ہوئے گذار دیا کرتے تھے - ان کے والد انہیں پکڑ پکڑ لاتے، لیکن جہاں انہیں موقع ملتا' وہ بھاگ نکلتے - آخر مجبور ہو کر پدر بزرگوار نے اس دیوانہ شوق کو طوق و سلاسل تک پہنانا گوارا کرلیا - والد کی تمام کوششوں کے باوجود' یہ حالت سات سال تک برابر قائم رہی -

اس عرصہ میں سراج کی طبیعت کے پوشیدہ جوہر ظاہر ہونے لگے - یہ ان کی شعر گوئی کی ابتدا تھی اور فارسی شاعری سے لگاؤ کے سبب' بے اختیاری کی حالت میں موزوں فارسی اشعار ان کی زبان پر جاری ہو جاتے تھے - افسوس ہے کہ اس زمانے کا وہ قابل قدر سرمایہ' اب ضایع ہو گیا ہے - ورنہ شاید ہندی فارسی گویوں میں بھی سراج نمایاں جگہ حاصل کر سکتے - جو کچھ فارسی کلام اب تک مل سکا ہے اس کے لحاظ سے ان کی فارسی شاعری کے متعلق صحیح رائے قایم نہیں کی جا سکتی - یہ کلام ادھورا اور پارہ پارہ ہے - اس میں ایک بڑا حصّہ بعد کے افکار کا بھی شامل ہو گیا ہے - وہ کیف شعر کچھ اور ہوتا جس کو پڑھ کر دنیا دنگ رہ جاتی - اس امر کا پتہ چلانا مشکل ہے کہ اس زمانے میں سراج نے کچھ شعر اُردو میں بھی کہے تھے یا نہیں -"

" اس حالت سے جب انہیں افاقہ ہوا' تو صاحب باطن بزرگوں اور فقیروں کی

صحبت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ اسی تلاش و جستجو میں، حضرت شاہ عبدالرحمن چشتی انہیں مل گئے، اُن کی خود نوشت کا اقتباس حسبِ ذیل ہے :-

"بعد انقضائے مدت مذکورہ تلاش لذت تحقیق محرک رگ جاں گردید تا آں وسالت بجناب حامیٔ شریعت غرّی، سالک طریقت الاخفیٰ واقف حقیقت المولیٰ عارف معرفت بکریٰ قبلہ مریدان راسخ الیقین، صاحب الایمان کعبہ مستفیضان کامل الصدق وثابت البرہان حضرت خواجہ سید شاہ عبدالرحمن چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز، کہ وصالِ مقدس در سنہ احدیٰ ستین ومایۃ والف اتفاق افتاد۔ مستعد ارادت گشتہ، فیض یابِ ارشاد گردید۔ وجرعۂ از بزم عنایت آں ساقیٔ شراب ہدایت، موافق حوصلۂ خود چشید۔"

قاقشال نے سراج کے مرشد کا نام نہیں بتلایا، صرف یہ لکھا ہے کہ ایک صاحبِ کمال بزرگ کی صحبت کے اثر سے، وہ ترک لباس کر کے لذتِ درویشی سے آشنا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحمن کے متعلق تذکرے بھی ساکت ہیں صرف قاقشال ہی کے بیان سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اورنگ آباد کے صاحبِ کمال بزرگوں میں شمار ہوتے تھے، اور چشتیہ گھرانے سے تعلق

رکھتے تھے۔ لیکن جس تلاش اور جستجو کے بعد سراج نے انہیں اپنی دنیوی اور دینی رہبری کے لیے منتخب کیا تھا، اور جو اثران کے فیضان کا سراج پر پڑا، اس کے لحاظ سے، حضرت شاہ عبدالرحمٰن کی روحانی قوتوں کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت متشرع بزرگ تھے، چنانچہ، اپنے انتقال سے چند سال پہلے، آپ نے سراج کو غالباً ان کی روحانی ضرورت کے مدِنظر شاعری سے منع کر دیا تھا، اور سراج نے ایک سچے عقیدت مند کی طرح مرشد کے احکام کی تعمیل کی۔ حالانکہ شعر ان کی زندگی تھی۔

سراج نے ۱۱۴۶ھ یا ۱۱۴۰ھ میں حضرت شاہ عبدالرحمٰن سے بیعت کی، اور یہی زمانہ ان کی اردو شاعری کے آغاز، اور عروج کا ہے۔ غالباً اسی لیے وہ اپنے شعر کی تاثیر کو مرشد کے فیض کا اثر بتلاتے ہیں۔

مشعلِ سوزِ جگر ہے ہر غزل میری سراج
شمعِ دل روشن ہے فیضِ شاہ رحمان کے طفیل

سراج پر، حضرت شاہ عبدالرحمٰن کی صحبت کا کیا اثر ہوا، وہ خود سراج نے تحریر فرما دیا ہے۔ لیکن ان کے کلام سے بھی جگہ جگہ مرشد کے اس احترام کا پتہ چلتا ہے، جو ان کے دل میں جاگزیں تھا۔

سراج جب سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے، ان کی عمر انیس بیس سال کی تھی۔ جوانی کا زمانہ تھا، اور قاقشال کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ، ابھی ان کی طبیعت دنیا سے اُکتا نہیں گئی تھی۔ وہ لاابالی طرز کی زندگی گذارتے تھے۔ جب یہ مرشد کی خدمت میں نہ ہوتے، تو ان کا زیادہ وقت شعر و سخن کی صحبتوں میں گزرتا تھا گھر پر احباب کا مجمع رہتا تھا، ان صحبتوں کو سراج کے بزرگ اور بڑے بوڑھے لوگ غالباً اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے لیکن سراج کو دنیا والوں کی تعریف یا مذمت سے کوئی سروکار نہیں تھا، ان کی نظر زندگی کے اس پرآشوب زمانے میں بھی مقصد سے نہیں ہٹی۔ ان چند اشعار سے ان کے مسلک کا پتہ چل سکتا ہے:-

معتبر نہیں جمال ظاہر کا گردشِ روزگار کی سوگند

جو دل کا آئینہ ہو صاف رنگِ غفلت سیں عیاں ہے معنیٔ ہر شئے میں صورتِ محبوب

دیکھا ہوں ہر طرف نگہِ امتیاز سیں کوئی دوسرا نظر نہیں آیا مثالِ دوست

اے پاکباز گلشنِ آئینہ، سیر کر گر تجھ کوں آرزو ہے کہ پاؤں وصالِ دوست

۱ سراج کی اردو شاعری کی ابتدار اور نشو نما کا یہی زمانہ ہے۔ غالباً عبدالرسول خاں سے ان کی پینگیں اسی زمانے میں بڑھیں، اور ان کی دوستی، رفاقت اور محبت کے وہ نقش، جو بچپن سے ان کے دل پر مرتسم ہو چکے تھے، اب بہت گہرے ہوگئے۔ سراج

اور بھی کئی دوست، شاگرد اور معتقد تھے، جن سے انہیں محبت تھی، ان میں شاہ ضیاء الدین پروانہ، شاہ تاج الدین، شاہ چراغ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ضیاء الدین کو جو محبت سراج سے تھی، وہ ان کے تخلص سے ظاہر ہے جو "سراج" کی رعایت سے اختیار کیا گیا تھا۔ ان کے نام سراج نے جو خطوط لکھے ہیں، ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سراج ان سے کس درجہ بے تکلفی اور محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"قلم می خواست دریں مقام شوخیہا کند و نازنیں ہا نویسد۔ لاکن در ضبط پرداختہ شد" (خط ۷)

ضیاء الدین نے بھی سراج کی بڑی خدمت کی۔ اسی طرح تاج الدین کے موسومہ خطوط سے بھی حد درجہ محبت اور بے تکلفی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن سراج کو جو محبت عبدالرسول خاں سے تھی، وہ ان میں سے کسی اور سے نہیں تھی۔ انہیں کے مجبور کرنے سے سراج اپنا اردو کلام قلمبند کرنے پر مائل ہوئے۔ اور عبدالرسول خاں نے ان منتشر جواہر پاروں کو ردیف وار ترتیب دے کر دیوان مرتب کیا۔ یہ واقعات خود سراج نے اس طرح لکھے ہیں:۔

"دراں ایام بنا بر پاس خاطرِ عزیز، عبدالرسول خاں صاحب کہ برادر

طریق ایں فقیر است اکثر اشعار ریختہ بسلک سطور خسلک گشتہ۔ ایشاں آں جواہر متفرق را کہ قریب پنج ہزار بیت بود، بہ ترتیب دیوان مردف نمودہ حصہ مشتاقان خاص گردانیدند و رفتہ رفتہ شہرت تمام گرفتہ بعام ہم رسید"

اس اقتباس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 'عبدالرسول خاں' سراج کے برادر طریق بھی تھے۔ چنانچہ وہ آخری زمانے میں شاہ عبدالرسول چشتی مشہور ہو گئے تھے۔ سراج کی صحبت کے اثر سے وہ شعر بھی کہنے لگے تھے، سراج کے ایک خط سے اس کا پتہ چلتا ہے[1] لیکن، شاعر کی حیثیت سے ان کا تذکرہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ ایک چیز ان کے متعلق یقینی ہے کہ وہ نفیس ادبی مذاق رکھتے تھے اور اچھے سخن فہم تھے۔ شاعر کی نظر میں، ایک سخن فہم کیا مرتبہ رکھتا ہے، اس کا کچھ اندازہ غالب کے ان خیالات سے ہو سکے گا جو انہوں نے، اپنے ایک دوست منشی نبی بخش حقیر کے متعلق ظاہر کئے ہیں[2]۔ نبی بخش شعر کے بڑے پرکھنے والے تھے، اسی لئے غالب ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ حالانکہ علمی پایہ میں وہ غالب کے بعض

---

[1] ملاحظہ ہو خط مشمولہ کلیات ہذا۔ [2] ملاحظہ ہو "یادگار غالب" مطبوعہ مطبع ریاض ہند صفحہ ۵۸۔۸۲ -

اور مشہور دوستوں کے پاسنگ بھی نہ تھے۔ شعر گوئی کی طرح، یہ ملکہ بھی فطری ہوتا ہے، اور شاید شعر لکھنے کی قابلیت کے مقابلے میں زیادہ شاذ بھی ہوتا ہے۔ جس طرح دو بولنے والوں میں ہم آہنگی مشکل ہے۔ اسی طرح دو شاعروں میں حقیقی دوستی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ شاعر کے دوست ایسے لوگ خوب ہو سکتے ہیں، جو منفی صفات کے حامل ہوں۔ جس قدر شوق نمود شاعر میں ہوتا ہے، اس میں اتنی ہی جذب کرنے کی قابلیت کی ضرورت ہے۔ یہ خصوصیات عبدالرسول خاں میں کم و بیش ضرور موجود تھیں۔ چنانچہ سراج کے تمام دوستوں میں، کم سے کم ذکر ان کا کیا گیا ہے۔ پروانہ کا تذکرہ "چمنستان شعرا" اور "گل عجائب" وغیرہ میں موجود ہے، شاہ چراغ باغی طبیعت کے انسان تھے اور وقت سے پہلے میدان میں کودنا چاہتے تھے، سراج کے خطوط سے ان کی یہ خصوصیت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اس حلقہ میں صرف ایک عبدالرسول خاں ہی ایسے تھے جن کو نمود و نمائش کی خواہش کم سے کم تھی۔ سراج کے وہ خطوط جو ان کے موسومہ ہیں، دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ ادبیانہ ہیں۔ یہ بات بھی خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ سراج نے صرف انہیں کے خطوط میں جگہ جگہ اردو اشعار لکھے ہیں۔

سراج کے کلام میں بعض جگہ عبدالرسول خاں کی طرف اشارے بھی موجود ہیں۔ مثلاً سراج کی ایک غزل کا مطلع ہے۔

صبا میرے جوان لشکری کوں جا خبر کرنا
دل بے درد میں اس یار کے جا کر اثر کرنا

آخری زمانہ میں عبدالرسول خاں لشکر میں منتقل ہوگئے تھے ممکن ہے یہ ملازمت کے سلسلہ میں ہو، سراج کے خطوط سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ انہیں کی وجہ سے سراج بھی کبھی کبھی لشکر میں رہا کرتے تھے۔ "تحفۃ الشعراء" کی اگلی عبارت کا تعلق ممکن ہے کہ اسی سلسلہ میں کسی غلط فہمی پر مبنی ہو۔ کیونکہ سراج کی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس کی توجیہ کسی اور طرح ممکن نہیں معلوم ہوتی۔

اس قلیل مدت کا اندازہ کرتے، جس کے اندر اندر ان کی اردو شاعری کی ابتداء ہوئی، اور وہ نشو و نما کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچ سکی، سراج کی شاعرانہ قابلیت کے متعلق نہایت بلند رائے قائم ہوتی ہے۔ تھوڑی سی مدت میں انہیں، اس فن میں وہ کمال اور شہرت نصیب ہوئی، جو ایک عمر کی سعی کے باوجود بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ۱۱۵۶ھ

سے پہلے پہلے سراج کی شاعری کی شہرت، گجرات اور شمالی ہند کے علمی مرکزوں دہلی وغیرہ تک پہنچ گئی تھی۔ ریختہ میں وہ ولی کے بعد سب سے بڑے استاد تسلیم کئے گئے، اور ولی کے جانشین سمجھے گئے۔[1]

دکن کے آزاد، یعنے عبدالجبار خاں آصفی نے سراج کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے، بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں، جو کسی اور تذکرے میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ سراج کی غزلیں عام طور پر محفلوں میں پڑھی جاتیں اور قوال انہیں گاکر سنایا کرتے تھے۔ جب غزل گائی جاتی تو محفل پر ایک وجد کا عالم طاری ہوجاتا تھا۔ خود سراج کے پاس ہفتہ میں ایک روز محفلِ سماع منعقد ہوتی، جس میں شہر کے عمائد اور مشائخ جمع ہوتے تھے۔[2] سراج کی غزلوں کا اثر کوئی خیالی چیز نہیں ہے، بلکہ آج سے کچھ سال پہلے تک، حیدرآباد میں، ان کی غزلیں محفل سماع میں عام طور پر گائی جاتی تھیں۔ اب تک بھی اس فضا کے مٹے مٹے سے نقش موجود ہیں۔ اور آج بھی ان کی غزل سن کر محفل کی محفل سر دھننے لگتی ہے۔ نہ صرف حیدرآباد بلکہ شمالی ہند میں بھی۔ ان کی بعض غزلیں بہت مشہور اور

[1] ملاحظہ ہو "چمنستان شعرا" (انجمن ترقی اردو) صفحہ ۲۹۸ [2] "محبوب الزمن" صفحہ ۳۸۵ ۔

مستعمل ہیں۔

غرض یہ سب کچھ سراج کو پانچ چھ سال کے اندر اندر حاصل ہوگیا۔ کیونکہ ۱۱۵۰ھ کے بعد، مرشد کے حکم کی بنار پر انہوں نے شاعری ترک کردی۔ اپنی خود نوشت میں یہ واقعہ بھی انہوں نے لکھا ہے۔ دیوان کی ترتیب کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔

"و فقیر بعد چندے بلباس "الفقر فخری" ممتاز گردید و از ہماں روز موافق امر مرشد برحق تا حالت تحریر کہ سال ہفدہم است دست زبان را از دامن سخن موزوں کشید"

یہ تحریر ۱۱۶۹ھ کی ہے، اس سے سترہ سال پہلے، دیوان مرتب ہوا تھا۔ اس طرح گویا دیوان کی ترتیب کے بعد ہی سراج نے شعر کہنا ترک کر دیا۔

لیکن "بوستانِ خیال" کا جو نسخہ لٹن لائبریری جامعہ علی گڑھ میں محفوظ ہے اسکے اور عالیجناب نواب سالارجنگ بہادر کے کتب خانہ مشرقی کے مخزونہ نسخہ 'د' کے ایک شعر سے سنہ تصنیف ۱۱۶۰ھ ظاہر ہوتا ہے۔ شعر حسب ذیل ہے:۔

"عدد جب کہ اس نام کے آئے ہات ¹¹⁶⁰ مطابق ہوئے سال و ابیات سات"

راقم کے مرتبہ نسخہ میں اشعار کی کل تعداد ۱۱۶۲ ہے، لیکن نسخہ د میں

اشعار (۱۱۵۲) اور علی گڑھ کے مخطوطے میں ابیات کی تعداد ۱۱۵۵ ہے۔ کتب خانۂ جامعۂ عثمانیہ کے ناقص نسخے میں تقریباً سات سو اشعار ہیں۔ اور عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں "بوستان خیال" کا جو دوسرا نسخہ ہے اس میں ابیات کی تعداد (۱۱۶۱) ہے۔ اس طرح راقم کے مرتبہ نسخے میں ان تین نسخوں میں سے کسی سے دو شعر زیادہ ہو گئے ہیں۔ "بوستان خیال" تاریخی نام ہے، جس سے سنہ ۱۱۶۰ھ برآمد ہوتا ہے۔ مذکورۂ بالا شعر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مثنوی کے اشعار کی تعداد سنہ سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس اعتبار سے اسکا سنہ ۱۱۶۰ ہونا چاہئے کیونکہ عموماً تصنیف کا نام تاریخی رکھتے تھے۔ خود سراج نے "منتخب دیوانہا" کے نام میں سنہ تکمیل کی رعایت ملحوظ رکھی ہے۔ "بوستان خیال" میں اتفاق سے ابیات بھی، سنہ کے مطابق ہو گئے ہیں۔ یہ تمام قرائن ایسے ہیں، جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ "بوستان خیال" سنہ ۱۱۶۰ھ میں لکھی گئی۔

لیکن سراج کی وہ تحریر جو ہم نے اوپر نقل کی ہے، اس کے لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۱ھ یا سنہ ۱۱۵۲ھ اور سنہ ۱۱۶۹ھ کے درمیان انہوں نے شعر گوئی ترک کر دی تھی۔ عبدالجبار خاں آصفی نے اپنے تذکرہ میں "چمنستان شعرا" کے حوالے سے اس کی تصنیف کا سنہ ۱۱۷۳ھ لکھا ہے۔ لیکن مطبوعہ "چمنستان" میں،

"بوستانِ خیال" کا سنہ تصنیف کہیں درج نہیں ہے، صرف ابیات کی تعداد (۱۱۶۰) بتلائی گئی ہے۔ اقتباس حسبِ ذیل ہے:۔

"مثنوی شاہ صاحب مسمّیٰ بہ "بوستانِ خیال" کہ جملہ ابیاتش، یک ہزار و یکصد و شصت باشد بنظر درآمد۔ حقا کہ خوں از رگ اندیشہ چکانیدہ است مطلعِ او این است[۱]"

اس کے علاوہ کوئی بیرونی شہادت ایسی موجود نہیں ہے، جس سے اس مسئلہ پر روشنی پڑ سکے۔ "گلِ رعنا" میں شفیق نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ تاہم "منتخب دیوانہا" کی محولہ بالا عبارت کا لحاظ کرتے ہم نے "سراج سخن" میں بعد کے سنہ کو ترجیح دی تھی۔ اس کے متعلق جناب احسن مارہروی صاحب نے ایک خط میں حسبِ ذیل بحث فرمائی ہے:۔

"چمنستان شعرا" کے صفحہ ۳۰ کی ... عبارت کا مدعا یہ ہے کہ سنہ ۱۱۶۹ سے سترہ سال قبل لباسِ فاخرہ "الفقر فخری" پہن کر سخن گوئی سے الگ ہوگئے تھے۔ اور سنہ ۱۱۶۹ میں دیوان کا انتخاب ختم کیا ہے۔ انتخاب و سخن گوئی میں

---

[۱] ملاحظہ ہو "چمنستان شعرا" صفحہ ۳۰۔

جو فرق ہے ظاہر ہے۔ ... جب ترک سخن کر چکے تھے تو ۱۱۶۹ھ میں ایسا مشغلہ کو بلا وجہ موجہ کیوں اختیار کرتے ... خلاصہ .... یہ ہے کہ "بوستان خیال" "منتخب دیوانہا" سے ۹ برس پہلے ۱۱۶۰ھ میں تصنیف ہوئی"

"بوستان خیال" دوسری مشہور مثنویوں کی طرح، کوئی فرضی اور خیالی قصہ نہیں ہے، بلکہ یہ سراج کی آپ بیتی ہے۔ اور اس واقعہ کو سراج نے نہایت درد انگیز انداز میں پیش کیا ہے۔ انہیں ایک لالہ جی کے لڑکے کے ساتھ گہری دوستی ہو گئی تھی پہلے وہ ان کے پاس پڑھنے آتا تھا، رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹے، سراج ہی کے ساتھ رہنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر، اس کی قوم والوں نے ماں باپ کو سکھا پڑھا یا اور دراندازی کی۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے گھر گیا، تو، ماں باپ نے اسے سخت سست کہا، اور قوم سے نکال باہر کرنے کی دھمکی بھی دی۔ اس نے ان کی ایک نہ سنی اور ناراض ہو کر گھر سے چلا آیا۔ جب یہ واقعہ اس نے سراج سے بیان کیا، تو سراج نے یہ خیال کر کے کہ مبادا در اندازوں کو، لگانے بجھانے کا موقع مل جائے اور وہ لالہ کو اپنے پاس آنے جانے سے ہمیشہ کے لیے روک دیں۔ انہوں نے سمجھایا کہ، میاں تمہارے ماں باپ جب خفا ہوتے ہیں، تو انہیں رنجیدہ

کرنا ٹھیک نہیں، تم ان کا دل مت دکھاؤ۔ اور یہاں بھی دن میں ایک بار آتے جاتے رہو۔ لالہ نے یہ سمجھا کہ سراج کی دوستی میں فرق آگیا اس لئے آب دیدہ ہو کر کہا۔ "تم میں دوستی کی کمی ہے۔ میں جان ودل سے تمہارا دوست ہوں۔ اور مرنے تک تم سے کبھی جدا نہ ہونگا۔"

لیکن چند دنوں کے بعد، اس کی طبیعت ایسی بدل گئی کہ آنا جانا تو درکنار اگر کبھی سراج بھی اس طرف جاتے تو، انجان ہو کر گھر میں چھپ جاتا۔ کچھ دن اس طرح بھی گذرے، آخر لالہ کو سراج کی وہ اگلی وفا یاد آئی۔ اور وہ آکر ان سے عذر خواہ ہوا، اور پہلے سے زیادہ دوستی کا دم بھرنے لگا۔ یہ حالت بھی زیادہ قایم نہ رہ سکی۔ پھر چند روز کے بعد وہ ان سے بیگانہ ہوگیا اور ملنا جلنا بالکل ترک کر دیا۔

سراج جو دوستی اور محبت کے لئے پیدا ہوئے تھے، یہ واقعہ ان کے لئے بے حد شاق گذرا۔ وہ نہایت مغموم رہنے لگے۔ ان کے دوست احباب، ملنے جلنے والے انہیں لاکھ سمجھاتے، لیکن کچھ اثر نہ ہوتا۔ آخر ایک سردار زادہ، صاحب جمال، جو سراج کا گہرا دوست تھا، اور نواب نظام الملک بہادر کی فوج میں ملازم تھا، پالکنڈے کی فتح (۱۱۴۰ھ) کے بعد گھر واپس جاتے ہوئے

سراج سے ملا۔ اور انہیں سمجھا بجھا کر اپنے گھر لے گیا۔ وہ ان کی بڑی خاطر مدارات کیا کرتا، اور ان کی دلدہی میں کمی نہ کرتا، لیکن ان کے غمگین دل کو کبھی واشد نصیب نہ ہوتی۔ ایک روز وہ سیر باغ کے لئے گئے، اور وہاں سراج ایک درخت کی پیڑ پر گر کر رونے چلانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر سب ساتھی پریشان ہوئے اور انہیں اٹھا کر گھر واپس لے آئے۔ گھر پہنچ کر، سردار زادے نے اُن سے شکایت کی کہ تم اب تک اپنی محبت کا حال مجھ سے چھپاتے رہے، تمہاری آج کی بے خودی محبت کا نتیجہ تھی۔ مجھ سے اپنی بپتا بیان کرو۔ اس پر سراج نے، اوپر کا سارا حال سنایا۔ سردار زادے نے ان کا دل بہلانے کے لئے کہا کہ "وہ تو بڑا ہی سنگدل ہے، جو آپ کو ایسی مصیبت میں گرفتار کر کے پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔ میں بھی خوبصورت ہوں۔ اگر میرے ساتھ عہد وفا باندھو تو آرام سے گذر جائیگی۔" اس پر سراج کو بہت طیش آیا، رات کی تاریکی اور بارش کا بھی انہوں نے خیال نہ کیا۔ اور اپنی چھڑی اُٹھا کر، وہاں سے چل کھڑے ہوئے، سردار زادے نے بہت معذرت چاہی لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور تکلیفیں اٹھاتے گھر لوٹ آئے۔

یہ واقعات بیان کر کے، وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ بارالٰہا اب تو دنیا کی محبت میرے دل سے دُور کر۔ اور اپنی محبت میں ثابت قدم رکھ۔"

اس میں جو تاریخی حوالے آ گئے ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ۱۱۵۹ھ سے پہلے کا ہے۔ اسی سنہ میں بالکنڈہ فتح ہوا، قاقشال نے جس زمانے میں اپنا تذکرہ مرتب کیا، اس زمانے میں سراج کی زندگی اسی طرح لاابالی انداز سے بسر ہوتی تھی۔ اس واقعہ اور سراج کی زندگی کا تفصیل سے مطالعہ کرنے کے بعد، روس کے شہرۂ آفاق افسانہ نگار انتون چیخوف کا وہ مثالی کردار جو اس نے "ڈارلنگ" میں پیش کیا ہے، ہمارے ذہنوں میں تازہ ہو جاتا ہے۔ "بعض لوگ دنیا میں صرف محبت کرنے کے لئے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور محبت کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ محبت ہی ان کے لئے "زیست کا مزہ" ہوتی ہے۔ اور محبت کے بغیر ان کی عمر کٹ نہیں سکتی۔"

۱۱۶۱ھ میں حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی کا وصال ہو گیا۔ سراج کو ان سے جو ارادت تھی اس کے مدنظر یہ جانکاہ صدمہ ان کے لئے یقیناً بہت تھا۔ فقر و درویشی وہ پہلے ہی اختیار کر چکے تھے، اس حادثے کے بعد، وہ اور بھی گوشہ گزیں ہو گئے۔

اس زمانے میں جب انہیں دنیا سے بہت کم سروکار رہ گیا تھا، انہوں نے اپنے شعری ذوق کی تشفی کے لئے ایک مناسب مشغلہ تلاش کر لیا۔ فارسی شاعری جس کا ذوق ان کے رگ و پے میں بسا ہوا تھا۔ اب پھر ان کے لئے جاذب توجہ

تھی۔ لیکن چونکہ وہ شعر کہنا ترک کر چکے تھے، اس لیے اساتذہ فارسی کے دیوانوں کا انتخاب شروع کیا۔ اور ۱۱۶۹ھ میں اسے مکمل کر کے ایک دیباچہ بھی لکھا۔ جس کا اقتباس شفیق نے اپنے دونوں تذکروں میں پیش کیا ہے۔ اس مجموعہ کا تاریخی نام انہوں نے "منتخب دیوانہا" رکھا۔

"منتخب" کا جو نامکمل مخطوطہ کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے، اس میں کلام ردیف وار ترتیب دیا ہوا ہے۔ اور تقریباً تمام مستند اساتذہ فارسی کے افکار پر مشتمل ہے۔ جو شاعر اس زمانہ میں زندہ تھے ان کے نام کے ساتھ "سلمہ" یا "سلمہ اللہ" وغیرہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ سراج کی طبیعت کا انکسار اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا ایک شعر بھی اس میں نہیں لکھا۔ قدیم زمانے میں ایسے "منتخب" بیاضوں سے بنتے تھے اور "منتخب" کی ترقی یافتہ شکل "تذکرہ" تھی۔ بہت کم تذکرہ نگار ایسے ہونگے، جنھوں نے اپنے کلام کو اپنے تذکروں میں جگہ نہ دی ہو۔ بعضوں نے تو صرف اسی لئے یہ سارا کھیل کھڑا کیا تھا۔

"منتخب دیوانہا" کا دیباچہ جس کا حوالہ جابجا دیا جاتا ہے۔ کتب خانے کے نسخے میں موجود نہیں ہے۔ عبدالجبار خاں آصفی نے بھی "چمنستان" اور

گل رعنا سے واقعات اخذ کرکے لکھے ہیں۔

"منتخب دیوانہا" غالباً سراج کا آخری کارنامہ تھا۔ اس کے بعد سوائے خلوط کے' انہوں نے شاید ہی کچھ لکھا ہو۔ بحرِ طویل میں انہوں نے جو خط لکھا ہے وہ ابتدائی جوش کے زمانے کی یادگار معلوم ہوتا ہے۔

آخری زمانے میں سراج کی ہستی نہایت مقدس اور بزرگ ہوگئی تھی۔ عوام اور خواص ان کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ تقریباً سارا شہر ان کا معتقد تھا اور ان کی شاعری اور بزرگی کی شہرت دور دور پہنچ گئی تھی۔ ان کے مریدوں کی تعداد بھی کافی ہوگی' ان کے خاص معتقدین میں ضیاءالدین' تاج الدین' شاہ چراغ کے علاوہ صرف دو ایک نام ہم کو معلوم ہو سکے ہیں۔ ان کے شاگردوں کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی ان میں سے جو مشہور تھے وہ حسبِ ذیل ہیں:-

ضیاءالدین پروانہ' لالہ جے کشن بیجان' مرزا مغل کمترؔ' میر مہدی متینؔ' مرزا محمود خاں نثارؔ' محمد عطا ضیاؔ' محمد رضا بیگ خاں وغیرہ۔

بیجان کا ذکر "چمنستان" میں موجود ہے[1]۔ شفیق نے ان کی شاعری کی بڑی تعریف کی ہے۔ شفیق کو ان کے متعلق سراج سے یہ معلوم ہوا تھا کہ' وہ نواب صلابت جنگ کے

---

[1] "چمنستان شعرا" ص۲۰

لشکر کے ہمراہ گئے تھے، جس کے بعد سے ان کا پتہ نہیں چلا۔ پروانہ اپنے زمانے کے معتبر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ "چمنستان" اور "گلِ عجائب" مصنفۂ اسد علی خاں تمنا اورنگ آبادی دونوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ وہ سراج کے مرید، شاگرد اور حد درجہ معتقد تھے۔ سراج بھی انہیں بہت چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنا تخلص "پروانہ" سراج ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا۔ وہ فارسی اور اردو دونوں میں شعر کہتے تھے، اور اچھے شاعر سمجھے جاتے تھے۔ کمتر اور تمین کا ذکر بھی شفیق نے کیا ہے۔ تمین برہان پور کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد میر محمد امین، مرزا عبدالقادر بیدل سے تلمذ رکھتے تھے۔

مرزا محمد خاں نثار دیانت خاں کے فرزند اور امانت خاں کے پوتے تھے۔ اور ان کا خطاب توارث خاں تھا۔ اورنگ آباد کے امرا میں شمار ہوتے تھے، شاعری میں بھی اچھی دستگاہ تھی چنانچہ شفیق نے انکے کلام اور ان کی سخن فہمی کی داد دی ہے۔ انہوں نے ایک مثنوی بھی لکھی تھی جس میں جگہ جگہ "بوستان خیال" کے اشعار کی تضمین کی گئی تھی شفیق نے ان کے اشعار کا انتخاب ساڑھے چار صفحوں پر دیا ہے۔

ضیا اچھے شاعر تھے، لیکن شفیق نے ان کی انشا کی بہت تعریف لکھی ہے۔ رضا بیگ خاں رضا کے والد شاہجہاں آباد سے آئے تھے۔ رضا اورنگ آباد میں

پیدا ہوئے اور شاہ سراج سے تلمذ حاصل کیا شفیق نے ان کے اشعار تذکرہ کے لئے انتخاب کرنے سے پہلے، سراج کی خدمت میں بھیج دیے تھے، جتنے شعر انہوں نے انتخاب کئے وہی لکھے ہیں۔

شہرت، عزت اور احترام کے لحاظ سے، یہ سراج کی زندگی کا بہترین زمانہ ہے۔ انہیں شاعری میں استادی کا درجہ حاصل ہو چکا تھا، شہر کے بعض نہایت خوش گفتار شاعر ان کی شاگردی کا دم بھرتے تھے، اس کے علاوہ عالموں، ادیبوں اور شاعروں کے ہر حلقہ میں ان کی عزت ہوتی تھی۔ اس وقت اورنگ آباد میں جو سر برآوردہ اہلِ قلم موجود تھے وہ یا تو ان کے دوست تھے یا ان کے معتقد۔ علامہ غلام علی آزاد بھی ان کے ملنے جلنے والوں میں سے تھے۔ شفیق جو پہلے اپنے آپ کو سراج کا دوست سمجھتے تھے، اب ان کا احترام کرنے لگے تھے "چمنستان شعرا" میں انہوں نے لکھا تھا: "دریں ایام با راقم السطور گرم جوشد و دم از دلسوزی می زوند۔" لیکن چند سال بعد "گلِ رعنا" میں اس نسبت کو وہ اس طرح ظاہر کرتے ہیں: "باراقم السطور آشنا بود، و شفقت خاص از سائر الناس بر بندۂ مبذول می فرمود۔"[1]

---

[1] مخطوطہ "گلِ رعنا" ص ۱۸۳ ۔ کتب خانہ آصفیہ (فن تذکرہ فارسی)

یہی فرق ان دونوں تذکروں کے اس بیان میں بھی ہے، جس میں سراج کی شاعری کی تعریف کی گئی ہے۔ قاقشال کا تذکرہ اس وقت لکھا گیا تھا، جب سراج کی عمر ابھی ۳۷، ۳۸ سال کی تھی، دس بارہ سال کے اندر اندر سراج کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگیا تھا۔ وہ لوگ بھی، جو ان کی جوانی کی لاابالی زندگی کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، اب ان کے سامنے خودبخود جھک جاتے تھے۔

اس زمانے میں بھی شعروسخن سے ان کی دلچسپی کم نہیں ہوئی تھی، اکثر شعرا اور علماء ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور بعض وقت شعروسخن کی بحثیں بھی چھڑ جاتی تھیں۔ "گل رعنا" میں شفیق نے اس طرح کا ایک واقعہ درج کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلینے کے باوجود، وہ شعروسخن کی دلچسپیوں سے دامن نہ چھڑا سکے تھے۔ گو یہ صحیح ہے کہ اس زمانے میں ان کی یہ دلچسپیاں عملی نہیں رہی تھیں۔

اس تمام عزت و تقدس کے باوجود سراج کا یہ حال تھا کہ وہ گھر میں تنہا رہا کرتے تھے۔ صرف دو خدمت گار کام کاج کے لئے مامور تھے۔ کوئی دوست دلسوز پاس نہ تھا ضیاءالدین پروانہ ملازمت کے سلسلہ میں بیجاپور میں مقیم تھے،

شاہ چراغ' احمد نگر میں اور شاہ عبدالرسول' لشکر میں رہا کرتے تھے۔ شاہ تاج الدین بھی ان کے نزدیک نہیں تھے۔ آخری عمر میں مرض بواسیر' ضعف معدہ اور اسہال جیسے امراض میں وہ مبتلا رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک خط میں وہ پروانہ کو تحریر فرماتے ہیں :-

"از مدت دو ماہ بواسیر بادی و ضعف قوائے رئیسہ' خصوصاً ضعف معدہ غالب است' اگرچہ مطابق فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ' خود را بمصلحت حکیم حقیقی حوالہ کردہ شد' لاکن بحکم داو مراتب وادائے شان عبدیت بطبیبان شہر' رجوع آوردہ' موافق مزاج اینہا' بدوا و غذا پرداختہ می آید۔ دو روز اگر قدرے آثار شفا مرتب می شود' باز بحکم مصلحت حقیقی ہماں دوا بمضرت می پردازد' بہرحال ہر دو صورت خالی از حلاوت خاص نیست۔ درینولا باز از یک ہفتہ آثار شفا است۔ آئندہ باید دید کہ رضا درچہ کار' و ما را دراں چہ بار۔ ضعف بدن بمرتبہ ایست کہ بسیر چوک ہم معذور است"[1]

[1] ملاحظہ ہو خط ۱۔

ایک اور خط میں شاہ چراغ کو لکھتے ہیں :-

"فقیر تا حال در ہماں بیماری از مدت یک و نیم سال گرفتار است۔ و ہر روز دوائے حکیماں بعمل می آید یکے بیماری و دویم تہنائی۔ وکسے دلسوز در خدمت نیست"[1]

ایک اور خط میں انہیں کو تحریر فرماتے ہیں :-

"ورینولا بسبب بیماری تا یک ہفتہ زندگانی بالکل نمود۔ بلکہ مرا سنجر بیگ دراں وقت حاضر بودند آنچہ لازمۂ دوستی بود بجا آوردند" خط ۱۵

شاہ تاج الدین کو جو خط[2] لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض وقت مرض کے غلبہ کی وجہ سے، وہ کھڑے ہونے سے بھی معذور ہو جاتے تھے۔

انہیں تکلیفوں کے سبب وہ شاہ چراغ کو، جن سے انہیں بہت انس تھا اپنی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے لکھتے ہیں لیکن غالباً وہ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے۔ بار بار بلانے پر بھی جب وہ نہیں آتے تو ایک دفعہ خفا ہو کر لکھتے ہیں :-

"بتوجہ شما بارے حق تعالیٰ فضل کرد۔ بیماری تخفیف یافت۔ والحال

---

[1] ملاحظہ ہو خط ۱۴ [2] ملاحظہ ہو خط ۱۲ -

احتیاج آمدن شما نیست۔ اگر قصد سیر شہر باشد مبارک است" (خط ۱۵)

اصل میں شاہ چراغ 'احمد نگر میں' اپنا رنگ جما رہے تھے۔ مرشد کی مرضی کے خلاف انہوں نے اپنے آپ کو رونق شاہ مشہور کر رکھا تھا۔ جب اس کی خبر سراج کو پہنچی تو انہوں نے باز پرس کی تھی۔ ممکن ہے کہ شرم کی وجہ سے وہ نہ آنا چاہتے ہوں۔ اس لئے آخر میں سراج نے ان کی بیوی لالن جیو یا لالن جی کو لکھا کہ تم شاہ چراغ کا انتظار کئے بغیر فوراً چلی آؤ۔ (خط ۱۸)

غالباً شاہ چراغ کے نہ آنے کے سبب' سراج نے آخر میں شاہ عبدالرسول کے پاس لشکر جانے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ خط ۱۶ میں شاہ چراغ کو لکھتے ہیں۔

"فقیر لاعلاج الحال عزم جزم دارد کہ پیش رسول خاں صاحب بروم ....

اگر آمدن نمی شود جواب صاف بنویسند کہ انتظار آمدن یا جواب شما است۔

فقیر پا در رکاب است"

غالباً وہ آخر دم تک یہیں رہے۔ اور اسی مرض میں بتاریخ ۴ شوال ۱۱۷۷ھ یوم جمعہ کو ان کا انتقال کیا۔ تدفین تکیہ ہی میں عمل میں آئی۔ پروانہ نے مرشد کے مزار پر بعد میں گنبد تعمیر کرایا تھا' جو اب نہایت خستہ حالت میں ہے۔ تکیہ کے اس مکان کو بھی جس میں سراج رہا کرتے تھے۔ پروانہ نے پختہ بنوا دیا تھا' لیکن اب

صرف اس کے کھنڈر باقی رہ گئے ہیں۔ یہ مقام اب تکیہ شاہ چراغ کے نام سے موسوم ہے، اورنگ آباد میں روہیلہ گلی کے شمال میں نالے کے مرتفع حصے پر واقع ہے۔ مزار کے چاروں جانب مریدوں اور معتقدوں کی قبریں ہیں انتقال کے وقت ان کی عمر پچاس سال تھی۔

شاہ سراج کے انتقال پر تمام شہر میں سوگ منایا گیا۔ مشہور شاعروں نے ان کی وفات کی تاریخیں لکھیں۔ شفیق نے "گل رعنا" میں اور سبزواری نے "تذکرۂ اولیائے دولت آباد" میں ان میں سے اکثر تاریخیں نقل کی ہیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے جو تاریخ کہی تھی وہ حسب ذیل ہے:۔

شمع شعرا، سراج خوش فکر | در ماتم او سخن سیہ پوش
تاریخ وفات او خرد گفت | ہے ہے مصباح ہند خاموش

آزاد کے بھتیجے، میر اولاد محمد خاں ذکا نے حسب ذیل تاریخ کہی تھی۔

چراغ دودۂ آل عبا سراج الدین | کہ بود روشن از و محفل سخندانی
نمود چارم شوال و صبح آدینہ | بشمع انجمن عمر دامن افشانی
ز تیرہ بنم جہان فنا بہ دار بقا | فروغ ناصیۂ خویش کرد ارزانی
کشید شعلۂ تاریخ سر ز طبع ذکا | سراج بزم ارم را نمودہ نورانی

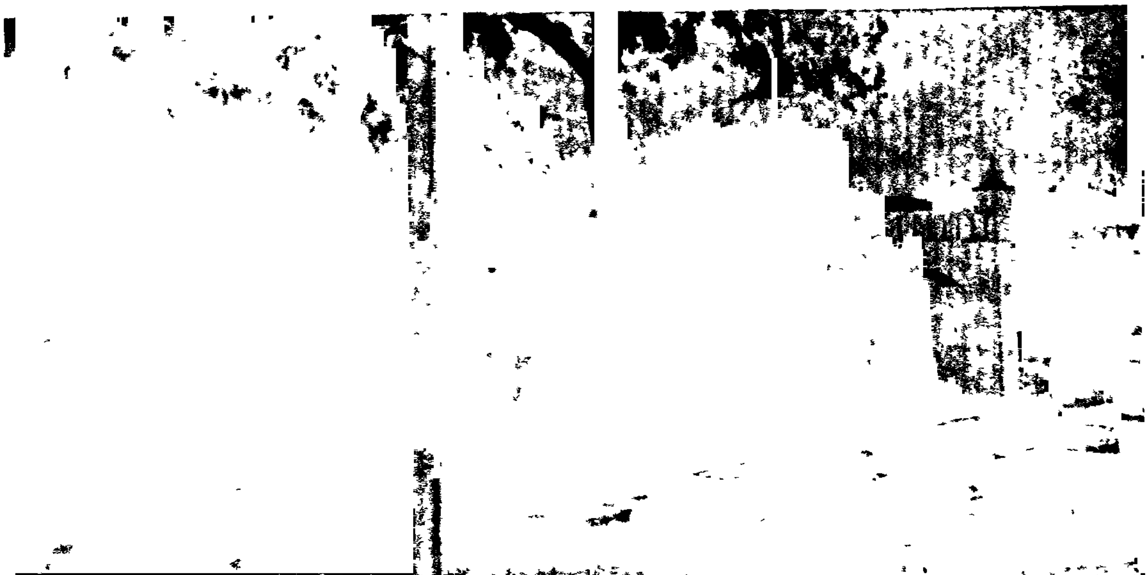

[illegible]

شفیق کی تاریخ یہ ہے :-

سید حق پرست معنی سنج	کہ از و یافت شعر حسن رواج
سال فوتش شفیق کرد رقم	رو بر حسیماں نمود شاہ سراج

سبزواری نے شفیق کی ایک اور تاریخ "گل گشت سراج حیف اے دل" اپنے تذکرہ میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کی تاریخ بھی درج کی ہے جو حسب ذیل ہے :-

نہ سپہر سخن در ؟ ابر پنہاں شد	زمین فکر بظلمات صبر پنہاں شد
ندا رسید ز ہاتف بہ سمت پروانہ	بگو سراج بہ فانوس قبر پنہاں شد

مرشد کے انتقال کے بعد شاہ چراغ ان کے تکیہ میں آکر فروکش ہو گئے تھے۔ سراج نے عبدالرسول خاں کے پاس جاتے ہوئے جو خط انہیں لکھا ہے، اس میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اگر میرے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو، تو اپنے قبیلے کے ساتھ تکیہ میں آکر رہ جاؤ۔ چنانچہ نواب نظام علی خاں کے عہد میں، یہ اس تکیہ میں رہا کرتے تھے۔ شاہ تجلی نے "تزک آصفیہ" میں ایک واقعہ لکھا ہے، جس سے، پتہ چلتا ہے کہ وہ اس زمانے میں اورنگ آباد کے خرقہ پوشوں میں کافی احترام رکھتے تھے اور شاہ سراج کے مرید اور خلیفہ کی حیثیت سے مشہور تھے۔

"تزک آصفیہ" کی عبارت حسب ذیل ہے :-

"راز دار الدولہ بہادر راکہ از مدتے ولولہ شوق خرقہ پوشی گریباں گیر بود۔ از وقت بیعت بدست شاہ چراغ مرید شاہ سراج الدین ایں راز دل پوشیدہ در پردۂ کتماں داشت۔ اگرچہ الفی زیر قبا و لنگوٹہ زیر پائجامہ بستہ بہ دربار سے رفت، مع ذالک نشہ شوق بدماغش زیادہ تر می پیچید لاجرم ترک لباس دنیا داری کردہ، خرقۂ آزادی بشہادت بعضے فقرا در برکرد و بنام سراج ثانی درجمیع فقرا معروف گردید" (صفحہ ۹۲)

شاہ ضیاء الدین پروانہ اور خاص طور پر شاہ عبد الرسول چشتی کے کچھ حالات سراج کے انتقال کے بعد معلوم نہیں ہو سکتے۔ پروانہ غالباً مرفع الحالی کی زندگی بسر کرتے رہے، چنانچہ گنبد اور مکان کی تعمیر سے، جو سراج کے انتقال کے بعد عمل میں آئی اس کا پتہ چلتا ہے۔

شاہ چراغ کے بعد، تکیہ کی تولیت ان کے فرزند مقبول چراغ کے حق میں منتقل ہوئی۔ مقبول چراغ کے فرزند روشن چراغ نے اس خدمت کو اپنے خلیفہ سید کریم شاہ کے حق میں منتقل کر دیا تھا، جن کے پوتے سید اکبر صاحب اس وقت موجود ہیں۔ انہیں کے فرزند، ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے پاس کے دستاویزات

سے یہ حالات معلوم ہو سکے۔ شاہ سراج کی کوئی اولاد وغیرہ نہیں تھی۔ انھوں نے غالباً تمام عمر تجرد کی حالت میں گذاری۔ اس مسئلہ پر کسی تذکرے یا کسی اور طرح کی تحریر سے روشنی نہیں پڑ سکتی۔ گو ولی کی ایک مسلسل غزل سے اُن کے کسی دوست سراج کی شادی کا پتہ چلتا ہے۔ اور جیسا کہ بعض محققین اس طرف راغب معلوم ہوتے ہیں، شاید یہ سراج شاہ سراج ہی ہونگے۔ اس طرح کے قیاس کی گنجایش بھی ہے، کیونکہ اگر ولی کا انتقال ۱۱۵۵ھ میں ہوا ہو تو اس وقت سراج کی عمر ۸ اسال ہوگی۔ ولی کی وہ غزل حسب ذیل ہے :-

ہے حُسن کے نگر میں سجن تجھ کوں راج آج — خوش دلبری کا تجھ کوں ملا تخت تاج آج
اس ناز ہور ادا کے تجمل کوں دیکھ کر — سب دلبراں نے تجھ کوں دیا ہے خراج آج
پروانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں — فانوس دل میں شوق تیرا ہے سراج آج
وہ شوخ مجھ کوں آکے ملا اس سبب ولی — شادی میں اس کی صرف کیا ہوں میں لاج آج

لیکن یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ولی کے دوست یہی سراج تھے۔

اس مسئلہ پر اگر کسی طرح کی روشنی پڑ سکتی ہے تو وہ سراج کے خطوط ہیں۔ ان میں وہ اکثر اپنی تنہائی اور بے کسی کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک خط میں جس کا اقتباس اوپر دیا جا چکا ہے، انہوں نے صاف یہ لکھ دیا ہے کہ میرے ساتھ گھر میں سوائے

دو ملازمین کے کوئی اور نہیں رہتا۔ عالم جذب کے ختم ہونے کے بعد جلد ہی وہ تارک دنیا بھی ہو گئے تھے۔ اس طرح یہ قیاس شاید بے جا نہ ہو کہ انہوں نے تاہل کے مخصوص میں اپنے آپ کو کبھی نہیں پھنسایا اور آخر تک تجرد کی زندگی بسر کرتے رہے۔

سراج کی زندگی کے اس حصے کو ختم کرنے اور ان کی شاعری پر نظر ڈالنے سے پہلے، ان کے مشہور معاصرین کا ذکر بھی ضروری ہے، تاکہ ان کی شاعری کو اور اس کے صحیح مرتبہ کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

میر حسن اور شمالی ہند کے بعض اور تذکرہ نگاروں نے سراج کو آبرو کا معاصر بتلایا ہے۔ دہلی میں اردو شاعری کی ترقی در اصل شاہ ظہور الدین حاتم اور شاہ مبارک آبرو سے شروع ہوئی۔ اسی لئے اردو شاعری کے اولین دور کو انہیں کے عہد سے موسوم کیا گیا ہے، جس طرح اس کے بعد کے زمانے کو میر اور سودا کے عہد سے موسوم کرتے ہیں۔

آبرو اس میں شک نہیں کہ بڑے ذہین انسان تھے، اور سراج الدین علیخاں آرزو جیسے نقادوں کی صحبت میں ان کی تربیت ہوئی تھی، پھر بھی، شاعری میں ان کی طبیعت کے پورے جوہر نمایاں نہ ہو سکے۔ ان کے زمانے میں شعری حسن کے

مخصوص تخیل کے سبب بعض تکلفات جیسے ایہام یا استعارہ نگاری کا جو ذوق ہمہ گیر تھا اس کی رعایت نے ان کے کلام کو بلند تر رتبہ کو پہنچنے نہ دیا۔ پھر بھی ان کا شمار اپنے زمانے کے اساتذہ میں ہوتا تھا' میر کو ان کی شاعری بہت پسند تھی۔ سراج کی طرح' ان کے ایک دوست' محمد مکھن تھے۔ جن کے نام پر ان کے اکثر اشعار معنون ہیں۔ میر نے اپنے تذکرے میں ان کے جو شعر انتخاب کئے ہیں ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔ ان سے نہ صرف خیالات بلکہ اندازِ بیان اور زبان پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

آیا ہے صبح نیند سے اٹھ رسمسا ہوا ۔۔۔ جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

جدائی کے زمانے کی میاں کیا زیاتی کہئے ۔۔۔ کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا

بوسہ لبوں کا دینے کہا' کہہ کے پھر گیا ۔۔۔ پیالہ بھرا شراب کا' افسوس گر گیا

قول آبرو کا تھا کہ نہ جاویگا اس گلی ۔۔۔ ہو کر کہ بیقرار دیکھو آج پھر گیا

مشتاق عذرخواہی نہیں آبرو تو کیا ہے ۔۔۔ یہ روٹھ روٹھ چلنا' چل چل کے پھر ٹھٹکنا

یارو ڈرو کمر سے مڑو ڑو نہ بھر کے انگ — آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے لنگ

گریہ ہے مسکرانا تو کس طرح جئیں گے — تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا

شاہ ظہورالدین حاتمؔ اس عہد کے باکمال استاد ہیں، یہ دہلی کے رنگ کے موجد خیال کئے جاتے ہیں[1]۔ ورنہ ان سے پہلے ریختہ بطرزِ ولی لکھتے تھے[2]۔ انہوں نے بہت طویل عمر پائی اور خود اپنی زندگی میں دہلی کی زبان کے رنگ کو بدلتے ہوئے دیکھ لیا، جس کا باعث یہ خود تھے۔ ان کا ابتدائی کلام قدیم یعنے وؔلی کے رنگ میں ہے، بعد میں یہ دہلی کی عام بول چال کی زبان میں شعر کہنے لگے تھے۔ اسی پر "دیوان زادہ" مشتمل ہے۔ ان کے ابتدائی کلام میں بھی ایہام کا وہ رنگ جو وؔلی کے پاس بہت ہلکا ہے، کافی گہرا ہوگیا ہے۔ آبرو میں اور ان میں چشمک رہا کرتی تھی اور غالباً اسی وجہ سے میر ان سے ناخوش تھے۔ آزاد نے انہیں طبقۂ اول، دوم اور سوم تینوں کے سر برآوردہ شعرا

---

[1] ملاحظہ ہو "تاریخ ادب اردو" رام بابو سکسینہ۔ (اردو) صفحہ ۱۰۲ [2] پنجاب میں اردو صفحہ ۱۳۶

میں شمار کیا ہے۔ ان کے چند شعر "آبحیات" کے انتخاب سے اخذ کر کے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

یار کا مجھ کو اس سبب ڈر ہے — شوخ ظالم ہے اور ستمگر ہے
دیکھ سرو چمن ترے قد کو — خجل ہے، پا بگل ہے، بے بر ہے
حق میں عاشق کے تجھ لباں کا بچن — قند ہے، نے شکر ہے، شکّر ہے
مارنے کو رقیب کے حاتم — شیر ہے، ببر ہے، و غضنفر ہے

یہاں شاعروں سے ملتا ہے پیارا — عبث دیکھے ہے زاہد استخارا
کئی عالم کئے ہیں قتل ان نے — کرے کیا ایکلا حاتم بچارا

ان اساتذہ کے علاوہ اور دوسرے شاعر جو کم و بیش سراج کے ہم زمانہ تھے مرزا مظہر جانجاناں، شرف الدین مضمون، عبدالحیٰ تاباں، محمد شاکر ناجی مصطفےٰ خاں یکرنگ، اشرف علی خاں فغاں سمجھے جاتے ہیں۔

اورنگ آباد میں اس وقت اتنے عالم، فاضل اور شاعر جمع ہو گئے تھے، کہ ان کی تفصیل ایک ضخیم مضمون کی متقاضی ہے۔ "چمنستان شعرا" کے نصف سے زیادہ شاعر ایسے ہیں، جو اس زمانے میں اورنگ آباد میں موجود تھے، شعر کے علاوہ،

جن کا ذکر ان تذکروں میں نہیں ملتا، منتخب علماء فضلا کی بھی یہاں کمی نہیں تھی۔ اسی لحاظ سے اورنگ آباد کا یہ عروج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ علماء اور شعراء کی موجودگی کا اثر، کسی مقام کی علمی فضاء کے لئے جس قدر مفید ثابت ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن شاعروں اور انشاء پردازوں کے اس منتخب اجتماع میں، سوائے علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کے، کوئی دوسرا سراج کی شہرت کو نہیں پہنچ سکتا۔ شاہ غلام قادر سامی جو اس میں شک نہیں کہ استاد کا رتبہ اور تلامذہ کی ایک کافی تعداد اپنے اطراف رکھتے تھے، اور اچھے شاعر بھی تھے، کسی حیثیت سے بھی سراج، کے رتبہ کے شاعر نہیں ہیں۔ عارف الدین خاں عاجز، جن کے متعلق بعض بیانات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ سراج کی شہرت سے کچھ زیادہ خوش نہیں تھے، معمولی درجہ کے شاعر تھے، ان کی مثنوی "لعل و گوہر" جو نغنیاؔ "بوستان خیال" کے جواب میں لکھی گئی ہے تیسرے درجہ کی نظم ہے۔ غزل میں بھی ان کا پایہ کچھ ایسا بلند نہیں تھا۔ شفیق، جو سراج کی دوستی کا دم بھرتے ہیں، وہ بلا شبہ اپنے علم و فضل اور شعری قابلیتوں کی وجہ سے اپنے زمانے میں قابل توجہ سمجھے جاتے تھے، اور ان کی مثنوی "تصویر جاناں" ایک نفیس شعری کارنامہ ہے۔ تاہم سراج کا اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ عمر میں جس طرح سراج سے چھوٹے تھے اسی طرح

دل دماغ کی سطح میں بھی بہت نیچے تھے۔

میر تقی میر کا زمانہ بھی سراج ہی کا زمانہ ہے۔ لیکن میر نے بڑی عمر پائی۔ اور شاہ حاتم اور انکے بعد کی تحریکات سے متاثر ہوئے۔ اسی لئے تذکرہ نگاروں نے انہیں بعد کے دور میں رکھا ہے۔ سراج اور میر کی طبیعتوں میں کئی طرح کی مناسبتیں تھیں، جس کا کسی قدر تفصیل سے ذکر آگے کیا جائے گا۔

۲۔ شاعری

سراج کا پایہ اُردو شاعری میں کس قدر بلند ہے، اس کو سمجھنے کے لیے صرف ان کے کلام کی خصوصیات کا جاننا کافی ہے۔ بلکہ ان کے معاصرین سے ان کا مقابلہ بھی، اس پر بہت کچھ روشنی ڈال سکتا ہے۔ اس کلیات کے مطالعے سے واضح ہوگا کہ ان کی شاعری، حسنِ خیال اور لطفِ گفتار کا ایک ایسا دلنواز مجموعہ ہے کہ جس کا مطالعہ ہر زمانے میں شوق سے کیا جائیگا سراج، اردو کے ان شعرا میں سے ہیں جو دماغ سے نہیں بلکہ دل سے شاعری کرتے تھے اور یہ شعرا کا وہ برگزیدہ طبقہ ہے، جس میں ولی، میر، درد، میر حسن، میر انیس، نظیر، غالب، اقبال وغیرہ شامل ہیں۔ حقیقت میں اردو شاعری کی بہترین روایات انہیں شعرا کی بدولت قائم ہیں۔ ۱۱

ونیدو سعد تھ کے الفاظ میں اردو شاعری سراج کے لئے "جذبات کا [illegible]

چھلکاؤ" تھا۔ وہ کسی سے داد حاصل کرنے یا شعراء میں اپنی جگہ پیدا کرنے کے لئے شعر کی طرف رجوع نہیں ہوئے تھے۔ اگر یہ ہوتا تو ایسے وقت وہ شاعری سے کبھی دست کش نہ ہوتے، جب ان کی شہرت، احترام کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ گئی تھی۔ شاعری کا ملکہ ان کی فطرت میں اسی طرح ودیعت کیا گیا تھا، جس طرح ایک خوشنوا پرندے میں نغمہ سرائی کا ذوق ہوتا ہے۔ یہی چیز انہیں شعر کہنے پر مجبور کرتی تھی۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان سے شعر کہلاتی تھی۔ جتنی قلیل مدت کے اندر اندر ان کی شاعرانہ قابلیتوں کا نشو ونما ہوا، وہ اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ اکتساب سے جو شاعر اس فن میں مہارت پیدا کرتے ہیں، وہ کبھی اس قدر جلد نمود پر نہیں آسکتے۔ ایک طرف فطری لگاؤ اور دوسری طرف شعراء کے کلام کے وسیع مطالعے نے سراج کے شعری مذاق اور معیار کو بہت بلند کر دیا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ سراج نے اسی فطری دباؤ کے تحت شعر کہنا شروع کیا تھا، لیکن پھر انہوں نے اس کو اپنے مرتبہ سے کم تر چیز سمجھ کر، بہت جلد ترک بھی کر دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ سراج کا انسانی نفس، ان کے شاعر کے نفس سے کہیں بلند تھا۔ ان کے ترک شعر کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ انکی شاعری کی

شہرت زیادہ تر علما اور شعرا کے حلقوں تک محدود ہوتی گئی، اور وہ اپنی روحانی زندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کرتے گئے۔

" سراج، اپنے فطری رجحان کے لحاظ سے، داخلی شاعری کے جیسی کہ غزل کی شاعری ہوتی ہے، اسی طرح مالک تھے، جس طرح ولی، یا میر ہیں۔ اُردو شاعری کو مقبول بنانے میں سراج کا رتبہ ولی سے شاید کم ہو۔ لیکن کسی دوسرے شاعر سے وہ کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس کو ہر دلعزیز بنانے میں جو کام سراج نے دکن میں کیا، وہی میر کی شاعری نے شمالی ہند میں انجام دیا۔ سراج کی شاعری ہر حقیقی شاعری کی طرح اتنی انفرادی خصوصیات کی مالک ہے کہ دو ڈھائی سو سال کی وسیع شعری پیداوار کے باوجود، ان کی شاعری کا رنگ آج بھی سب سے الگ اور ممتاز ہے۔" لک

سراج کے متعلق، میر تقی میر کے ایک مشتبہ بیان پر کہ وہ "شاگرد سید حمزہ" تھے، شمالی ہند کے بعض تذکرہ نگاروں نے، انہیں سید حمزہ کا شاگرد بتلایا ہے۔ چند اور تذکرہ نگاروں نے، اس کی تردید کی، تو بعد کے تذکروں میں یہ شبہ ظاہر کیا گیا کہ شاید سراج نے سید حمزہ سے تعلیم حاصل کی ہو۔ سراج کے ہم وطن اور معاصر تذکرہ نگاروں میں سے کسی نے اس کا ذکر

نہیں کیا۔ اس کے علاوہ یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ، دکن میں اس وقت تک شاگردی کا وہ سلسلہ جاری نہیں ہوا تھا، جس کی ابتدا دہلی سے ہوئی۔ وجہی۔ غواصی نصرتی، ابن نشاطی، وَلی غرض کسی کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کسی استاد کے شاگرد انہیں معنوں میں تھے، جن معنوں میں یہ اصطلاح اب عام طور پر رائج ہوگئی ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ سراج نے جن بزرگوں سے واقعی یا معنوی استفادہ کیا تھا اس کے ذکر میں وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ چنانچہ شاہ عبدالرحمٰن کے روحانی فیضان کا ذکر انہوں نے اپنے کئی اشعار میں واضح طور پر یا کنایتہً کیا ہے اسی طرح شاعری میں، وہ وَلی سے استفادہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اس طبیعت کے انسان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اگر کسی سے اس نے شاعری میں استفادہ کیا ہو تو شعر لکھتے وقت، اس کو بھلا بیٹھے گا۔ خصوصاً جب اس طرح کے دوسرے تمام استفادوں کا ذکر کرنے کے لئے وہ گنجائش نکالتے ہیں اور جہاں اس کا موقع ملتا ہے، بخل سے کام نہیں لیتے۔

/ حقیقت یہ ہے کہ سراج، ویسے ہی فطری شاعر تھے، جیسے کہ وَلی، میر تقی میر غالب، میر حسن یا انیس ہیں۔

/ شعر میں اگر انہوں نے کسی سے حقیقت میں استفادہ کیا ہے تو وہ وَلی ہیں۔

چنانچہ وہ اپنی زندگی ہی میں ولی کے جانشین کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اور یہ واقعہ ہے انہوں نے اردو شاعری میں نہ صرف ولی کی روایات کو برقرار رکھا، بلکہ اس کو نشو و نما بھی دیا۔ اس میں شک نہیں کہ سراج نے اس "جگت گرو" کا اپنے آپ کو کبھی مدمقابل نہیں سمجھا، بلکہ ہمیشہ بعد کے درجے پر قناعت کرتے رہے، تاہم یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ان کی شاعری اپنا خاص طرز رکھتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ولی کے ذاتی اوصاف، ان کی شخصیت اور ان کے کمال فن نے ان کے معاصرین اور متبعین پر جادو سا کر رکھا تھا، اور ان کے ذاتی اوصاف کے باوجود، ان کا شاعرانہ کردار کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہوا۔ لیکن سراج کی طبیعت اس کے بالکل برعکس تھی۔ وہ ایک ایسے خاموش صناع تھے، جس کو اپنے کمالات کا آپ خود علم نہ ہو۔ طبعاً وہ عزلت پسند واقع ہوئے تھے۔ پھر ان کے روحانی میلانات نے، انہیں نہ صرف اس عالم بلکہ، اس کے سارے کمالات کی پائیداری کے متعلق بہت زیادہ رجائی نہیں رہنے دیا تھا۔ یہ ایسے اسباب تھے کہ جن کی وجہ سے ان کی شہرت بہ حیثیت شاعر کے اپنی پوری وسعت تک نہ پہنچ سکی۔ ولی ایک بحرِ زخار تھے۔ ایک سیلاب رواں تھے، جس کے بہاؤ کی رو میں ہر چیز آ جاتی ہے۔ ان کے مقابلے میں سراج کی طبیعت ایک

معین رفتار آبجو کی سی تھی، جو خاموشی کے ساتھ اپنا نغمہ سناتی ہوئی گذرتی ہے اور جس زمین پر پہنچتی ہے، اسے گلزار بنا دیتی ہے۔ ولی کی ہمہ گیر اور مغلوب کن ذکاوت کے مقابلے میں، ان کی شاعری کی ایک سرایت کرنے والی خصوصیت جسے وہ خود "سوز" سے تعبیر کرتے ہیں، بے حد نمایاں ہے۔ ان دونوں کی شاعری کے صحیح مقابلہ کے لئے اگر ہم کو الفاظ مستعار لینے کی اجازت ہو تو ہم کہینگے کہ ولی کی شاعری "واہ" اور ان کی "آہ" ہے۔ ۱۲

سراج کے زمانے تک، اس میں شک نہیں کہ ولی کی شاعری کے الفاظ، اسالیب، استعاروں اور تلمیحوں میں تھوڑی سی تبدیلی۔ وسعت پیدا ہو چکی تھی، تاہم سراج نے مجموعی طور پر، غزل میں ولی کی روایات کو حتی الامکان قائم رکھا۔ اسی لئے ان تبدیلیوں اور سراج کے ذاتی عنصر کو علٰحدہ کر کے دیکھئے تو، دونوں کی شاعری میں بہت کم بنیادی فرق نمایاں ہوگا۔

سراج نے ولی سے کس طور پر استفادہ کیا، اس کا تھوڑا بہت اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ، ولی کی شاعری ان کا مطمح نظر ہونے کے باوجود ان کی بہت کم غزلیں ایسی ہیں، جو ولی کی زمینوں میں لکھی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صورت سے زیادہ معنیٰ میں ولی سے متاثر تھے۔ ۱۳

چنانچہ سراج کے کلام میں اس طرح کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ سوائے ولی اور حافظ کے سراج کسی کے خیال یا کلام کی تضمین بھی کم کی ہے ۔ ذیل میں ہم دونوں کے کلام سے ہم ردیف اور ہم وزن غزلیں اور ہم مضمون اشعار درج کرتے ہیں، جس سے، ان کی خصوصیات کا اندازہ ہو سکیگا۔

سراج	ولی
گر آرزو ہے تجھ کوں گلزار کا تماشا	دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا
کشتی میں چشم کی آ، دیکھ آب کا تماشا	نہیں دیکھتا سرج کی جھلکار کا تماشا
اے قبلۂ دل و جاں تیری بھنوؤں کے دیکھے	اے رشک باغ جنت جب سوں جدا ہوا توں
زاہد کوں خوش نہ آوے محراب کا تماشا	دوزخ ہے تب سوں مجھ کوں گلزار کا تماشا
ہر قطرہ اشک میں ہے ظاہر جمال مہ رو	نرگس نمن رہی نہیں پل مارنے کی طاقت
پانی میں جیوں عیاں ہے مہتاب کا تماشا	آ دیکھ اس انکھاں کے بیمار کا تماشا
تجھ ہجر کی اگن میں اب ہے سراج بے کل	تب سوں ولی کا مطلب جا پیچ میں پڑیا ہے
آتش میں دیکھ آکر سیماب کا تماشا	دیکھا ہے جب سوں تیری دستار کا تماشا

سراج	ولی
چراغ مہر میں روشن ترے حسن بے مثال اس کا	عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا

بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
ہوا ہے مجھ کوں شمع بزم یک رنگی سوں یوں روشن
کہ ہر ذرے اوپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا
کرے عشاق کوں جیوں صورت دیوار حیرت سوں
اگر پردے سوں وا ہووے جمال بے حجاب اس کا
سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
خرابات دو عالم میں سدا ہے وہ خراب اس کا
میرا دل پاک ہے از بس ولی زنگ کدورت سوں
ہوا جیوں جوہر آئینہ مخفی پیچ و تاب اس کا

کہ چوتھی چرخ پر خورشید ہے عکس جمال اس کا
صنم کی زلف کے حلقے میں ہے جیوں جیم کا نقطہ
عجب ہے خوشنما اس عارض گلگوں پہ خال اس کا
عیاں ہوتا ہے جیوں کر سرو پانی کے کنارے پر
ہوا یوں جلوہ گر آنکھوں میں قد نونہال اس کا
جدا جب سیں ہوا وو دلبر جادو نظر مجھ سیں
جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر سیں خیال اس کا
سراج اے شعلہ رو ہے کونسا سوز میں نہیں واقف
مجھے کیا پوچھتا ہے پوچھ پروانے سیں حال اس کا

گر چمن میں چلے وہ رشک بہار
گل کریں نقد آب و رنگ نثار
یاد تجھ خط سبز کی لے شوخ
زخم دل پر ہے مرہم زنگار
جن نے دیکھا ہے اس پری رو کوں

مجھ سیں تجھ عشق نے لیا یکبار
طاقت و عقل و صبر و ہوش قرار
دل نے میرے کیا ہے اے گلرو
یاد تجھ زلف کی گلے کا ہار
رخ تیرا نسخۂ گلستاں ہے

صورت ہوش سوں ہوا بیزار
تجھ دہن کے خیال میں دائم
مثل نیساں ہے چشم گوہر بار
بسکہ پایا ہے تجھ جفا سوں شکست
خانہ دل ہوا ہے آئینہ دار
اے ولی اس کوں حرف ہوش نہ پوچھ
جو ہوا مست جلوہ دیدار

ہے خطِ سبز جدول زنگار
کھل گئے اس کی زلف کے دیکھے
پیچ دستار واعظِ مکار
پردۂ چشم دل اگر وا ہوئے
مظہر دوست ہے در و دیوار
شوخ آئینہ رو کے دیکھے بن
ہوگیا ہے سراج جل کے غبار

اپس گھر میں رقیباں کوں نہ دے بار
چمن میں کام کیا ہے خار و خس کا

گلی میں یار کی ہر بوالہوس کوں بار کہاں
نشان گلشن فردوس زاغ پاتا نہیں

غرض ولی اور سراج کی شاعری میں زبان، اسلوب بیان، اور خاص طور پر رنگ تغزل، بے تکلفی، بے ساختگی، اور سلاست کی بہت سی خصوصیات جہاں مشترک ہیں، وہیں ان کے اپنے شخصی نغمے جدا جدا ہیں۔ ولی کے پاس جو چیز رعب، علمیت اور ہمہ گیر ذکاوت کی شان میں ظاہر ہوئی ہے ۔ وہی چیز سراج کے

پاس، درد اور سوز گداز کی صورت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ سراج کی معمولی معمولی باتوں میں بھی ایک سوز اور ایک دل کو مسوسنے والی کیفیت موجود ہے۔ مثلاً ایک شعر میں وہ اپنے محبوب کو اپنا احوال سنانا چاہتے ہیں۔ اس کو مخاطب کرنے کا انداز قابل دید ہے۔

اے جان سراج ایک غزل درد کی سن جا مجموعۂ احوال ہے دیوان ہمارا

کہو اس لالہ گلزار جاں کوں کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا

چند اور اشعار قابلِ ملاحظہ ہیں۔

گھٹا غم، اشک پانی، آہ بجلی برستا ہے عجب برسات تم بن

ایک دن نین جھروکے کی طرف سیں گزرو مردم چشم ہے بیتاب مری آنکھوں میں آ

اے صنم صبح آنے کی خبر ہے سرو قامت کی قیامت کل کوں آتی ہے عمل کرلے تو آج اپنا

زنجیر بھلی، قید بھلی، موت بھی جیوں تیوں پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا

ایک شعر میں اپنی ناکامی کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

دامن تلک بھی ہائے مجھے دسترس نہیں کیا خاک میں ملی ہیں مری جاں فشانیاں

ان کی شاعری مجسم درد ہے اور اس حقیقت سے وہ بخوبی واقف تھے۔

چنانچہ جا بجا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً

ناز سیں مجھ کوں دیا درد صانع تقدیر — میرے نصیب کے تربت بیں زہر گھول چکا

کوئی ہمارے درد کا محرم نہیں — آشنا نہیں دوست نہیں ہمدم نہیں

عالمِ دیوانگی کیا خوب ہے — بے کسی کا واں کسی کوں غم نہیں

کسی کوں رازِ پنہاں کی خبر نہیں — ہمارے درد کوں کم جانتے ہیں

طبیباں پاس جاناں دردِ سر ہے — جگر کے درد کوں کم جانتے ہیں

جہاں مجھ غم کی آتش جلوہ گر ہے — وہاں دوزخ کا قصہ مختصر ہے

یہ درد و سوز میر کے کلام کی بھی ایک نمایاں خصوصیت ہے لیکن انکا مخصوص نغمہ "یاس" ہے۔ اور وہ اس مضمون کے بادشاہ ہیں۔ اس کے مقابلے میں سراج کے پاس ایک احساس قناعت، تسلیم و رضا، سپردگی بلکہ درد میں لذت کی چاشنی موجود ہے / شکایت یا انتقام کا جذبہ ان کے دل میں کم پیدا ہوتا ہے۔ غرض سراج کے کلام کا مطالعہ کرنے والا، سب سے زیادہ جس کیفیت کو محسوس کرتا ہے، وہ ان کا درد آگین انداز ہے اور یہ خصوصیت نہ صرف ان کی غزل میں موجود ہے بلکہ ہر صنف کلام کا ہی نمایاں وصف ہے۔ جو لوگ نام کے اثرات کے قائل ہیں، وہ اس سوز کو شاید "سراج" کے تخلص کا نتیجہ سمجھیں۔ ان کی

ایک مثنوی کا عنوان ہی "سوز و گداز" ہے۔ یہ دراصل سراج کی متصوفانہ اور روحانی زندگی کا مسلک تھا۔ اور یہی ان کی عین حیات تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ صبر و قناعت کا جو احساس، ان کے کلام میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ اُس سے اس کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

اپنی قسمت کے غم و رنج میں شاکر ہوں سراج		جو منجم نے ازل کے مری تقویم کیا

اس سلسلہ میں میر کے مشہور شعر بھی پڑھنے کے قابل ہیں

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاروں کی		چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

یاں کے سفید و سیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے		رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جوں توں شام کیا

واقعہ یہ ہے کہ سراج "سراپا رہن عشق" تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہستی، محبت کے سوا اور کچھ نہیں۔ عشق، برق جاں سوز ہے لیکن یہ سوز لذت سے خالی نہیں۔ اسی لئے انہیں اس سودے میں "حاصل" کا کبھی افسوس نہ ہوا۔ بلکہ اس برق جگر سوز کی روشنی میں انہیں حقیقت عالم نظر آگئی جیسا کہ ایک شعر میں فرمایا ہے۔

روشن ہے سبب عشق کے کیفیت عالم		آئینۂ دل ساغر جمشید ہوا ہے

اس ایک حادثہ نے انہیں دنیا کے تمام حادثات سے مصئون کر دیا تھا۔

جس کوں تعویذ گلوئے دل ہوا طومارِ عشق اس کوں آفاتِ حوادث سیں نہیں آسیب کچھ

محبت کے جذبے کے غیر اختیاری ہونے کا بھی انہیں پورا یقین تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں

دل حشر میں کس مونہہ ستی فریاد کرے گا ہے بسمل شمشیر نگہ ذوق سیں اپنے

آپ سیں شوق پتنگوں کوں ہے جل جانے کا مت کرو شمع کوں بدنام جلاتی وو نہیں

عشق کی بدولت جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ انہیں وہ عاشق کا طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں۔ ۵

یہی ہے افتخار اپنا یہی ہے اعتبار اپناں تڑپناں تلملاناں غم میں جلناں خاک ہو جانا

لیکن یہ کیفیت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک محبت واقعی اور سچی نہ ہو۔ [۵]

برہ کی آگ میں جلنے کی کوئی لاف کرو بہت محال ہے ہوناں سراج کے مانند

میر اور سراج کے کلام کا سرسری طور پر مطالعہ کرنے والا بھی یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اردو کے یہی دو شاعر ایسے ہیں جن کی فکر کے سانچے ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ بعض وقت یہ مشابہت اتنی قوی ہو گئی ہے کہ ان کے اشعار میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ خیال کا توارد شاید غیر معمولی بات نہیں لیکن جب خیال کے ساتھ الفاظ اور اسالیب بھی ایک سے ہونے لگیں تو پھر یہ بات اتفاقی نہیں رہتی، بلکہ اس کی تہ میں کسی نفسیاتی یکسانیت کا موجود

ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ سراج اور میر کے پاس بعض خاص خاص مضامین ایک طرح پر بندھے ہیں کہیں کہیں تو نہ صرف مصرعے، بلکہ اشعار بھی ایک ہو گئے ہیں۔ ذیل میں دونوں کے کلام سے چند ہم ردیف غزلیں اور ہم مضمون اشعار درج کیے جاتے ہیں، ہماری شاعری میں، قافیہ بڑی حد تک شعر کی صورت کو تشکیل دینے والا ہوتا ہے۔ ان اقتباسات سے دونوں کی فکر میں مشابہت کا اندازہ کرنے میں مدد ملے گی۔

میر	سراج
مُنہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا	عشق نے خوں کیا ہے دل جس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا	پارہ لعل اشک ہے تس کا
داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب	چشم ساقی کے وصف لکھتا ہوں
ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا	لے قلم ہات شاخ نرگس کا
شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے	تم نے پائے ہو حسن کی دولت
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا	پوچھتے کب ہو حال مفلس کا
تاب کس کوں جو حال میر سنے	بےکسی مجھ سیں آشنا ہے سراج
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا	نہیں تو عالم میں کون ہے کس کا

تجھ جدائی میں اے بہار مراد
خوب لگتی نہیں چمن کی یاد
نظر آیا ہے قد ترا مجھ کوں
سرو آزاد گلشنِ ایجاد
نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد
دل ہمارا ہے مرغ دست آموز
رحم لازم ہے اس پہ اے صیاد
آتش عشق نے صنم کی کیا
خاکساروں کی آبرو برباد
کیا ہوں سیر حسن و دل کی یکرنگی کا گلشن میں
عوض بلبل کے برگ گل پڑے تھے آشیانے میں
ہوئی جوش محبت سیں زباں بند
صنم کا درمیاں جب نام آیا

میرے سنگ مزار پر فرہاد
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد!
موند آنکھیں سفر عدم کا کر
بس ہے دیکھانہ عالمِ ایجاد
ہم سے بن مرگ کیا جدا ہو لال
جان کے ساتھ ہے دل ناشاد
ہر طرف ہیں اسیر ہم آواز
باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم
خاک کس دل جلے کی دی برباد
کر سیر جذب الفت گلچیں نے کل چمن میں
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صدائے بلبل
ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

ترے لعل لب میں ہے آبحیات	پھر اجستجو میں سکندر عبث

یار کوں بے حجاب دیکھا ہوں	میں سمجھتا ہوں خواب دیکھا ہوں

یہ عجب ہے کہ دن کوں تاریکی	رات کوں آفتاب دیکھا ہوں

دیوانے دل کوں سمجھاتا ہوں لیکن	کہاں لگ ہو کوئی حائل کسی کا

اثر اُس کلام کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے، جس میں حسین سادگی اور درد کی کسک موجود ہو۔ اسی اثر کی بدولت سراج کی غزلیں، ان کی زندگی میں اور آج تک بھی صوفیوں کی مجلسوں میں اور سرود و سماع کی محفلوں میں گائی جاتی ہیں۔ ان کے کلام میں کس بلا کا جادو ہے اس کا اندازہ وہ لوگ اچھی طرح کر سکتے ہیں جنہوں نے ان کی غزلوں کو محفلوں میں گاتے سُنا ہے۔ عبدالجبار خاں آصفی کے[1] بیان سے بھی اس پر تھوڑی بہت روشنی پڑ سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"(سراج) ہفتہ میں ایک روز محفل سماع (منعقد) فرماتے تھے، اس میں شہر کے اکثر عمائد و مشائخ جمع ہوتے تھے۔ قوال اور گویئے آپ کی غزلیں سناتے تھے، کبھی سامعین کو رلاتے کبھی لٹاتے تھے۔ کوئی وجد و حال میں تڑپتا تھا کوئی وحدت کے دریا میں ڈوبتا تھا۔"

[1] محبوب الزمن ص۶۵۴۔

سراج کا متصوفانہ کلام اور خاص طور پر وہ غزل جس کا مطلع ہے۔

"خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی   نہ تو تو رہا نہ میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی"

سماع اور سرود کی محفلوں کی جان ہے۔ جب یہ گائی جاتی ہے تو کیا صوفی اور کیا مولوی، سبھی پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ غزل ہندوستان بھر میں مقبول ہے۔ اور اسی مقبولیت کے سبب بعض وقت دوسرے شعرا کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے[1]۔ حالانکہ یہ غزل سراج کے تمام مستند دیوانوں میں موجود ہے اور ان کے زمانے کے تذکروں سے لے کر آج تک بھی اس کے مختلف شعر انتخاب کئے گئے ہیں۔ لچھمی نارائن شفیق نے اپنے وسیع انتخاب میں ایک شعر اس غزل کا بھی درج کیا ہے۔ شفیق سے بڑھ کر اس کی سند اور کیا ہو سکتی ہے

غزل کی شاعری میں، ایسے شاعروں کے کلام میں بھی جو اخلاق کا لحاظ کم سے کم رکھتے ہیں، کچھ نہ کچھ اشعار اخلاق سے متعلق ضرور آجاتے ہیں۔ خواہ وہ عشقیہ اخلاق ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں سراج کی زندگی کا ایک بڑا مقصد ارشاد و ہدایت تھا گو اس وقت یہ چیز نمایاں نہیں تھی، لیکن بہر حال یہ ان کی سرشت میں داخل تھی

[1] ملاحظہ ہو مجموعہ نغز" اور" گلشن بے خار"۔

اسی لئے ان کی شاعری میں ایسے اشعار میں ان کے متصوفانہ رجحانات نے ایک رفعت سی پیدا کر دی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

دورنگی خوب نہیں یک رنگ ہو جا   سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا

اس شعر میں شعری لطف کے علاوہ سادہ بیانی اور عمومیت کی جو خصوصیات موجود ہیں ان کے سبب یہ شعر بہت مشہور ہو گیا ہے۔

یار جانی تو زمانے میں نپٹ نایاب ہے   کیجیے دشمن اگر اپنا تو جانی کیجیے

تکیۂ مخملی سرھانے رکھ   لیکن آنکھوں سیں اپنے خواب نکال

کام جاہل کا ہے سخن چینی   اے سراج اس کوں توں جواب نہ دے

مینائے تن میں بوجھ غنیمت مئے حیات   جیوں دور جام دور فلک بے درنگ ہے

طلب کی راہ میں سختی جو پیش آوے تجھے سالک   خیالات جہاں کوں فتح کر زیر و زبر کر ماں

اس آخری شعر کا انداز بتلا رہا ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی معمولی دل و دماغ کا انسان نہیں ہو سکتا۔

اخلاقی شاعری در اصل حکیمانہ طبیعت اور فلسفیانہ غور و فکر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کسی شاعر کی بساط میں جب تک اس کا سرمایہ نہ ہو، نہ تو وہ اچھی اخلاقی شاعری پیش کر سکتا ہے اور نہ اس کی فکر میں گہرائی، اسالیب میں ندرت اور مجموعی

طور پر اس کے کلام میں انفرادیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے، سراج کی شاعری، اردو غزل کے بہترین فلسفی شعرا کی مد مقابل ہے۔ حکیمانہ غور و فکر کا نشو و نما عموماً عزلت پسندی کا لازمی خاصہ ہوتا ہے۔ اردو شعرا میں سراج کی سی بے تعلق زندگی، بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہوگی۔ اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سراج نے حیات کے اکثر مسائل پر غور کیا تھا، اور اکثر امور کے متعلق اپنی ذاتی رائے رکھتے تھے۔ غزل گو شعرا میں غالب کا کلام اس خصوصیت کی بدولت ممتاز ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض حقائق جن پر سراج نے اظہار خیال کیا ہے، غالب نے بھی ان کو باندھا ہے اور اکثر جگہ دونوں کا زاویۂ نظر ایک سا ہے۔ مثلاً سراج نے ایک شعر میں اس زندگی کو خواہ وہ کیسی ہی کچھ ہو غنیمت سمجھنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ بہت جلد یہ نمود بھی باقی نہیں رہیگی۔

مینائے تن میں بوجھ غنیمت مے حیات جیوں دورِ جام، دورِ فلک بے درنگ ہے

غالب فرماتے ہیں۔

نغمہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیو بے صدا ہو جائیگا یہ سازِ ہستی ایک دن

گردش زمانہ سے متعلق سراج کا ایک شعر ہے۔

ہمیشہ دورِ عالم مختلف ہے کہ ہے گردش میں ہر دم نیلگوں طاس

یہ اقتباسات بہت مختصر ہیں۔ حقیقی مناسبت کا اندازہ وسیع تر مطالعے کے بغیر ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں چند ہم مضمون اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

سراج	میر
دامن تلک بھی ہائے مجھے دسترس نہیں کیا خاک میں ملی ہیں میری جانفشانیاں	ظلم و ستم سے خون کیا پھر دبا رہا برباد کیا گئی ہیں میری جانفشانیاں مارا بھی ان نے سان کے غیروں میں مجھکو میر کیا خاک میں ملائیں میری جانفشانیاں
گوہر اشک سب سمائے ہیں آج دامن وسیع میرا ہے	فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا آج دامن وسیع ہے اس کا
جس پھول نے ترے سیں کیا دعوے جمال وو پائمال آفت بادِ خزاں ہوا	چمن میں گل نے جو کل دعوئے جمال کیا جمالِ یار نے منہ اس کا خوب لال کیا
حالِ دل اشک و آہ سے پوچھو نہیں غلط، دو گواہ سے پوچھو	اس کی طرزِ نگاہ مت پوچھو دل ہی جانے ہے آہ مت پوچھو

دلِ آشفتہ کا مرے احوال	تو گرفتار دامِ زلف اِس کا
اپنی زلف سیاہ سیں پوچھو	ہے یہی روسیاہ مت پوچھو
لشکرِ عقل کیوں کیا غارت	ہینگے برگشتہ وے صفِ مژگاں
بے خودی کی سپاہ سیں پوچھو	پھر گئی ہے سپاہ مت پوچھو
روشنی اس جمالِ روشن کی	کہیں پہنچو گے بے رہی میں بھی
تابشِ مہر و ماہ سیں پوچھو	گمرہاں یوں یہ راہ مت پوچھو

ان غزلوں کا انداز کس قدر ملتا جلتا ہے، جن کے چند شعر یہاں نقل کیے گئے ہیں۔

سراج	میر
محراب بیچ سجدۂ ریائی ہے زاہد و	شیخ جی آو مصلے گرد جام کرو
ان ابروؤں کوں دیکھ کے قامت کوں خم کرو	جنس تقوی کے تئیں صرفِ مۓ خام کرو

نو بہار آمد رفیقاں عزمِ سیرِ گل کنید	صوفیاں خم وا ہوئے ہیں ہائے آنکھیں وا کرو
چادرِ مہتاب نذرِ تربتِ بلبل کنید	ابر آیا زورِ غیرت تم بھی کچھ پیدا کرو
نسخہ گر آرزو دارید از زلف و رخش	مستی و دیوانگی کا عہد ہے بازار میں

مسطر جزوِ گل از تار رگِ سنبل کنید | پلئے کوہاں دست افشاں آن کر سودا کرو
خندۂ دنداں نما لازم نہیں اے بحرِ حسن | مت ڈھلک مژگاں سے اتجاء سرشکِ آبدار
نہیں تو اب جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب | مفت میں جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب
دیوانے کوں مت شورِ جنوں یاد دلاؤ | مجھ دیوانے کی مت ہلا ازنجیر
ہرگز نہ سناؤ اسے زنجیر کی آواز | کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر غل ہو

سراج کے اس شعر کا مقابل دراصل میر کا یہ مشہور شعر ہے ۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو | ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

سراج | میر
ہم فقیروں پر ستم جیتے رہو | ہم فقیروں سے بے ادائی کیا
خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم | آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

سراج کی شاعری کا دوسرا نمایاں عنصر بے ساختگی اور ادائے مطلب میں بے حد سادگی ہے ۔ بعض وقت یہ سادگی، ہم کو نامانوس اور غیر رسمی سی معلوم ہوتی ہے ۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ اولین شعرا کے الہام کا ماخذ راست حقایق حیات تھے ۔ بعد کے شاعر انہیں سے استفادہ کر کے زبان اور اسالیب کو سنوارنے میں مصروف رہے ۔ چنانچہ ہماری شاعری کا ارتقا، موضوع شعر اور

خیالات میں اتنا نمایاں نہیں ہے، جتنا زبان اور اسالیب میں ہے۔ اس طرح سادگی کی خصوصیت سراج ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ابتدائی دور کے کم و بیش تمام شعرا کے کلام کا یہ مشترک وصف ہے۔ لیکن غزل میں سادگی جہاں حسن اور لطافت کی حد کو پہنچ گئی ہے، وہ ولی، سراج اور میر کا کلام ہے۔ ولی کے مقابلے میں سراج اور میر کے پاس لطیف صناعی کا اثر بھی کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ میر کو اپنے معیار درست کرنے کے لیے کافی عرصہ میسر آسکا۔ اس لئے ان کا طرز ایک حد تک جدید معلوم ہوتا ہے اسی لئے تذکرہ نگاروں نے میر کو سراج کے بعد کے شعرا میں رکھا ہے۔ ذیل میں سراج کے کلام سے ایسے اشعار پیش کئے جاتے ہیں، جن میں خیال زبان اور اسلوب کی سادگی، پڑھنے اور لطف اندوز ہونے کے قابل ہے۔ انہیں میں اکثر اشعار سہل ممتنع بھی ہیں، الفاظ کی سادگی کے باوجود کلام میں جو ترنم ہے وہ بھی اس کے لطف کا بڑی حد تک ضامن ہے۔

یا تو گلزار آپ ہو جاناں ۔۔۔ یا کسی گلبدن کے ہو رہناں

اے دل اس کی دوستی، تجھ کو نہ کرناں تھا کیا ۔۔۔ جو کیا اس کام کوں آغاز تو انجام دے

نازک بدن سیں مت مل کئی بار میں کہا ہوں ۔۔۔ جا من، تری خوشی ہے رسوائے عام ہونا

یار تھا غمخوار تھا رنج و بلا میں بار ہا ۔۔۔ ہر طرح ناز دل بیتاب کھینچا چاہیے

غالب نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

عمر کی رواروی کو سراج نے ایک شعر میں باندھا ہے۔

آبِ رواں ہے حاصلِ عمرِ شتاب رو — دہرِ فنا میں نقش نہیں ہے ثبات کا

غالب اپنے خاص انداز میں اسی حقیقت کو یوں ظاہر فرماتے ہیں۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

غالب کا ایک مشہور شعر ہے۔

میں گیا بھی وہاں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب — تھی دعائیں یاد جتنی صرفِ درباں ہو گئیں

اس شعر پر تنقید کرتے ہوئے مولانا حالی نے گالیوں کے جواب میں دعائیں دینے کے پرلطف خیال کی خاص طور پر تعریف کی ہے۔ سراج نے اس خیال کو ساٹھ ستر سال پہلے ایک سے زیادہ اشعار میں باندھا ہے۔ مثلاً

عوض نقد دعا کے مفت ہے دشنام اس لب میں
ارے دل عشق کے سودے میں پھر تکرار مت کیجو

فارسی میں بھی یہ خیال اس طرح ادا کیا ہے۔

در شہرِ حسن و عشق رواجے دگر بود — دشنام می دہی و دعا می کنیم ما

سراج کی ایک فارسی غزل (ردیف ز ۔۔۔) اور غالب کے پہلے دونوں قصیدوں میں خیالات اور اسالیب کے لحاظ سے کس قدر مشابہت ہے، اس کا اندازہ ان کو پہلو بہ پہلو رکھ کر مطالعہ کرنے سے ہو سکے گا یہ دونوں حضرت علی کی منقبت میں ہیں ان کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

غالب	سراج
نقش لاحول لکھ اے خامۂ ہزیاں تحریر	یا علی ذات تو در اصل حقیقت مظہر
یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں	مظہر کل عجائب و غرائب بہ مجاز
جلوہ پرداز ہو نقش قدم اس کا جس جا	تابع مرضی تقریر تو حرف تقدیر
وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دو عالم کی امیں	بندۂ سحر لب لعل تو شخص اعجاز
کف ہر خاک بہ گردن زدہ قمری پرداز	بچہارم فلک از نور تو اعجاز مسیح
دام ہر کاغذ آتش زدہ طاؤس شکار	بسر طور ترنام تو موسیٰ آواز
برشِ تیغ کا اسکی ہے جہاں میں چرچا	ذوالفقار تو بود ابروے پیشانی قدر
قطع ہو جائے نہ سررشتہ ایجاد کہیں	نقش دور سپر تست مردمک دیدہ راز

مرتب اوراق ہذا نے سراج کے کلام کا جو انتخاب "سراجِ سخن" شایع

کیا تھا اس کو پڑھ کر حضرت داغ کے ایک مشہور شاگرد نے جو داغ کے دبستان کے اس وقت باقیات الصالحات سمجھے جاتے ہیں، مرتب سے فرمایا تھا کہ غالب کا رنگ آپ پر مسلط معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو، لیکن مرتب کو یقین ہے کہ سراج کے کلام کا مطالعہ جو شخص محض اس نقطہ نظر سے کریگا۔ اسے سادگی کے درمیان جگہ جگہ ایسے اشعار ملیں گے جن پر غالب کی طرز فکر کا دھوکا ہوگا۔ اور وہ شاید یقین کریگا کہ غالب کی نظر سے سراج کا کلام ضرور گزرا ہوگا۔ تفصیلی بحث کی یہاں گنجائش نہیں، مختصر طور پر جب ہم غالب کے مخصوص انداز کا ذکر کرتے ہیں تو اس کا مطلب، فکر کی ندرت اور اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے نفیس اور بلیغ ترکیبوں کا وضع کرنا ہوتا ہے،

اس نقطۂ نظر سے سراج کے یہ شعر لاحظہ ہوں۔

اگرچہ یار کا ہے عضو عضو مرکزِ خوبی ہے نقطہ دہنِ تنگ پرکارِ تبسم
ہے دل مرا گلِ رعنائے فصلِ غیر مقرر کبھی خزانِ تغافل کبھی بہار تبسم
عالم آب ہے سیرابیٔ گلزارِ جنوں خطِ ساغر رگِ برگِ گلِ سودا سمجھوں
تپشِ دل ہے مجھے شاہدِ مقصود کا وصل پیچشِ دودِ جگر زلفِ چلیپا سمجھوں
چشمِ عبرت سے تماشائے جہاں کرتا ہوں خاک در خاک ہے یہ انجمنِ گل در گل

رخسار پر صنم کے جو خال سیاہ ہے وو مردمک ہے حلقۂ گیسو کی چشم کا

خیال نرگس ساقی سیں دل ہے لرزش میں ہوا ہے رعشہ فزا کثرت مدام شراب

اس مشابہت کا ایک سبب مرتب نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک توجیہ یہ ہے کہ سراج اور غالب دونوں نے مرزا بیدل سے الہام حاصل کیا تھا۔ چنانچہ طرز فکر کے علاوہ بیسیوں الفاظ اور ترکیبیں سراج کے کلام میں ایسی ملتی ہیں، جو آج غالب کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی ہیں، مثلاً سبک روحان معنی، خار گراں جاں، فکر شرر افشانی دل، کاکل خم بخم، بلائے جان ہر نخچیر، چراغان فراق، شکست موج گوہر افشانی لب دریا، نیاز حسن گل فریب، خانۂ زنجیر، بستہ زلف گرہ دار وغیرہ ان ترکیبوں میں ادائے مفہوم کی وہی ندرت پوشیدہ ہے جو غالب کا طرۂ امتیاز سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً "فکر شرر افشانی دل" سے سراج کی مراد ہے دل میں آگ کے شعلے جو بھڑک رہے ہیں، ان کے فرو کرنے کی تدبیر۔ "چراغان فراق" آگ جو جدائی میں بھڑک رہی ہے، "شکست موج" پانی کی سیدھی لہروں میں ہوا یا کسی اور وجہ سے جو کجی پیدا ہو جاتی ہے۔

سراج اور غالب کا ایک مشترک رجحان، تصوف ہے۔ میر درد کو مستثنیٰ کر کے، حالی نے تمام اردو شاعروں میں، غالب کو حقیقی متصوفانہ ذوق رکھنے والا

شاعر سمجھا ہے۔ اس میں مبالغہ بھی نہیں ہے کیونکہ غالب کچھ تو فطری میلان طبع کی وجہ سے اور کچھ زمانے کی ستم ظریفیوں سے، بد دل ہو کر، تصوف کی طرف رجوع ہو گئے تھے اور تصوف مایوس قلوب کا بڑا سہارا ہوتا ہے، نہ صرف ذہنی بلکہ حقیقی سہارا۔ ہماری فلسفیانہ ذہنیتیں فطرتاً ہمیشہ اس طرف ڈھلتی رہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ حالی کے پیشِ نظر ولی اور سراج کا کلام نہیں تھا ورنہ وہ ان کو کبھی نہ بھلا سکتے۔ سراج کے کلام میں ولی سے بھی زیادہ متصوفانہ رجحان کارفرما ہے۔ ولی کی زندگی کا بڑا حصہ صوفیوں کی صحبت میں گذرا تھا۔ لیکن سراج کی یہ عین زندگی تھی، اور اسی پر ان کی شعوری زندگی کی ابتدا، اور انتہا ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی شاعری متصوفانہ رنگ میں ایک امتیاز رکھتی ہے۔ ان کی متصوفانہ شاعری میں بھی، عشقیہ اور غنائی شاعری کی پوری گھلاوٹ موجود ہے۔ سراج کا شمار بہ حیثیت مجموعی اردو کے غنائی شاعروں میں ہوتا ہے، لیکن ان کی شاعری کو اس نوع کے دوسرے شعرا مثلاً ایک طرف ولی اور دوسری طرف میر تقی میر سے جو چیز ممیز کرتی ہے، وہ تصوف ہے۔ عام شعرا کے پاس تصوف، شعری مضامین میں سے ایک مضمون ہوتا ہے جس کے متعلق شیخ علی حزیں نے کہا تھا کہ "برائے شعر گفتن خوب است" اس کے برخلاف سراج کے لئے یہ حقیقت تھی۔

سراج کا تصوف، بندِ خانقاہ صوفی، اور طالب جنت زاہد سے بالکل جدا ہے، جس میں نفسانیت، خوف یا نفع اور نقصان کے کاروباری احساس کو دخل ہوتا ہے۔ ان کا تصوف صاحبِ دل کا تصوف ہے جس میں مطلوب حقیقی حُسنِ مجسم ہے۔ جس عبادت میں محبت نہ ہو وہ اُسے "زہد" سے تعبیر کرتے ہیں اور لطیف پیرایہ میں اس کا خاکہ اڑاتے ہیں۔

اے زاہد و تمہیں فردوس کی تمنا ہے ہمیں تو آگ میں گلزار کا تماشا ہے

ایک جگہ کہتے ہیں کہ زاہد خشک محبت کے ناقابل ہے۔

زاہد خشک کوں شراب نہ دے آب دے خار و خس کوں آگ نہ دے

مذہبِ زاہد اس سے برتر ہے عاشقِ پاکباز کا مشرب

چاہیے زاہدوں کوں حجرہ تنگ باغ عاشق ہے وسعت مشرب

ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ عشق کے سامنے زہد کے پیر بھی لڑکھڑا جاتے ہیں۔

زلف کافر سیں لگی بہنے نسیم مشک بو زاہد و باد خزاں ہے گلشنِ ایمان کا

اگر مسجد میں اے زاہد و دست نیم خواب آوے ترے ہر دانۂ تسبیح سیں بوئے شراب آوے

سُنا ہے جب سیں تیرے عشق کا شور لیا زاہد نے مسجد کا کنارا

غرض سراج کی شاعری کی پوری اہمیت کو سمجھنے کے لئے یہ ذہن نشین رکھنا

ضروری ہے کہ انہوں نے تصوف کو بعض دوسرے فارسی اور اُردو شعراء کی طرح کبھی تفریحِ طبع کا ذریعہ نہیں جانا۔ ان کے لیے یہ حقیقت تھی اور اسی وجہ سے ان کی متصوفانہ شاعری میں وہ لطف اور گھلاوٹ پیدا ہوسکی، جو شاید کہیں اور مشکل سے نظر آئے۔ بقول مولانا احسن مارہروی "سراج تمام مظاہر قدرت کے جلوؤں کو ہمہ اوست کی عینک سے دیکھتے ہیں"۔

نظر کر دیکھ ہر شئے مظہرِ نورِ الٰہی ہے　　سراجؔ اب دیدہ وا بیں صمد دیکھا صنم بھولا

کچھ تو مرشدِ برحق کی رہبری سے اور زیادہ تر، اپنے ذاتی لگاؤ کی وجہ سے، وہ سلوک کے مراحل جلد جلد طے کرتے گئے اور ہر مقام پر جو نئے مکاشفات ہوتے، شاعر ہونے کی حیثیت سے وہ ان کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ان کی شاعری ایسے اشعار سے بھری پڑی ہے، جن میں وہ اپنے مخصوص صوفیانہ عقائد کا اظہار فرماتے ہیں۔ ایک شعر میں خداوندِ عالم کے اس عالم سے علیحدہ نہ ہونے کے خیال کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

نورِ جاں فانوسِ جسمی سے جدا کب ہے سراج　　شعلہ تا رِ شمع سیں کہتا ہے من حبل الورید

صوفی کی نظر میں یہ عالم اگر کچھ ہے تو وہ محبت کا کرشمہ ہے۔ اس میں رہ کر جو محبت کا ذوق نہ پیدا کرے، وہ کور ہے، بے حس ہے۔ اور اگر وہ مرتاض ہے تو

زاہد خشک ہے۔ یہاں کی ہر محبت، دل و دماغ کی تربیت کر کے حقیقی محبت کے لئے راہ ہموار کردیتی ہے۔ یہ سراج کا غیر متزلزل عقیدہ تھا۔ فرماتے ہیں۔

ہرگز نہیں ہے اس کوں حقیقت کی چاشنی　　جس نے مزہ چکھا نہیں عشق مجاز کا

زندگی کا کمال محبت ہے اور زندگی کی تکمیل محبت سے ہوتی ہے۔

ارے شراب خرد کے کیفی نہ کر توں دعوائے پختہ مغزی
مئے محبت کا جام پی توں کہ اب تلک ظرف خام ہیگا

عقل و محبت کے بارے میں یہی عقیدہ اقبال کا بھی تھا، جس کے اظہار کا کوئی موقع انہوں نے ہاتھ سے نہیں دیا۔ سراج کے کلام میں ایسے اشعار کثرت سے ہیں، جن میں، عقل کو، محبت کے مقابلے میں ادنیٰ تر بتلایا گیا ہے۔ ان دونوں کے بُعد کو سراج نے ایک جگہ اس طرح ظاہر فرمایا ہے۔

اگر خواہش ہے تجھ کوں اے سراج آزاد ہونے کی　　کمند عقل کوں اپنے گلے کا ہار مت کیجو

(محبت سراج کی نظر میں وہ چیز ہے، کہ جس کو حاصل ہو جاتی ہے، کائنات کے سارے راز اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔)

(روشن ہے سبب عشق کے کیفیت عالم　　آئینۂ دل ساغر جمشید ہوا ہے)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ سالک پر جو کیفیات طاری ہوتے ہیں۔ ان کا تھوڑا سا

اظہار بھی اس عالم میں ایک ہنگامہ برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس خیال کو استعارے کے پیرایہ میں کس لطف سے ادا کیا ہے۔

خدا جانے اٹھے کیا دھوم میخانے میں عالم کے
اگر دل نشۂ بے اختیاری میں بہک جاوے

سراج نے عشق و محبت کے مشرب کو زاہد خشک کی شریعت کے نقطہ نظر سے جگہ جگہ کفر سے بھی تعبیر کیا ہے ؎

کہتے ہیں تری زلف کوں دیکھ اہلِ شریعت
قربان ہے اس کفر پر ایمان ہمارا

اگر ثابت ہے اے دل کفر میں توں
قیامت میں یہی اقرار کرناں

سالک کی نظر سے جب امتیازات ظاہر کے پردے اٹھ جاتے ہیں تو اس کی نظر میں "من و تو" اور شیخ و برہمن کے فرق ہیچ ہو جاتے ہیں۔ اس خیال کو کس شاعرانہ لطافت سے ظاہر فرمایا ہے۔

مشربِ عشق میں ہے شیخ و برہمن یکساں
رشتۂ سبحہ زنار کوں کوئی کیا جانے

کفر و ایماں دو ندی ہیں عشق کیں
آخرش دونوں کا سنگم ہوے گا

اسی سلسلہ میں سراج کی عاشقانہ شاعری پر بھی غور کرنا مناسب ہے۔ غزل فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں غنائی شاعری کے لئے مخصوص صنف رہی ہے۔ اس لحاظ سے غزل میں بغیر عشق و محبت کی چاشنی کے لطف ہی نہیں

آ سکتا۔ اسی رعایت کے التزام نے ''اکثر'' نوا گران نخوردہ گزند'' کو بھی عاشقانہ گوئی پر مجبور کر دیا۔ لیکن حقیقی واردات اور فرضی اور رعایتی جذبات میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری شاعری کے مطالعہ سے' اس طرح کے جذبات بیان کرنے پر شعرا کو تھوڑی بہت ندرت حاصل ہو جاتی ہے' لیکن سچی محبت کی واردات' ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ سراج کی محبت کی داستانیں زبان زد ہیں اور ان کی عاشقانہ گوئی میں حقیقت کے جو جلوے موجود ہیں' وہ نہایت سرسری مطالعہ کرنے والے پر بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ یہاں خود اختیاری عاشقی کے مبالغہ آمیز جذبات اور غیر فطری آہ و نالہ کا کہیں پتہ نہیں چلے گا۔ محبت ان کی سرشت میں داخل تھی اور یہی ان کے ''استاد مہربان'' کی ''تلقین'' بھی۔

''سراج یہ مجھے استاد مہرباں نے کہا   کہ علم عشق سیں بہتر نہیں ہے کوئی علوم''

لیکن سراج کی عاشقانہ شاعری کی دو پہلو ہر جگہ نمایاں ہیں۔ ایک تو اس دنیائے رنگ و بو کی حسین چیزوں کی قدر دانی ہے جس میں ان کے کلام کا وہ سارا حصہ' ان کے ذاتی عنصر کے ساتھ آ جاتا ہے' جو اساتذہ پیشین کی اصطلاحوں میں سرانجام کیا گیا ہے۔ اس میں صداقت اور حقیقت کا جو لطف موجود ہے وہ عام شاعروں کے

کلام میں کم دیکھا جا سکیگا۔ سراج کی حسن پسند طبیعت کا لازمی خاصہ اور ان کا عقیدہ تھا کہ اس جہان فانی کی حسین چیزیں بھی جو در اصل اسی حسن ازل کا ایک پرتو ہیں بے اعتنائی سے گزر جانے کے قابل نہیں ہیں۔ ان سے مذاقِ روح کی تربیت کے لئے وسیلے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

گر حقیقت کی سیر ہے خواہش   راہ عشقِ مجاز لازم ہے

سراج کی شاعری کا یہ حصہ عام پڑھنے والوں کے لیے سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اسی میں ان کے حسن فطرت کے مشاہدے، لطف گویائی، ترنم، تشبیہ اور استعارے کی برجستگی، تلمیحوں کی ندرت، علم بدیع کا لطف بے تکلفی اور سادگی کے تمام محاسن بروئے کار آگئے ہیں۔

اس حصے کلام سے انتخاب اس لئے دشوار ہے کہ بہتر سے بہتر غزلیں اور اشعار نظر کے سامنے سے گذرتے جاتے ہیں۔ اور کوئی شعر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ تاہم نمونے کے لئے چند شعر یہاں سرسری طور پر انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں۔

شربتِ دیدار کے بن زندگانی ہیچ ہے   بے رخِ ساقی حیاتِ جاودانی ہیچ ہے

اس کے دامن کوں اگر ہات لگا دیں عاشق   تند ہو گرد کی مانند جھٹکتا جاوے

کہاں ہیں یار کوں دیکھونگا چہرہ   مجھے غصے سیں بولا پیٹھ منہ دیکھ

کب نظر آوے گا یارب وو مرا آرام جان
دوست بیگانے ہوئے جس دلربا کے واسطے

کاش کے بر میں نہ ہوتا پیرہن
یہ گریباں درد کا غماز ہے

اس سیں بہتر ہے صورتِ دیوار
جس میں سامان دلربائی نہیں

خوب رو عاشقوں کے عاشق ہیں
حسن اور عشق میں جدائی نہیں

صحن گلشن میں گل و بلبل کوں یکجا دیکھ کر
داغ ہوتے ہیں کلیجے میں کہ وو لالہ نہیں

پنہاں رکھو جگر میں برہ آگ جیوں سراج
پوشیدہ راز عشق کوں مشہور مت کرو

اس خط کوں شرح مخزن اسرار مت کہو
ہے سورۂ جمال کی تفسیر ہو بہو

یاد رکھ اے دل خوں گشتہ کہ جیوں تکمہ لعل
جامہ زیبوں کے گریباں کا گلوگیر نہ ہو

تجھ کوں اگر ہے آرزو اس خوش ادا کے وصل کی
اے دل سراپا شوق ہیں آغوش ہو آغوش ہو

رنگیں بہار جنت ہے دوزخ ہے مجھ کوں اس بن
دوزخ ہے اس کے ہوتے دار السلام گویا

مجھے نگاہ تغافل رقیب پر الطاف
ادائے مصلحت آمیز نے غلام کیا

انکار مجھ کوں نہیں ہے تری بندگی ستی
یاں کیا ہے بلکہ حشر میں اقرار ہووے گا

ادائے دلفریب سرو قامت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

دکھیا ہے جس نے مصرع موزوں قد یار
دیوان حسن کا ہے اسے انتخاب یاد

ہم شہیدوں پر ستم جیتے رہو
خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم

مصحفِ حسن کوں دکھا، کہ ہوا تری زلفوں سیں دین میں اشکال

طبعِ نازک سیں تری ڈرتا ہوں ورنہ اے صنم جاں نثاری تجھ قدم پر مجھ کوں دشواری نہیں

حجابِ جلوہ دیدار ہے مجھے مانع وگرنہ یار سیں آساں ہے ہم زباں ہونا

عاقلوں کوں گرچہ ہے فکرِ رسا بند ہیں تجھ زلف کے جنجال میں

ہوا ہے جان بوجھ انجان مجھ سیں تو دیکھ اس کے تغافل کا تماشا

دیوانے دل کوں سمجھاتا ہوں لیکن کہاں لگ ہو کوئی حائل کسی کا

زنجیرِ عقل قیدِ عملی، موت بھی جیوں تیوں پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا

وو ظالم کیا قیامت ہے کہ انداز تغافل سیں جوابِ گریۂ عاشق لبوں میں مسکرایا ہے

نیاز و عجز و ارادت، یہ سب میری تقصیر پہ یہ نگاہ تغافل، گناہ کس کا ہے

ان اشعار کے مقابلے میں، ان کے کلام کا وہ عاشقانہ حصہ ہے جس سے صاف طور پر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہاں ان کا مطمحِ نظر اس عالم آب و گل کا حسن زوال آمادہ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہاں ان کی نظریں حسنِ خوبی کے اس سرچشمے اور لازوال سرچشمہ کو تاک رہی ہیں، جو روح بخشِ عالم ہے

میری طرف سیں یار کوں جا بول اے سراج عالم ترے جمال کا امیدوار ہے

لے لئے سب سیں خطِ آزادی ہم نواب ایک کے غلام ہوئے

بیان عشق کی بیہودہ گفتگو مت کر — نہیں سراج یہ قصہ تمام ہونے کا

موعود الست اس نے فراموش کیا ہے — بھولا ہے جو کوئی وعدۂ جادو نگہاں پر

صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم — کہ اصل ہستی بے بود ہے عدم کا عدم

اور عاشقوں ہشال مجھے تم نہ بوجھیو — سب مبتلائے عام ہیں ہیں مبتلائے خاص

طواف کعبۂ معنی کوں جا یار — نہ کر صورت میں یہ اوقات مصروف

غیر کا نقش غیر نقش نگار — صفحۂ دل ستی کیا ہوں حک

بوالہوس کا کام نہیں ہے عشق کا دعویٰ سراج — عشق کی لذت اسے ہے جس نے عالم کوں تجا

جل گیا شوق کے شعلوں میں سراج — اپنی دانست میں بیجا نہ کیا

نظر کر دیکھ ہر شے مظہر نور الٰہی ہے — سراج اب دیدۂ واسیں صمد دیکھا صنم بھولا

ورد کر اے سراج نام علی — یاد کر عشق حیدری کی طرح

اسی سلسلے میں ان کا مخمس ۸ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ اس کے علاوہ فارسی کا پہلا مخمس بھی ان کے اسی ذوق کا آئینہ دار ہے۔

سراج کی لفظیات، اسالیب، تشبیہوں، استعاروں اور تلمیحات میں ولی کی طرح بہت وسعت ہے۔ کم اردو غزل گو شعراء ہونگے، جن کے الفاظ اور اسالیب کے خزانے اتنے وسیع ہوں۔ یہ چیزیں انہیں بروقت سوجھ بھی جاتی ہیں۔ ان کا

سبب یہ ہے کہ وہ سماعی اور ذہنی نقشوں کے مقابلے میں حقیقی مشاہدے یا محسوسات کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف معشوق کے لئے انہوں نے اتنے زیادہ الفاظ اور استعارے استعمال کئے ہیں کہ غزل گو شعرا میں سوائے ولی کے شاید ہی کسی نے استعمال کئے ہونگے۔ جاناں، سجن، من ہرن، موہن، پیو، شوخ، صنم، یار، چاند، دوست، جانی، گلبدن، وغیرہ میں خود کئی لفظ نئے نظر آئینگے اس کے علاوہ انہوں نے کئی نفیس استعارے اور کنائے بھی وضع کئے یا استعمال کئے ہیں۔ جن کی ترکیبیں ذہن میں ایک روشنی سی پیدا کر دیتی ہیں۔ مثلاً کانِ حسن، دریائے حسن، دُرِ دریائے حسن، گلِ گلشنِ خوبی، بہارِ مراد، جانِ سراج، جانِ نظر، مقصدِ سراج، غزالِ مطلعِ حسن و جمال، لالہ گلزارِ جاں، جانِ چشمِ انتظار وغیرہ یہی وسعت ان کے اسالیب میں بھی ہے۔ پڑھنے والوں کو کلیات میں جگہ جگہ ایسے شعر ملیں گے جن کے اسالیب کے متعلق وہ محسوس کرینگے کہ یہ اب ہماری شاعری کے لئے نئے ہو گئے ہیں۔

/ تشبیہیں اور استعارے، جب وہ سادہ، بے ساختہ اور برجستہ ہوں تو کلام کی جان ہوتے ہیں۔ ان سے شعر کے حسن میں کس قدر اضافہ ہو جاتا ہے، اس کا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو ولی، میر یا سودا کے کلام کا مطالعہ کرتا ہے۔ سراج کے کلام سے یہاں چند نمونے پیش ہیں۔

خونِ دل آنسوؤں میں صرف ہوا
گر گئی یہ بھری گلابی سب

دل کا استعارہ گلابی سے شاید انوکھا نہ ہو، لیکن خونِ دل کے آنسوؤں کی شکل میں ضائع جانے کو بھری گلابی کے گر جانے سے تعبیر کرنا، ایک ندرت رکھتا ہے۔ چند اور تشبیہوں کی سادگی ملاحظہ ہو۔

یا برگِ گل پہ سبزہ سیراب ہے عیاں
یا لعلِ لب پہ خطِ زمرد نگار ہے

باغ نے سرو کی انگلی کوں لب جو نہ رکھا
حیف کھاتا ہے کہ وو سرو خراماں نہ ہوا

اس کے چہرے پہ سویدائے جگر
نقطۂ مشک ختن ہو دل ہوا

گلی میں یار کی ہر بو الہوس کوں بار کہاں
نشانِ گلشنِ فردوس زاغ پاتا نہیں

رقیب کو زاغ اور معشوق کی گلی کو بہشت سے تعبیر کرنا ایک انوکھا لطف رکھتا ہے۔ ایک اور جگہ انہوں نے رقیب کو خارِ گلشنِ حسن بھی لکھا ہے۔

گلی میں شوخ کی مجھ کوں ہمیشہ مانع ہے
ہوا رقیب میرے حق خارِ گلشنِ حسن

رخسارِ یار حلقۂ کاکل میں ہے عیاں
یا چاند ہے سراج اماوس کی رات کا

رخسارِ صنم کی جو خالِ سیاہ ہے
وو مردمک ہے حلقۂ گیسو کی چشم کا

رہی ہے جھوم گھٹا زلف کی ترے رخ پر
عروسِ حسن کوں گویا کہ ہے محافۂ مشک

تلمیحات میں سراج کی فکر لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، رستم و جمشید وغیرہ

تک محدود نہیں ہے۔ وہ ہندی تلمیحات کا بھی بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ فارسی اور عربی تلمیحات کے علاوہ ان کے کلام میں ہیر رانجھا، چندر بدن و مہیار، بھیم، ارجن، رام لچھمن، بید، وغیرہ جیسی ہندوستانی تلمیحوں کی بھی کافی تعداد موجود ہے ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

مشتاق ہوں میں تیری فصاحت کا ولیکن رانجھا کے نصیبوں میں کہاں ہیر کی آواز

روح چندر بدن لے بوالہوس آزردہ نہ کر خوب نہیں تربت مہیار کی سوگند نہ کھا

نین رَن میں ارجن بال پلکیں بھنوں دھنک بھیم کی ہمارے دل کی دکھ نگری کے راجا رامچندر رہو

علم بدیع کی صنعتوں کا استعمال جیسا کہ عام اردو شعرا کے پاس ہوتا ہے، وہ اکثر ایک حسن کی بجائے ایک دماغی کاوش بن کر رہ جاتا ہے۔ لیکن قدیم شعرا، ولی، میر اور سودا کے پاس جہاں ان کا استعمال غیر شعوری طور پر ہو جاتا ہے، لطف شعر میں بیش از بیش اضافہ کر دیتا ہے۔ یہی امتیاز سراج کی صنعتوں میں موجود ہے صنعتیں انھوں نے بہت کم استعمال کی ہیں، لیکن جہاں استعمال کی ہیں وہاں ان کی بے ساختگی پڑھنے اور لطف اندوز ہونے کے قابل ہے۔ ذیل میں چند نمونے درج ہیں

طواف کعبۂ معنی کوں جا یار نہ کر صورت میں یہ اوقات صرف

رحم مجھ پر کرم رقیبوں پر ہوئے تو بہتر نہ ہوئے تو بہتر ہے

گھٹا غم، آہ بجلی، اشک پانی　　برستا ہے عجب برسات تم بن

ہر صفحہ اس کے حسن کی تعریف کے طفیل　　گلشن ہوا، بہار ہوا، بوستاں ہوا

نجھ زلف کی شکن ہے مانند رام گویا　　یا صبح پر ہماری آئی ہے شام گویا

خط کھینچ اپنے خط پہ دیا خطِ بندگی　　نو خط کے خط کے تئیں خط ریحاں ہزار بار

اس مشتری جبیں کا مجھے غم ہوا زحل　　طالع مرے کا نیک ستارا کب آئیگا

ایک غزل (۹۵؎ ردیف الف) سراج نے پوری صنعت عاطلہ میں لکھی ہے۔

دوسری غزل (۱۵؎ ردیف نون) صنعت متلون میں ہے جس کا ایک وزن ہزج سالم مثمن ہے اور دوسرا وزن مجتث مثمن مجنون ہے

کیا ہے کشورِ دل کو تمہارے ظلم نے ویراں　　کروگے مہرسیں کب لگ ہمارے درد کا درماں

سراج کی لفظیات کا خزانہ بھی بہت وسیع ہے۔ اس کی ایک مثال ان الفاظ اور استعاروں کی تفصیل سے مل سکے گی جو انہوں نے معشوق کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پورے کلام میں جگہ جگہ ایسے الفاظ دستیاب ہوتے ہیں، جو اس زمانے میں عام شعراء کے کلام میں استعمال نہیں ہوتے۔ اور یہ الفاظ شیرینی اور لطف میں عام اردو شاعری کے کسی لفظ سے کم نہیں ہیں۔ ذیل کے شعر نمونۃً پیش ہیں۔

کیسری جامہ بدن میں اس کے دیکھ — دل ہمارا ڈھول ڈھانی ہو گیا

عشق کی مٹھ میں تصور اس غزالی چشم کا — عشق کے بیراگیوں کوں مرگ چھالا ہو گیا

رخسار یار حلقۂ کاکل میں ہے عیاں — یا چاند ہے سراج اماوس کی رات کا

صبر کے باغ کے منڈوے سیں جھڑا ہوں جیوں پھول — اب تولا چار گلے ہار ہوں گن کا ان کا

ایک آخری نمایاں خصوصیت، سراج کی شاعری کی نغمہ زائی اور ترنم ریزی ہے۔ ان کے جذبات کی رقت انگیزی اور الفاظ کا ترنم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر، ان کی غزل کو پڑھنے والے کے قلب جاں میں پیوست کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد ان کی اکثر غزلیں عرصہ تک کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ ایسی غزلیں پورے دیوان میں سینکڑوں ہیں، ان کا انتخاب کرنا آدھے سے زیادہ دیوان کو یہاں نقل کر دینا ہوگا۔

موجودہ غنائی شاعری میں بھی ترنم پیدا کرنے کی خاص طور پر کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن سراج اور دوسرے قدیم شعرا مثلاً ولی، میر وغیرہ کے کلام کی نغمہ زائی اور موجودہ شاعری کے ترنم میں تھوڑا سا فرق ہے۔ موجودہ شاعری میں ترنم کا اصلی ماخذ، بحریں اور خاص طور پر ہندی بحریں ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ان شعرا کے پاس یہ چیز الفاظ کے انتخاب، اور ان کی نشست اور بندش سے

پیدا ہوتی ہے۔ بحریں اور ردیفیں اور قافیے بھی وہ اکثر نہایت مترنم استعمال کرتے ہیں۔ لیکن عموماً وہ عام طور پر مقبول بحروں سے ترنم پیدا کرنے کے گر سے بخوبی واقف تھے۔ یہ دراصل ان کے ذوق اور ان کی روح میں ترنم کے موجود ہونے کا ثبوت ہے۔ معمولی معمولی الفاظ کا استعمال وہ اس طور پر کرتے ہیں کہ ان سے نغمہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً سراج کا یہ شعر لیجئے۔

نازک بدن سیں مت مل کئی بار میں کہا ہوں جا من تری خوشی ہے رسوائے عام ہونا

اس میں "من" کے لفظ میں جو ترنم ہے وہ ہر صاحب ذوق پر واضح ہے۔ یہاں دل کا لفظ بھی وزن کو چھیڑے بغیر آسانی سے بٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن جس شاعر کے ذوق میں نغمہ بسا ہوا ہو، وہ کبھی ایسی بدذوقی سے کام نہیں لے سکتا۔ ذیل کے شعر میں ترنم صرف "لالہ گلزار جاں" سے پیدا ہوتا ہے۔

کہو اس لالہ گلزار جاں کوں کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا

ان مثالوں میں آسانی کے ساتھ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خواہ مخواہ بحث کو طول دینا ہوگا۔

کسی شاعر کے کلام کی خوبی کو جانچنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اس کے کلام میں اس مقصد اور اس وجہ تحریک کی تلاش کی جائے جو اس کو شعر کہنے پر

مجبور کرتی ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ غزل کی شاعری میں ایسی جستجو بعض وقت "کوہ کندن و کاہ برآوردن" سے زیادہ مفید نہ ثابت ہوگی، کیونکہ غزل گو شاعر کے مضامین اس قدر وسیع اور ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ انہیں کسی ایک اصول پر جمع کرنا، دشوار ہو جاتا ہے ۔ کبھی کبھی اس کے بیانات میں اختلاف اور تضاد بھی موجود ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جتنے خیال ہیں اتنے ہی مقصد ہونگے ۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر شاعر کے لئے کوئی نہ کوئی بنیادی جذبہ، ہمیشہ وجہ تحریک کا کام کرتا ہے ۔ اور اگر اس کی شاعری کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی پتہ چلے گا کہ اس کی تمام کاوشوں کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے ۔ مثلاً یا تو وہ حسن صورت کا دلدادہ ہوگا، یا حسن زبان اور لطف گفتار اس کے شعر کے محرک ہونگے ۔ بعض شاعر ایسے بھی ہیں جو اپنے قلب کے اندر درد کی ایک کسک رکھتے ہیں اور اسی سے بے چین ہو کر وہ بے اختیار کچھ کہہ اٹھتے ہیں ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شاعر کے کلام میں یہ تینوں خصوصیات کم و بیش موجود ہوں ۔

اس نقطۂ نظر سے سراج کے کلام کو ٹٹولا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ حسن صورت پر فریفتگی سے زیادہ، دل کی بے چینی کی تحریک پر شعر کہتے تھے، اور ان کا مخاطب

بیرونی دنیا کی بجائے، خود ان کا دل ہوتا ہے وہ دوسروں کو متاثر کرنے کی بجائے خود آپ متاثر ہوتے ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

نہ پوچھو خود بخود کرتا ہوں میں تعریف اس خط کی
کہ یہ مضمون مجھ کوں عالمِ بالا سیں آتے ہیں

ان کی فارسی شاعری کا آغاز جس طریقے سے ہوا، وہ اس بات کا بڑا ثبوت ہے۔

سراج کی شاعری کی یہ ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو زندہ رکھنے کی ضامن ہیں۔ ان کے زمانے سے لے کر آج تک، شاعری کے عام مذاق میں تھوڑی بہت تبدیلی ہوتی رہی لیکن، ان کے کلام کا مطالعہ لوگ ہر زمانے میں کرتے رہے۔ ان کے بہت سے شعر لوگوں کی زبان پر ہیں۔ گو انہیں ان کے مصنف کا علم نہیں۔ "قبول خاطر" و "لطف سخن" کی یہی علامتیں ہیں۔ علامہ صدر یار جنگ، حبیب الرحمن خاں شروانی نے "نکات الشعراء" کے مقدمہ میں، میر کے حسن انتخاب کے ثبوت میں، شعراء کے جو بہترین شعر پیش کئے ہیں، ان میں سراج کے بھی تین شعر انتخاب کئے گئے ہیں اور یہ صرف گیارہ اشعار سے منتخب ہوئے ہیں۔ میر کے سوا اردو کے جتنے بڑے شاعر گذرے ہیں، ان کا کمال کسی ایک صنف میں ظاہر ہوا ہے یوں کہنے کو تو ہر شاعر، ہر صنف میں کچھ نہ کچھ کہہ گیا ہے،

ولی سے پہلے کے شاعر، سوائے محمد قلی اور بحری کے سب کے سب مثنوی یعنے بیانیہ شاعری یا مرقع نگاری میں چابک دست تھے۔ ولی کا شہ کار ان کی غزل ہے۔ سودا اور ذوق، قصیدے کے استاد ہیں، میر حسن، نسیم اور شوق مثنوی کے ماہر ہیں۔ میر انیس، مرثیہ اور اس کے متعلقات میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ غالب فلسفیانہ غزل میں اور داغ عاشقانہ غزل میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ سراج اور میر ہی ایسے سخن سنج ہیں، جنھیں، داخلی اور غنائی شاعری یعنے غزل اور بیانیہ شاعری اور مرقع نگاری دونوں میں دستگاہ تھی۔ سراج غزل کے بلاشبہ استاد ہیں۔ لیکن مثنوی میں بھی ان کی جگہ صف اول میں ہے۔ "بوستانِ خیال" کیا بلحاظ موضوع اور کیا بہ لحاظ شاعرانہ خوبیوں کے، اُردو مثنویوں میں بلند پایہ رکھتی ہے۔ یہ مثنوی لبظاہر ایک داستانِ محبت معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ شاعر کے ذاتی واردات کا مرقع ہے۔ اسی لئے اس کے اثر میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں بعض اور مثنویوں کے مقابلے میں شاعرانہ صناعی کم صرف ہوئی ہو، اور شاعر نے اسے مرعوب کن بنانے کی کوشش کم کی ہو۔ لیکن بیان کی سادگی، زبان کی سلاست، مضامین کے ربط اور مجموعی ڈرامائی اثر کے اعتبار سے اردو کی بہترین مثنویوں میں سے یہ کسی سے کم

نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی، اس کا سیدھا سادھا اور راست طریقۂ اظہار ہے۔ سراج نے محض شاعرانہ کمال دکھانے کے لئے، اس میں کہیں بھی صناعی سے کام نہیں لیا۔ اس کے باوجود، اس میں جگہ جگہ ایسے ڈرامائی موقعے پیدا ہو گئے ہیں، جو نظم کی جان ہیں۔ پوری نظم، اس کے متصوفانہ اخلاقی اجزا کو چھوڑ کر ایک ڈرامائی زور رکھتی ہے، جو اردو کی طویل نظموں میں کم دیکھا گیا ہے۔ نظم کے موضوع کا ابتدائی تصور ہی ایک نفیس ڈرامائی احساس پر مبنی ہے چنانچہ شاعر واقعہ نگار کی طرح، اس میں، واقعات کو تاریخی ترتیب سے نہیں شروع کرتا بلکہ اس کا تعارف ایک انوکھے انداز میں، ایسے موقع پر کراتا ہے کہ جس سے اس میں ڈراما کا پورا لطف اور اثر پیدا ہو گیا ہے۔ واقعات کی یہ ترتیب اُردو کی عام مثنویوں میں مفقود ہے۔ ہمارے فرضی قصّوں کے مقررہ ضابطوں میں سے کسی ضابطہ کی اس میں پابندی ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے۔ اسی لئے "بوستانِ خیال" اردو مثنویوں میں ایک انوکھی مثنوی ہے۔ اس کا فنی پایہ اسی قدر بلند ہے جس قدر اُردو کی کسی اَور مثنوی کا ہو سکتا ہے۔

اس مثنوی کے مخصوص انداز کے متعلق جناب حسن یار ہروی فرماتے ہیں۔" اُن مثنویوں کے سوا جو عادل شاہی اور قطب شاہی زمانوں میں شعرائے جنوب نے

لکھی ہیں، شمالی ہند میں، اس سے پہلے، اس رنگ و انداز میں غالباً کوئی مثنوی نہ ہوگی"[1]۔ مثنوی کے موضوع کے متعلق آپ رقمطراز ہیں۔

"سراج کی مثنوی . . ایک دل ریش درویش کے دلی جذبات ہیں۔ جن کی حقیقت کو مجاز کے پردے میں حفظ مراتب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے..... اس مثنوی کے مطالعہ سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام مظاہر قدرت کے جلووں کو ہمہ اوست کی عینک سے دیکھتے ہیں۔......"

مثنوی کے اسلوب اور زبان کے متعلق بھی آپ کی رائیں بالاستیعاب مطالعہ کا نتیجہ ہیں، چنانچہ مثنوی کے اشعار ۱۷۱ کے بعد کا اقتباس پیش کرکے آپ استدلال کرتے ہیں۔

"یہ دل فریب بیان جس انداز سے کیا گیا ہے، اس سے بہتر عاشقانہ جذبات اور مخصوص حسینان بے تکلف کی سیرت نگاری کا مرقع نہیں کھینچ سکتا ......

معنوی خصوصیات کے بعد لفظی مناسبات پر نظر ڈالی جائے تو اس انجمن میں بھی، سراج، لعل شب چراغ نظر آتے ہیں۔ بالاوسط فی صدی دو چار دکنی محاورات

---

[1] رسالہ "سہیل" ص ۳۰ ۔ دسمبر ۱۹۲۶ء

کے سوا بتمامہ وہی روزمرہ، وہی انداز بیان موجود ہے جس کو حاتم، آبرو اور میر وسودا نوک زبان بنائے ہوئے تھے۔ اور اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس مثنوی میں اکثر اہل دہلی کے مقابل میں یہ خصوصیت نمایاں ہوتی ہے کہ ثقیل الفاظ اور ٹھیٹ فارسی ترکیبوں سے سراج نے یک قلم قطع تعلق کیا ہے۔ نہایت سادہ اور آسان زبان میں تمام مطالب ادا کئے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ قوافی کی موزونیت اور ترنم کو ملحوظ رکھا ہے۔"

آخر میں مثنوی کی مجموعی اہمیت کا تصفیہ آپ نے اس طرح فرمایا ہے۔

"ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ سراج نے جو واقعہ "بوستان خیال" میں نظم کیا ہے، وہ صحیح ہے یا غلط۔ صرف دیکھنا اور دکھانا یہ ہے کہ اس میں جو باتیں لکھی ہیں وہ واقعی وقوعی ہوسکتی ہیں یا نہیں۔ اگر ہوسکتی ہیں اور شاعر نے ان کے ادائے بیان میں وہ تمام فرائض ادا کئے ہیں، جو ایک مثنوی نویس کے لئے لازم ہیں تو اس سے زیادہ مثنوی کی اور کیا تعریف ہوسکتی ہے۔"

"بوستان خیال" کے فنی پایہ کے متعلق مرتب کا خیال ہے کہ اگر خاکے کی تکمیل، اور روزمرہ کے مانوس ہونے کا لحاظ کیا جائے تو "سحرالبیان" کو اس مثنوی پر فوقیت حاصل ہے، ورنہ حقیقت میں "سحرالبیان" اور "بوستان خیال"

کے آرٹ بالکل مختلف ہیں۔ ایک کا رجحان، صوری تکمیل اور مقررہ ضابطوں کی پابندی کی طرف زیادہ ہے، دوسری حسن فطرت کی سادہ تصویر ہے۔ اور ہر ایک کارنامہ اپنی اپنی جگہ بے نظیر ہے۔

"بوستان خیال" کے واقعہ کو بعض نقاد، حقیقت، سمجھتے ہیں جو مجاز کے پیرایہ میں پیش کی گئی ہے۔ اس میں بعض شخصی اشارے ایسے موجود ہیں کہ اگر اس مجاز کی بنیاد بھی حقیقت ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ اور اس واقعہ کو سراج کی زندگی کے چوکھٹے میں بٹھانا بھی دشوار نہیں۔ یہ واقعہ ۱۱۵۹ھ کے پہلے کا ہے، یہ وہی زمانہ ہے جب سراج عالم جذب سے، باہر نکلے تھے، اور شعر و سخن کی دلچسپیوں اور یاران طریقت کی صحبتوں میں محو تھے۔ گو انہیں آخری زندگی کا تقدس ابھی حاصل نہیں ہوا تھا، پھر بھی ہمدرد دوستوں اور قدر دانوں کی ان کے اردگرد کمی نہیں تھی۔ ان قلبی واردات کو انہوں نے جلد ہی سپرد قلم بھی کردیا اور صرف دو روز اس کو منظوم کرنے میں صرف ہوئے۔ بظاہر اس وقت وہ شاعری ترک کر چکے تھے۔ لیکن مثنوی کا واقعہ شاعری نہیں، حقیقت تھی۔ اور اس کو انہوں نے حقیقت کے انداز ہی میں پیش کردیا ہے۔

"بوستانِ خیال" کے علاوہ، سراج کی دوسری مثنویاں، ایسی بیانیہ

نظمیں یا مرقعے ہیں جنھیں، قصّوں سے کوئی تعلق نہیں۔ سراج کی شاعری میں مثنویاں ان کے قلبی واردات کے سب سے زیادہ پوست کندہ مرقعے ہیں۔ ان کی تعداد، ترتیب اور ان کے عنوانات مختلف نسخوں میں مختلف ہیں۔ مخطوطہ ۵۸۴ ا اور ح میں صرف ابتدائی چھ مثنویاں ہیں۔ "ح" میں ان کے عنوانات درج نہیں ہیں، ۵۸۴ ا کے عنوانات آگے نقل کئے گئے ہیں۔ آخری پانچ مثنویاں مخطوطہ ۳۹۱ و اور ب کے سوا کسی میں نہیں مل سکیں۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں، جن میں گذشتہ مثنویوں کے اشعار بھی شامل ہیں۔ یہ مثنویاں یا کم سے کم ان کے بعض اشعار، اس نسخہ کی بعض غزلوں کی طرح ضرور مشتبہ ہیں۔

پہلی مثنوی ایک مناجات ہے، جس کے ذریعہ شاعر اپنی دلی خواہشوں کو، بارگاہِ رب العزّت میں پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ خواہشات دنیوی یا مادی لوث سے ذلیل نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ایک صاحبِ دل اور بلند نظر انسان کی خواہشات ہیں۔ وہ مانگتا ہے عشق، لیکن حسن حقیقی کے سرچشمہ کے ساتھ۔ وہ چاہتا ہے درد و غم، آنسوؤں کی روانی لیکن لذت کی چاشنی کے ساتھ اور وہ طلب کرتا ہے رازہائے حقیقت کو جاننے والا دل۔ ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کی روح، اس عالم میں حسن ازل کا جلوہ دیکھنے کے لئے مضطر ہے، بے قرار ہے۔ اس مثنوی کا آخری اور زیادہ دلچسپ حصّہ وہ ہے جس میں شاعر نے اپنے فن میں وہبی امداد طلب کی ہے۔

دوسری مثنوی، جس کا عنوان "سوز و گداز" ہے، ایک دکھی دل کی کہانی، ایک واسوخت ہے، واسوخت کے پورے لوازم اس میں موجود نہیں ہیں بلکہ صرف محبوب کی جدائی میں، اپنی بے قراری اشکباری، اور تڑپ کا حال بیان کیا ہے اور صبا کو مخاطب کر کے، یہ سارا دکھڑا سنایا گیا ہے پھر اس سے محبوب کی بارگاہ تک اس دکھ کی کہانی کو پہنچانے کی التجا کی ہے۔

تیسری مثنوی بھی تقریباً انہیں خیالات کی حامل ہے۔ بعد کی تین مثنویاں، زیادہ مختصر ہیں۔ ان میں سے پہلی مثنوی "نامۂ شوق" میں شاعر، محبوب کو مخاطب کر کے، خود اپنا دکھڑا سناتا ہے۔ چھٹی مثنوی گویا معشوق کے خط کا جواب ہے۔ "مطلب دل" میں "خط بندگی" کے کچھ شعر آگئے ہیں۔ اور بظاہر یہ اس مثنوی کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔ بعد کی مثنویاں، حمد اور منقبت پر مشتمل ہیں۔

قصیدے سے سراج کی طبیعت کو مناسبت نہیں تھی۔ صرف ایک قصیدہ ان کے کلام میں مل سکا ہے، اور وہ بھی قصیدوں کے عام موضوع سے ہٹا ہوا اور خاص ان کے متصوفانہ رنگ میں ہے۔ اس میں بھی وہ کسی کی مدح سرائی کی بجائے اپنی کہانی سناتے ہیں۔ سراج کے مستزاد، خاص چیز ہیں۔ ان میں جو لطف نغمہ موجود ہے، امید ہے کہ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد عرصہ تک کانوں میں گونجتے رہینگے۔

سراج کا فارسی کلام جو دستیاب ہوسکا ہے وہ زیادہ نہیں ہے۔ جتنا کلام ملا ہے اس میں غزل کے اشعار کی تعداد چار سو کے قریب ہوتی ہے۔ اس میں اگر مخمسات ترکیب بند اور رباعیات کی ابیات بھی جو کم و بیش ایک سو کے قریب ہیں، شامل کرلی جائیں تو پورا کلام کچھ کم پانچ سو ابیات پر مشتمل ہوگا۔ لیکن بعض شہادتوں سے ظاہر ہے کہ عالمِ جذب کے کہے ہوئے اشعار کے تباہ ہوجانے کے بعد بھی ان کا فارسی کلام کافی موجود تھا۔ عبدالجبار خاں آصفی کا بیان ہے کہ انہوں نے سراج کا فارسی دیوان دیکھا تھا۔ ممکن ہے یہ درست ہو کیونکہ انہوں نے اپنے تذکرے میں بعض ایسے اشعار بھی نقل کئے ہیں، جو کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہوتے۔

اس مختصر سے مجموعہ سے' ان کے فارسی ذوق پر روشنی پڑتی ہے۔ فارسی اس زمانے میں بھی نہ صرف علمی اور ادبی زبان کی حیثیت سے مقبول تھی' بلکہ یہ تقریباً مسلمانوں کی مادری زبان اور شائستگی کی زبان تھی۔ ان کی پوری تعلیم اگر عربی میں نہ ہوسکتی تو اسی زبان میں ہوتی تھی۔ سراج نے اس زبان کے ادب اور شاعری کے ذوق سے جس قدر بہرہ حاصل کیا تھا' اس کا تذکرہ ان کی زندگی کے حالات میں گذر چکا ہے۔ "منتخب دیوانہا" اس کا مزید ثبوت ہے۔ اس مختصر سے کلام کی بنا پر ممکن ہے کہ وہ فارسی کے اساتذہ کے صف میں جگہ نہ حاصل کر سکیں' تاہم اس میں جو لطف موجود ہے' وہ بعض وقت اردو کلام میں بھی نہیں نظر آتا۔ اس مجموعے سے صاف طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں یکساں آسانی اور روانی کے ساتھ شعر کہتے تھے۔ اور اگر ان کا پورا کلام موجود ہوتا' تو یقین ہے کہ ہندوستان کے فارسی گو شعرا میں وہ خاص اہمیت کی جگہ حاصل کر لیتے۔ اب بھی فارسی شعرا کے کم تذکرے ایسے ہیں' جن میں ان کا ذکر موجود نہ ہو۔

اس کلیات کی ترتیب میں جن مخطوطات سے مدد لی گئی ہے' ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :۔

(ا) نسخہ ح ۔ نہایت نفیس نستعلیق خط، لوح مطلا مذہب، ہر صفحہ پر سنہری حاشیہ۔ مکتوبہ ۱۱۶۱ھ ۔

یہ مخطوطہ، مرتب کے علم میں، سراج کے کلام کا سب سے قدیم اور نفیس ترین نسخہ ہے، جو جناب پروفیسر حسین علی خاں صاحب پروسٹ جامعہ عثمانیہ کی مہربانی سے دستیاب ہو سکا۔ سراج کے کلام کا اولین نسخہ شاہ عبدالرسول چشتی نے ۱۱۵۲ھ میں مرتب کیا تھا، جس کا پتہ اب تک نہ چل سکا۔ لیکن اس کے ورق ا الف کی ایک عبارت سے، جو شاہ ضیاء الدین پروانہ کی بتلائی جاتی ہے، بہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ عبدالرسول خاں کا مرتبہ ہے۔ بہرحال یہ نہایت مستند نسخہ ہے جو سراج کی زندگی میں لکھا گیا اور سراج کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ تحریر کی نقل حسب ذیل ہے :۔

"ایں دیوان ریختہ زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین، حضرت پیر و مرشد سید شاہ سراج الدین چشتی قدس سرہٗ العزیز اورنگ آبادی المتخلص بہ سراج کہ برادر طریقت ایشاں، حضرت شاہ عبدالرسول چشتی جمع و ترتیب دادہ اند، و بر حاشیہ این دیوان پیر و مرشد حضرت شاہ سراج بقلم خاص سہ غزل بدست حق پرست خود تحریر فرمودہ اند فقیر حقیر العبد ذلیل بے جلیل ضیاء الدین پروانہ عفی عنہٗ"

عکس تحریر شاہ سراج اورنگ آبادی

اس نسخہ میں کلام کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:۔

(۱) قصیدہ (۲) مختصر مثنویاں (۳) غزلیات (۴) فردیات (۵) رباعیات (۶) مستزاد (۷) مخمسات (۸) ترکیب بند۔

مخطوطہ ۵۸۲ کے مقابلہ میں اس میں چند غزلیں کم ہیں۔

(۲) نسخہ ۵۸۴ ل ۔ سنہ کتابت ۱۱۸۵ھ۔ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ یہ نسخہ متن اور ترتیب کلام میں ح سے بہت کم مختلف ہے۔ صرف چند غزلیں اس میں زیادہ ہیں۔ قصیدے اور مثنویوں کے عنوانات حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) قصیدہ (۲) مثنویاں (۱) مثنوی مناجات بقاضی الحاجات واستدعائے دعا۔ (۲) سوز و گداز پردہ راز مخاطب بہ قاصد پیغام آشنا شرم اشتیاق سوزش فراق (۳) فراق نامہ (۴) طومار ہجر سوز دل کامل (۵) احوال فراق بیار مہربان مخاطب بقاصد آہ جانکاہ (۶) قصیدہ دیدہ پر آب کلمات بے تاب دلی اضطراب وجواب مکتوب مرغوب محبوب۔

(۳) قصیدہ (۴) غزلیات (۵) رباعیات (۶) فردیات (۷) بازگشت (۸) مستزاد (۹) مخمسات (۱۰) ترجیع بند (۱۱) مناجات۔ (۱) یاالٰہی حشر میرا..... الخ (۲) ہوں سخت بے کسی میں گرفتار یا علی (۳) اے دل شہید عشق ستم زادہ

(۴) عمر سب جلتے ہی گذری خاکساری رہ گئی۔

(۳) مخطوطہ ک۔ خط زشت نستعلیق۔ سنہ کتابت اور ترقیمہ وغیرہ نہیں ہے۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کی ملک ہے[1] اس میں صرف غزلیں ہیں۔ یہ نسخہ بہت مستعمل ہے۔ جگہ جگہ دوسرے نسخوں کی مدد سے پنسل کے حاشیے چڑھائے گئے ہیں اور بعد میں پنسل ہی سے چند غزلیں اضافہ بھی کی گئی ہیں۔ اس نسخہ کا متن ح سے بہت کم اختلاف رکھتا ہے۔

(۴) نسخہ ۹۹ ا۔ مکتوب ۱۲۶۴ھ۔ مملوکہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدر آباد دکن۔ اس نسخے کے اختلافات ح اور ۱۱۸۵ھ کے مقابلے میں کم ہیں۔ کلام کی ترتیب اس طرح ہے:۔ غزلیات۔ فردیات۔ مستزاد۔ مخمسات۔ ترجیع بند۔

ترقیمہ منظوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ امان اللہ کے لئے واحد ابن موسیٰ ساکن بالکنڈہ نے لکھا تھا۔ پہلے صفحہ پر "سال ترتیب دیوان سراج ۱۱۵۲ھ" درج ہے۔

[1] ملاحظہ ہو توضیحی فہرست اردو مخطوطات کلیہ جامعۂ عثمانیہ (۲۷ ۱۹ء)

(۵) ۳۹۱ ا ۔ مکتوبہ ۱۱۸۹ھ ۔

یہ نسخہ بھی کتب خانۂ آصفیہ کا مخزونہ ہے ۔ اس کی ابتدا مثنویوں سے ہوتی ہے ۔ اس میں ح اور ۵۸۴ ا کے مقابلہ میں کثیر اختلافات ہیں ۔ اکثر جگہ ردیفیں مصرعے بلکہ غزلوں کی غزلیں بدلی ہوئی ہیں ۔ اور اکثر غزلوں میں اشعار اضافہ ہیں ۔ رسم خط میں بھی اختلاف ہے ۔ مثلاً "سیں" کو اکثر جگہ "سوں" اور کہیں کہیں "سیں" لکھا گیا ہے ۔ "صنم" کی جگہ "سجن" "اُس" کی بجائے "بیو" لکھا ہے ۔ یہ نسخہ کتب خانہ میں داخل ہونے سے پہلے کسی رائے منکھ رام کی ملک تھا، جن کی مہر ورق ۲ اُ اور ورق ۲۲۲ ب پر ثبت ہے ۔ مہر کا سنہ ۱۲۵۵ھ ہے ۔ اس کا کاتب خواجہ نظیر الدین ہے جو حیدر آباد کا رہنے والا تھا ۔ ترقیمہ سے پہلے یہ شعر درج ہے ؎

اس نسخۂ غلط کو جو کوئی نظر میں لاوے
لازم ہے حق میں میرے دستِ دعا اُٹھاوے

ترقیمہ کا آخری جملہ یہ ہے ۔

"نسخہ دیوان سراج سلمہ اللہ تعالیٰ باتمام رسید"۔

اس نسخے میں کلام کی ترتیب حسبِ ذیل ہے :۔

(۱) مثنویاں ۔

(۱) حمد (عجب قادر پاک کی ذات ہے الخ) (۲) مناجات (الٰہی مجھے درد بے داغ دے)
(۳) در نعت حضرت رسول خدا سید المرسلین۔ (۴) در صفت چار یار (۵) سوز و گداز۔
(۶) فراق نامہ (۷) برہ دکھ (۸) پیم کہانی (۹) عرض احوال (۱۰) مطلب دل۔
(۲) قصیدہ (۳) غزلیات (۴) رباعیات (۵) ابیات
(۶) مخمسات (۷) ترجیع بند۔

(۶) نسخہ س۔ ناقص الآخر۔ مخزونہ کتب خانہ مشرقی عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر۔

یہ نسخہ دیوان ولی کے ساتھ مجلد ہے۔ بعض جگہ سراج کی بجائے ولی تخلص لکھ دیا گیا ہے۔ ردیف ن کے درمیانی حصے پر یہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ نسخہ ع ۲۹۱ ا سے اکثر جگہ مطابقت رکھتا ہے۔

(۷) نسخہ ع ۱۱۲۶ ا۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

یہ دراصل "منتخب دیوانہا" کا ناکمل نسخہ ہے۔ جو اصل متن میں درج ہے اس کے حاشیہ پر اُردو دیوان فارسی کلام اور خطوط منقول ہیں۔ یہ مخطوطہ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ یہ کم و بیش کلیات ہے۔ اور اغلب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کا مرتبہ ہے۔ فارسی خطوط اور فارسی کلام سوائے

اس نسخے کے کہیں اور دستیاب نہیں ہوا۔ جو خطوط پروانہ کے موسومہ ہیں ان سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ یہ غالباً پروانہ ہی کا لکھا ہوا بھی ہے۔

(۸) نسخہ ب۔ مکتوبہ ۱۱۷۳ھ۔ مخزونہ کتب خانہ مشرقی عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر۔ یہ نسخہ ۱۲۹۱ کے مطابق ہے۔

(۹) نسخہ ج۔ مکتوبہ ۱۱۹۴ کتب خانہ عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر مشتمل بر غزلیات، رباعیات، مستزاد، مخمسات، ترکیب بند اور قصیدہ۔

(۱۰) نسخہ د۔ مکتوبہ ۱۲۴۶ھ۔ اس نسخہ میں غزلوں کے علاوہ مثنوی بوستانِ خیال بھی درج ہے۔ سودا، سوز اور چند اور شعرا کا منتخب کلام بھی منقول ہے۔

مثنوی بوستان خیال کی ترتیب میں حسب ذیل مخطوطوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱) نسخہ س۔ مکتوبہ ۱۱۹۵ھ۔ مخزونہ کتب خانہ عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر۔

یہ نسخہ کئی اور تحریروں کے ساتھ مجلد ہے۔ جس کے جملہ اوراق ۲۹ ہیں "مثنوی بوستان خیال" ۱ (ب) سے شروع ہو کر ۱۲ (ب) پر ختم ہو جاتی ہے

اس میں اشعار کی تعداد (۱۱۳۴) ہے۔

(۲) نسخہ ج ۔ کتب خانۂ جامعۂ عثمانیہ ہے۔ اس کے آخری اشعار نہایت بے احتیاطی سے لکھے گئے ہیں۔ اکثر اشعار چھوڑ دیے گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد سات سو سے زیادہ نہیں ہے۔

(۳) نسخہ ا ۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی ملک ہے اور جناب سبحان اللہ صاحب کے مجموعہ کے بیش بہا مخطوطات میں شامل ہے۔ جناب احسن مارہروی نے "بوستان خیال" کا جو متن رسالہ "سہیل" علی گڑھ بابتہ ڈسمبر ۱۹۲۶ء میں شایع کیا تھا وہ اسی نسخہ پر مبنی ہے۔ کلیات ہذا کے لئے اس نسخہ سے مقابلہ کی زحمت عزیزی محمود علی قطبی سابق متعلم جامعہ عثمانیہ حال متعلم بی۔اے جامعہ اسلامیہ علی گڑھ نے گوارا فرمائی۔

(۴) نسخہ د ۔ مکتوبہ ۱۲۰۶ھ مملوکہ نواب سالار جنگ بہادر۔ یہ نسخہ وہی ہے جس کا حوالہ کلیات سراج کے نسخوں کی تفصیل میں، نسخہ د کے تحت دیا گیا ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد (۱۱۵۰) ہے۔

متن غزلیات کی ترتیب میں، نسخہ ح کو بنیاد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اد۔

دوسرے نسخوں کے اختلافات، نیچے حاشیہ میں درج کیے گئے ہیں۔ نسخہ ۳۹۱ ا/ب و س، میں اکثر جگہ مطابقت ہے اس لیے نیچے کے حاشیہ میں زیادہ تر ۳۹۱ ا کے حوالے دیے گئے ہیں اور اضافہ اشعار لکھ دیے گئے ہیں۔ ان نسخوں کے درمیان بعض جگہ جو اختلافات ہیں، وہ بھی واضح کر دیے گئے ہیں۔ ہر ردیف میں پہلے ح کی غزلیں درج ہیں پھر ۵۸۴ ا، ۹۹ ا اور ۳۹۱ ا/ب یا س، کی غزلیں اگر ح کے مقابلے اضافہ ہوں تو اسی ترتیب سے ہر ردیف کے آخر میں لکھی گئی ہیں۔ اضافہ غزلیں، جس نسخے سے لی گئی ہیں اس کا رسم الخط قائم رکھا گیا ہے، اس لیے بعض ردیفوں میں آخری غزلیں خصوصاً وہ جو ۳۹۱ ا اور س سے منقول ہیں، ان کے رسم الخط میں "سیں" کی جگہ "سوں" لکھا ہوا دیکھا جائیگا۔ ۵۸۴ کی اضافہ غزلیں بہت کم ہیں، تاہم ان کے رسم الخط میں ح کے مقابلے میں یہ فرق ہے کہ "کون" کو "وو" وہ لکھا ہے۔ بعض جگہ نیچے کے حاشیے میں یہ اشارے چھوٹ گئے ہیں، اس لیے ان کا یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔

بعض نسخے مرتب کو کلیات کے چھپنے کے دوران میں ملے، ان میں جو غزلیں اضافہ پائی گئیں وہ اور بعض اشعار جو تذکروں کے انتخابات میں دستیاب ہوئے اور جنھیں متن میں داخل کرنے کا موقع نہ مل سکا، وہ ضمیمے میں درج کر دیے گئے ہیں۔

نسخوں کی کثرت، ان کے وقتاً فوقتاً دستیاب ہونے اور خاص طور پر ۳۹۱ ا/ب

اور مس کے کثیر اختلافات کی وجہ سے، جو غزلوں کی ترتیب، رسم الخط، الفاظ کی تبدیلیوں اور بدلی ہوئی ردیفوں، زشت تحریر، بے احتیاطی اور غلطیوں سبھی پر مشتمل ہیں، مرتب کا کام بہت دشوار ہو گیا تھا، اس کے علاوہ طباعت میں بھی ممکنہ احتیاط کے باوجود کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، جس کا مرتب کو افسوس ہے -

جامعۂ عثمانیہ۔ حیدرآباد دکن
یکم ذیحجہ ۱۳۵۸ھ م جنوری ۱۹۴۰ء

عبدالقادر سروری

مثنویات

"بوستان خیال" اور دوسری مثنویاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَرے ہم نشینو! مرا دکھ سنو — مرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو
مرے پر عجب طرح کے درد ہیں — کہ سب درد اس درد کے[1] گرد ہیں
فلک (مجھ پر) ٹوٹے[2] (ہو) تو اس چوٹ سے جائے ٹوٹ — جگر کے جگر کے جگر میں ہے چوٹ
کہوں کیا کلیجے میں سوراخ ہے — مری داستاں شاخ در شاخ ہے
اگر سنگ بھی حال میرا سنے — تو حیرت سے جگرت (جگر) میں جا سر دھنے
نہایت کو ہوتی ہے جب بے کلی — تو کہتا ہوں میں کیا خفی کیا جلی
مرے پر (بے حد) نپٹ درد ہے یا ربی! — عجب صاحبی ہے عجب صاحبی
نہ کھلتا ہے (بے حد، یا ربی) دل گشتِ گلزار میں — نہ لگتا ہے جی سیرِ بازار میں

---

۱ "سے"۔ ۲ یہ لفظ کہیں کہیں بہ یک حرکت 'بروزن "ہو"' باندھا گیا ہے۔

اگر سلطنت ہاتھ آوے تو کیا — وگر کیمیا کئی[1] بتاوے[2] تو کیا
کہ جمیعت دل پریشان ہے — مرا فرحت آباد ویران ہے
جو دل کو خوشی ہووے تو سب خوب ہے — جو مرغوب نئیں[3] ہے سو مرغوب ہے
وگرنہ خدائی خوش آتی نہیں — کسی شخص کی بات بھاتی نہیں
اگر حور آوے تو بے نور ہے — پری کی کہوں بات تو دور ہے
ہر اک آہ ہے شعلۂ آتشیں — ہر اک دم ہے مجھ پر دمِ واپسیں
ہر اک دن مرے پر یہی حال ہے — ہر اک شب مرے پر یہی کال ہے
جہنم کو ہووے اگر یہ خبر — تو اس آگ کو سن کہے "الحذر"
مرے پر ہے اب زندگی دردِ سر — غذا رات اور دن ہے خونِ جگر
میسر[4] اگر مجلسِ راگ ہووے — مرے پر زیادہ وہ بیراگ[5] ہووے
خوش آتی نہیں مجھ یہ خوش آوازیاں — کہوں کیا میں طالع کی ناسازیاں
رگِ جاں کٹے سن کے تارِ رباب — خوشی کے ہیں ساماں مجھ پر عذاب

---

۱ "کوئی" بھی اکثر جگہ بہ یک حرکت بروزن "کئی" باندھا گیا ہے۔ ۲ بناوے۔ س و ا۔ ۳ "نہیں" بروزن "نیں"۔ بعض وقت ہائے مخلوط کے ساتھ "نھیں"۔ ۴ مرے گھر۔ ج۔ ۵ بیراگ ا

مجھے دم بہ دم بس کہ ہے اور دھن ... نپٹ دنگ ہوتا ہوں مردنگ سن
سدا آہ و زاری کی آواز ہے ... طنبورے کی آواز ناساز ہے
ہوا ہوں میں اب زندگی سے یہ تنگ ... مجھے ڈنک بچھو کا ہے مورچنگ[1]
اگر ناچ کا ہووے کبھی اتفاق ... تو وہاں بیٹھنا مجھ کو ہوتا ہے شاق
سبھی دلربا، ناچنے والیاں ... کہ ہیں ایک سے ایک سب آلیاں[2]
بتاتی ہیں گت عشوہ و ناز سے ... دکھاتی ہیں چھب طرز و انداز سے
ہر ایک چاردہ سالگی میں تمام ... کریں دل لبھانے میں جادو کا کام
ہر ایک[3] خوش لباسی میں ممتاز ہے ... ٹنکی ہوئی کناری کی پشواز ہے
ہر ایک کے ہے ہاتھوں میں مہندی کا رنگ ... جسے دیکھ کر آب ہوجائے دنگ
ہر ایک کو مرصع کا ہے سیس پھول ... کہ سورج کرے جوت کا واں حصول
قلم کو نہیں تاب تحریر کی ... کہ خوبی لکھے ان کی تصویر کی
سبھی دلربائی کے[4] لاپے ہیں گت ... کہ جاتی رہے جان و دل کی سکت

[1] چنگِ مور، چیونٹی کا پنجہ۔ [2] "آلی" کی جمع بمعنی "سہیلی" جناب حسن مارہروی نے اس کے معنے "رنگین مزاج" کے بھی بتلائے ہیں۔ [3] یہ اور نیچے کا شعر ج میں نہیں ہے۔ [4] کا: س و ل۔

نگاہوں کی نے، مسکرانے کے ساتھ — اداؤں کی گت، پان کھانے کے ساتھ

عجب کیا، جو طاقت بھی بے تاب ہوئے — اگر سنگ ہووے تو یہاں آب ہووے

سو سب متفق ہو کے، آپس میں مل — ہر ایک[1] پوچھتی ہے مرا حالِ دل

کہ سب اہلِ مجلس کا دل شاد ہے — گرفتاریٔ غم سے آزاد ہے

سبھی مے کشی بیچ مشغول ہیں — دلِ شاد کے باغ کے پھول ہیں

ہماری طرف سب کا دل بند ہے — یہ سامانِ عشرت سے خورسند ہے

تمھارے پہ طوفانِ غم ہے، سو کیا؟ — لبِ خشک اور چشمِ نم ہے سو کیا؟

کہو کس سبب سے ہو پژمردہ دل — تمھارا اگر غم سے ہے آب و گل

قسم ہے تمھیں غم ہے کس بات کا؟ — لگا ہے تمھیں زخم کس بات کا؟

تمھیں کس پری رو نے جادو کیا — شہیدِ خمِ تیغِ ابرو کیا؟

کہ جس کے دکھوں تم پہ یہ حال ہے — دمِ زندگی غم سے پامال ہے

کہو کھول کر دل، خوشی کے سخن — کہ ہم کو بھی ہیں دلربائی کے فن

ہمیں بھی ہیں، سب تجھ کی خوبیاں — جو کچھ چاہئیں ویسی محبوبیاں

ہم میں

---

[1] ہر یک پوچھتے ہیں۔ ج

سو کیوں اُس طرف دل کو لاتے نہیں | محبت کی باتیں سناتے نہیں
عبث دل کو اپنے جلاتے ہو تم | مگر کچھ مزا غم میں پاتے ہو تم
غنیمت ہے اک آن کی بے غمی | کرو دُور آنکھوں سے اپنی نمی
ولیکن کہوں کیا، کہ کیا حال ہے | ہر اک دم مری جان پہ کال (عذاب) ہے
کسی شکل سے چین ہوتا نہیں | نہیں رفع ہوتی یہ وحشت کہیں
لگے خوب کب اہلِ مجلس کی بات | کہ غم نے کیا ہے مرے جی پہ گھات
مجھے ساغرِ مے ستی (سے) عار ہے | صراحی، سروہی کی تلوار ہے
مرے[ا] حق میں ویران ہے چاروکھوٹ (دنیا) | مئے ارغوانی ہے، لوہو کا گھوٹ (گھونٹ)
زبس بسترِ غم پہ ہوں دردمند | نہیں قلقلِ شیشۂ مے پسند
ارے ہائے رے، ہائے رے، ہائے رے | کہیں یہ مرا جان بھی جائے رے
ٹک اک بھی (ذرا سی) تسلی کہاں پاؤں میں | نپٹ (بے حد) بے کلی ہے، کدھر جاؤں میں
کہ عالم میں یہ بات مشہور ہے | "زمیں سخت اور آسماں دور ہے"

ا؎ ا و س میں یہ شعر نہیں ہے

تسلّی نیافتنِ دلِ پُر داغ بہ سیرِ رنگینیٔ گل و باغ

کبھی رفع کرنے کو دل کا غبار — اگر عزم ہو سیرِ باغ و بہار
تو گلشن، نظر بیچ ہے خار بن — خراشِ جگر ہے، رگِ یاسمن
کروں جب خیابانِ گل پر نظر — مجھے یاد آتا ہے چاکِ جگر
فجر کو جو بہتی ہے بادِ صبا — تو اوس وقت کرتا ہوں یہ التجا
مرے دل کے ہر زخم پر یار سول — نمک کی رکابی ہے نرگس کا پھول
مرے باغِ امید کو تازہ کر — پریشانیٔ دل کو شیرازہ کر
لگی اس طرح، غم کی برچھی کی ہُول — کہ آنکھوں میں کانٹا ہو سلتا ہے پھول
کیا اس قدر بیکلی نے وفور — کہ ہے خندۂ گل، قیامت کا صور
ہر اک سرو ہے سانگ کی جیوں انی — چمیلی کی پنکھڑی ہے، ہیرا کنی
گلِ لالہ لوہو بھرا جام ہے — بنفشہ مری صبح پر شام ہے
نپٹ خوب سنبل کی ہیں ڈالیاں — یہ ہیں مجکو زنجیر کی جالیاں
گلِ ناز بو گرچہ ہے دل نواز — خوش آتا نہیں ہے مجھے اوس کا ناز
غزل خوانیٔ عندلیبانِ باغ — مرے حق میں ہے، داغ بالائے داغ

کہ یارب[1] کسی وقت بیٹھے تھے ہم — دو ساقی سے مل جام پیتے تھے ہم[2]
کبھی ہم[3] بھی اُس یارِ گل رو کے سات — رکھے ہات پر ہات کرتے تھے بات[4]
جدا ہم نہ رہتے تھے اُس یار بن — غزل خوانی شوق تھی رات دن
ہم آغوش ہوتے تھے ہم بات بات — ہمارے یہ تھے ہر رات تھی چاندرات
سدا[5] نوبتِ عیش سنتے تھے ہم — سدا پھول مقصد کے چنتے تھے ہم
اِدہر عشق، اُدہر حسن ہم راز تھا — مجھے بختِ بیدار سے ساز تھا
نہ تھا درمیاں، فرقِ ناز و نیاز — میں اپنے نصیبوں پہ کرتا تھا ناز
خموشی میں ہوتا تھا مطلب ادا — نگاہیں[6] نگاہوں سے تھیں آشنا
عجب شوق تھا اور عجائب بہار — کہ رہتا تھا دونو گلے ایک ہار
خدا[7] یا عجب عالمِ شوق تھا — کہ جس شوق میں فوق در ذوق تھا (دونوں)
زباں[8] نے وو لذت کو پائی[9] کہاں — کہ تا کچھ بھی اس کا بتاوے نشاں
بیاں اس کا شیریں ہے اور دل پسند — ولیکن مرے ہونٹ ہوتے ہیں بند

[1] "بارے" ج۔ [2] "تو" ج۔ [3] "بی" ج۔ [4] "پر" ا، ج۔ [5] ج میں یہ اور نیچے کا شعر شعر (۸۰) کے بعد درج ہیں۔ [6] "نگاہاں نگاہاں سے تھے" ج۔ [7] ج میں یہ شعر نہیں ہے۔ [8] "زبانی" ج
[9] قدیم دکنی میں فعل عموماً مطابق فاعل لاتے تھے، خواہ علامت فاعل ہو یا نہ ہو۔

کہوں کیا، کہا مجھ سے جاتا نہیں لکھوں کیا کہ لکھنے میں آتا نہیں
غرض خوب کچھ تھا وو عالم جو تھا وو جب تھا تو تھا اب تو ہوئی ہے کتھا[1]
مرے پر جو تھا عالمِ شوق، تب کہانی سی معلوم ہوتی[2] ہے اب
ہر ایک دم زباں پر وہی بات ہے اور اوس بات کی یہ مناجات ہے
الٰہا[3] مرے سے یہ غم جائے گا کبھی مجھ پہ وو وقت پھر آئے گا
الٰہی یہی تجھ سے ہے التجا خوشی کا خزانہ کدھر ہے بتا
خوشی کا سنا ہوں یہی محض نام و لیکن نہ دیکھا[4] کبھی اوس کا کام
خوشی کیا، مگر دُرِ نایاب ہے مرا شوق غواص بیتاب ہے
خوشی کے گلستاں کو سیراب کر خزاں غم کی یک بار غرقاب کر
خوشی کے کنول کی کلی تازہ کر مرے دل کے اجزا کو شیرازہ کر
خوشی کے ہما کو ہے ظلِ[5] الٰہی کہ اوس کے ہے سائے[6] میں شاہنشہی
مجھے اوس کے سائے میں لا، شاہ کر حصولِ مرادات دلخواہ کر

۱؎ "تھا" س۔ ۲؎ "ہوتا" س۔ ۳؎ "الاہی" ج۔ یہ پوری مناجات، ل اور س میں، اگلے شعر نمبر ۴۴۴ کے بعد درج ہے۔ ۴؎ "دیکھے کبھی اوس کے کام"۔ ل، س۔ ۵؎ ظلّ الاہے۔ ج ۶؎ سایہ۔ ج۔

یہی آرزو ہے مجھے دم بدم — کہ آوے خوشی اور نکل جائے غم
کہ غم نے کیا ہے مجھے جاں بلب — نہایت خوشی کی ہے مجکو طلب
خوشی شاہ ہے جام ہمت سے مست — ابھی لشکر غم کو دیوے شکست
خوشی آوے تو فتح ہے یا نصیب — کہ نصر من اللہ فتح قریب
ولیکن مرے بخت ایسے کہاں — مگر حضرت حق ہووے مہرباں

دلبری کردن خوباں[1] منتخب و روئے توجہ نیاوردن بہیچ سبب

اگرچہ سبھی خوب رو خوب ہیں — جہاں لگ (تک) ہیں محبوب محبوب ہیں
ہر ایک[2] قدرت حق میں مقبول ہیں — سبھی اوس کے گلزار کے پھول ہیں
اُنوں (انھوں، جمع ان) میں بھی جو سب سے ہیں[3] انتخاب — جنے دیکھ جاتا رہے دل سے تاب
ہر ایک بات جن کی ہے جادوگری — جنے (جنھیں) دیکھ بے ہوش ہووے پری
اداؤں[4] سے لیتے ہیں دل چھین کر — نگاہوں میں سب سحر ہے سربسر

[1] ج میں عنوان اور س میں لفظ 'خوباں' نہیں۔ [2] ج میں شعر نہیں۔ [3] ہے، ج۔ [4] ج میں شعر نہیں ہے۔

تبسم میں جن کے اٹک جائے دل — تغافل سے جن کے دغا کھائے دل

تکلم میں جن کے ہیں افسوں تمام — ہر ایک بات جن کی ہے عاشق کا دام

اگر مسکراویں تو دل آب ہووے — رگِ جانِ عشاق بے تاب ہووے

اگر پان کھاویں کبھی تو تبھی — کریں عاشقاں جاں سپاری سبھی

کریں گر نوازش سے جھک کر سلام — جو دیکھے سو ہو جائے دل سے غلام

اگر دیویں گالی تو میٹھی لگے ۱۱۰ — کہ مصری بھی اوس وقت سیٹھی لگے

محبت جنوں کی ہے زنجیرِ عقل — رہے بندِ حیرت میں تدبیرِ عقل

مروت میں کوئی جن کا ثانی نہیں — اگر ہووے تو یہ مہربانی نہیں

جنوں کا سدا کام ہے دلبری — جنھے یاد ہے علمِ افسوں گری

اگر لاؤ بالی طرح سے چلیں — تو عاشق کا دل پاؤں نیچے ملیں

اگر وضعِ شوخی سے باتیں کریں — تو بجلی منڈ دل پہ گھاتیں کریں

رہیں سادگی سے اگر لٹ پٹے — تو دل کا گلا بن چھری کے کٹے

۱؎ "و تکلم میں" د و ج۔ میں یہ شعر نہیں۔ ۲؎ تغافل و و ج۔ ۳؎ "ہے"۔ د و ج۔ ۴؎ ج میں شعر نہیں۔ ۵؎ "ان کا غلام" ج۔ ۶؎ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں۔ ۷؎ ج میں نہیں ہے۔ ۸؎ بجلی کے مانند" د س۔

دلوں[1] کو دیوانہ کریں چال میں ۔۔۔ بلا لاویں عالم پہ ہر حال میں
کرشمے سے جی کو کریں بے قرار ۔۔۔ کریں دل کو غمزے سے بے اختیار
قیامت ہیں قامت کی ترکیب سے ۔۔۔ ہر ایک عضو جن کا ہے ترتیب سے
گرہ زلف کی کھول لیتے ہیں جی ۔۔۔ پھر اس بعد لاتے[2] ہیں بھوں پر کجی
کمر کی لچک سے لجاتے[3] ہیں دل ۔۔۔ نظر کی جھمک سے لبھاتے ہیں دل
کریں ناز و عشوہ جو ہر بات میں ۔۔۔ عنانِ خرد کب رہے ہات میں
جنے[4] دیکھ جاتا رہے عقل و ہوش ۔۔۔ زباں بند ہو جائے اور لب خموش
اگر[5] ان کا چہرا مصور بنائے ۔۔۔ اسی دم مرگ دش قلم بھول جائے
جبیں جن کی روشن ہے جوں[6] مشتری ۔۔۔ کہ بس[7] مشتری کا ہے دل مشتری
جنوں کے ہیں دانتوں میں مسی کی ریکھ ۔۔۔ کہ آئینہ حیراں رہے جس[8] کو دیکھ
لبوں[9] میں ہیں شکر کی کئی بانیاں ۔۔۔ سخن سے کریں شکر افشانیاں
کلام ان کا مرجان[10] یاقوت ہے ۔۔۔ اگر سچ کہوں روح کا قوت ہے

---

[1] یہ اور بعد کے دو شعر ج میں نہیں ہیں۔ [2] "لائیں" ج ۔ [3] "لجاتے" ۔ س ۔ ج میں شعر نہیں۔ [4] "جسے" ج ۔ [5] "اگر اون کے چہرے کو چاہے بنائے ؛ اسی دم مصور قلم بھول جائے"۔ ا و س ۔ [6] "جوں"۔ س ۔ [7] جس ۔ ا و س ۔ [8] جن ۔ ا ۔ [9] ج میں ندارد ۔ [9] "لبوں میں شکر کی ....." ج ۔ [10] معجون ۔ ا و س ۔

جنوں کی سیہ چشم خونریز ہیں ۔۔۔ کمند دو گیسو دل آویز ہیں

جنہوں

جنوں کی پلک تیر ہیں سر بسر ۔۔۔ کلیجے میں ہیں ویسے تیروں کے گھر

جنہوں

خطِ پشتِ لب سبزۂ نوبہار ۔۔۔ ہیں چاہِ زنخداں میں یوسف ہزار

کفِ پا ہے جن کا نزاکت سرشت ۔۔۔ گلِ مخملِ سرخ ہشتم بہشت

کبھی تو تجیں سر پہ دستار سرخ ۔۔۔ کہ حسرت سے مرجھائے گلنار سرخ

زری کا کبھی جیبۂ نوکدار ۔۔۔ ہیں بازو میں گجرے گلے بیچ ہار

پگڑی

بدن میں کبھی زعفرانی لباس ۔۔۔ کہ آتی ہے جس میں محبت کی باس

کبھی سرخ نیمہ بدن میں جسے ۔۔۔ زمرد کی گھنڈی لگی ہے جسے

ایک لباس ۔ چست ۔ گنڈی

جو ٹپکا نہیں تو نہیں کچھ خلل ۔۔۔ کمر میں دو پٹا سمو سے کا بل

گلے میں آڑا رعال

کبھی بر میں نیمہ ہے باریک تنگ ۔۔۔ کبھی ملگجا اور کبھی سبز رنگ

کبھی لٹ پٹی سر پہ دستار ہے ۔۔۔ کبھی خنجری پانوں شلوار ہے

کبھی شال سر پر نزاکت کی لے ۔۔۔ پہ چھوٹی کبھی تار پیتری کی ہے

ایک قسم کا ریشمی کپڑا ۔ زرتار

---

۱ ہفتم ۔ س ۔ ۲ یہ ۔ ج ۔ ۳ حیرت ۔ ج ۔ ۴ کبھو ۔ ج ۔ ۵ باریک نیمہ ہے تنگ، د ۔ ۶ کپڑا جس کے کناری کی بناوٹ ہو ۔ ۷ پاؤں میں ۔ س، "پانو" ج ۔ ۸ تار پیتری، س، د ۔

کبھی پھینٹہ سادہ بل دار تور[1]　　کبھی شوخ رنگی سے خونخوار طور[2]
کبھی چشم بلبل کی ہے بکتری (پگڑی)　　کبھی ہے گلابی کبھی ہے ہری[3]
کبھی ہات تلوار الیمان[4] کی　　کٹاری کبھی مخملی میان کی
کبھی ہات میں نیزۂ سبز رنگ　　کبھی ہے سروہی کبھی ہے فرنگ
کبھی محض رومال ابریشمی　　کہ چہرے سے جاوے عرق کی نمی
خدانے جنھے دی[5] ہیں یہ خوبیاں　　کہ بس ختم ہویں جن پہ محبوبیاں
کہاں لگ کروں میں ورق کو سیاہ (جنہیں)　　کہ جس[6] کی صفت کو نہیں انتہا
پھر اون خوب رویوں کا دستور ہے　　کسی فن میں جو[7] شخص مشہور ہے
تو اوس سے بہوت (بہت) آشنائی کریں　　ہر اک وضع سے دلربائی کریں
یہاں لگ (تک) کہ اوس کو کریں بے قرار　　کریں رفتہ رفتہ دل اوس کا شکار
ہمیشہ اوسی پاس بیٹھے رہیں　　بہوت[8] مہر والفت کی باتیں کہیں
نپٹ[9] گرم جوشی کے واں پور ہویں　　غرض یہ کہ عالم میں مشہور ہویں

---

[1] طور۔ ل۔ [2] میں۔ ل۔ [3] یہ اور اوپر کا شعر ج میں نہیں ہے۔ [4] الیمان ایک مقام ہے۔ [5] دی۔ س یہ شعر ج میں نہیں ہے۔ [6] کہ جن کی صفت کا ہے دیا تھا"ل د س۔ [7] کوئی۔ ج۔ [8] نپٹ گرم جوشی کی باتیں کہیں۔ س۔ یہ شعر ج میں نہیں ہے۔ [9] بہت مہر والفت۔ س۔

کہ ایسا فلانے کا بے تاب ہے　　اوسی[1] واسطے بے خور و خواب ہے
مجھے سب نے جانے[2] کہ درویش ہے　　نہ درویش ہے بلکہ دل ریش ہے
ہر اک[3] شعر بھی اس کا ہے دل پسند　　سخن گو، سخن فہم، اور دردمند
ہر اک اوس کے ملنے کا مشتاق ہے　　سخن بیچ[4] مشہورِ آفاق ہے
نجابت[5] کا تمغا مروت، سو ہے　　وفا کی علامت محبت، سو ہے
پھر اوس[6] شخص کا نام ہے دُور دُور　　تو ویسے[7] سے ملنا ہوئت[8] ہے ضرور (بہت)
مرے سے بھی ملنے لگے بے حجاب　　کہ ہر طرح[9] سے اس کا دل ہو آب (ہوئے)
تواضع کریں حرمت آداب[10] سے　　۱۶۰ کریں عزم الفت کا ہر باب سے
نہایت کریں مجکو جھک کر سلام　　کہ یہ بھی ہے یک دل ربائی کا دام[11]
ادب[12] سے کریں دل بری کی طرح　　جو ہے سحر و افسوں گری کی طرح
ہر یک وقت "حضرت سلامت" کہیں　　ہر یک آن باتیں قیامت کہیں
ولیکن مرا دل تو[13] کہیں اور تھا (نہیں)　　مرے پر قیامت کا کچھ دور تھا

[1] اوسی کے سبب" د" بغیر اوس کے یہ بے خور و خواب ہے۔ ج۔ [2] سجانا۔ ا۔ [3] ج۔ شعر نہیں ہے۔ [4] بیں وہ۔ ج [5] ج۔ میں یہ شعر نہیں ہے۔ [6] اور۔ ج۔ [7] ایسے۔ ا و س۔ [8] ہے سب سے۔ س۔ [9] وجہ۔ س [10] حرمت و آ۔ د، ج میں یہ شعر نہیں ہے۔ [11] کام۔ س۔ [12] میں۔ د، ج میں یہ اور بعد کا شعر نہیں ہے۔ [13] دل کہیں اور تھا س۔

مرے پر غضب تھا[۱] جو دن رات کا | جواب ایک تھا اون کو سو بات کا
جو دیکھا[۲] انونے (انھوں) کہ یہ سنگ ہے | عجب شخص ہے اور عجب ننگ ہے
کسی طرح سے آب ہوتا نہیں | محبت کا بے تاب ہوتا نہیں
فرشتہ کرے ہم طرف گر نظر | فلک پر[۳] سے آوے زمیں پر اتر
ہزاروں[۴] ہمارے خریدار ہیں | ہر یک وقت مشتاق دیدار ہیں
پر اس شخص کا دل پگھلتا نہیں | ہمارا کچھ افسون چلتا نہیں
اونے (انھیں) یاد تھے سحر و جادو[۵] کئی | نکالے طرح دلبری کی نئی
جو ہر بات پر[۶] جھک کے تسلیم تھی | جو ہر آن میں خم ہو تعظیم تھی
قدیمی طرح کے جو آداب تھے | کیے ترک گویا کہ نایاب تھے
نپٹ بے حجابی سے ملنے لگے | ہنسی ساتھ جیوں پھول کھلنے لگے
زبس دل لجانے (لے جانے) کے تھے گھات پر | رکھیں ہات پر ہات ہر بات پر
کبھی سر کو لاویں مرے مونہہ[۷] کے پاس | کہ پہونچے ہر یک طرح زلفوں کی باس[۸]

۱ وہ۔ ج۔ ۲ دیکھے۔ ج۔ ۳ فلک سیتی آوے۔ ج۔ ۴ ہزاراں۔ ج۔ ۵ افسوں۔ ا۔ ۶ یہ۔ ا، "میں" س۔ ۷ موں۔ ا۔ ۸ کے پاس۔ ا۔

کبھی میرے زانو پہ زانو رکھیں　　　کبھی میرے پہلو پہ پہلو رکھیں
دوپٹا مرا اوڑھ کر لیٹ جائیں　　　کبھی شال اپنی مرے[۱] پر اڑھائیں
خفا کر کبھی تو رولا دیں مجھے　　　کبھی گدگدی کر ہنسا دیں مجھے
کبھی تو مجھے شاہ صاحب کہیں　　　کبھی تو اجی واہ صاحب کہیں
کبھی تو کہیں "ہم سے تقصیر ہوئی"　　　کبھی تو کہیں تم پہ تعزیر ہوئی
کبھی تو پکاریں "ارے میاں سراج"　　　کبھی تو کہیں "تم تو ہو سر کے تاج"
ہر اک بات پر میری سوگند کھائیں　　　ہر یک آن سوگند اپنی دلائیں
ہر ایک وقت ہونے لگے[۲] ہم کنار　　　نہایت ہوئے مجھ[۳] سے آخر کو یار
کہ آوے دل اس کا ہماری طرف　　　محبت کے تیروں کا ہووے ہدف
جو دیکھے[۴] سو جانے کہ سید سراج　　　فلانے کا عاشق ہے اور لاعلاج
ہمارا ہر ایک جا بجا نام ہوے　　　جو مقصد ہے شہرت کا سو کام ہوے
کہ ہم بھی فلانے[۵] کے محبوب ہیں　　　وو طالب ہے ہم اوس کے مطلوب ہیں

۱ تئیں ۔ ادس ۔ ۲ "لگیں" ۔ ج ۔ ۳ مجھسوں ج ۔ ۴ دیکھیں ۔ ج ۔ ۵ پیارے کے ۔ ج ۔

کہوں[1] کیا کہ کیا کیا کئے مجھ سے چھند — کہ دل اوس کا ہووے ہر اک طرح بند

اگر یہاں کبھی زاہدِ خشک ہوئے — اُسی آن میں دین و ایمان کھوئے

گریباں[2] کو کر چاک اور سر کو پھوڑ — کرے صرفِ زنار تسبیح[3] توڑ

اگر یہ کہوں ثابتی [استقلال] کے سبب — رکھا دل کو اپنے سو ہے جھوٹ سب

مرا دل کسی اور کے ہات تھا — نہ تھا [بچایا] مرے پاس اور کے سات تھا

مجھے بلکہ ہووے مرا دکھ زیاد — مرے من کا موہن مجھے آئے یاد

انوں [انہوں (جمع ان)] کی یہ سب دیکھ کر[4] کوششیں — کہ تھیں دل کے تسخیر کی کوششیں

گزرتی تھی مجھ پر قیامت کی[5] آن — ہر اک آن میری نکلتی تھی جان

کہ سب ہیں مرا وہ سلونا [وہ نمکین] نہیں — مرا[6] دل لجانے [لے جانے] کا ٹونا [جادو] نہیں

بیان خوبی سردار زادہ صاحب جمال

اُسی[7] میں سے سردار زادہ تھا ایک — کہ خوبی میں سب سے زیادہ تھا ایک

---

۱ کہوں کیا کیا تم نے یو مجھ سیں چھند۔ ج ۲ گریبان کر چاک ۔ س ۔ گریباں کرے چاک ۔ ج ۔ ۳ تسبیح کوں توڑ ۔ ج
۴ کے ۔ ج ۔ ۵ اوس ۔ ج ۔ ۶ مِرے ۔ س ۔ ۷ اُسی صفت میں ۔ ا ۔

اوسے دولت و مال کا اوج تھا / تمن دار تھا صاحبِ فوج تھا

ہر یک وقت فیل و نشان و علم / جو چاہے سو موجود اوسے دمبدم
(رسالہ)

نقیب اور جلو دار اور چوب دار / سواری کے پیچھے[1] ہزاروں سوار

اگر اُس کی صورت کی خوبی لکھوں[2] / قیامت تلک بے زباں ہو رہوں

نہ ہوتی جو یوسف کو پیغمبری / تو بھی بہتری میں اوسے سروری

اگر دیکھتی[3] لیلیٰ اُس قد کی چھاؤں / تو دھو دھو کے پیتی وو مجنوں کے پانو
(چھاؤں)

عجب ہیں ہوں دیکھ اوس کی روشن جبیں / نہ دیکھا تھا[4] خورشید روئے زمیں

وو زلفیں ہیں جی کے گلے کی حمیل[5] / قسم کھا کے کہتا ہوں ہیں ناگ بیل

کرے اوس کے ابرو طرف گر نگاہ / تو کھینچے[6] مصور بھی دل سیتی آہ
(سے)

نگاہ اوس کی ہے خنجرِ خوش غلاف / کہ لختِ جگر سے گزرتا ہے صاف

ہر یک نوکِ مژگاں بلا ہے بری / رگِ جانِ عشاق کی ہے چھری[7]

خبر اوس کی چشمِ پُر افسوں کی پائے / تو نرگس گریباں طرف سر نوائے
(نہوڑائے)

---

[1] پیچھیں۔ ا۔ یہ شعر ج میں نہیں ہے۔ [2] کہوں۔ ا و ج۔ [3] ج، شعر ندارد۔ [4] تارا ہے خورشید۔ ج۔
[5] ج، شعر ندارد۔ [6] تو کھینچے مصور بھی پھر تد آہ، س۔ تو کھینچے مصور ہی تد آہ۔ ا۔ [7] چھوری۔ ج

عجب اوس کا رخسار تھا[1] نو بہار — کہوں تو نہ آئے کسے اعتبار
جو دیکھے سو واقف ہوا[2] اس بات کا — کہ سچ چاند ہے چودھویں رات کا
خطِ کم نما زیبِ لوحِ عذار — کہ[3] باریک ہوتا ہے خطِ غبار
وو دانتوں یہ ہے رنگ پان خوشنما — بکس کیوں نہ ہوئے دانہ دانہ انار
تبسم[4] کی لہریں ہیں موجِ شراب — کہ کیفی کو اوس کے جگر ہے کباب
دہن کی صفت میں بیاں ہیچ ہے — کہ بس نام ہے اور نشاں ہیچ ہے
زنخدان ہے سببِ گلزارِ حسن — ہی بخشِ آزارِ بیمارِ حسن
غذا ہے صراحی کی خونِ جگر — کبھی اُس کی دیکھے[5] جو گردن مگر
کہوں کیا وو ساعد کی تعریف میں — زباں لال ہے اسکی توصیف میں
یہ خوبی نہ بلور پاوے[6] کہیں — صفائی[7] ہے لیکن یہ نرمی نہیں
کبھی نیم خوابی میں وو جامہ زیب — اگر کھینچے خمیازۂ دل فریب
تو دل جوششِ شوق سے آب ہوئے — ہم آغوش ہونے کا بے تاب ہوئے

---

[1] ہے نور بار' او مس۔ [2] ہوے (بہ یک حرکت) ج و س۔ [3] جیوں۔ مس۔ [4] ج میں شعر نہیں ہے۔ [5] دیکھیا۔ دیکھے گردن۔ ج۔ [6] پاویں۔ ج۔ [7] صفا ہے ولیکن یہ نرمی.....ج۔

کف دست لخت دل عاشقاں　　　ہر اونگلی نزاکت میں ہے نبض جاں
صفا میں ہے وو سینہ آئینہ ساں　　　کہ ہووے صورت حال عاشق عیاں[1]
مگر سینہ[2] صافوں کی ہے روح پاک　　　ہے اس پر عبث تہمت آب و خاک
لکھوں صافی ساق سیمیں اگر　　　قلم بھی پھسل جائے کاغذ اوپر
رکھے جب کلیجے میں بلبل کے پاؤں　　　سلے تب خیال رگ گل کی چھاؤں
سراپا قیامت کا سامان تھا　　　محبت کا دل عشق[3] کا جان تھا
کہیں کم ہے معشوق عاشق نواز　　　جسے ناز عاشق پہ ہووے نیاز
سو اوس میں یہ اوصاف پائی گئی　　　مروت کے اصناف[4] پائے گئی
جسے جانتا تھا کہ بیتاب ہے　　　مرے واسطے بے خور و خواب ہے
تو اوس پر بہوت مہربانی کرے　　　ہر یک بات کی قدردانی کرے
ہر اک آن عاشق کا عاشق تھا وو　　　سبھی خوبرویوں میں فائق تھا وو
اگر عزم آہو شکاری کرے　　　کسی سمت حکم سواری کرے

[1] بیاں۔ ج ۔ [2] یہ اور نیچے کے دو شعر ج میں نہیں ہیں۔ [3] عاشق جان تھا۔ س ۔ [4] اوصاف ۔ ج ۔

جو کوئی ہووے آگاہ اس بات پر — تو بے کل ہوئے دیدار کی گھات پر

کھڑے راستے میں کریں انتظار — کہ جس راستے پر ہے اس کا گزار

ہزاروں کریں اوس کو جھک کر سلام — کرے سب کے لائق سبھوں سے کلام

ہر اک پر بہوت ستی نوازش کرے — ہر اک کے سزاوار سازش کرے

جو کوئی گھر طرف آوے مشتاق ہو — اسی دم بلاوے اسے روبرو

کہے کس طرف کو کئے ہو کرم — سعادت کہ آئے تمھارے قدم

نپٹ دلبری مہربانی کرے — یہاں لگ کہ دل اوس کا پانی کرے

منگاوے پھر اس واسطے پاندان — کھلاوے اوسے اپنے ہاتوں سے پان

لگاوے اسے عطر ہاتوں سیتی — دل اوس کا کرے محو باتوں سیتی

کہے حسن ہے چار دن کی بہار — یہ صورت کو آخر نہیں ہے قرار

غنیمت ہے تم سے محبوں کی چاہ — کہ رکھتے ہو ہم پر کرم کی نگاہ

جسے اپنے عاشق پہ نیں ہے نظر — تو معلوم کیجے کہ ہے بے خبر

۱ ہووے۔ ج ۲ پر۔ ا و ج ۳ ہی۔ ا، یہ شعر ج میں نہیں ہے۔ ۴ کس سبب سے کئے ہو... ج۔

کروں کیا میں اوس کی صفت کے بیاں[1] | کہ طاقت نہیں ہے زباں کو یہاں

جو کچھ خوبیاں[2] چاہئیں تھیں سبھی | غرض یہ کہ تھا سب کی آنکھوں کا جی

رفتن بہمراہی سردارزادہ صاحب جمال بامید تسکین بیقراری حال[3]

نظامِ ممالک امیر کبیر | شہنشاہِ ہندوستاں کا وزیر

کیا بال کنڈے[4] کو تسخیر جب | ۲۵۰ تب ارکانِ دولت چلے گھر کو سب

ہوا ہر طرف موسم برشگال | ہوئے سبز[5] ہر ہر چمن کے نہال

زمیں کو لیا سبزۂ تر نے گھیر | کہیں سبز سیر اور کہیں نیم سیر

ہر یک کوہ و صحرا میں نکلے نبات | جدھر دیکھیے فرش سبز بنات

وو سردار نامی سراپا جمال | ہوا جس کا اظہار اتنا[6] کمال

کیا عزم اپنے وطن کی طرف | وو صحرا سے صحنِ[7] چمن کی طرف

کہا مجھ کو اخلاص اور پیار سے | نہاں یہ سخن گوشِ اغیار سے

---

[1] کا۔ او س۔ [2] ج میں شعر نہیں۔ [3] احوال۔ ا۔ [4] دکن کا ایک مقام۔ [5] بند۔ ا۔ یہ اور بعد کے دس شعر "ج" میں "مقرر نہیں عاشقوں کا مکاں ۔۔۔ کے بعد درج ہیں۔ [6] اِتنا۔ ا۔ [7] اپنے وطن کی طرف۔ ج و س۔

که کہتا ہوں[1] صاحب سنی ایک بات — جو وہ بات مانو تو میری نجات
ارادہ مرا گھر کے جانے کا[2] ہے — یہ برسات کے بعد آنے کا ہے
کرو تم بھی گر اوس طرف کو کرم — رکھو گے سر و چشم پر ہر قدم
مقرر نہیں عاشقوں کا مکاں — برابر ہے تم کو یہاں اور وہاں
خصوصاً جو درویش آزاد ہیں — جدھر کو کریں عزم دل شاد ہیں
اگر قصد ہووے تو بہوت خوب ہے — تمہارا کرم دل کو مرغوب ہے
که ایام[3] بارش کے یہ چار ماہ — گزر جائیں گے پل میں کرتے نگاہ
جب اوس شخص نے اس طرح[4] کہا — تو میں سن کے خاموش ہو کر رہا
کیا فکر دل میں کہ میں کیا کہوں — چلوں اوس طرف یا اسی جا رہوں
مرے پر تو سودا لے سرشار ہے — مرا دل کسی کا گرفتار ہے
مجھے خلق کہتی[5] ہے آزاد ہے — سبھی جانتے ہیں کہ دل شاد ہے
نہ کھانا نہ پینا خوش آوے مجھے — نہ یہ بلکہ جینا خوش آوے مجھے

[1] کہنا ہے۔ ا۔ [2] کو۔ ا۔ [3] ج میں یہ شعر غلط درج ہے۔ [4] یہ۔ ج۔ [5] کہتے ہیں۔
ا، ج۔ میں یہ شعر نہیں ہے۔

نہ یہ بات عالم سے کہنے کی ہے — کہ[1] یہ چوٹ سینے میں سہنے کی ہے
کیا غور جب خوب میں اپنا حال — یکایک مرے دل میں آیا خیال
مرے پر جو کچھ بیکلی ہے سو ہے — کسی بات کی تلملی ہے سو ہے
اگر یہاں رہا میں کیا یہ قبول — تو جاوے گا یہ درد (بے چینی) سو خاک دھول
جو رہنے میں جاتی نہیں یہ بلا — خوشی اُس کی[2] یوں ہے تو چلنا بھلا
جسے اس طرح کا ہے حسن[3] اور جمال — کہ اُنکے ہیں جس سے[4] ہزاروں خیال
سبھی خوبیوں بیچ ممتاز ہے — صفِ خوش قدوں میں سرافراز ہے
سو مجھ پر اسے پیار ہے اس قدر — ہر یک وقت غمخوار ہے اس قدر
نہیں قدرتِ حق سے (مجھ) کچھ عجب — مگر رفعِ غم کو یہی ہووے[5] سبب
کبھی[6] رفتہ رفتہ مراد رد و غم — ہے امید شاید کہ ہو جائے کم
وو زلفوں کی بو جی کو خوش آئے[7] تو — مرے دل کا ناخن اٹک جائے تو
کئی طرح کی بات تجویز کر — کیا اُس کے ہمراہ عزمِ سفر

۱؎ نہ اوج۔ ۲؎ کوں۔ ج۔ ۳؎ حسن وجمال ا۔ ۴؎ کے۔ س۔ ۵؎ یہی ہے سبب۔ س۔ ۶؎ کہیں۔ ج۔
۷؎ ج میں یہ اور بعد کا شعر نہیں ہے۔

ہوا اس کے ہمراہ میں لاعلاج — کہ پاوے کہیں چین میرا مزاج
ولیکن وہی درد و غم یار تھا — کلیجے میں میرے وہی خار تھا
وہی برق تھا خرمنِ ہوش میں — تفاوت نہ تھا اولیں جوش میں
وہی جان کندن مجھے تھا سو تھا — کہوں کس زباں سے میں اپنی بتھا[۱] (مصیبت، بلا)
وہی دمبدم آہ پر آہ تھی — نہ وہ آہ تھی بلکہ جاں کاہ تھی
وہی[۲] بیخودی نے کیا تھا ہجوم — وہی کشورِ دل میں تھی غم کی دھوم
وہی آہ و زاری مرا کام تھا — وہی حال کیا صبح و کیا شام تھا
وہی دل میں تھا نامرادی کا داغ — وہی داغ تھا مجکو گلگشتِ باغ
وہی غم کا افراط تھا روز و شب — وہی تھا مرے پر خدا کا غضب
کلیجے[۳] میں ہر دم وہی سول (کانٹا) تھا — ہر اک دمبدم ہول پر ہول تھا
وہی دل کے شعلوں کا بھڑکاؤ تھا — وہی غم کے تیروں کا برساؤ تھا
وہی دمبدم تھا قیامت کا شور — وہی زخمِ غم تھا کلیجے کے تور[۴]

۱؎ کتھا۔ ج ۔ ۲؎ ج میں شعر نہیں ہے ۔ ۳؎ کلیجے میں میرے وہی سول تھی ؛ ہر اک دم مجھے ہول پر ہول تھی
ا ۔ ۴؎ یہ اور اوپر کے دو شعر ج میں نہیں ہیں ۔

وہی تھا تڑپنا شب و روز کا ۔۔۔ وہی تھا جلن دردِ جاں سوز کا
وہی غم کے[1] طوفان تھے[2] پے بہ پے ۔۔۔ وہی بیکلی تھی جواب لگ کہ[3] ہے
قیامت تھی منزل بمنزل مجھے ۔۔۔ نہ دل بلکہ سینے پہ تھی سِل مجھے
نہ آتا[4] تھا خوش دل کو صحرا کا سیر ۔۔۔ کہ تھا گلشنِ زندگانی سے سیر
تر و تازہ تھا سب طرف سبزہ زار ۔۔۔ ولیکن مرے حق میں تھا نوکِ خار
مرے[5] زخمِ دل پر کہ تھے بے شمار ۔۔۔ ہر یک برگ تھا خنجرِ آب دار
قیامت کا طوفان سہنا تھا میں ۔۔۔ ولیکن کسی سے نہ کہتا تھا میں
کہ عالم کے سب لوگ بیدرد ہیں ۔۔۔ نہیں گرمیِ عشق، دل سرد ہیں
جو کئی آشنا ہوے تو کہنا[6] بھلا ۔۔۔ وگرنہ وہی درد سہنا بھلا
سو[7] عالم میں کئی یار جانی نہیں ۔۔۔ کہیں دوستی کی نشانی نہیں
بہوت آزمایا ہوں تحقیق ہے ۔۔۔ اور اس بات پر مجھ کو تصدیق ہے
محبت[8] سے ہوتا ہے حاصل خدا ۔۔۔ پہ زنہار ملتا نہیں آشنا

[1]، [2] و [3] کا، تھا، بھی ا، د، س ۔ [4] د ۔ [5] یہ اشعار ج میں نہیں ہیں ۔ [6] کہنا، ج
[7] کو، س ۔ [8] کرمت سے" ا، د، س ۔

تسکین نیافتن دلِ بیقرار باوجود غمخواری آن عزیز غم خوار

خدایا مری عرض کو مان لے ۔۔۔ کسی دشمنِ جاں کو یہ دکھ نہ دے
کہ جس[1] سے رہے جان کندن مدام ۔۔۔ وہ مرنا بھلا جس سے ہووے تمام
خدا کس[2] کو کس کا نہ کر مبتلا ۔۔۔ کہ اول مزا ہے پہ آخر بلا
کسی شوخ قاتل کے پالے نہ ڈال ۔۔۔ کہ جس کی محبت میں ہو[3] جی کا کال
اگر ہووے تو ہویں اس میں دلداریاں ۔۔۔ ہر یک وقت عاشق کی غمخواریاں
غرض اوس فسوں گر نے کر مکر و فن ۔۔۔ مجھے لے گیا سات اپنے وطن
نہایت ہر یک بات[4] میں دلبری ۔۔۔ نہ وہ دلبری بلکہ جادوگری
نپٹ اوس کو تھی میری خاطر عزیز ۔۔۔ ادب سے ہر یک بات تھی باتمیز
یہی اوس کو رہتا تھا ہر دم خیال ۔۔۔ مبادا یہ درویش آشفتہ حال
کسی بات پر مجھ سے آزردہ ہووے ۔۔۔ کنول اوس کے خاطر کا پژمردہ ہووے

---

[1] یہ اور بعد کے تین شعر ج میں نہیں ہیں۔ [2] کسی کو کسی کا نہ کر مبتلا۔ ا۔ [3] ہووے۔ س۔ [4] آن' ج۔

ہر یک صبح کرتا تھا جھک کر سلام
ہر یک وقت کہتا تھا میں ہوں غلام

کئی طرح کی[1] نعمتیں وو منگائے
اگر میں نہ کھاؤں تو وو بھی نہ کھائے

کہے مجھ کو لاچار ہو دمبدم
جسے مانتے ہو اوسی کی قسم

کہ کھانے سیتی موںہہ[2] پھیرا نہیں
وگر نیں[3] تو مجھ کو بھی کھانا نہیں

اگرچہ وو[4] کھانا مجھے زہر تھا
نہ تھا زہر حق میں مرے قہر تھا

نہایت جو ہوتا تھا میں لاعلاج
تو آخر کو رکھتا تھا اوس[5] کا مزاج

اگر رات ساری میں بیٹھا رہوں
"تجھے نیند آوے تو سو رہ" کہوں

ولیکن مرے پاس بیٹھا رہے
میں جب لگ نہ سوؤں تو باتیں کہے

کبھی وو عزیز فصاحت بیاں
لگا لے کسی شاہ کی داستاں

کبھی حالِ مہیار و چیندر بدن[5]
کبھی خوش ادائی سے وو خوش سخن

کسی وقت فرہاد شیریں کی بات
کسی وقت دلچسپ[6] شیریں نکات

کبھی قصۂ عشقِ شاہ و گدا
حکایاتِ رنگین[7] عشرت فزا

---

[1] کے نعمتاں۔ ج۔ [2] موں۔ ا و ج۔ [3] کی۔ ج۔ [4] باتاں کرے۔ ج۔ [5] "چیندر بدن و ماہ یار" دکن کا مشہور قصہ ہے۔ [6] دلچسپ شیریں۔ س۔ [7] رنگین عشرت فزا۔ س۔ ا

کبھی[1] شعر خوانی کرے برمحل — کبت[2] دوہرہ و بیت و فرد و غزل
نہایت خبر تھی اوسے راگ میں — سنے سو[3] جلے عشق کی آگ میں
کبھی خوش گلوئی سے گانے لگے — ستار اور طنبورا بجانے لگے
مرے تئیں[4] کہے لطف اور پیار سے — کہ جیوں کر کہے یار کوئی یار سے
کہ ہے عالم اک راگ کا شوق مند — تمھیں[5] کونسی راگنی ہے پسند
جو کچھ[6] مجکو فرماؤ سو گاؤں میں — مزاج آپ کا جس طرف پاؤں میں
غرض کیا؟ کہ یہ بیدل دردمند — کہ ہے[7] حلقۂ دام وحشت میں بند
کسی[8] شکل کر مجھ سے دل شاد ہوئے — جو کچھ اس کا غم ہے سو برباد ہوئے
ولیکن میں دل شاد ہوتا نہ تھا — مرا غم سو برباد ہوتا نہ تھا
نہ تھا اس قدر کا مرے دل پہ غم — کہ سامانِ عشرت ستی ہوے کم
جو کوئی غم کی آتش میں جلتا رہے — ہر یک رات جیوں شمع گلتا رہے
اوسے کب خوش آتے ہیں سامانِ عیش — کہ زنداں ہے اس کو گلستانِ عیش

۱ ج میں یہ شعر نہیں ہے۔ ۲ کبت دوہرہ فرد و بیت و غزل۔ ا۔ ۳ جو۔ ج۔ ۴ مرے کوں۔ ج۔ ۵ تمے۔ س۔ تمیں۔ ج۔ ۶ جو کچھ مجکوں فرماو تو گاؤں میں: اگر امر ہو تو بتلاوں میں" ج۔ ۷ ہوئے۔ ا۔ ۸ کسی شکل میں کچھ میں دل شاد ہوے
جو کچھ اسکا غم ہے ...." ج۔

سدا کام اُسے آہ و زاری سے ہے — اُسے شغل نت اشک جاری سے ہے
خوشی ہے اُسے خاک اور دھول کی — جسے چوٹ ہے عشق کے ہول کی
کسی آن وو غم بسرتا نہیں — مرے تو بھلا پن وو مرتا نہیں
لگا ہے جیسے زخمِ پنہانِ غم — اُو سے بے اجل موت ہے دمبدم
جگر کوہ اور آپ ہے کوہ کن — ہے تیشہ اُو سے دم کا آواگون
ہمیشہ اُسے جان کندن رہے — پلک اوس کی آنکھوں میں سوزن رہے
نہ اُس کو[۱] لگے زخم تلوار کا — نہ اُس کو چڑھے زہر کُئی مار کا
مَرے تو اُسی تیغ کے وار سے — مرے تو اُسی زہر خوں خوار سے
کہ جس زہر کی لہر میں ڈنک ہے — اُسے جامۂ زندگی تنگ ہے
اسی بات پر بات آئی ہے یاد — کہ ہے مصرعِ درد کو مستزاد

حکایت بر سبیلِ تمثیل

کسی ملک کا ایک تھا بادشاہ — کہ تھا صاحبِ ملک[۲] و تخت و کلاہ

۱؎ ج میں شعر نہیں ہے۔ ۱؎ ک۔ س۔ ۲؎ حکم، ا و ج۔

زبس تھا اوسے گنج و زر بے شمار — نہ تھا شغل اوسے جز شراب و شکار

اوسے خیر خواہ ایک دیوان تھا — کہ سب بات کا خان ساماں تھا

سو ایک روز تھا سیر میں بادشاہ — سب ارکان دولت طرف کر نگاہ

کیا یاد اوس گھر کے دیوان کو — وو سب بات کے خان ساماں کو

ضروری سر انجام کے واسطے — کسی لازمی کام کے واسطے

محل کی طرف حکم اوس کو ہوا — کہ تا حسب الارشاد لاوے بجا

بجالا کے آداب تسلیم کے — ادا کر کے سب رسم تعظیم کے

محل کی طرف کو روانہ ہوا — اُسے واں کا جانا بہانہ ہوا

گیا بے خبر ڈیوڑھی کی طرف — ہوا جا کے تیرِ بلا کا ہدف

کسی خوبصورت سہیلی کا ہات — کہ تھے اُس میں کئی سحر جادو کے گھات

نظر بیچ آیا اوسے یک بیک — نہ وو ہات سب بلکہ پہونچے تلک

اُسی ہات کو دیکھ بے خود ہوا — اُسی بے خودی سے زمیں پر گرا

۱؎ ج میں شعر نہیں ہے۔ ۲؎ یہ گویا "میر جملہ" کی تشریح ہے۔ ۳؎ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔ ۴؎ و ۵؎ و ۶؎ کی' ا۔ ۷؎ بلکہ پہنچے' د مں۔

نہ ہلنے نہ چلنے کی طاقت رہی ۔۔۔ نہ کچھ بات کرنے کی جرأت رہی
کیا جذبۂ عشق نے محو اُوسے ۔۔۔ ہوا ماسوا[1] عشق سب محو اوسے
محل کی اصیلوں نے یہ حال دیکھ ۔۔۔ وو بیحال کے[2] جان پر کال دیکھ
کسی نے تو سائے کا پوچھا خیال ۔۔۔ کسی نے کہا دھوپ کا ہے زوال[3]
سرو چشم پر اوس کے چھڑکا گلاب ۔۔۔ کہ کم ہووے مگر گرمیِ آفتاب
فاتانہ پوچھا کسی نے وو راز ۔۔۔ کہ اوس شخص پر کیا ہے سوز و گداز
جب اس بات کی شاہ کو ہوئی خبر ۔۔۔ سنا اوس کے احوال کو سر بسر
جو اُس وقت پر اہلِ دربار تھے ۔۔۔ جہاں لگ امیر اور سردار تھے
کہا سب کو وو صاحبِ تخت و تاج ۔۔۔ ہے[4] اس شخص بیخود کا لازم علاج
طبیب اور سیانے جو ہیں شہر کے ۔۔۔ نہ اس شہر کے بلکہ سب شہر کے
سبھوں کو دکھاؤ کہ کیا ہے اسے ۔۔۔ مرض ہے اسے یا بلا ہے اسے
طبیبوں نے نبض اور سیانوں نے فال ۔۔۔ بہوت دیکھے لیکن نہ پائے وو حال[5]

---

[1] ماسوی العشق ۔ ا و ج ۔ [2] کی، ا ۔ [3] وبال ۔ ا ۔ [4] کہ، ج و ا ۔ [5] نہ پائے خیال ۔ ج ۔

تو لاچار حیران ہو کر رہے　　ہوے لاعلاج اور سبھوں نے[1] کہے
مَرَض ہووے تو ہووے دوا کا اثر　　بلا ہووے تو ہووے دعا کا اثر
سو دونوں کے آثار اوس پر نہیں　　خدا جانے اوس کو ہوا کیا کہیں
ہمیں غیب کی بات معلوم نیں　　جو کچھ فہم میں نیں سو مفہوم نیں
اوسے ایک تھا محرم[2] و آشنا　　نہ رہتا تھا ایک آن اُس سے[3] جُدا
کہا کان میں اوس کے جا یہ سخن　　کہ اے یارِ جانی مری بات سُن
اگر ہے ترے پر پری کا گزر[4]　　وگر ہے ترے پر بلا کا اثر
پری کو جلاؤں میں شیشے میں لا　　بلا ہے[5] تو لاؤں بلا پر بلا
اگر دل لگا ہے کسی سے ترا　　تو کہہ مجھ سے حاضر ہے یہ جی مرا
اگر حور ہے تو بلاؤں اوسے　　ہر اک وجہ[6] تجھ سے ملاؤں اُسے
سنا اُوس نے جب آشنا کی صدا　　مزاج اُوس کا فی الجملہ آیا بجا
یکایک کیا[7] آہ عالم گداز　　کہ اے[8] یار مت سن مرے دل کا راز

[1] فعل مطابق فاعل۔ [2] محرم آشنا۔ س۔ [3] اسر (اثر) ج۔ [4] گذر۔ ج۔ [5] ہوئے تو۔ ج۔
[6] طرح۔ ل۔ [7] فعل مطابق فاعل۔ [8] ارے یار۔ س۔

سنے گا تو حیران ہو جائے گا — سنے بعد آخر کو پچھتائے گا

نہایت عجب ہوا وو رفیق — رفیقِ موافق انیسِ شفیق

تو آخر کو اپنا کہا حال سب — وو بیہوشی و بیخودی کا سبب

کہا اب تو اے یار بیتاب ہوں — محبت کا دکھ کب تلک میں سہوں

سہیلی ہے یا کئی حرم یا خواص — کہ جس کا ہے وو بات مقصود خاص

اگر شخص کو یہ راز ہووے برملا — تو ہے جان اور آبرو پر بلا

بہت غور کر میں کیا دل میں سیر — یہ سب جائے مقصد ملے سو بخیر

یہی دل میں آتا ہے ہر دم خیال — کہ مرنا بھلا زندگانی ہے کال

کہا یہ سخن اور اٹھا یک بیک — گیا وھاں ستی توشے خانے تلک

وہاں سے لیا تین شیشے بھرے — کہ تھے زہرِ قاتل ستی وو بھرے

ہر یک شیشہ اوس کا ہزاروں کا مال — ہر یک قطرہ اُس کا جو ہے جی کا کال

ہر یک کو بتدریج سب پی گیا — کہ اُس دکھ سے بہتر اگر جی گیا

---

۱ تب۔ ج۔ ۲ تھی' ج۔ ۳ اگر شخص کوں ہوئے راز پر برملا۔ ج۔ ۴ یہ سب جائے' مقصد ملے سوئی (سوہی)
خیر' ج۔ ۵ ستی ملا' ج۔ ۶ ہزاروں کا کال' د و س۔ ۷ اسی دکھ سے بہتر...." ج۔

ہوا منتظر یہ کہ مرتا ہوں میں — دم واپسیں ہے کہ گنتا[۱] ہوں میں
ولیکن فلک اور بازی[۲] میں تھا — عجب شکل کی کارسازی میں تھا
اُسے زہر نے کچھ اثر نیں کیا — ہلاہل ہوا اوس کے حق میں غذا
زیادہ ہوئی بے قراری اُسے — ہوئی دونی[۳] بے اختیاری اوسے
کہ اس زہر نے بھی کیا نیں[۴] اثر — نصیبوں میں کیا ہے خدا کوں خبر
اسی بیچ شہ نے بلا رو برو — کہا اوس کو یک بار پُر خشم ہو
بدن کا تجھے ہرگز آزار نیں — بلا اور سائے کا آثار نیں
اگر تجکو خدمت سے[۵] انکار ہے — عبث اس بہانے کا اظہار ہے
ترے بن سبھی بند ہیں کاروبار — اگر نوکری نیں قبول اختیار
ہے اشیا حوالے ترے جاں[۶] تلک — فلانے کے[۷] تحویل کر یک بیک
وہی اب سرانجام خدمت کرے — وہی بر میں خدمت کی خلعت کرے
کیا حکم جب اس طرح بادشاہ — ہوا تب تو لاچار وو بے گناہ

---

۱ گذرتا ہوں میں۔ اوس۔ ۲ باتوں۔ ج۔ ۳ دوں۔ ا۔ ۴ نے (نَی) اثر۔ ج۔ ۵ کا۔ ج
میں۔ س۔ ۶ جہاں۔ ا۔ ۷ کی۔ ا۔

جو کچھ توشے خانے کا اسباب تھا ۔ ۴۱ دُر[۱] و لعل و یاقوت کا باب تھا
وو اشیا حوالے کیا سب اُوسے — مقرر ہوئی تھی وو خدمت جسے
وہی تین شیشے جو تھے زہر کے — نہ تھے زہر کے بلکہ تھے قہر کے
نہ پائے سو پرسش کیا بادشاہ — مقرر ہوا اُس کے ذمّے گناہ
کہ[۲] اوّل تو اس سے بہانا ہوا — پھر اس پر ہزاروں کا نقصان ہوا[۳]
ہوا[۴] حکم اوسے طوق و زنجیر کا — رہا کام وھاں عقل و تدبیر کا
سخن آبرو پر جب آیا اوسے — علاج اُس کا ہرگز نہ پایا اُسے
تب آخر کو شاہِ جہاں دار سے — طبیبِ مریضِ[۵] دلِ اوگار سے
کہا حال اوّل سے آخر تلک — جو کچھ اُس پہ گزرا تھا ہر ہر پلک
بیاں ہات (ہاتھ) کے دیکھنے کا تمام — اور[۶] اُس زہر پینے کا کیا تھا سو کام (کلام)
کہ جاتی تھی اس وقت پر آبرو ۔ ۴۲ اگر قتل کا حکم ہووے تو ہو
یہ ناچیز جینے سے مرنا بھلا — غمِ زندگانی بسر (ختم ہونا) نا بھلا

۱ ندر۔ ج۔ ۲ تو اول کہ اوسیں ۔۔۔ ج۔ ۳ کیا۔ ا۔ بہانا کو بہانان بھی کہتے تھے۔ ۴ کیا۔ ا۔
۵ مریض و دل افگار۔ ج۔ ۶ سبب زہر پینے ۔۔۔ ج۔

سنا[۱] یہ سخن جب شہنشاہ نے | وو صاحب خرد باطن آگاہ نے
تحیر سے دانتوں میں انگلی لیا | کہ یہ شخص حیراں ہو کیوں کر جیا
کہ اس زہر کی نیں چڑھی اس کو لہر | چڑھا ہے مگر عشق کا اوس کو زہر
تب اوس پر بہوت مہر آئی اوسے | کیا ہر طرح دلربائی اوسے
کہا اوس محبت کے بیار سے | وو ملکِ جنوں کے جہاں دار سے
کہ دیکھے[۲] وہی ہات اگر تو کہیں | بہ پچھانے گا اوس ہات کو یا نہیں
ہنسا[۳] سن کے یہ بات وو دردمند | کہ اے خسرو عاقل[۴] ہوش مند
دوانہ ہوں جس ہات کی بات کا | تو پھر پوچھنا کیا ہے اس بات کا
یہی مدعا ہے مرا سر بسر | کب آویگا[۵] وو ہات مجکو نظر
کہا شاہ نے اوس کو اے دردمند | وہی ہات کو دیکھ کر تو پسند
کسی کا بھی وو ہات ہووے اگر | حوالے کرونگا ترے بیاہ کر
یہ کہہ کر اٹھا وو[۶] محل کی طرف | کہا ہے جہاں لگ کہ عورت کی صف

[۱] سنا اوس سے جب یہ ..... " س۔ [۲] کہ دیکھے اگر ہات وو ہی کہیں۔ س۔ [۳] یہ اور بعد کا شعر س میں نہیں۔
[۴] عاقل و ہوشمند" ا۔ [۵] آتا ہے۔ ا۔ [۶] شہ" ا۔

حرم اور سہیلی کنیز[1] اور خواص ‏ نہ تنہا یہی بلکہ منکوحِ خاص

ہر ایک ہات پردے سے اپنا دکھا[2] ‏ کہ کس ہات کا اوس جگر پر ہے گھاؤ

ہر یک ہات اپنا دکھانے[3] لگی ‏ جو مقصد تھا اوس کا بتانے لگی

ہر یک[4] ہات تھا پنجۂ آفتاب ‏ جسے دیکھ کر جائے ہر دل سے تاب

ہر یک ہات خورشید تھا دل فروز ‏ کہ تھا رشک سے دستِ موسیٰ کو سوز

اگرچہ ہر یک ہات تھا دل نواز ‏ کہ واں ناز کرنا تھا کارِ نیاز

ولیکن وو بے تیغ بسمل کیے تئیں ‏ شہیدِ کفِ دستِ قاتل کیے تئیں

نہ تھا کچھ توجہ[5] کسی ہات پر ‏ کھڑا تھا اوسی ہات کی گھات پر

اوسے تھا اوسی ہات کا انتظار ‏ کہ جس نے کیا تھا اوسے بے قرار

وو ہاتوں کا جس وقت میں تھا گزر ‏ یکایک وہی ہات آیا نظر

کہ جس ہات میں اوس کا دل بند تھا ‏ محبت کی آتش کا اسپند تھا

اوسی ہات کو دیکھ کر غش کیا ‏ شہِ عشق کو پیش کش جی دیا

غش کر گیا

[1] کنیزک خواص ۔ س ۔ [2] بتانے ۔ د س ۔ [3] دکھانے ۔ د س [4] یہ اور بعد کے دو شعر ج میں نہیں ہیں ۔

[5] وہم ہکو کس ہات پر ۔ ج ۔ [6] کے ۔ ج ۔

گیا مضطرب ہو کے شہ اوس کے پاس — کہ احوال اوس کا کرے کچھ قیاس
سو کیا دیکھتا ہے کہ بے جان[1] ہے — چمن زندگانی کا ویران[2] ہے
اودھر کو وو معشوقۂ دلفریب — کہ تھا حسن کے ملک کو جس سے زیب
کیا نشۂ یکدلی نے اثر — برابر موے یہ ادھر وو اودھر
شہ اس حال کو دیکھ لرزاں ہوا — نہ شہ بلکہ سب خلق حیراں ہوا
زبانِ[3] قلم کو بھی طاقت نہیں — لسانِ[4] سخنور کو جرأت نہیں
کہ تا قصۂ عاشقی ہووے تمام — کرے داستاں عشق کی انصرام
سراج اب عبث قصہ خوانی نہ کر — سخن مختصر کر کہانی نہ کر
کسی اور کے حال سے تجھ کو کیا — ذہی سرگزشت[5] اپنی لکھنے میں لیا[6]
کہ پھر تجھ پہ کیا کیا ہوا اب تلک — حقیقت بیاں وار کہہ یک بیک
یکے بعد دیگرے

رفتن بہ سیرِ گلزار بسبب (بفقد) بحد شدن ہماں سردار

غرض وو عزیزِ سراپا شعور — نہ کرتا تھا کچھ دلبری میں قصور

---

[1] و [2] بے حال، پامال، ج۔ [3] زیادہ، ل۔ [4] زبانِ، ا۔ [5] سرنوشت، س۔ [6] لا، ج و س۔

جو کچھ دل اٹکنے (گرفتار ہونے) کے سامان تھے ۔۔۔ جو کچھ جی لبھانے (بھانے) کے طوفان تھے

نگاہِ تبسم بطرزِ حجاب ۔۔۔ نظر بازیِ عشوۂ انتخاب

گرہ زلف کی دم بدم کھولنا ۔۔۔ ادا سے ہر اک بات کو بولنا

کسی سے کرے بات اگر گاہ گاہ ۔۔۔ ادِھر بات اُدھر مسکراتی نگاہ

سو سب تھی مرے واسطے یہ طرح ۔۔۔ کہ ہر وجہ[1] یہ شخص پاوے فرح

مرے پر وہی درد و اندوہ تھا ۔۔۔ قدیمی قیامت کا انبوہ تھا

یہ طرحیں خوش آتی نہ تھیں مجکو (جب) ۔۔۔ سو دل کا اٹکنا (مائل ہونا) تو معلوم تب

ہوا عزم[2] ایکدن اُسے باغ کا ۔۔۔ کرے (پھر) تا کہ مرہم مرے داغ کا

کہ سیرِ چمن بیچ کھلتا ہے دل ۔۔۔ طرف سبزہ و گل کے ڈھلتا ہے دل

گرہ واں کھلے اُس کے دل کی گرہ ۔۔۔ نکل جائے غم کی جمی ہے جو تہ

یہی دل میں کر عزم مجھ کو کہا ۔۔۔ کہ اس وقت کیا دل کشا ہے ہوا

جھکا ہے دکھو ابر کس رنگ سے ۔۔۔ رہو کب تلک اس دل تنگ سے

چلو باغ کی سیر (دیکھو) ہم تم کریں ۔۔۔ یہ سب[3] غم کا نام و نشاں گم کریں

---

[1] طرح - ج۔ [2] ہوا ایکدن عزم مجھ باغ کا - ج۔ [3] کہ اور' ج۔

شتابی سے حکمِ سواری ہوا ۔۔۔ اُسی وقت وہ[1] حکم جاری ہوا
نقیبوں نے سب کو دئے جا خبر ۔۔۔ کہ حکمِ سواری ہے اس وقت پر
جہاں لگ سواری کا سامان تھا ۔۔۔ نہ سب بلکہ جتنا کہ فرمان تھا
سو حاضر ہوا بات کی بات میں ۔۔۔ مرا ہات اوس نے لیا ہات میں
کہا اب شتابی اوٹھو اور چلو ۔۔۔ نہ چلنے کا ہرگز بہانہ نہ لو[2]
مری بات مانو کرو اب کرم ۔۔۔ نہ مانو تو میرے لہو کی قسم
میں آخر کو راضی ہوا اب ضرور ۔۔۔ کہ انکار ہے آدمیت سے دور
چلا[3] باغ کو جانِ ناشاد لے ۔۔۔ جگر میں وہی آہ و فریاد لے
غرض باغ کے بیچ جانا ہوا ۔۔۔ گلے پر چھری کو[4] چلانا ہوا
نپٹ گرچہ وہ باغ تھا دلکشا ۔۔۔ زمیں سبز اور صحن خوش[5] فضا
ہر یک سمت پانی کی نہروں کی سیر ۔۔۔ وہ نہروں میں پانی کی لہروں کی سیر
میں جب دیکھتا تھا وہ نہروں میں لہر ۔۔۔ زیادہ وہ لہروں سے چڑھتا تھا زہر

۱؎ پر۔ س۔ ۲؎ بہانہ کرو۔ ج۔ ۳؎ چلا باغ کو جان ناشاد سے ؛ وہی نالہ و آہ و فریاد سے۔ ا د س
۴؎ پھرانا۔ ا د س۔ ۵؎ پرفضا۔ ا۔

رواں آب کی ہر طرف آبشار — جدھر دیکھئے ہو رہی تھی بہار
طرب بخش تھا ناچنا مور کا — تماشا تھا ہر مور کے شور کا
ہر یک سرو پر عشق پیچے کی بیل — خوشی کے گلے کی تھی گویا حمیل
جھکی ڈالیاں بیدِ مجنوں کی تھیں — خمِ زلفِ لیلی کے افسوں کی تھیں
ہر اک حوض پانی سے لبریز تھا — ہر اک قطعۂ باغ، گل خیز تھا
سمن، ارغواں، نرگسِ عبہری — گلِ لالہ و سیوتی جعفری
تھے منڈوے ہر اک قسم انگور کے — سو خوشے تھے وو طرۂ حور کے
درخت آنب کے سبز اور سایہ دار — نہالانِ نوخیز رنگیں بہار
اُدھر بلبلوں کی غزل خوانیاں — اِدھر پھول کی شبنم افشانیاں
اودھر سروِ رعنا کے سبزے کی دھوم — ادھر نغمۂ قمریوں کا ہجوم
ہزار اناروں کے تختوں کی سیر — نئی کونپلوں کے درختوں کی سیر
نپٹ جھوم آیا تھا ابرِ بہار — برستی تھی باریک جھم جھم پھوار

ے سایا تھا۔ و۔ ۲ے پیچ گویا۔ ج۔ 'میں تھی گویا' س۔ ۳ے ج میں شعر نہیں ہے۔ ۴ے سو خوشے اور سے طرہ حور کے۔ و، س۔
۵ے آنبہ۔ و۔ ۶ے و میں دوسرا مصرعہ پہلے اور پہلا بعد ہے۔ ج میں سرو کو سیر لکھا ہے۔ ۷ے ہزار لالہ۔ ج۔ ۸ے جھم جھم کی دھار۔ ج۔

عجب وقت تھا اور عجب رنگ تھا ولیکن مرا دل نپٹ تنگ تھا
ہر یک قسم کا میوۂ خوش مذاق جسے دیکھ کھانے کا ہووے اشتیاق
مجھے دیکھنا تلخ تھا اوس طرف کہ تھا دل مرا تیرِ غم کا ہدف
پھر اس طرح کا گل بدن گل عذار کہ کئی شخص تھے جس کے بے اختیار
خط و خال و زلف و نگہ دل پسند سخن فہم و دانا دل و ہوش مند
نہ محض ابرو و چشم سے خوب تھا سبھی خوبیوں بیچ محبوب تھا
سو کرتا تھا دل جوئی و دلبری ادا و[1] تبسم سے جاں پروری
ولیکن مرے پر غضب تھا سو تھا میں جس چوٹ سے جاں بلب تھا سو تھا

بے اختیار شدن از تصویرِ یار در گلستان و رسیدن آں سرِ راز زادہ کیفیتِ رازِ نہاں

کسی[2] کو خبر رازِ پنہاں کی نیں جگر سوزیِ آہ سوزاں کی نیں
کسی[3] پر جو ہووے گریۂ بے کسی تو ہے بے خبر کی سمجھ میں ہنسی

---

[1] ادا اور تبسم۔ [2] کسو۔ ج۔ [3] کسی پر جو ہے یہ اگر بے کسی۔ س۔ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔

وہی جانے جس نے گنوایا ہے دل برہ کی اگن میں جلایا ہے[1] دل

وہی[2] جانے یہ جس پہ طوفان ہے غم و درد و حسرت کا سامان ہے

وہی کان دھر کر سنے گا یہ بات کہ جی کو دیا ہووے[3] کسی پیو کے ہات

سو عالم میں نایاب ہے[4] دردمند سبھوں کو ہے لہو لعب دل پسند

پہ اپنا سخن آپ سنتا ہوں میں یہ گل اپنے دامن میں چنتا ہوں میں

کہ اس طرح کا باغ عشرت فریب بھر اس شکل کا دلبر جامہ زیب

سب اسباب مسرور ہونے کا تھا غم و درد کے دور ہونے کا تھا

پہ طالع میں میرے جو غم تھا سو تھا دوا دل کا درد و الم تھا سو تھا

نپٹ بلکہ اُس وقت دونا ہوا مرے حق میں وہ باغ سونا ہوا

زیادہ ہوئی یاد اُس یار کی ستم کیش[6] و بے رحم و عیار کی

کہ اِس وقت پر[5] حیف پیارا نہیں وہ گلشن میں میرا ہزارا نہیں

لیا فوج حسرت نے یکبار گھیر کیا صبر کے شاہ کو اوس نے زیر

---

[1] ہوے۔ د۔ [2] اوس میں یہ شعر نہیں ہے۔ [3] کوئی۔ [4] پی۔ ا۔ [5] ہیں۔ اوس۔

[6] ستم کیش بے رحم۔ د۔ [7] میں۔ ا۔ [8] یہ۔ اوس۔

غم و درد کے زخم کاری ہوے — سو یکبارگی اشک جاری ہوے

ترقی ہوئی دردِ جاں کاہ کی — ہوا گرم ہئی (ہوئی) نالہ و آہ کی

ہم آغوشیِ یار کی یاد میں — وفورِ[1] محبت کی بیداد میں

عنانِ خرد چھوٹ گئی ہات سے — اُوٹھا آہ و فریاد و ہیہات سے

تصور سے اُوس کے ہوا یاں تلک — کہ آنکھیں نکل آئیں کھل گئیں پلک

درخت ایک تھا سرو کا روبرو — اوسے دیکھتا ہوں کہ ہے آپ وو (وہ)

جسے دل دیا تھا میں مدت ستی (سے) — ہوا یاں تلک جس کی وحشت ستی (سے)

سو گویا کھڑا ہے وہی طرز و حال — وہی چشم و ابرو، وہی خط و خال

اوسے دیکھ دوڑا میں ہو بیقرار — قدم پر رکھا سر کو، بے اختیار

بہوت (بہت) آہ و زاری سے رونے لگا — میں آنسو سے وو (وہ) پاؤں دھونے لگا

وہی محفلِ دلبری کا چراغ — کہ جس نے مجھے سات (ساتھ) لایا تھا باغ

ہوا مضطرب اور اوٹھایا مجھے — یکایک وہیں ہوش آیا مجھے

میں اپنی طرح پر[2] ہوا تب خجل — لب خشک اور چہرہ منفعل

---

[1] ودفور۔ س۔ [2] پھر۔ ا۔

کہ مجھ سے یہ انداز[۱] بیجا ہوا — عبث سامنے اوس کے رسوا ہوا
جتنے ساتھ آئے تھے خدمت گزار — سو حیران ہوئے دیکھ میرا شعار
مزا سیر گلشن کا پھیکا ہوا — سبھوں کو تحیر[۲] اسی کا ہوا
کہ اس طرح[۳] کا عاقل با حیا — سبب کیا کہ[۴] آج اس طرح سے ہوا
خصوصاً وہ سرمایہ عقل[۵] و ہوش — مقام تحیر میں تھا اور خموش
غرض باغ سے پھر کے[۶] آنا ہوا — مکان معین کو جانا ہوا
ہوا[۷] دیر کو وقت جب شام کا — خلاصہ ہوا مجمع عام کا
سبھی اہل مجلس گئے جابجا — وہی تھا یا میں دوسرا کوئی نہ تھا
ادب سے دو زانو ہو میرے حضور — کہا مجھ کو اک عرض ہے بالضرور
اگر حکم کہنے کا ہووے تو کہوں — وگرنہ میں تو خاموش ہو کر رہوں
کہ مدت سے تم کو اداسی تو تھی — ہر اک دم طبیعت نراسی تو تھی
کسی سے نہ گفتار تھا نہ خطاب — کوئی بات پوچھے تو بس اک جواب

۱ اسرار۔ ج۔ ۲ تحیر سبھوں کو۔ ج۔ ۳ طرز۔ س۔ ۴ جو۔ س۔ ۵ جو۔ س۔ ۶ کر۔ ا۔ ۷ کے۔ س۔ ۸ یہ شعر س میں نہیں ہے۔

ہر اک وقت رہتے تھے افسردہ دل　　کبھی خوش نہ دیکھا تمہیں[1] ایک پل
ہوا سو ہوا آج کیا تھا سبب　　کہ تھا باغ میں وقت عیش و طرب
وہاں دل خوشی کے سب اسباب تھے　　سبب کیا تم اس طرح بیتاب تھے
وہاں آہ و زاری کا کیا وجہ تھا　　وو بے اختیاری کا کیا وجہ تھا
تحیر سے آنکھیں لئے تم پھرا　　وہاں کُئی نہ تھا سرو کا جھاڑ تھا
تم اُس سرو کے پاؤں پڑنے لگے　　خیاباں کے[2] کیچڑ میں گڑنے لگے[3]
بھلا میں تو ہوں اک تمہارا غلام　　بہوت واں کھڑے تھے سبھی خاص و عام[4]
انوں کا بھی تم کو نہ آیا حجاب　　کدہر تھا خدا جانے یہ صبر و تاب
نہایت میں حیراں ہوا اس بات سے　　مناسب نہ تھا آپ کی ذات سے
یہ احوال ہے عقل کی حد سے دور　　مگر شورشِ[5] عشق کا ہے فتور
مری عقل تو[6] کام کرتی ہے یاں　　کہ یہ بے خودی عشق کا ہے نشاں
کسی خوبصورت کے عاشق ہو تم　　کئے ہو اوسی عشق میں ہوش گم

[1] تھے۔ س۔ تمیں۔ و۔ [2] نیٹ بے قراری میں تھہرنے لگے۔ ج۔ لڑنے لگے۔ س۔ [3] ج میں یہ شعر نہیں ہے
[4] گر عشق کی بے خودی کا و فور۔ س۔ [5] اب۔ س۔

کہو کون سا ہے وہ ابرو کماں
کہ تم کو کیا تیرِ غم کا نشاں

کہو کون ظالم کے مظلوم ہو
کہو کون حاکم کے محکوم ہو

کسی طرح کا ہووے[1] گر دل پہ غم
تو کہنے سے ہوتا ہے فی الجملہ کم

غلاموں[2] میں اپنے مجھے جان کر
کہو مجھ کو یہ مشکل آسان کر

کہ تم پر قیامت ہے اس رنگ کی
سو ہے کون سے[3] شوخ آہنگ کی

تمھیں ہے خدا اور[4] نبی کی قسم
یہ جس کا سبب ہے اوسی کی قسم

کرو حال اپنے کو اظہار تم
حقیقت کہو سب بیاں وار تم

کہ وہ کون ہے اوس کا کیا نام ہے
ستم کیش ہے یا دلارام ہے

پھر اوس سے تمھارے یہ کیا کیا ہوا
کرم یا تغافل کا سودا ہوا

بیانِ سرگزشتِ احوال پیشِ آں سردارِ صاحب جمال

قلم[5] جب کرے سوزِ دل کو رقم
رقم شعلہ و شمع ہووے قلم

زباں سرمۂ آتشِ طور ہووے[6]
اگر حرفِ دلدار مذکور ہووے

---

[1] ہوا گر۔ د و س۔ [2] غلامی میں اپنی۔ ج۔ [3] کون سی شوخی آہنگ کی۔ ا۔ [4] خدا و نبی۔ ا۔ [5] ج میں شعر نہیں ہے۔
[6] ہے۔ ج۔

نہ پوچھو عبث کُئی مرے حال کو | نہ دیو دُکھ یہ دُکھ غم کے پامال کو
کہ یہ بات کہنے میں آنے کی نیں | مجھے مت ستاؤ سنانے کی نیں
ارے بے غمو تم خوشی میں رہو | سخن عشق کا سن دوانے نہ ہو
سنوگے تو بے ہوش ہو جاؤ گے | تحیر سے خاموش ہو جاؤ گے
غرض وو مرے درد کا نبض داں | کہ ہر وقت میرے پہ تھا مہرباں
کہا[1] شرح بے تابیِ غم کرو | سب اپنی حقیقت سے محرم کرو
نہایت بجد جب ہوا بار بار | تو کہنا پڑا مجھ کو بے اختیار
کیا جب شروع اپنے غم کا بیاں | بغیر آگ جلنے لگی تب زباں
بھر آئی مری چشم آنسو ستی | اٹھا شعلۂ درد ہر مو ستی
مرے پر جو گزرا تھا سو ماجرا | مفصل تو معلوم مجمل کہا
کہ اُے سروِ سبزِ خیابانِ حسن | بہار آفرینِ گلستانِ حسن
گرفتار ہوں ایک صیاد کا | ستمگار و بے رحم و بے داد کا
ہمیشہ گلا کاٹنا اوس کا کام | سنا[2] نیں کبھی اوس نے الفت کا نام

[1] یہ شعر ج میں نہیں ہے۔ [2] غرض یہ کہ ہے کافروں کا امام۔ ج۔

اگر سر رکھے اوس کے کوئی پاؤں پر — نہ دیکھے کبھی پاؤں کی چھاؤں پر

جہاں سجدۂ عاشق زار ہے — اوسے پاؤں رکھنا وہاں عار ہے

عجب نہیں اگر وہ ستم کیش ہے — کہ ہر دم[1] تغافل وہاں پیش ہے

کرے آج فردا کا وعدہ اگر — وہ فردا قیامت سے ہے بیشتر[2]

جو کوئی[3] اوس کی الفت کا بیمار ہے — خدا کے غضب میں گرفتار ہے

کہ اول تو ملنا بطرزِ وفا — پھر اوس بعد گویا نہ تھا آشنا

جو کچھ بے وفائی کے سامان ہیں — وہاں حاضر الوقت[4] ہر آن ہیں

وہی ہے مرادِ[5] دل کا چشم و چراغ — وہی ہے مرے مقصدِ دل کا باغ

وہی ہے جگر گوشۂ مدعا — وہی ہے جگر پرورِ دلربا

وہی جانِ مشتاق کا چین ہے — وہی شوق کا قرۃ العین ہے

وہی ہے خلاصہ مری روح کا — ہے[6] مرہم دل و جانِ مجروح کا

کروں[7] کیا پیارا لگا ہے مجھے — مگر اوس نے جادو کیا ہے مجھے

"مرزا" ل۔ [1] یہ شعر ج میں نہیں۔ [2] بیشتر۔ ل۔ [3] ج میں یہ اور بعد کا شعر نہیں ہے۔ [4] سوداں۔ ل۔ س۔ [5] جی

ل۔ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں۔ [6] وہی ہے دوا جان مجروح کا۔ ج۔ [7] یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔

که ان خوبیوں پر گرفتار ہوں ہر یک آن مشتاقِ دیدار ہوں
ملے خاک اوس کے قدم کی اگر تو آنکھوں میں اپنی رکھوں سُرمہ کر
اگر میری پتلی کا جھانواں[1] کرے تو پھر اس سے کیا آرزو ہے پرے
یہ قدرت کو جس نے ہویدا کیا اوسی واسطے مجھ کو پیدا کیا
کہ یکدم بغیر اوس کے آرام نہیں بجز باد اور دوسرا کام نہیں
زیادہ ہے ہر دم مجھے اشتیاق نہ تابِ وصال و نہ صبرِ فراق
جدائی[2] میں اوس کی پریشان ہوں اگر وصل ہووے تو حیران ہوں
میں کہتا ہوں دل سے سب ماجرا جو کچھ مجھ پہ گزرا ہے تا انتہا
مجھے نوخطی تھی جس ایام میں مقید نہ تھا میں کسی دام میں
نیا اون دنوں شعر کا شوق تھا[3] گل و باغ کی سیر کا ذوق تھا
جدھر جاؤں میں کیا غنی کیا غریب مرے ساتھ رہتے تھے اکثر نجیب
وہی پیشوا ے سہی قامتاں وہی مرجعِ فوجِ خوش طلعتاں

۱؎ "جھاؤں"۔ س۔ یہ اور بعد کا شعر بھی ج میں نہیں ہے۔ ۲؎ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔ ۳؎ ہے۔ ل و س۔

کہ تھا اُن دنوں میں برس سات کا — نہ تھا آشنا ظلم کی بات کا
نظر[1] مجکو آتا تھا وہ گاہ گاہ — ولیکن نہ تھی مجکو الفت کی راہ
کبھی ہووے مرا اوس گلی میں گزر — تو اوس وقت پر مجہ کو آوے نظر
سنا تھا مری قابلیت کا نام — ادب سے کرے[2] مجہ کو جھک کر سلام
فاما مرے تئیں نہ تھا کچھ خیال — کہ آخر کو ہوئیگا مرے جی کا کال
برس سات گزرے جب اس بات پر — کیا یاد سب دلبری کے ہنر
جو کچھ[3] دل کے لینے کا اسباب ہے — جو کچھ آفتِ جانِ بیتاب ہے
لب شکریں پر تبسم کی موج — اُسی موج پر پھر تغافل کی فوج
فن دلربائی میں کامل ہوا — وہ بستانِ خوبی میں قابل ہوا
اوسے چودھویں سال کی ہے گرہ — ہوا ماہِ نو کا مہہ چہار دہ
جو کُئی اوس کو دیکھے سو بیتاب ہوے[4] — نہ دیکھے[5] تو پھر بیخورو خواب ہوے
ہوا[6] اس کی شہرت کا بازار گرم — اگر سنگ دیکھے تو ہو جائے نرم

۱؎ اوس میں یہ شعر نہیں ہے۔ ۲؎ کریں۔ اوس۔ ۳؎ س میں یہ شعر نہیں ہے۔ ج میں یہ اور بعد کا شعر نہیں ہے۔ ۴؎ ہے۔ س۔ ۵؎ سو۔ اوس۔ ۶؎ ج میں یہ شعر نہیں ہے۔

ہر یک کوئے و برزن میں شہرا ہوا — کہ یک شوخ بیداد پیدا ہوا
پڑی شہر میں اسکی خوبی کی دھوم — ہوا سب طرف عاشقوں کا ہجوم

بیانِ ابتدائے عشقِ دل آزار و اظہار ہمرنگی[1] یار با الفتِ بسیار

جہاں حسن ہے آتش افروزِ عشق — وہاں گرم جوشی میں ہے سوزِ عشق
جہاں[2] حسن کا باغ سیراب ہے — وہاں بلبلِ عشق بیتاب ہے
جہاں حسن کی شمع ہے نور بار — وہاں عشق قرباں ہے پروانہ وار
جہاں حسن کا گرم بازار ہے — وہاں جوششِ دل خریدار ہے
مگر حسن ہے خسروِ محتشم — کہ ہے عالم ایک بندۂ بے درم
جو کئی دل کسی کو دیا ہوئے گا — شرابِ محبت پیا ہوئے گا
وہی جانے اس حسن کی خوبیاں — کہ کیا کیا ہیں اس بیچ محبوبیاں
جہاں صورتِ خوب ہی[3] جلوہ گر — فرشتہ بھی دیکھے تو ہوے بے خبر
نہیں خوبصورت کا طالب سو کو[4] — جسے نیں ہے یہ شوق[5] غالب سو کون

۱ الفت و یکرنگی یار — د ۔ ۲ یہ اور بعد کے دو شعر ج میں نہیں ہیں ۔ ۳ ہے ۔ س ۔ ۴ کیوں ۔ ج ۔
۵ عشق طالب ۔ س ۔

غرض میں بھی صورت کا مشتاق تھا — یہاں تک کہ مشہورِ آفاق تھا
ولیکن کسی کا نہ تھا بے قرار — کہ دل جس پہ ہو جائے بے اختیار
بغیر اوس کے دل خوش ہوئے ایک آن — نہ پاوے کسی وجہ آرام جاں
یہی محض ایک دید کا شوق تھا — ہر ایک مجمع حسن کا ذوق تھا
سو ایک دن ہوا چوک کا اتفاق — سبھی تھے مرے ساتھ اہلِ وفاق
وہی شمع کاشانۂ دلبری — چراغِ شبستانِ جادوگری
یکایک ہوا سامنے جلوہ گر — نگہ تشنۂ خون ہر بے جگر
بدستور اول کے مدت سے تھا — کیا مجھ کو جھک کر سلام ادا
نپٹ مجھ کو پیارا لگا وو سلام — مگر رخصتِ ہوش کا تھا پیام
نہ تھا[1] وو سلام آفتِ ہوش تھا — جو کچھ تھا سو طوفان کا جوش تھا
[2] وو ناز و تبسم وو طرز و نمط — وو زلف و نگہ چشم و لب خال و خط
مجھے ایک سے ایک مرغوب تھا — سراپا قیامت کا اسلوب تھا
زباں کو بیاں کی لیاقت نہیں — لیاقت تو کیا بلکہ طاقت نہیں

[1] نہ تنہا ۔ ا۔ [2] یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔

کہ اوس وقت کیا مجھ پہ گزرا ہے حال — نہ تھی اوس طرف دیکھنے کی مجال
حجابِ محبت نے گھیرا مجھے — نہ تھا اوس گھڑی ہوش میرا مجھے
بہوت دل مرا اوس پہ مائل ہوا — محبت کے زخموں سے گھائل ہوا
نہایت ہوا شوق بے اختیار — کہ میں کیوں کہ ہوں ہمکلام ایک بار
تحمل سے ہیں جمع کر کر حواس — سخن کو بہوت غور سے کر قیاس
نہ آوے خلل جس سے تمکین میں — میں پوچھا اوسے رسم و آئین میں
کہ لالا تمھارا کہو نام کیا — کدھر آئے ہو یہاں تمھیں کام کیا
تمے راہ میں دیکھتے ہیں کہیں — ہماری طرف گاہ آتے نہیں
کبھی اوس طرف کو بھی آیا کرو — کتاب اپنے ہمراہ لایا کرو
جو کچھ ہم کو آتے ہیں دو چار حرف — تمھارے سے کرنے کے ہیں قابل صرف
بتایا ادب سے مجھے اپنا نام — کہ مدت سے ہوں آپ کا میں غلام
سلام ابتدا سے تو کرتا نہ تھا میں — پہ یہ آرزو دل میں دھرتا تھا میں
کہ آپ اس طرح مہربانی کریں — زبانِ مبارک سے مجھ کو کہیں

---

۱ اس طرح۔ ج ۔ ۲ تمہیں۔ ا۔ تیں۔ ج ۳ اپنا۔ اوج۔

کہ ہم نے کئے بندگی میں قبول — ہمارے سنے توفیق کا کر حصول

مبارک عجب روز تھا آج کا — مری فیض مندی کی معراج کا

کہ صاحب مرے پر ہوئے مہرباں — مگر اوجِ طالع کا ہے یہ نشاں

مجھے بوجھئے کمترا اپنا غلام — میں خدمت میں پہونچا کرونگا مدام

سخن مختصر اکثر آنے لگا — مرا[1] دن بدن دل جلانے لگا

کہوں کیا میں تفصیل آنے کی سب — کہ آخر کو رہنے لگا روز و شب

مرے[2] بن اُسے چین ہوتا نہ تھا — اگر گھر کو جاوے تو سوتا نہ تھا

کبھی دوسرے تیسرے گھر کو جائے — وہاں سے اوسی وقت پھر جلد آئے

نہایت ہوا مجھ سے یار و ندیم — ہوئی دوستی کی گرہ مستقیم

ہر یک وقت تھا یکدل و یک زباں (میرا) — ۶۶۰ جو کچھ میں کہوں "سو بچشم و بجاں"

محبت کے دریا ابلنے لگے — رقیب آتشِ غم میں جلنے لگے

ہوا شہر میں سارے یکبار شور — خلائے خلائے کی الفت ہے زور

پڑی سب قبیلے میں اوسکے یہ دھوم — نہایت کئے سب نے اوس پر ہجوم (خوب)

---

۱ آنے کی تفصیل سب۔ د و ج۔ ۲ ج میں شعر نہیں ہے۔ ۳ سیں۔ د۔ ۴ سے، مں۔

کہ ہندو پسر کو مناسب نہیں | مسلمان[1] سے دوستی یہاں تئیں
کہ رہنا اُسی پاس ہر صبح و شام | کبھی گھر کو آئے تو آنے کا نام
تجھے قوم سے سب نکالیں گے ہم | کہ یہ نیں ہے[2] آئین ہندو دھرم
سبھوں کو[3] کہا مت کرو دردِ سر | نہیں ہے مجھے قوم کی کچھ خبر
تمھارے سے ہرگز نہیں مجھ کو کام | بہوت یہ کہ جاوے گا سب ننگ و نام
سلامت رہے وو مرے سر کا تاج | جسے نام روشن ہے سید سراج
میرا ایک جیتیار[4] ہے وو رفیق | کہ اُس بن مجھے دوسرا نیں شفیق
جو کچھ ہے سو مجھ کو وہی ہے وہی | محبت پہ اُوس کی تصدق ہے جی
مرے سے تب[5] آکر کہا اپنا حال | کہ یوں سب نے لائیں ہیں مجھ پر وبال[6]
نہ تھی[7] مجھ کو غصے کی اوس وقت تاب | میں آخر دیا ان کو یوں کر جواب[8]
میں اس بات کو سن پریشاں ہوا | پریشاں تو کیا بلکہ حیراں ہوا

۱ مسلماں ستی دوست ہوے یہاں تئیں۔ ج۔ ۲ ہیں۔ ا۔ ۳ سیں۔ ا و ج۔ ۴ جیتے۔ س۔
۵ جب، ا و س۔ ۶ زوال۔ س۔ ۷ نہ ہوئی مجھکو اس وقت غصے کی تاب۔
۸ میں ان کو دیا آخرش یہ جواب۔ ا و س۔

مجھے ناامیدی نے آکر لیا　　　کہ اے رب مرے حق میں تو کیا کیا
کیا عقل کی راہ سے غور جب　　　کہا اوس کو غصے سے یہ بات تب
کہ "وو وقت خاموش رہنے کا تھا　　　جو تم نے کہا سو نہ کہنے کا تھا
یہی کچھ نہیں دوستی کے نشاں　　　کہ رہنا ہر یک روز و شب ہم مکاں
یہاں دن میں اک بار آیا کرو　　　انو کا بھی دل مت کڑھایا کرو
کہ نبھنے کی نیں تم سے آخر یہ بات　　　بھلا ہے کہ رسوا نہ ہو اُن کے ہات
رکھو وو طرح جو ہمیشہ رہے　　　نہ ہوئیگا زباں سے جو تم نے کہے
یہ سب سن کہ آنکھوں میں لا پانی　　　کہا دوستی کی ہے تم میں کمی
کہ کہتے ہو تم اس طرح کا سخن　　　میں بیچارہ ہوں تم پاس یہ جان و تن
دمِ زندگی تیں وفادار ہوں　　　سخن مختصر عمر یک یار ہوں
غرض عہد و پیمانِ الفت ہوا　　　سبھوں پر یقینِ محبت ہوا
ہوے اُس کے ہم قوم لاچار سب　　　زباں کو کئے بند یکبار سب

---

۱ ج میں شعر نہیں ہے۔ ۲ نہوگا۔ س۔ ۳ کے۔ ا۔ ج میں شعر اس طرح ہے۔ "یہ سنکر جو آنکھوں میں لا پانی۔ کہا دوستی کی ہے تم نے کہیں"۔ ۴ ج میں شعر نہیں ہے۔

کہ یہ رشتہ اب ٹوٹنے کا نہیں　　لگا ہے سو دل چھوٹنے کا نہیں

بجھی سب طرف سے عداوت کی آگ　　ہوئی دوستوں کے نصیبوں[1] کی جاگ

ہوا بخت کے مشتری کا طلوع　　کیا اوجِ طالع نے مجھ سے رجوع

مرادِ دل خوشی سے یہاں لگ کھلا　　کہ گویا مجھے تختِ شاہی ملا

دل از بس ہوا خوش دلی کا وطن ۶۹۰　　سماتا نہ تھا پیرہن میں بدن

کہ ہوے[2] دیکھنا جس کا عینِ مراد　　اُسے مجھ سے ہے اس قدر اتحاد

دیا حق نے معشوقِ عاشق مزاج　　ہوا کوکبِ سعد کا مجھ کو راج

میں اپنی تمنا کو واصل ہوا　　شہنشاہِ جمعیتِ دل ہوا

نہ تھی مجھ کو تقدیر کی کچھ خبر　　کہ قسمت میں ہوتا[3] ہے کیا پیشتر

خوشی کے بدل ہوگی[4] جاں کندنی　　کرے گی وہی دوستی، دشمنی

میں کیا جانوں[5] اس چرخ کجرو کے کام　　کہ اِس[6] عیش کا ہوے کا انتقام

---

۱ میں، اوج۔ ۲ ج میں شعر نہیں ہے۔ ۳ ہوتا ہے یہ پیشتر۔ ج۔ ۴ ہوئے گی۔ س۔ ۵ جانوں، ل۔ ۶ کہ اوس عیش کا ہو (ے) کیا انتقام۔ ج۔

بے وفائی آں شوخ سراپا ناز بغمازی آتش در انداز

فلک دشمنِ جانِ عشاق ہے ہر اک دم ستانے کا مشتاق ہے
دل آزار[1] ہے گردشِ آسماں خوشی کا نہ پایا ہیں ہرگز نشاں
جو کئی خواب میں دیکھے راحت کا تخت ہے اپنے زمانے کا بیدار بخت
یو نہیں میں بھی دیکھا کچھ اک خواب سا کہ جوں خواب[2] میں تشنہ لب آب سا
یہ جانا تھا یہ خواب میں[3] اصل ہے قیامت تلک فصل میں وصل ہے
ولیکن یہ[4] سچ خواب تھا چند روز کہ جس کے خیالوں کا اب تک ہے سوز
بہت[5] دن تلک تو وہی تھا قرار کہ دونو طرف سے ابلتا تھا پیار
مرے[6] پرتو الفت کا طوفان تھا اُسے بھی محبت کا طغیان تھا
اُسی بیچ کئی شخص غماز نے بلا اور آتش در انداز نے

---

[1] "دل آزار ئے" ۔ ا ۔ ج میں یہ اور بعد کا شعر نہیں ہے۔ [2] ہوئے ۔ ج ۔ [3] میں یہ خواب جانا تھا میں اصل ہے قیامت تلک ہی یہی وصل ہے ج ۔ [4] دو ۔ ا [5] برس چار لگ تو وہی تھا قرار ۔ ج ۔ [6] یہ شعر ص میں نہیں ہے۔ ج میں یہ اور اوپر کا شعر نہیں ہے۔

نہ آیا اُوسے خوف کچھ حشر کا — نہ ہنگامۂ بعث اور نشر کا

بحقِ محمد و آلِ[1] نبی — نہ دیکھے گا[2] وو رُوئے فرحت کبھی

خدا جانے کیا کیا کہا اوس کے پاس — کہ مجھ سے کیا اُوس کے جی کو اداس

جو تھا شیوۂ خانہ برہم زنی — ادا کر دیا سب حقِ دشمنی

مرے سے پھرا یاد اُس کا مدام — کیا صبحِ عشرت پہ ماتم کی شام

وو ہر وقت ملتا بشکلِ وفا — وو ہر آن ہنستا بطرزِ ادا

کیا مجھ سے[3] آہستہ آہستہ کم — نہ کم بلکہ آہستہ آہستہ رم

خدا نے غضب مجھ پہ نازل کیا — کہ تیغِ تغافل سے بسمل کیا

وو الفت پہ یہ قہر طوفاں ہوا — بلائے دل و آفتِ جاں ہوا

دل و صبر و طاقت دم و عقل و ہوش — ہوا سب پہ یکبار حسرت[4] کا جوش

کہ دل یار کا پھر گیا مجھ سے ہائے — کسی کو خدا اس بلا میں نہ لائے

غمِ عاشقی ہے نپٹ سخت غم — خصوصاً تغافل کے خنجر کا دم

---

[1] رسولِ نبی۔ س۔ [2] ا میں یہ مصرع یوں ہے۔ "نہ دیکھے وو روئے ملامت کبھی"۔ [3] کوں، ج۔

[4] حیرت، س۔ ج میں یہ شعر مہمل ہے۔

برو کا انگارا دھکنے لگا ‏ دل آنکھوں سے خوں ہو ٹپکنے لگا

لگے چھوٹنے پے بہ پے تیر آہ ‏ فلک پر کیا ہے کسی کی نگاہ

کہ اے خالقِ آسمان و زمیں ‏ ترا نام ہے ارحم الراحمیں

یہ عاصی[۱] سے کیا ایسی تقصیر ہے ‏ کہ جس کے عوض میں یہ تعزیر ہے

اگر میں سراپا گنہگار ہوں ‏ عذابوں کا تیرے سزاوار ہوں

مرے پر غضب بھیج بجلی کو ڈال ‏ پن[۲] ایسے جہنم سے مجھ کو نکال

سہی جائے گی مجھ سے دوزخ کی آنچ[۳] ‏ یہ یہ تاب نیں عرض کرتا[۴] ہوں سانچ[۵]

تصدق ستی اپنے محبوب کے ‏ برکت ستی اپنے مطلوب کے

کہ ہے سب کو جن کی شفاعت کی آس ‏ مجھے بھی نہ رکھ اس طرح سے اداس

پھرا دے دل اوس کا بطرز قدیم ‏ کہ پھر مجھ سے ہو جائے یار ندیم[۶]

ولیکن نہ تھا کچھ دعا کو اثر ‏ وہی تھا مجھے قوتِ خونِ جگر

دعا نے مری بلکہ رجعت کیا ‏ کہ دونی مرے پر قیامت کیا

---

۱ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔ ۲ پر۔ د۔ ۳ آنچہ۔ ۴ رکھتا ہوں۔ س۔ ۵ سانچہ۔ ج۔

۶ یار و ندیم۔ د۔

اگر اوس گلی کی طرف ہو[۱] گزر — یکایک جو آجائے مجھ کو نظر
مجھے دیکھ کر گھر میں جاتا رہے — برہ کی اگن میں تپاتا رہے
وہیں منتظر ہو رہوں[۲] میں کھڑا — کہ شاید نکل آئے وو (وہ) دلربا
یکایک[۳] اگر پھر نکل آے وو (وہ) — تو بے اختیاری سے بے صبر ہو
پکڑ اوس کا دامن کہوں اے صنم — وہی ہوں ترا بندۂ بے درم
مرے پر تجھے کس طرح پیار تھا — کہ ہر آن میرا تو غمخوار تھا
مرے بن (مجھ بِن) نہ ہوتا تھا تجکو قرار — دیا تھا مرے ہاتھ سب اختیار
سو کیا ان دنوں میں سبب ہو گیا — کہ مجھ پر سراپا غضب ہو گیا
گیا بھول وو (وہ) عہد و پیماں سو کیوں[۴] — ہوا اِس طرح دشمنِ جاں تو کیوں"
یہ کہہ کر نپٹ (بے حد) بے قراری ستی (سے) — محبت کی بے اختیاری ستی (سے)
سر اپنا رکھوں اوس کے میں پاؤں پہ — نہ اوس پاؤ (ں) پر پاؤں کی چھوڑوں تَگ
غضب ناک ہو سنگ[۵] باری کر (کرے) — زباں سے بھی دشنام جاری کر (کرے)

---

۱ ہوئے۔ ا۔ ۲ کب کا کہتا کھڑا۔ ج۔ ۳ یہاں سے (۴۲) شعر ج میں نہیں ہیں۔ ۴ سو۔ ا۔
۵ جنگ باری۔ ا۔

کہ کب تجھ سے الفت کے پیماں ہیں — مرے پر یہ ناحق کے طوفاں[1] ہیں
ترے نام کا آشنا میں نہیں — تجھے خوب دیکھا[2] نہیں میں کہیں
جو کوئی اوس سے میری سفارش کرے (کوئی) — میرے دردِ دل کی گزارش کرے
تو پھر اس سے حبا سلامت نہیں (حسب) — مروت کی اوس سے[3] علامت نہیں
غرض نام کا میرے دشمن ہوا — مجھے دم بدم جان کندن ہوا
کہ یہ دلبرِ ہمدم غم گسار — کہ تھا کس طرح مجھ سے ہمرنگ یار
سو اس طرح بیزار کیوں ہو گیا — یکایک دل آزار کیوں ہو گیا
برس سات گزرے اسی رنگ سے — کہ نیں (نہیں) کچھ علاج اوس دل سنگ سے
وہی شیوۂ ظلم ہے پے بہ پے ، وہی طرزِ بیگانگی ہے سو ہے
وہی شکل ہے اوس ستمگار کی — زباں کو نہیں تاب اظہار کی
کہ تفصیل (حالت) کیا ان دنوں کی کہوں — یہی بس کہ خاموش ہو کر رہوں

حکایت سنگ دلی یار پیش آں[4] سردار

نہ کھینچے سو کیوں بلبلِ دل جفا — کہ نیں (نہیں) گل عذاروں میں بوئے وفا

[1] بہتان۔ ا۔ [2] دیکھا ہی تھیں۔ ا۔ [3] ان مدتوں۔ ا۔ [4] ہماں۔ ا۔

نہ دیکھا کسی گل کو بلبل نواز — یہی عاشقوں پر ہے سوز و گداز
جسے حسن کے مُلک کا ہو راج — سنا نیں اُسے ہم نے الفت مزاج
جہاں میں نہا شوخِ بیداد ہیں — شہیدِ محبت کے جلّاد ہیں
سرشت اُن کی مشہور ہے بے وفا — محبت میں اون کی بلا ہے بلا
جو ان ظالموں کو دیا اپنا دل — رکھا جان بوجھ اپنے سینے پہ سل
مجھے بھی ملا ایک خانہ خراب — کہ ہے ظالموں کا ہدایت مآب
ہوئی اتنی مدت وہی رنگ ہے — مرے حق میں اب لگ وہی سنگ ہے
مرے پر اُسے رحم آتا نہیں — کبھی پیار سے مسکراتا نہیں
تغافل نہیں ہے، خدا کا غضب — کہ اب لگ ہوں جس کے دکھوں جاں بلب
اگر موت آوے تو دل شاد ہوں — یہ درد و مصیبت سے آزاد ہوں
اجل کو ہوا کیا کہ آتی نہیں — مجھے اس بلا سے چھڑاتی نہیں
کہ بس کٹ گیا رشتۂ آرزو — نہیں دیکھتا مجھ کو راحت کا رو
گزر گئے اسی طور سے چند روز — نہ آنا ہے اون کو نہ آئے ہنوز

۱ جہاں میں تہاں۔ ا۔ ۲ اپنی۔ ا۔ ۳ یہی۔ ا۔ ۴ دیکھتا۔ ا۔ ۵ کچھ اک خواب۔ ا۔

جو کچھ جان کندن کے باقی ہیں دم بھرا چاہیئے تا بوقتِ عدم
حقیقت کہوں سب بیاں ما اگر تو یہ عمر[1] جاوے گی کہتے گزر
کہوں کیا میں اول سے تا انتہا کہ ہر آن سو سو برس کا ہوا
گزر جائے گی عمر تفصیل سے ،،، کہا مجمل اک حال تعجیل[2] سے
سو کب، تو بجد جب ہوا اس قدر وگرنہ میں تو اظہار اس کا کدھر (نہیں)
میں جب بال (بضد) کنڈے پہ تھا اور تو مجھے اون دنوں تھا قیامت جنوں
وہ خونریز جلاد بھی تھا وہاں کہ جس کا کیا[3] اب تک میں بیاں
میں ہر روز کے جان کندن کی تاب نہ لایا مجھے بسکہ تھا اضطراب
کہا اپنے دل میں کدھر جاؤں[4] میں کہ فی الجملہ تسکینِ دل پاؤں میں
تو گزرے مجھے کئی طرح کے خیال کہ حق[5] نے تجھے بھی دیا ہے جمال
پھر اس طرح کا لطف اور دلبری (بروزن کی) کہ حق میں ہے طالب کے جادوگری
یہ سب دیکھ کر دل میں آیا مرے کہ بہتر ہے ہمراہ چلنا ترے

۱؎ پھر۔ ا۔ ۲؎ تفصیل۔ مس۔ ۳؎ کہا ا۔ ۴؎ مس میں دوسرا مصرعہ یوں ہے "ہوا اتفاقاً ترے سارے خوش خصال"۔ درمیان کے تین شعر نہیں ہیں۔ ۵؎ یہ اور بعد کا شعر ج میں نہیں ہے۔

خدا مہربانی پہ اپنی جو آئے ترے ساتھ شاید وہ غم بھول جائے
کئی طرح کے باندھے[1] دل میں خیال ہوا تھا ترے ساتھ اے خوش خصال
محبت میں تیری نہیں ہے کمی تجھے اس قدر مجھ سے ہے ہمدمی
ولیکن وہی ہے مجھے اضطراب کروں کیا کیا دل نے خانہ خراب
ترے[2] ساتھ بھی دل کو آرام نیں یہ وحشی کسی طرح سے رام نیں
وہی جان کندن مجھے ہے قدیم گرہ دل کی واں ہو گئی مستقیم
تجھے حق تعالے سلامت رکھے سلامت تجھے تا قیامت رکھے
تری دوستی میں نہیں کچھ[3] قصور یہ ہے مجھ کو بے طاقتی کا وفور
کسی طرح ہوتا نہیں ہے قرار کہ ہوں ایک ظالم کا بے اختیار
ہر اک کوئی ہر اک طرح خورسند ہے مرا دل عجب دام میں بند ہے
کہ امید آزاد ہونے کی نیں کوئی شکل دل شاد ہونے کی نیں
نہ رونے میں جاتا ہے غم کا بخار نہ فریاد کرنے سے دل کو قرار
اگر چپ رہوں صبر آتا نہیں علاج اس خرابی کا پاتا نہیں

۱ کا۔ ل د س۔ ۲ س اور ج میں یہ شعر نہیں ہے۔ ۳ ہے۔ ج۔

جدائی میں ہوتا ہوں بے اختیار اگر سامنے جاؤں تو بے[1] قرار
اگر اوس طرف سے کہوں دل پھرے سو دونی قیامت ہے جی پر مرے
ہر اک دم اوسی شوخ کی یاد ہے یہی بے وفائی کی فریاد ہے
کہ مجھ سے نہ کرنے کا تھا سو کیا عبث اس بلا میں مجھے کیوں دیا
جنوں کا مجھے دم بدم جوش ہے خیال اوس کا میرا دم و ہوش ہے
مجھے سیر گلشن کا کب شوق[2] تھا گل و باغ کا مجکو[3] کب ذوق تھا
عبث[4] تونے رسوا مرے تئیں کیا بجد ہو مجھے باغ کو لے گیا
مجھے یاد آئے وو عشرت کے دن کہ یک دم نہ رہتا تھا اوس یار بن
اگر عزم ہو[5] سیر گلزار کا تو تھا اتفاق اوس ستمگار کا
گزر گئے مرے پر عجب حظ کے روز کہ وو خواب میں دیکھتا ہیں ہنوز
عجب بے حجابی کے ایام تھے مرے سے مرے بخت بھی رام تھے
وہی بے حجابی کے دن آئے یاد مجھے شوق کی بیخودی ہی زیاد

۱ ہے ہار۔ وو ج۔ ۲ ذوق۔ و د مں۔ ۳ کب مجھے شوق تھا۔ مں۔ ۴ عبث میں نے رسوا اپس کو کیا۔ ج۔ ۵ ہوئے۔ ج۔

تصور اُسی شوخ خوں ریز کا　　بلا اور آفت بر انگیز کا
پکڑ صورت آیا مرے روبرو　　میں دوڑا اُسے دیکھ بیتاب ہو
پھر آگئے[1] مجھے ہوش میرا نہ تھا (اختیار کر)　　خبر کچھ نہیں مجھ سے کیا کیا ہوا
سو تو نے[2] اٹھایا سو پھر ہُئی خبر (ہوئی)　　ہوا منفعل اپنے احوال پر

رحم آوردن آں سحر زادہ از شنیدن حال و حرف دلربائی گفتن من[3] بیچارہ را بدرجۂ کمال

چھپے راز[4] دل جس قدر خوب ہے　　کہ محبوب کی بات محبوب ہے
سو محبوب[5] سے کئی چھپاتا نہیں (کوئی)　　کسی دوسرے کو بتاتا نہیں
کہ ہوتا ہے محرم ہزاروں میں ایک　　ہزاروں میں کیا لاکھ[6] یاروں میں ایک (بل)
نہ نکلے[7] تو بہتر زباں سے وو بات (دو)　　نہ نکلے تو آتی نہیں پھر کے ہات (دوبارہ)

[1] آگئے۔ ج۔ [2] یہی توں اٹھایا۔ اد س۔ [3] من بے چارہ را۔ د میں نہیں ہے۔ [4] جس قدر راز دل۔ د۔ [5] محبوب کو کوئی دیکھتا نہیں۔ د۔ [6] بلکہ لاکھوں میں ایک۔ ا۔ [7] ج میں شعر نہیں ہے۔

ولیکن جہاں عشق کا جوش ہوئے | کہاں تک خموشی کا سرپوش ہوئے
مرے سے بھی وو جوشش باہر ہوا | چھپا تھا سو آخر کو ظاہر ہوا
ہے آخر یہی جوشش وحشت کا کام | حقیقت کہا اُس کو اپنی تمام
دو مجموعہ حسن و ہوش و ادب | کہ پوچھا تھا وحشت کا میری سبب
سناجب مرے غم کے احوال کو | وو درد و مصیبت کے خنجال کو
مرے سو نہہ طرف دیکھ حیراں ہوا | اڑا رنگ رو اور پریشاں ہوا
کیا اشکِ رقت سے دامن کو نم | نپٹ اُس پہ گزرا مرے غم کا غم
کہا حیف تم پر یہ احوال ہے | یہ احوال نیں جان کا کال ہے
ہے افسوس تم سا عزیز جہاں ۸۲۰ | خدا نے کیا اُس دکھوں کا نم جاں
تعجب میں ہوں کیوں ہوئے نیں ہلاک | جو کئی اور ہوئے تو ہو جائے خاک
اس آفت سے کیوں کر جئے ہو ہنوز | گر دم کے باقی ہیں کئی چند روز
عجب مشکل کا شوخ، دل تنگ ہے | کہ جس کے سبب تم پہ یہ رنگ ہے

۱؎ میرے سیتی وو جوشش ظاہر ہوا۔ ج۔ ۲؎ یہ اور بعد کے تین شعر ج میں نہیں ہیں۔ ۳؎ حسرت۔ ج۔
۴؎ ج میں یہ شعر نہیں ہے۔ ۵؎ ان دنوں۔ ج۔

سنا نیں میں اس طرح کا سنگ دل
نہ دل اوس کو کہیے کہ پتھر کی سل

جسے کئی کہے تو ہے پیارا مرا
تو جانے کہ جاگا ستارا مرا

ہر یک وقت اوس کی کرے دلبری
نہ اس طرح کا ظلم اور زرگری

کہ دل لوٹنا اول اس پیار سے
جلانا پھر اوس بعد آزار سے

سو اوس ظلم کو بھی نہیں انتہا
تعجب میں ہوں سن کے یہ ماجرا

سنا ہوں بہوت عشق کی داستاں
یہ اس طرز کا شوخ قاتل کہاں

کہ سننے سے آتا ہے دل کو اوبال
تو جس پر ہوا یو چھپے اوس کا حال

میں اک عرض کرتا ہوں مانو جو تم
کئے ہو عبث ہوش اپنے کو گم

جو کئی اس طرح کا دل آزار ہوئے
تو یوں چاہیے اوس انکار ہوئے

نہ ہر دم اسی بے وفا کا خیال
تفکر، سراسر جفا کا خیال

کہ ہے ہے مرے پر کیا یوں ستم
کبھی تو کرے گا مرے پر کرم

سو وو سنگ جس کا کہا تم نے رنگ
میں یوں مانتا ہوں کہ ہے سخت سنگ

۱؎ ج میں "تو" نہیں ہے۔ ۲؎ یہاں سے (۱۰) شعر ج میں حذف ہیں۔ ۳؎ طرح ا س۔ ۴؎ کیوں۔ ا۔ ۵؎ کہے۔ س۔ ۶؎ محض۔ ا۔

مری بات مانو نہیں ہے ضرور — کیا چاہئے اس قیامت کو دور
تم اب ہوش اپنا سنبھالو تو خوب — خیال اوس کا دل سے نکالو تو خوب
ابھی سے اگر رفع ہوئے تو بھلا — نہیں تو تمھارے ہے جی پر بلا
کہ یہ بات آخر کو کچھ خوب نیں — جسے عقل ہے اوس کو مرغوب نیں
نہ آرام دل ہے نہ ہے حظِ روح — بھلا اس قیامت ہے طوفانِ نوح
کہ یکبارگی جان جاتا رہے — نہ یہ غم ہمیشہ ستاتا رہے
میں ہوتا ہو یہ بات کرتے خجل — کروں کیا تمھارے پہ جلتا ہے دل
خدا نے مجھے بھی دیا ہے جمال — قد و چشم و ابرو لب و خط و خال
تمھاری اگر چاہ آوے ادھر — تو عشرت سیتی عمر جاوے گزر
دل و جاں سے تابع رہوں گا مدام — خوشی جس میں ہوگی ہر صبح و شام
جہاں لگ محبت کے قانون ہیں — فن دلربائی کے افسون ہیں
وو قانون و افسوں جو ہیں منتخب — ہر یک وقت کے ہیں مجھے یاد سب

۱ سالو - س - ۲ یہ شعر ج میں نہیں ہے - ۳ جلاتا - ج - ۴ کہتے " ا - ۵ خدا نے دیا ہے مجھے بھی جمال - " ا - ۶ تو عشرت میں یہ عمر .... ' اودھ - ۷ ہووے ہر اک - ا د ج -

توجہ تمھارا اگر مجھ پہ ہوئے تو جاتی رہے تم سے اس غم کی بوئے
مزہ زندگانی کا پاؤ گے تم غم و درد سب بھول جاؤ گے تم
مجھے اپنے مقصود کی ہے قسم مجھے اپنے معبود کی ہے قسم
نہ کہتا ہوں[1] اپنی غرض کو کبھی تمھاری مصیبت پہ جلتا ہے جی
کہ تم سے[2] یہ درد الم دور ہوئے جو خاطر کہ غمگیں ہے مسرور ہوئے
تمھاری طبیعت جدھر پاؤں گا حقِ آشنائی بجا لاؤں گا
اگر جان چاہو تو موجود ہے وگر سر منگو[3] عین مقصود ہے
جہاں دوست کی دوستی ہوئے[4] عزیز یہ سب مال و دولت تو پھر کیا ہے چیز
اگر صبح کو تم کہو شام ہے تو پھر شام[5] اُس صبح کا نام ہے
زمیں کو اگر تم کہو آسماں تو ہے وو زمیں آسماں بے گماں
بجا لاؤں گا دل سے شرطِ وفا تمھاری خوشی میں ہے میری رضا
نہ بوجھو یہی محض کہنا مرا کہ آخر کو دیکھو گے رہنا مرا

---

[1] میں کہتا ہوں۔ ا و ج۔ [2] کہ تم پر سے درد و الم....، ج۔ [3] منگو گے تو مقصود ہے۔ ج۔ [4] ہے۔ ا
[5] کہیں کیوں نہیں شام اب عام ہے۔ ج۔ آگے ج میں اکثر اشعار مہمل ہیں۔ اور اسی طرح کے ۴۲ اشعار کے بعد مثنوی ختم ہو جاتی ہے۔

زباں سے جو کچھ میں کہا نیں غلط
کہو تو میں لکھدوں غلامی کا خط

مری بات کو راست مانوگے تم
دو ظالم سا مجکو نہ جانوگے تم

غرض یہ نہیں دل مرے سے لگاؤ
پر اوس سنگ دل کی طرف سے اٹھاؤ

کہ جن نے کیا تم پہ، یہ یہ جفا
نہ کہیے جفا، آسمانی بلا

خلاصہ مرا یہ کہ دل شاد ہو
یہ زنجیرِ وحشت سے آزاد ہو

تمھارے ہمارے جو باقی ہیں دم
ہے دل میں کہ عشرت سے گزریں ہم

بجوش آمدن غیرت عشق یار و برآمدن از مسکن آں سر دار[۱]

جسے زخم ہے خنجرِ یار سے
بہتر ہے اوسے مرہم، آزار سے

یہ زخم محبت کو ٹانکا نہ دو[۲]
وبال اس کا گردن پہ اپنی نہ لو

غم عشق سے یار کے، جو مرے
علاج اوس کا کئی غیر کیوں کر کرے

عبث اس مرض پر دوامت کرو
دوا سے امیدِ شفامت کرو

مرض عشق کا دور ہونے کا نیں
یہ رنجور مسرور ہونے کا نیں

۱؎ یہ عنوان نسخہ س میں درج نہیں ہے۔ ۲؎ دیو۔ د۔

کہ ممکن نہیں دردِ دل کا علاج　　طبیبوں کو معلوم کیا یہ مزاج
نہیں اس مرض کو حصولِ شفا　　مضرت ہے ایسے مرض پر دوا
اسی طرح سے دو عزیز شفیق　　کہ تھا دم بدم میرے دکھ کا رفیق
مرے دردِ دل کی دوا واسطے　　مرے زخمِ جاں کی شفا واسطے
دیا نسخہ تشخیص کر کر مرض　　یہ نسخے میں میری شفا تھی غرض
ولیکن شفا کب ہے اس درد کو　　دمِ سرد کو اور رخِ زرد کو
کسی طرح یہ درد جاتا نہیں　　کوئی غیر یہ نبض پاتا نہیں
مگر تب کہ جس نے مرض یہ دیا　　وہی اس مرض کی کرے کچھ دوا
رہے فکرِ بیمار اوس کو مدام　　محبت کی دیوے دوا صبح و شام
پلاوے توجہ کی تبرید اوسے　　چکھاوے سدا شربتِ دید اسے
تبسم کی معجونِ یاقوت سے　　غذائے فرح بخش کی قوت سے
موافق طبیعت کے دینا رہے　　دل اوس کا ہر یک وجہ لیتا رہے
کرے[۱] گرمیٔ دل پر اوس کی نظر　　کہ تا دور ہو جائے ضعفِ جگر

۱؎ یہ شعر ۔ مں میں نہیں ہے۔

پھنکا اوس کو رہے رات دن　　نہ ہووے اُسے چین بیمار بن
تو شاید کہ ہووے شفا مُسکے ہاتھ　　نقاہت بھی جاتی رہے اوسکے ساتھ
ولیکن یہ قصہ سنے ہم نہیں　　کہ بیمار کس (کسی) کا شفا ہو کہیں
جو کئی (کوئی) حسنِ لیلیٰ کا مجنوں ہوا　　اوسے کس[1] طرح ہوئے شیریں دوا
ہے شیریں جو فرہاد کی نورِ عین　　اوسے کس طرح ہوئے لیلی سے چین
دیا ہیر کے ہاتھ رانجھانے دل　　وہ عذرا سے ستی خوش نہ ہوئے ایک پل
جو عذرا سے اُلکا ہے وامق کا جی　　نہوے ہیر سے اوس کو رغبت کبھی
ہوا اُس جو بے اختیار دمن　　اوسے کب خوش آوے[2] ہے چندر بدن
ہے مہیار چندر بدن کا غلام　　دل اوس کا دمن سا کیوں ہوئے رام
زلیخا جو یوسف کی ہے مبتلا　　عزیز اوس کے دل کو لگے کب بھلا
ہوا چاند پر مبتلا جب چکور　　نہ جاوے گا خورشید سے اُسکا شور
ہے ذرہ فدا حسنِ[3] خورشید پر　　کہو چاند پر اوس کی کب ہوئے نظر
ہے بلبل کو مرغوبِ گُل کا جمال　　کہاں شمع پر آوے اوس کا خیال

[1] اُسے ہو سکے کیوں کہ۔ ا۔ [2] آتی۔ ا۔ [3] نقش۔ س۔

جو پروانہ ہے شمع اوپر نثار　　　پسند اوس کو کب آوے گل کی بہار

یوہیں میں بھی مائل ہوا اک شوخ کا　　　گرفتار و بسمل ہوں ایک شوخ کا

(یونہیں) غرض اوس عزیزِ دوا ساز نے　　　محبت کے نا آشنا راز نے

جہاں لگ کہ قانوں محبت کے تھے　　　جو کچھ قاعدے مہر و الفت کے تھے

جو کچھ اوس کو آتی تھی جادوگری　　　جو کچھ اوس میں تھا شیوۂ دلبری

جو کچھ دل لبھانے کا تھا انتہا　　　جو کچھ عہد و پیماں کا انجام تھا

ادا کر چکا سب حقوقِ وفا　　　سخن دل کے لینے کے تھے سو کہا

میں سب کان دھر کے سنا وو سخن　　　کہ دیکھوں کہاں لگ سخن کا ہے فن

یہاں لگ کہ آخر کیا سب کلام　　　سخن اوس کا پایا سبھی اختتام

ہوا منتظر یہ کہ دیویں جواب　　　گزشتہ دنوں سے کریں اجتناب

یکایک خموشی کا پردہ اٹھا　　　حروفِ مروت کو دل سے مٹا

شرابِ غضب سے میں لبریز ہو　　　جواب اُس کو یوں کر دیا تیز ہو

کہ اے ساقیِ بادۂ احمقی　　　تری بات میں (اس طرح) سب ہے بے رونقی

؎ جو کام تھا۔ س۔

مرا دل جو کوئی اور کے ہات ہووے — تو کہہ کس طرح سے ترے سات ہووے
ہوا ہوں میں اک شمع رو کا پتنگ — پسند آئے کیونکر ترا مجھ کو رنگ
میں دیوانۂ زلفِ دلدار ہوں — اٹک تارِ سنبل میں کیونکر رہوں
میں اک گلبدن کا گرفتار ہوں — بہارِ خدائی سے بیزار ہوں
کہ اُس بن مجھے کئی خوش آتا نہیں — کسی سے دل آرام پاتا نہیں
یہ دل ہے جدھر آچکا آچکا — محبت کی بو پا چکا پا چکا
میں تیری طرف کیونکہ لاؤں اوسے — قدیمی طرف سے پھراؤں اُسے
مجھے دور رکھ ان وبالوں ستی — اوٹھا ہات اپنے خیالوں ستی
یہ کہہ کر یکایک وہیں میں اوٹھا — رہِ منزلِ یار کو میں لیا
جتی[1] اوس کی تھیں مہر و غمخواریاں — کھڑی[2] ہئیں مجھے سب سے بیزاریاں
برستا تھا شدت سے برسات بھی — وہ برسات کے ساتھ تھی رات بھی
میں اُس رات میں ایسی برسات میں — چھڑی ہات کی تھی سولی ہات میں
چلا اوس کے مسکن سے صحرا طرف — مرے مونہہ میں بھر آئے غصے سے کف

۱ سے۔ س۔ ۲ جتنے اوسکے تھے مہر۔۔۔ م، س۔ ۳ پیدا ہوئیں۔ ج۔

کہا میری تقصیر ہووے معاف ہوا مجھ سے جو کچھ سو تھا سب خلاف
ہر ایک وجہ سے میں گنہگار ہوں تمھارے غضب کا سزاوار ہوں
اگر واقعی تم ہوئے ہو غضب اندھارا ہے[۱] اور مینہ برستا ہے اب[۲]
توقف کرو جتنی باقی ہے رات فجر آدمی اور سواری ہے سات
بہت سار کھا سر مرے پاؤں پر میں لیکن نہ دیکھا پھر اُس چھاؤں کو
لیا راہ میں حیدرآباد کی ہوئی یاد اوس شوخ جلاد کی
کہ جس کی محبت کا بیمار ہوں دل و جاں سے اوس کا گرفتار ہوں
اٹک دل کی ہے ہے بڑی ہے بری جگر پر ہے گویا کہ زہری چھری
وہی اس چھری کی حلاوت کو پائے کہ بارِ قیامت کو سر پر اوٹھائے
بلا ہے دمِ خنجرِ تیزِ عشق ہے زہرِ ستم جامِ لبریزِ عشق
ثمر عاشقی کا یہی ہے یہی کہ دینا محبت میں دلبر کی جی
جو کوئی لذتِ زہرِ قاتل چکھے رہِ عشق میں[۳] آ قدم وو رکھے
ہر ایک بوالہوس کا یہاں کام نیں مئے عشق ہے شربتی جام نیں

۱؎ بھی۔ مں ۔ ۲؎ سب۔ ا۔ ۳؎ رہ عاشقی میں قدم وو رکھے ۔ ا

محبت کی منزل کی ہے سخت راہ   کہ وہاں دیکھ کر کانپتی ہے نگاہ

اظہار[1] کیفیت شب جانکاہ و سختی کفر تا رسیدن بہ شہر دلخواہ

سُنو کان دَھر کر وہی داستان   مری داستاں پر رکھو گوش جاں
کہ تنہا میں باہر ہوا واں ستے   میں جنگل میں ویسے گلستاں ستے
لیا غیرتِ عشق نے مجھ کو گھیر   ہوا زندگانی سے میں اپنی سیر
اندھیرا[2] اُجالا برابر ہوا   پکڑ دامنِ دشت کو میں چلا
وہ صحرائے وحشت فزا نو و دق   کہ اڑتے تھے تیروں[3] کے دل کے ورق
و لیکن مجھے سیر گلزار تھا   کہ جوشِ غمِ لالہ رخسار تھا
کہوں کیا میں اوس مینہ کی شدت کی بات   کٹاری تھی بوندی کی ہر بوند سات
پھر اس پر سنو تم اندھیرے کا حال   نہ تھی شمع وہاں غیر چشمِ غزال
وہ تنہائی و وحشت و بیکسی   مجھے اپنے احوال پر تھی ہنسی
کہ اے عشق تیرے عجب رنگ میں   عجب رنگ ہیں اور عجب ڈھنگ ہیں

[1] و میں یہ عنوان (،) شعر پہلے ہے۔ [2] اندھارا۔ ا۔ [3] تیراں، م س۔

مزہ[1] عشق کا جو کہ سنتے تھے ہم　　　چکھے ہو کے یکجا ہم اور دل بہم
میں واقف نہ تھا ان مزوں سے کبھی　　　تصدق سے دل کے چکھا میں ابھی
ہوا ہے جو مہمانِ بزمِ جنوں　　　غذا ہے جگر اُس کو پانی ہے خوں
سو میں بھی وہ مجلس کا مہماں ہوا　　　محبت سے ہم جام و ہم خواں ہوا
بظاہر میں تنہا تھا اُس دشت میں　　　و لیکن وہ صحرا کے گلگشت میں
عجب قافلہ میرے ہمراہ تھا　　　ہجومِ غم[2] و نالہ و آہ تھا
وہ جنگل میں تھا جوشِ وحشت رفیق　　　جنوں تھا مری بیکسی پر شفیق
گل و لا کے میں کیا کہوں ماجرا　　　کہ ہر ہر قدم دشمنِ جاں ہوا
وہاں سے قدم کا اٹھانا تھا یوں　　　کہ دلبر سے دل کا اوٹھانا ہے جیوں
صدا رعد کی شدت گرد و بار　　　قیامت کے دن کو دلاتی[3] تھی یاد
گزرتا تھا ہر آن دل پر یقیں　　　مگر صور کا حکم ہے آج ہیں
زبس شورش و شدت باد تھا　　　نہ بارش کے پتھروں کا برساؤ تھا
نہ کوئی آشنا تا رفاقت کرے　　　نہ کوئی دوست تا مہر و الفت کرے

مزہ عاشقی کا جو سنتے تھے۔ ل۔ ۲؎ اور۔ س۔ ۳؎ دلاتے تھے یاد۔ س۔

پھر آخر کو ہوتی تھی خاطر نشاں — مری استقامت کا ہے امتحاں
جہاں یک خدائی کی ہیں آفتیں — غم و درد و محنت کی ہیں شدتیں
سو مجھ پر اوسی رات میں جمع تھیں — مگر اوس اندھارے میں وو شمع تھیں
کہوں کیونکر اوس رات کا میں بیاں — کہ جیوں شمع جلتی ہے میری زباں
کہوں شب اوسے یا بلائے سیاہ — نظر کو بھی ہرگز نہ پاتی تھی راہ
نہ اُس شب میں تھا روشنی کا نشاں — نہ کچھ تھا ستاروں کا وہم و گماں
ہوا جمع یکجا خدا کا غضب — کہ صورت پکڑ نام[2] پایا تھا شب
چراغ اوس اندھار میں پاو کہاں — چمکنا یہی برق کا تھا وہاں
سیہ شب میں بجلی چمکتی تھی یوں — نظر چشم دلبر میں چمکے ہے جیوں
جیتے سب قیامت کے آثار تھے — سو اُس رات بیشک سب اظہار تھے
کہاں یک کروں ذکر اُس رات کا — پھر اوس برق اور باد و برسات کا
شب مرگ یا جان کا[3] کال تھی — درازی میں ہر ہر گھڑی سال تھی
اوسی حال سے رات گزری تمام — پھر اوس رات کا ختم ہوا نہ نام

[1] یہ شعر س میں نہیں ہے۔ [2] ناؤں۔ س۔ [3] کے کال تھے۔ س۔

دمِ صبح کا جب اوجالا ہوا / تو مونہہ بارے اوس شب کا کالا ہوا
نکلتے ہی دن چھپ گئی شب کی گرد / ہرن کو نگر کھا گیا شیر زرد
ہوا منقطع زلفِ شب کا خیال / شہِ روز نے آ دکھایا جمال
نظر آیا آثار تالاب کا / غنیمت ہوا دیکھنا آب کا
گِل ولا سے آلودہ تھا پیرہن / میں دھویا وو سب پیرہن اور بدن
جو کانٹے کہ تھے پاؤں میں سر بسر / نکالا اوسے دھوپ میں بیٹھکر
لیا راہ پھر منزلِ یار کی / وہی دلبرِ شوخ خوں خوار کی
خیالِ صنم تھا مجھے زادِ راہ / نہ تھا اور زادِ سفر، حق گواہ
بیاں کیا کروں اوس سفر کا غضب / مرے پر قیامت تھی ہر روز و شب
نہ تھا میرے ہمراہ کئی (کوئی) ہم سفر / یہی دل سے کرتا تھا باتیں مگر
کہ اے دل تری عاشقی جا جل / یہی ہے تری آشنائی کا پھل
ترے سات مجھ پر عجب ہے بلا / بلا یا قیامت کا ہے زلزلہ
ترے (تجھ سے) سے مجھے ہو جس دن نجات / وو دن ہے مرے حق میں عید و برات[1]

[1] عید اور برات ۔ ا۔

محبت کا تیری یہی ہے ثمر — کہ مرنے سے ہے زندگانی بتر

ارے دل کہاں ہوش میرا گیا — کہ تجھ سے دِوانے سے الفت کیا

یو ہیں دل سے کہتا تھا حرفِ غضب — یہی تھا مجھے شغل ہر روز و شب

زیادہ جو ہوتا تھا دل سے یہ تنگ — فراقِ صنم ساتھ کرتا تھا جنگ

کہ اے ہجر مجھ پر ہے تیرا عذاب ۹۹۰ کیا تو نے اس دل کا خانہ خراب

اگر تو نہ ہوتا تو آرام تھا — مجھے اس ملامت سے کیا کام تھا

اگر تو نہ ہوتا تو سب وصل تھا — وہ دلدار سے مجھ کو کب فصل تھا

ترا ہی سبب ہے کہ ہر صبح و شام — مرے پر گزرتی ہے یوں کر مدام

ترا ہی سبب ہے کہ بیتاب ہوں — غم و درد سے بیخور و خواب ہوں

تو ہی[1] نے بلا میں پھنسایا مجھے — جو دیکھا نہ تھا سو دکھایا مجھے

تو ہی نے مجھے اشکِ رقت دیا — مئے وصل سے جامِ حسرت دیا

تو ہی نے مرے سر پہ طوفاں کیا — دلِ جمع میرا پریشاں کیا

تو ہی نے چکھایا بِرہ[2] کا مزہ — غم و درد و جور و جفا کا مزہ

۱؎ د' میں ہر جگہ "تو ہیں" ہے۔ ۲؎ بلا۔ ا۔

تو ہی نے لیا سب مرے دل کا چین — تو ہی نے گنوایا مرا نورِ عین

تو ہی نے مرا دل کیا غم سے شق ....ا کتابِ جگر کے اُڑایا ورق

تو ہی[1] نے مجھے اس مصیبت میں لا — مرے سر پہ لایا ہے کیا کیا بلا

تو ہی نے کیا ہے جدا یار سے — کہ محروم ہوں بزمِ دلدار سے

تو ہی نے مجھے زیست مشکل کیا — مصیبت کی آفت[2] کو نازل کیا

تو ہی نے لیا مجھ سے ہوش و خرد — مرے سر[3] دیا بارِ غم بے عدد (بے حساب)

تو ہی نے کیا عشق کا عندلیب — کیا گلشنِ وصل سے بے نصیب

تو ہی نے دیا داغِ حسرت مجھے — کیا بسملِ تیغِ الفت مجھے

تو ہی نے مجھے خوار و بیکس کیا — متاعِ دل و دیں مرے لیا

تو ہی نے کیا مجکو آخر فقیر — بٹھایا (پہنایا) کلیجے[4] کی کفنی کو چیر“

یہی مجھ کو منزل بمنزل تمام — غمِ ہجر سے گفتگو تھی مدام

۱؎ یہ شعر، ا۔ میں نہیں ہے۔ ۲؎ آیت، ا۔ ۳؎ پر۔ ا۔ ۴؎ گلے جی، ا۔

فائز شدن بحصولِ دولتِ دیدار و بتازگی عہدبستن[1] آن شوخ مکار

کہو عندلیبوں سے جاکر پیام محبت سے پہنچاؤ گل کا سلام
کہ آئی ہے صحنِ چمن میں بہار کرو بلبلو اب خوشی کی پکار
کدورت کا اب نام کھویا گیا دلِ لالہ سے داغ دھویا گیا
زبس باغ کی معتدل ہے ہوا ادب سے رکھے ہے قدم کو صبا
زمیں پہ گرتا نہیں برگِ گل رہے ساغرِ گل میں شبنم کی مل
کھلا بلبلوں کی تمنا کا پھول خزاں کے سر اوپر ہے حسرت کی دھول
ہوا قمریوں کو حصولِ مراد کہ شمشاد سے دل کو کرتی ہیں شاد[2]
خدایا مجھے بھی یوہیں شاد کر یہ ویرانہ دل کو آباد کر
کہ جاتی رہے باغِ دل سے خزاں خوشی کی کہوں پھر وہی داستاں
غرض مدتِ ہجر تھی جب تلک مرا دل تھا اون آفتوں کا محک
ہوئی قطع جب غم کی راہِ دراز ہوا ایک بیک دل کا دروازہ باز[3]

[1] عہدِ محبت بستن۔ ا۔ [2] کرتی ہے شاد۔ س۔ [3] واز۔ س۔

کیا طے مصیبت جب اُس راہ کی — لگی آنے بو شہرِ دلخواہ کی
ہوا خوش میں نزدیک شہر دیکھ — رواں آب اور سبزہ و نہر دیکھ
گیا نا امیدی کی شب کا خیال — ہوئی مجھ کو اُمیدِ صبحِ وصال
خوشی نے مرے دل کو دی تہنیت — مرے ضعفِ جاں کو ہوئی تقویت
خوشی[1] سے ہوا بابِ دلبر فتوح — جسد سے قدم پیش رکھتی تھی رُوح
رکھا شہر میں جس گھڑی میں قدم — ملی مجھ کو بے شک بہشتِ ارم
بہشتِ ارم بلکہ کس کام کی — یہی محض اک تن کے آرام کی
سو حاصل ہوا مجھ کو آرامِ جاں — ہر یک دمبدم وصل کا تھا نشاں
خوشی سے زیادہ ہوا اضطراب — کہ جی تن سے جاتا ہے گر شتاب
زبس آنکھ کو شوقِ دیدار تھا — تمنائے عیدِ رخِ یار تھا
خوشی کا مجھے تاب آتا نہ تھا — مرا جی بدن میں سماتا نہ تھا
کہ کُئی دم میں اب یار کی دید ہے — مری چشمِ مشتاق کی عید ہے
ہوا اس قدر خوش دلی کا ہجوم — کہ ہر مو میں تھی جوشِ عشرت کی دھوم

[1] یہ اور نیچے کے تین شعر د میں نہیں ہیں۔

کہوں کس طرح بیقراری کا حال — کہ جینے کا ہرگز نہ تھا احتمال

خوشی سے مرے دل کی تھا عنقریب — کہ ہووے مجھے مرگِ شادی نصیب

ہوا پر قدم تھا مرے شوق کا — کہ جلدی سے دیکھوں گلِ مدعا

لیا کوچۂ یار کی راہ کو — کہ بلبل چلی باغِ دل خواہ کو

میں دیکھا جب اُس گلبدن کی گلی — کھلی آرزو کے چمن کی کلی

رکھا کانپتا اوس گلی میں قدم — کہ آیا نکل گھر سے باہر صنم

گلابی تھا نیچا سرا اوپر سجا ۱۰۴۰ کھلے بند او نیمہ تھا ملگجا

غرور ادا سے لٹکتا ہوا — کٹاری کو ہر دم جھٹکتا ہوا

مئے ساغرِ حسن سے مست تھا — بجائے حنا خوں سے ہر دست تھا

نپٹ ناز سے مسکراتا ہوا — کچھ اک دیکھنا کچھ دکھاتا ہوا

بھوؤں کی کمانوں کی رہ کو چڑھا — خدنگِ نگہ سب طرف سے اوٹھا

چلا آیا سیدھا ہی میری طرف — سمجھ مجھ کو تیرِ بلا کا ہدف

سرک گئے مری استقامت کے پاؤں — نہ ہرگز رہا ہوش میرے کا ناؤں

نہ کچھ عرضِ مطلب کی طاقت رہی — نہ کچھ چار چشمی کی جرأت رہی

محبت کی بے اختیاری سے میں — زمیں پر گرا بے قراری سے میں

اوسی دم لیا سر کو میرے اوٹھا لیا جلد مجھ کو گلے سے لگا

کہا کس طرف کو تمھارا ہے ہوش ۱۰۵۰ اگر ضبط اپنی محبت کا جوش

نہیں[1] تو مرا بھی یہی رنگ ہے مرے پر بھی حال اب نپٹ[2] تنگ ہے

سجا تو تمھیں کو ہے میرے سے چاہ زیادہ مرے دل کو ہے تم سے راہ

وہی ہوں قدیمی تمھارا غلام کہ سمرن ہے مجھ کو تمھارا ہی نام

ہوا ہے اگر مجھ سے چندا قصور سو وو ایک بد ذات کا تھا فتور

گزشتہ سے انکار کرتا ہوں میں نیا اب کے اقرار کرتا ہوں میں

کہ پھر مجھ سے تقصیر ہوئی نیں تفاوت یہ تقریر ہوئی نیں

مرے واسطے تم پہ کیا کیا ہوا سو سب مجھ کو معلوم ہے ماجرا

مزاج اپنا اس وقت لاؤ بجا کہ عالم میں یہ بات ہے بدنما

یہ کہہ کر مجھے جلد رخصت کیا مرے سات عہد محبت کیا

کہ ہے ماندگی راہ[3] کی تم کو اب ۱۰۶۰ اگزر جائے گی آن تین[4] کی شب

---

۱ "یہاں"۔ ا۔ ۲ س میں یہ لفظ نہیں ہے۔ ۳ آج، ا۔ ۴ "رات"۔ س۔

دل جمع سے صبح کو آئیے
مرے سر پہ ہر ہر قدم لائیے
یہ باتوں سے تسکینِ دل ہی تمام
کہ نیں اب وہ جور و تغافل کا نام
مجھ کو یہی صحبتِ یار ہے
محبت ہے اور لطف ہے پیار ہے

تلخ شدن زندگانی از بیان سببِ بدعہدی آن یارِ بے وفائی اساس

عجب خوب رو لوں کا کچھ رنگ ہے
ابھی صلح ہے اور ابھی جنگ ہے
نہ کچھ صلح میں دوستی ہے بجا
نہ کچھ جنگ میں دشمنی ہے عیاں
مخالف ہے اون کی ہر اک بات
نہیں بات میں اون کی ہرگز ثبات
وفا اون کی خلقت ستی دور ہے
مگر بے وفائی کا یہاں پور ہے
نہیں ان گلوں میں محبت کی بو
نہیں ان بتوں میں مروت کی خو
میں اس بات کو خوب تحقیق کر
رکھا ہوں دل اپنے میں تصدیق کر
کہ زنہار قول اون کا صادق نہیں
زبان و دل اون کا موافق نہیں

---

۱ بہ سبب۔ ’ا‘۔ ۲ آن‘ ا میں نہیں ہے۔ ۳ نیرنگ‘ ا۔ ۴ س میں یہ شعر نہیں ہے۔ ۵ بو۔ ا۔

اگر تم کو اس بات میں ہول ہے یہی داستاں شاہد القول ہے
کہ اس ظالمِ رندِ مکار نے وو شوخِ فسوں گر ستمگار نے
کیا مجھ سے کس کس طرح دلبری کہ تحقیق تھی عینِ افسوں گری
محبت کی کیا کیا ادائیں کیا فرشتہ بھی ہووے تو کھائے دغا
سو[1] بات اوس کی وو میں نے تحقیق جان[2] سمجھ کر اوسے سچ لیا دل میں مان
مجھے اپنے طالع پر آیا عجب کہ یہ سنگ پانی ہوا کیا سبب
خوشی سے مراجی نکلنے لگا دل آنکھوں کی رہ[3] سے پگھلنے لگا
کہ جس کو مرے سے یہ انکار تھا اوسے دیکھنا مجھ طرف عار تھا
سو کیا آج کے آج میں ہو گیا کہ اس اس طرح عہد و پیماں کیا
مگر دل نے میرے کیا یہاں اثر ولیکن نہ تھی اس کی دل کو خبر
کہ یہ تھیں مرے ساتھ سب بازیاں فریب و دغا کی فسوں سازیاں
میں دل میں وو باتوں کا رکھ اعتماد کہ محکم ہوا رشتۂ اتحاد
گیا صبح کو شوقِ دیدار سے تمنا و مشتاقِ یار سے

---

[1] اسے سادگی ہیں۔ ا۔ [2] جان۔ س۔ [3] راہوں۔ ا۔

سو کیا دیکھتا ہوں کہ ہے بد[۱] دماغ — نہ تھا کل کا کچھ بھی نشان و سراغ
وہی بے مروت وہی بے وفا — کہ گویا کبھی کچھ نہ تھا آشنا
غضب ہو کے پتھر لیا ہات میں — پھرا مجھ سے پھر رات کی رات میں
زباں پر وہی حرف دشنام تھا — جو تھا حرف بد سو مرا نام تھا
ابھی کل جو تھا شربتِ پرگلاب — ہوا آج پھر تلخ مثلِ شراب
زیادہ ہوا بلکہ اول ستی — ہوا تلخ زہرِ ہلاہل ستی
قدیمی وہی طور بیداد تھا — کہ مدت سے خوں خوار جلاد تھا
میں ہر چند فریاد و زاری کیا — زیادہ مجھے سنگ ساری[۲] کیا
میں اس طرز کو دیکھ حیراں ہوا — نپٹ ناامیدی سے لرزاں ہوا
لگی آگ پھر جانِ ناشاد میں — ہوا زلزلا دل کی بنیاد میں
کلیجے میں پھر کر چبھی غم کی بھال — ہوئی زندگانی مرے جی کی کال
اندھارا ہوا آسمان و زمیں — ہوا ناامیدی کا مجھ پر یقیں
کبھی سر پٹکتا ہوں[۳] پتھروں میں جا — کبھی جان دیتا ہوں دم کو[۴] روکا

۱ بے۔ ا۔ ۲ سنگ باری۔ ا۔ ۳ تھا۔ س۔ ۴ دم کو رکا۔ ا۔

کبھی کوہ و صحرا میں جاتا ہوں میں | کبھی خاک سر پر اوڑاتا ہوں میں
یہ سیراب[۱] بدن پر[۲] مرے بار ہے | مری زندگی موت کو عار ہے
کروں کیا کہ یہ جان جاتا نہیں | مری موت کا وقت آتا نہیں
کیا بسکہ دیوانگی نے وفور | رہا نہیں ہے اب مجھ میں ہوش و شعور
کناری سے کرتا ہوں عزم ہلاک | گریباں کو کرتا ہوں رشک سے چاک
کہوں کس سے جا اپنی حسرت کی بات | اگر جان جاوے تو پاؤں نجات
تڑپتا ہوں پن جی نکلتا نہیں | مرا کچھ خدا سات چلتا نہیں
تامل کیا میں بہت غور سے | رہا[۳] نہیں وو دل اب کسی طور سے
مگر یہ کہ جاتا رہے تن سے جی | تو آرام ہوتا ہے مجھ کو ابھی
سو مرنا بھی ہرگز نہیں میرے ہات | مرے دل میں آئی ہے اب ایک بات
خموشی کروں میں اگر اختیار | اسی بات پر میں رہوں استوار
خدا کی طرف کو کروں میں رجوع | تو ہووے کوکب سعد میرا طلوع
کہ چھوٹوں میں اس رنج و محنت[۴] ستی | بتِ بے وفا کی محبت ستی

۱۔ سو۔ مس۔ ۲۔ ہیں۔ ا۔ ۳۔ رہائی نہیں اب کسی طور سے۔ ا۔ ۴۔ زحمت۔ ' ا۔

سراج اب عنانِ زباں تھام لے قلم کو روانی کی رخصت نہ دے
دعا کو یہی ہات اٹھا حق کے پاس کہ جاوے تِرے پاس سے غم کی باس
کسی سے نہ اب غیرِ حق بات کر نپٹ التجا سے مناجات کر

مناجات بہ حضرتِ ذوالجلال و ختم[1] بوستانِ خیال

الٰہی بتوں سے مرا دل پھرا کہ ہرگز نہیں اون میں نام وفا
مجھے ان کی زلفوں کے خم سے نکال کہ آوے گا ایماں پہ[2] آخر وبال
چھڑا دام گیسوئے خوباں سے دل بچا خنجرِ نوکِ مژگاں سے دل (آفت)
مجھے دور رکھ اُن کے ابرو سے تیں بچا رکھ مجھے چشمِ جادو سے تیں
مت ان جامہ زیبوں سے اٹکا مجھے نہ دے ان کے دامن کا جھٹکا مجھے
نہ رکھ اون کی الفت کی زنجیر میں (عاشق کر) نہ دے مجکو زندانِ تعزیر میں
نہ لا دل مرا ان[3] کی باتوں طرف وو شیریں لبوں و رنگیں نکاتوں طرف (ڈال)
چکھا مت انہوں کا مجھے شہدِ لب[4] ہے اُس شہد کے بیچ (میں) نیش غضب

۱؎ اختتام۔ ۲؎ ا۔ ے پر۔ ۳؎ ا۔ ے ان بتوں کی طرف۔ ۴؎ یہ اور اسکے بعد کا شعر اس میں نہیں ہے۔

تبسم انہوں کا مجھے مت دکھا — تکلم انہوں کا مجھے مت سنا
اوٹھا او سجن قامت کا دل سے خیال — کہ ہے یہ قیامت دن کا وبال
پھر احسن حادث سے دل یک بیک — کہ نورِ قدیمی کی دیکھوں جھلک
بحقِ جنابِ رسولِ کریم — کہ بر حق ہے محبوب تیرا قدیم
بحقِ علی شاہِ دُلدُل سوار — وصی نبی صاحبِ ذوالفقار
بحقِ دلِ غم کشِ فاطمہ — کہ جس پر ہے ایمان کا خاتمہ
بحقِ حَسَن سروِ سرسبزِ دیں — کہ ہے نونہالِ بہشتِ بریں
بحقِ حسینِ شہِ کربلا — شہیدِ سرِ خنجرِ اشقیا
بحقِ دلِ پاکِ زین العباد — کہ نیں ماسوا اللہ کے جس کو یاد
بحقِ سرِ سرورِ خاص و عام — کہ حق پاس سے جس کو باقر ہے نام
بحقِ بہارِ گلِ جعفری — کہ ہے گلبنِ گلشنِ سروری
بحقِ شہِ کاظمِ باصفا — جماعت میں ایماں کی ہے مقتدا
بحقِ رضا شاہِ محشر پناہ — خراسانِ قدرت کا ہے کج کلاہ

ا؎ کی جن کو یاد۔ ، ا۔

بحقِ نقیؔ، اخترِ برجِ دیں | کہ ہے آفتابِ سپہرِ یقیں
بحقِ نقی کانِ برجِ کمال | نمایاں نبی کا ہے جس میں جمال
بحقِ امامِ حسن عسکری | چراغِ شبستانِ نیک اختری
بحقِ شہِ مہدیِ نیک نام | کہ ہے قائمِ آلِ محمد مدام
کہ مجھ کو تری دولتِ خاص دے | اسی چار وہ تن سے اخلاص دے
یہی وردِ میرا رہے صبح و شام | غلامی میں اون کی رہوں میں مدام
پھرا دل مرا صحبتِ غیر سے ۱۱۴۰ | کہ کعبے طرف جاؤں اب دیر سے
میں لایا ہوں تیری طرف التجا | طریقِ ہدایت مجھے اب بتا
تغافل نہ کر ورنہ ابتر ہے کام | توجہ سے مقصود بر لا تمام
کہ میں سب طرف سے ہوا ہوں نراس | لے آیا ہوں روسیہ تیرے پاس
کہ تو اس مری روسیاہی کو دھو | زلالِ عنایت سے دے شست و شو
گزر گئی مری بت پرستی میں عمر | کٹی غفلت و جہل و مستی میں عمر

لے بحقِ امامِ نقی پاک دل ÷ کہ جس کا بنا نور سیں آب و گل ۔ ا ۔ ۲ے سب طرف سنی اب ہوا ہوں ۔ س ۔

میں اب چاہتا ہوں کہ ہوشیار ہوں ۔۔۔ اب اس[۱] خوابِ غفلت سے بیدار ہوں
ولیکن ترا فضل درکار ہے ۔۔۔ وگرنہ مرے پر تو دشوار ہے
میں ہر چند رحمت کے قابل نہیں ۔۔۔ عنایت کے نزدیک مشکل نہیں
کہ مجھ سا گنہگار پاوے نجات ۔۔۔ یہ زنگار ہووے قابلِ عکسِ ذات
مرا عکس وہی ہے دشمن مرا ۔۔۔ کیا ہے سیہ دل کا درپن مرا
اگر ہووے نوازش کی صیقل گری ۔۔۔ تو اس آئینے کی ہے نیک اختری
گرا دے مجھے چشمِ پندار سے ۔۔۔ کہ تا صاف ہو جاؤں زنگار سے
تری قادریت سے کیا ہے عجب ۔۔۔ کہ ہو جائے یہ زنگ ابھی نور سب
سراج اب طلب مدعا کی نہ کر ۔۔۔ کہ خاصوں میں یہ بات نہیں معتبر
اسی بیت کو ورد کر صبح و شام ۔۔۔ جناب الٰہی میں کہہ توں مدام
سپردم بتو مایۂ خویش را ۔۔۔ تو دانی حسابِ کم و بیش را
کیا میں جب اس مثنوی کا خیال ۔۔۔ تھے ہجری ہزار و صد و شصت سال
شمار اس کی ابیات کا جب کیا ۔۔۔ تو ہجری کے سن سے موافق ہوا
زبس اس میں ہے سیرِ گلشن مدام[۲] ۔۔۔ رکھا بوستانِ خیال اوسکا نام

---

[۱] رگِ خوابِ غفلت ۔ ا۔ [۲] تمام ۔ ا۔

سوز و گداز

اے صبا ہے وطن ترا گلزار — نام تیرا ہے پیکِ خوش رفتار

تجھ سیتی (سے) اک التماس رکھتا ہوں[ل] — میں نراسی ہوں آس رکھتا ہوں

دردِ دل یار کوں (کو) گزارش کر — غم کے مظلوم کی سفارش کر

نشۂ غم مجھے دوبالا ہے — نور کا وقت ہے اجالا ہے

دیکھ کر مجھ کوں (کو) اس قدر غمناک — صبح نے بھی کیا گریباں چاک

پن (پر) تجھے درد کا اثر نیں (نہیں) ہے — حال میرے کی کچھ خبر نیں (نہیں) ہے

کیوں مرے پر (مجھ پر) تو رحم لاتی نیں (نہیں) — حال میرا اُسے سناتی نیں (نہیں)

جو برہ دکھ سہے وہی بوجھے — پن (پر) تجھے آنکھ نیں (نہیں) تو کیا سوجھے

ل یہ مثنویاں جس نسخے سے نقل کی گئی ہیں، اسکے رسم الخط اور املا میں ہندوستانِ خیال کے رسم الخط سے بعض الفاظ میں اختلاف ہے مثلاً "کو" کی جگہ "کوں"، "سے" کو "سیں"، "تو" کو "توں" لکھا ہے۔

عدد جب کہ اس نام کے آئے ہات ۱۱۶۰ مطابق ہوئے سال و ابیات سات

یہ دو دن کی تصنیف ہے حسب حال زباں پر نکل آیا دل کا ابال[1]

نظر میں نہ لاؤ تم اوس کا قصور کہ ہے درد مندی سے یہ بات دور

---

[1] وبال - س -

تجھ کوں کب درد کی اداسی ہے — توں ہمیشہ چمن کی باسی ہے
سن غزل خوانی آہ بلبل کی — باس لیتی ہے سنبل و گل کی
حق تجھے عشق سیں قریب کرے — تجھ کوں درد و الم نصیب کرے
مجھ سری کی اگر پریشاں ہوئے — تب مرے درد کی قدرداں ہوئے
غم سیتی خالی نہیں ہے ہر ذرہ — سب پر آیا ہے عشق کا غرّا
تجھ پر آیا نہیں تو آویگا — غم خزاں ہو کے رخ دکھاوے گا
خوف کر، دیکھ حال میرے کوں — اس جدائی کے کال میرے کوں
مہرباں ہو کے یار کوں جا بول — دلبر غمگسار کوں جا بول
کہ ترے بن ہوا ہوں سرگرداں — آرسی کی مثال ہوں حیراں
دل کوں حسرت سیں آشنائی ہے — بسمل خنجر جدائی ہے
صبر و آرام سیں نہیں خورسند — صبر و آرام کی مجھے سوگند
زندگانی محال ہے مجھ کوں — خواب گویا خیال ہے مجھ کوں
نیش غم دل میں جیوں کٹاری ہے — زخم کاری ہے اشک جاری ہے
ہے نپٹ دلخراش غم کی چھری — آزمایا ہوں میں بلا ہے بری
کیا قیامت ہے اس چھری کی انی — جیوں کہ ہیرے کی آبدار کنی

غم کی برچھی لگی ہے سینے میں زخم جیوں حرف ہے نگینے میں
سنگِ غم نے کیا ہے بسکہ وفور شیشۂ دل ہوا ہے چکنا چور
ہوں نپٹ مضطرب تری سوگند جیوں انگیٹھی میں آگ پر اسپند
جان جاتا ہے پیاس سیں جانی اپنے دیدار کا پلا پانی
بے طرح پیاس ہے صنم مجھ کوں حوضِ کوثر کی ہے قسم تجھ کوں
دل مرا تیرے بن ہے رات و دن جیوں کہ مچھلی کا حال پانی بن
مجھ پہ ہر روز زور ماتم ہے غم کی شمشیر کی جھما جھم ہے
پار گذرا جگر سیں غم کا تیر آلگا جان میں کلیجا چیر
عاشقی جب قرار کھوتی ہے باغ کانٹوں کی باڑ ہوتی ہے
عشق جب غم کے بیج بوتا ہے پھول پھولے سر بکا ہوتا ہے
سیرِ گلزار دل کوں بھاتی نیں جب تلک باس تیری آتی نیں
سختیِ غم ستی نہ کر توں فرش ہے دلِ عاشقاں خدا کا عرش
توں تغافل روا نہ رکھ مجھ پر بے خطا ہوں خطا نہ رکھ مجھ پر
لاؤبالی نہ ہو مرے سیں صنم لاؤبالی پنے کی تجکوں قسم
جو گنہ گار ہوں تو تیرا ہوں اور گرفتار ہوں تو تیرا ہوں

اے صنم جو ترا کہاتا ہے　　　عشق تیرے میں دل جلاتا ہے
اس پہ لازم نہیں ہے جور و ستم　　　بلکہ واجب ہے اس پہ چشم کرم
مجکوں ہر وجہ سیں غلامی ہے　　　بندگی میں تری مدامی ہے
گر تغافل کرے تو کیا چارا　　　اور نوازش کرے تو ہے پیدا
ہر طرح سیں ہوں بندۂ بے زر　　　جاں نثاری کی شرط ہے جیوں کر
میں ترے درس کا بھکاری ہوں　　　بلبلِ باغ بیقراری ہوں
حالِ دل پوچھ مہربانی سیں　　　یار جانی ہو یار جانی سیں
سن کہ میرا یہ نالۂ جاں سوز　　　رحم لا اے مہ جہاں افروز
ایک دن بے خودی کے عالم میں　　　پی مئے شوق مجلسِ غم میں
خبر دل سیں بے خبر ہو کر　　　غم سیں بے جان و جگر ہو کر
حق طرف عجز کا اٹھا کر ہات　　　یوں کہا میں زبانِ شوق سیں بات
کہ نپٹ بے قرار ہوں یارب　　　روز و شب اشکبار ہوں یارب
لب حسرت کوں میں چباتا ہوں　　　زخم غم کھا کہ تلملاتا ہوں
کب تلک قید غم سیں چھوٹوں گا　　　اپنے مطلب کا گنج لوٹوں گا
کب تلک یار رخ دکھاویگا　　　مجھ طرف مہرباں ہو آویگا

کب کھلے گی مرادِ دل کی کلی   کب نظر آئے گی صنم کی گلی
اب نہیں مجکوں تاب دوری کی   دل کوں برداشت نیں صبوری کی
دور جب سیں وو سروِ دلجو ہے   قمری دل کوں درد کو کو ہے
اس نرا سی کی آتش کوں برلا   صورتِ مدعا مجھے دکھلا"
جب کہا یوں جنابِ قدسی میں   مثل پروانہ سوزشِ دل میں
ہاتفِ غیب سیں ندا آئی   کہ نہو اس قدر توں سودائی
حق کی درگاہ لاابالی ہے   بندگی کب کسی کی خالی ہے
جس کوں جس بات کی طلب ہووے   ذاتِ حق کے طفیل سب ہووے
سلطنت کی جسے تمنا ہے   تخت و افسر اوسے مہیا ہے
ہے جسے آرزوئے خلدِ نعیم   اس نے پایا ہے کوثر و تسنیم
دوست کے بن ہے غم کا خار   اس کوں حاصل ہے نعمتِ دیدار
پھول پاویگا جس نے خار سہا   کہ "مع العسر یسر" حق نے کہا
ہے جدائی کے بعد عیش و صال   آخرش ہر زوال کوں ہے کمال
اس قدر بے قرار توں مت ہو   غم سیں اشکبار توں مت ہو
حق ترے یار کوں ملا دیگا   اس کے دیدار کوں دکھا دیگا

جب میں آئی ہے یہ ندا مجکوں — نوبتِ عیش کی صدا مجکوں
تب میں پھولوں میں نیں سماتا ہوں — پیرہن میں تو کب اماتا ہوں
دل خوشی نے کیا ہے گرچہ وفور — لیکن اب تک ہے وو پیا دور
گرچہ امید وصل ہے نزدیک — لیکن اب تک ہے گھر مرا تاریک
شام کے وقت ہے امید چراغ — نہ ملے جب چراغ تب ہے داغ
کیا کروں فکر اس کے ملنے کی — اپنے مقصد کے پھول کھلنے کی
میں تمھارا غلام ہوں یارو — مجکوں موہن کے پاؤں پر وارو
آرزو ہے سجن ملا وا ہوئے — اس پری رو کا تک چھلاوا ہوئے
مئے دیدار یار جب پاوے — چشم دل کا خمار تب جاوے
کب تلک شرح اشتیاق کہوں — قصۂ سوزشِ فراق کہوں
حال میرا بیاں میں نیں آتا — حرف دوری کہا نہیں جاتا
دردِ دل مثنوی میں لایا ہوں — غم کے طومار کوں سنایا ہوں
پردۂ رازِ دل کیا ہوں واز — نام اس کا رکھا ہوں "سوز و گداز"
خوب ہے اے سراج خاموشی — مست رہ پی کے جام بے ہوشی

۳

مناجات

الٰہی مجھ کوں دردِ دل دوا دے
مجھے توفیقِ عشقِ بے ریا دے

الٰہی شوق کی آتش عطا کر
جلا کر خاک کر لا کر فنا کر

الٰہی عشق کی مے کا پلا جام
مجھے بے ہوش رکھ ہر صبح و ہر شام

الٰہی دے جگر پر عشق کا گُل
مجھے کر شوق کے گلشن کا بلبل

الٰہی آہ کوں آتش فشاں کر
مرے آنسو کے پانی کوں رواں کر

الٰہی مجلسِ کثرت سیں رکھ دور
مئے وحدت پلا مانند منصور

الٰہی کر مجھے تو خسروِ غم
رواں کر جوئے شیر انکھوں سیں ہر دم

الٰہی شربتِ شیرینِ غم دے
طپش دے، داغ دے، دردِ الم دے

الٰہی کر مجھے فرہادِ جاں کاہ
لگا میرے جگر پر تیشۂ آہ

الٰہی توں مجھے مانند مجنوں
کر اپنی حسن کی لیلیٰ کا مفتوں

الٰہی جلوۂ دیدار دکھلا
جمال مطلع الانوار دکھلا

الٰہی دل کوں میرے ہے تمنا
جمالِ یوسفی پر کر زلیخا

الٰہی دے لبالب جامِ الفت
مجھے کر وحشیِ دشتِ محبت

الٰہی عشق میں رکھ مجھ کوں بیتاب
مجھے کر عشق کی آتش میں سیماب

الٰہی کر مرے آنسو کوں جاری
مجھے دے بیقراری، آہ و زاری

الٰہی لختِ دل کا دے مجھے قوت
ہر اک آنسو مرا کر لعل و یاقوت

الٰہی کر دعا میری کوں مقبول
کہ میں سائل ہوں تیرا اور تو مسئول

الٰہی دے مرا مقصود دلخواہ
کہ ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ

الٰہی مدعا میرے کوں برلا
دکھا مجھ کوں حقیقت کا تماشا

الٰہی چشمِ دل پر کھول یکبار
جلی روحی خفی سری کے گلزار

الٰہی کر لبالب جام خالی
دکھا مجھ کوں جمالِ لایزالی

الٰہی بحرِ غم میں آشنا کر
مرے آنسو کوں دُرِّ بے بہا کر

الٰہی چاہتا ہوں چہرۂ زرد
بہارِ غم، دلِ گرم و دمِ سرد

الٰہی لذّتِ درد و بلا دے
مرے پر عشق کی نوبت بجا دے

الٰہی سوزِ عشق بے کراں دے
بہارِ گلشنِ آہ و فغاں دے

الٰہی بے خودِ بزمِ جنوں کر
مرا دل گوہرِ دریائے خوں کر

الٰہی دے مجھے رنگیں خیالی — سخن کے باغ کا کر مجھ کوں مالی
الٰہی شعر میرا درفشاں کر — او سے صافی میں جیوں آب رواں کر
الٰہی تجھ ثنا میں ہوں غزلخواں — ہر اک مصرع کوں کر لعل بدخشاں
الٰہی کر عطا روشن بیانی — مرے اشعار کوں توں دے روانی
الٰہی دے سخن کی پادشاہی — خیال آباد کی دے کج کلاہی
الٰہی مجھ کوں توں فکر رسا دے — مرے آئینۂ دل کوں جلا دے
الٰہی بخش مجھ کوں نکتہ دانی — توں کر غواص دریائے معانی
الٰہی مجھ سخن میں دے لطافت — گل معنی میں دے رنگ نزاکت
الٰہی حمد تیری کا ہے مذکور — مری ہر بیت کر عالم میں مشہور
الٰہی شعر میرا دل نشیں ہوئے — نہالِ بوستانِ آفریں ہوئے
الٰہی ہر غزل مقبول جا ہوئے — وظیفہ دل کا اور وردِ زباں ہوئے
الٰہی کر مرے دیواں کو مشہور — ہر اک صاحب نظر کا ہو منظور
الٰہی سوز دل کا تشنہ لب ہوں — جناب کبریا میں بے ادب ہوں
الٰہی 'من عرف' کے باب سب کھول — مرے پر عشق کے آداب سب کھول
الٰہی پردۂ کثرت اوٹھا دے — شراب ساغر وحدت پلا دے

آلہی لطف کر، مت دربدر کر — گناہوں پر مرے مت تو نظر کر
آلہی بھیج توں بارانِ رحمت — گنہ گاروں پر اپنی کر شفقت
آلہی مجہ کوں ہے امیدواری — کہ بخشے گا مجھے غفار باری
آلہی عجز پر میرے کرم کر — نگاہِ لطف مجہ پر دم بدم کر
آلہی طالبِ حسنِ ازل ہوں — طلبگارِ جمالِ بے بدل ہوں
آلہی غرق دریائے بقا کر — صفائے سینۂ روشن عطا کر
آلہی مجہ کوں دکھلا جلوۂ نور — مرا دل کر بہارِ شعلۂ طور
آلہی غم میں جلتا ہے سراج — زلالِ وصل کا ہے نیز محتاج

۴

نالۂ ہجر

طرف اس گلبدن کے اے صبا جا — ہمارے درد کا پیغام پہنچا
ترے بن بیقراری ہے جگر پر — برہ کا زخم کاری ہے جگر پر
جدائی میں تری اے جانِ جاناں — پریشاں ہوں پریشاں ہوں پریشاں
جدائی میں ہوا ہے ہوش سب گم — ترحم کر ترحم کر ترحم
جدائی کی طرح سب سیں بری ہے — کلیجے میں کھٹکتی جیوں چھری ہے
جدائی ہے قیامت ہے بلا ہے — مری آنکھوں سیں آنسو بہ چلا ہے
جدائی میں تری ہے بیقراری — طپش ہے درد و غم ہے آہ و زاری
جدائی کی لگی ہے ہول ظالم — جگر میں ہے برہ کی سول ظالم
جدائی میں تری ہے اب خرابی — شتابی آ شتابی آ شتابی
جدائی میں تری مجھ پر بلا ہے — جگر میں درد کا کانٹا سلا ہے
جدائی کی اگن میں کیا جلن ہے — مرے سینہ میں ہر دم شعلہ زن ہے

جدائی میں تری کب لگ پکاروں شتابی آ کہ دل تجھ پر سیں واروں
جدائی میں تری اے یار جانی ہوا ہے دل کا لوہو گل کہ پانی
جدائی میں تری اے سرو گلفام نہیں ہے باغ کی گلگشت سیں کام
شتاب آ دیکھ داغ دل کوں میرے چراغاں ہو رہے ہیں غم کے تیرے
محبت میں تری شیدا ہوا ہوں شکیب و عقل کھو رسوا ہوا ہوں
توں کہہ زخم جگر کب لگ سہوں میں گریباں چاک کر کس سیں کہوں میں
ہوائے آہ نیں باد خزاں ہے کہ دل کے پھول پر آتش فشاں ہے
نہیں ہے تاب اب بیتاب ہوں میں برہ کی آگ میں سیماب ہوں میں
ہے جاری اشک کاری غم جگر چاک پڑے اس بخت ناغر جام پر خاک
شراب شوق نے از بس کیا جوش ہوا ہوں ساغر حسرت سیں بے ہوش
وو ہی جانے جو کوئی مارا ہوا ہے کلیجہ جل کے انگارا ہوا ہے
مری آنکھوں ستی جاری ہے پانی ہوا ہے رنگ میرا زعفرانی
جگر پر تشنگی سیں ہے خرابی پلا دیدار کا شربت شتابی
برہ زنجیر کا ہوں میں گرفتار نہیں اس وقت میرا کوئی غمخوار
کہا کس نے تجھے اتنا ستم کر تلطف کر، نوازش کر، کرم کر

ہوا ہوں ہجر کے خنجر سیں بسمل　　خبر لے لطف سیں اے شوخ قاتل

ہوئیں آنکھیں مری رونے سیں گلگوں　　پلک میری ہوئی فوارۂ خوں

ہزار افسوس یار آتا نہیں ہے　　عجب ہے سخت جی جاتا نہیں ہے

تغافل کوں نہ فرما کام ظالم　　رہوں کب لگ بجے آرام ظالم

جگر کا داغ جا کس کوں دکھاؤں　　یہ اپنا حال جا کس کوں سناؤں

اے شیریں لب نہیں فریاد دل کوں　　لگا ہے تیشۂ فرہاد دل پر

برہ خنجر مرے دل میں لگا ہے　　کلیجا ٹوٹ کر ٹکڑے ہوا ہے

مرا دل مضطرب ہے مثل سیماب　　ہوا ہے برق کی مانند بے تاب

خدا کے واسطے بے رحم مت ہو　　نپٹ ہوں آج بے تاب اے جفا جو

پریشانی پہ میری مہرباں ہو　　مری بے طاقتی کا قدرداں ہو

ہوا ہوں جل کہ خاک اے سرو قامت　　بجھو کا ہے برہ کا یا قیامت

چلا ہے اب نکل تن سیں مرا جی　　تسلی دے تسلی دے تسلی

مری آنکھوں ستی نالا بہا ہے　　وفور اشک سیں طوفاں ہوا ہے

تڑپتا ہوں برہ کا زخم کھا کر　　جدائی کی لگی شمشیر آ کر

یہ بے تابی رہے باقی کہاں لگ　　گئی ہے آہ میری آسماں لگ

برکت سیں رسولِ مصطفےٰ کے — طفیلِ انبیا و اولیا کے

الٰہی کر دعا میری کوں منظور — محبت سیں مجازی کے توں رکھ دور

محبت سیں توں اپنا آشنا کر — مرے آنسو کوں دُرِ بے بہا کر

عطا کر خشک چشموں کوں روانی — کہ تا جاری رہے آنسو کے پانی

سراج اب مے پرستی کا ہے محتاج — شرابِ شوق سیں بے ہوش کر آج

— ۵ —

نامۂ شوق

اے سجن شیریں سخن جادو نین — مصر دل کا یوسفِ گل پیرہن

کئی ترے بن محرمِ جانی نہیں — قدر دانِ رازِ پنہانی نہیں

خلق میں مشہور ہوں تیرا غلام — مجھ کوں تیرا جانتے ہیں خاص و عام

جب تلک میرے بدن میں جان ہے — دردِ دل میرے کا توں درمان ہے

حشر لگ بندہ ترا کہلاؤں گا — چھوڑ کر دامن ترا کاں جاؤں گا

عاشقوں میں شہرۂ آفاق ہوں — شربتِ دیدار کا مشتاق ہوں

ہر گھڑی ہر آن تیری یاد ہے — صبر اور آرام سب برباد ہے

غم کی فوجوں نے کیا مجھ پر ہجوم — ہے ترے بن ملکِ جمعیت میں دھوم

شوقِ دل کے یک بیک اُمڈے ہیں دل — وقت آیا ہے مرے پر اب کُبیل

ہجر کی سختی ستی اے من ہرن — دل کے شیشے پر لگا ہے غم کا گھن

تجھ جدائی سیں ہوا دل داغ داغ — خوش نہیں آتا ہے گلگشتِ باغ

ہے مرے طالع میں غم کی سرنوشت — دل خوشی کی کب میسر ہوئی بہشت
غم کی آتش کی اگن سہتا ہوں میں — جیوں سمندر کر وطن رہتا ہوں میں
ایک ساعت نیں خبر مجکوں مری — سامنے انکھوں کے ہے صورت تری
اس قد و قامت کا ہے مجکوں خیال — دل ہے فانوسِ خیالی کے مثال
مضطرب ہوں بے قراری کی قسم — جاں بلب ہوں جاں نثاری کی قسم
باس تیری جب تلک آتی نہیں — سیر گلشن کی مجھے بھاتی نہیں
سوزِ دل کا حال لکھتے اے صنم — شمع کی مانند جلتا ہے قلم
کیا لکھیں لکھنے میں کچھ آتا نہیں — اور زباں سیں کچھ کہا جاتا نہیں
کیا کروں ہے شوق دل بے اختیار — بے قراری نے کیا مجھ سیں قرار
عالمِ بے اختیاری ہے مجھے — اس سبب یہ آہ و زاری ہے مجھے
شوق میں مجھ سیں ہوا ترکِ ادب — ورنہ عقل و ہوش ہیں جا ہی سب
اے سراج اب گفتگو کا کام نیں — ہجر کے طومار کوں انجام نیں

—— ۶ ——

احوالِ فراق

اے قاصد آہ کان دھر سُن — مجھ دردِ جگر کی سب خبر سُن
میں تجھ کوں رفیق بوجھتا ہوں — غم خوار و شفیق بوجھتا ہوں
کہتا ہوں میں آج تجکوں دل کھول — جانی کوں مرا سلام جا بول
جا بول وو یار مہرباں کوں — جا بول وو یار رمز داں کوں
ہر دم ہے زباں پہ ذکر تیری — دن رات مجھے ہے فکر تیری
بے خواب ہوں خواب کی قسم ہے — بے تاب ہوں تاب کی قسم ہے
آبادیِ دل میں ہے خرابی — اس وقت میں لے خبر شتابی
تجھ غم میں گیا مثالِ سیماب — آنکھوں ستی خواب دل ستی تاب
مسکین و غریب و بے نوا ہوں — دیدار کی بھیک کا گدا ہوں
گر دردِ جگر کوں آکے کھووے — کچھ تیری گرہ سیں کم نہووے
دریائے غضب میں یا الٰہی — ہے کشتیِ صبر کوں تباہی

اس آہ و فغاں کی داد دیجو ظالم کوں ہماری یاد دیجو
تا دل کی خبر شتاب لیوے بے تاب کا آ تو آب[1] لیوے
غنچے کی طرح ہوا ہوں دل تنگ آنکھیں ہیں سفید و اشک گلرنگ
اب صبر کا چاک ہے گریباں جمعیتِ دل ہوئی پریشاں
جس دن سیں تو اے صنم جدا ہے ہر آن مرے پہ سو بلا ہے
کر یاد تری شکر فشانی ہی ہے مجھے تلخ زندگانی
دے شربتِ وصل مجکوں ساقی اب ایک رمق رہا ہے باقی
منگتا ہے مرے سیں جان رخصت آتی نہیں اس کوں تو ہے الفت
جب لگ مرے پاس تو نہ آوے بر جا ہے اگر یہ جان جاوے
دل شعلۂ آتشیں ہوا ہے ہر دم دمِ واپسیں ہوا ہے
عمرِ ابدی ہے مجھ کوں درکار دے آبِ حیاتِ وصل یکبار
تا از سرِ نو میں جان پاؤں اس مرگ ستی امان پاؤں
تجھ ہجر میں اے گل خوش آئیں بھولا ہوں میں طرحِ شعر رنگیں

[1] صواب۔ اصل نسخہ میں ۔

یہ شعر نہیں کہ اب کہا ہوں — احوال فراق سب لکھا ہوں
پی عشق کی مے ہوا ہوں بے ہوش — نیں قافیہ و ردیف کا ہوش
دیوانہ جو کچھ کرے بجا ہے — بے ہوش کوں بے خودی روا ہے
اے جانِ سراج جاں بلب ہوں — اس واسطے آج بے ادب ہوں

خط بندگی

عرض احوال کیا کروں جانی　　ہے زبانِ قلم کوں حیرانی
کہ لکھے حرفِ درد کوں کیا کیا　　قصۂ رنگ زرد کوں کیا کیا
اس سبب شرح غم کوں کر موقوف　　عرض کرتا ہوں مطلب معروف
بھیج خط مجھ کوں سرفراز کیے　　پردۂ دوستی کوں واز کیے
شعلۂ شوق دل میں جلتا تھا　　خارِ غم کا جگر میں سلتا تھا
نامۂ لطف بھیج کر یک سر　　تیل ڈالے ہو آگ جلتی پر
زندگی سیں بہ تنگ ہو یارب　　جان جاتا ہے یار بن اب تب
ماہِ رمضان مجکوں بھاری ہے　　اسکے وعدے کی انتظاری ہے
عید کے چاند کا درس پانے　　عید کب ہوئے گی خدا جانے
کب تلک حرفِ اضطراب کہوں　　قصۂ دیدۂ پرآب کہوں
بندگی کا دیا ہوں خط لکھ کر　　روز اول سیں تجھ کوں آ دلبر

آرزو ہے مجھے ترا دیدار نظر التفات ہے درکار
دل ہوا دل ہوا کباب کباب لے خبر لے خبر شتاب شتاب

(۸)

مطلبِ دل

شبِ ہجراں کی ہے گھٹا کالی ‏ ‏ ‏ دل میرا روشنی سیں ہے خالی

مجھ کوں یکدم ہے سو قرن تجھ بن ‏ ‏ ‏ غم سیں گریاں ہوں اے سجن تجھ بن

لطف کر نئیں تو جان جاتا ہے ‏ ‏ ‏ آتشِ غم میں کیوں جلاتا ہے

لکھ دیکھا مجھ پہ مہربانی کر ‏ ‏ ‏ جانِ عاشق کی قدردانی کر

نین سیں آبِ اشک جاری ہے ‏ ‏ ‏ اب جدائی کا وار کاری ہے

بندگی کا دیا ہوں خط لکھ کر ‏ ‏ ‏ روزِ اول سیں تجھ کوں اے دلبر

سختیٔ ہجر دل پہ دھرتا ہوں ‏ ‏ ‏ وردِ تجھ نام کا میں کرتا ہوں

لاعلاجی سیں سینہ جلتا ہے ‏ ‏ ‏ خارِ غم کا جگر میں سلتا ہے

؎ یہ مثنوی بظاہر اوپر کی مثنوی کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن نسخہ ۳۹۱ (کتب خانۂ آصفیہ) میں علٰحدہ لکھی ہوئی ہے۔ یہ اور بعد کی مثنویاں کسی اور نسخے میں نہیں ہیں۔

خداوند بے عیب ہے کارساز　　نیا ہر دو عالم سیں ہے بے نیاز
دو جگ کا دو پیدا کرنہار ہے　　اسی کو بزرگی سزوار ہے
بجز ذات حق نہیں کسی کوں بقا　　وہی ہے بقا ماسوا سب فنا
جو واقف نہیں علم تجرید سیں　　اوسے کیا خبر حق کی توحید سیں
ادب کے سبب بول سکتا نہیں　　چھپے رمز کوں کھول سکتا نہیں
وگرنہ حقیقت میں سب ایک ہے　　جو دستا ہے اس ایک کا بھیک ہے
ہو پنہاں ایس کون دیکھا یا نہیں　　ہو ظاہر ایس کون چھپایا نہیں
کہیں آپ دستا ہے محبوب ہو　　کہیں آپ چھپتا ہے محجوب ہو
کہیں آپ معشوق ہو گل ہوا　　کہیں آپ عاشق ہو بلبل ہوا
کہیں ہے کتاں اور کہیں چند ہے　　کہیں بے غرض کہیں غرضمند ہے
کہیں ہیں پری او کہیں حور ہے　　کہیں ہے تجلی کہیں طور ہے
کہیں یوسف شہر کنعان ہے　　کہیں ہو زلیخا پریشان ہے
کہیں ہو کے لیلیٰ ہوا جلوہ گر　　کہیں آپ آیا ہے مجنوں ہو کر
کہیں آپ شیریں ہو پیدا ہوا　　کہیں ہو کے فرہاد شیدا ہوا
کہیں جا ہوا آپ چندر بدن　　کہیں ہو کے مہیار بدلا برن

کہیں پھول ہے اور کہیں خار ہے		کہیں گنج ہے اور کہیں مار ہے

کہیں چند ہے اور کہیں سور ہے		کہیں نار ہے اور کہیں نور ہے

کہیں روح ہو کر دکھایا جمال		کہیں ہو کے پتلی بتایا مثال

کہیں گنج مخفی ہو پنہاں ہوا		کہیں ہو کے ظاہر درخشاں ہوا

اگرچہ دو جا نہیں کوئی اس کے باج		نہیں غیر کوں یہاں محل اے سراج

ولیکن یہ سب کچھ ہے ذات خدا		بقا کوں بقا ہے فنا کوں فنا

ازل میں کیا مست جس رو ہست		پلایا ہے ہم کوں شراب الست

کہ تا اوس کوں بوجھیں کہ کیا ذات ہے،		جو ہے بات کی بات کیا بات ہے

ولیکن عقل کوں نہیں ہے مجال		کہ پاوے رسائی سین اوس کا کمال

کہ احمد حقیقت کے میدان میں		کہا ماعرفناک اس شان میں

وو ذات مبارک نے یوں جب کہے		کسے ہے مجال آمیں کچھ اب کہے

عجب عشق کی راہ پر پیچ ہے		کہ جس پیچ میں پیچ در پیچ ہے

جو عاشق ہمہ رمز پاوے سو ہی		وو ہی ہے وو ہی ہے وو ہی ہے، وو ہی

سراج اب نہ کر گفتگو کا بیاں

بغیر از خموشی نہیں یہاں اماں

(۱۰)

مناجات

الٰہی مجھے درد بے داغ دے — مرے چشم میں کحل مازاغ دے

صف عاشقاں میں نکر منفعل — رواں کر مرے چشم سیں خون دل

عطا کر مجھے اشک گرم آہ سرد — غم عشق میں مجھ کوں دے رنگ زرد

توہی ہے مرے درد کا آشنا — اپس مرہم لطف سیں کر دوا

مرے دل کی امید بر لا شتاب — کہ ذرے کا ہے مدعا آفتاب

شراب محبت سیں سرشار کر — اپس درد کا مجھ کوں بیمار کر

مجھے شمع مانند غم میں گلا — پرت آگ میں جیوں سمندر جلا

چکھا مجھ کوں لذت اپس درد کی — دے نعمت مجھے چہرۂ زرد کی

محبت میں اپنی مرے دل کوں کھینچ — اپس عشق کے جام میں مجھ کوں انیچ

ہمیشہ مری چشم خونبار رکھ — لگن میں آپس کی سدا زار رکھ

اپس دوستی میں جلا خاک کر — یہ آلودگی سیں مجھے پاک کر

اگرچہ گناہ گار ہوں رحم کر — گناہوں پہ میرے نکر توں نظر

کہ بولا ہے توں آپ لا تقنطو — بجز وصل تیرے نہیں آرزو
مرے دل پو ہے زنگ غفلت کا اِل — او سے صاف کر آرسی کی مثال
الٰہی مجھے محرمِ راز کر — خزانے حقیقت کے سب باز کر
عطا کر سبے مجھے قفلِ دل کی کلید — جتے گنج مخفی ہیں سب کر پدید
شریعت کے مذہب کی منزل دکھا — طریقت کے مشرب کی محفل دکھا
حقیقت کے دریا میں غواص کر — اپس معرفت میں مجھے خاص کر
تماشا دکھا باغِ عرفان کا — کروں سیر وحدت کے میدان کا
اپس راہِ وحدت سیں آگاہ کر — مجھے کشورِ عشق کا شاہ کر
طلب مثلِ موسیٰ ہے تجہ نور کی — تجلّی دکھا شعلۂ طور کی
سراج آرزو میں تری ہے سدا — دکھا خلوتِ معنئ بے فنا
جمالِ حقیقی دیکھا یک بیک — کہ یکبار گی دل سیں اُٹھ جائے شک
قیامت کا وعدہ مجھے دور ہے — مرا دل ترے غم سیں رنجور ہے
مجھے یہاں ہچ درس دکھاوے تو خوب — یہ بے تاب دیدار پاوے تو خوب
دکھا مجھ کو دیدار بے ہوش کر — یہ بیہودہ گوئی سیں خاموش کر
تمنا میں اپنی مجھے رکھ مدام — بحقِ محمّد علیہ السلام

(۱۱)

در نعت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسولِ خدا سیّد المرسلین
قیامت کے دن شافع المذنبین

نبوت کی مسند کا ہے جانشین
کیا جس کی تعظیم روح الامیں

عجب روزِ محشر کا سردار ہے
صفِ اصفیا میں وو سالار ہے

جگت میں اوسے سلطنت ہی مدام
جماعت میں ہے انبیا کی امام

رہِ شرع کا ہادیٔ مستقیم
شریعت کے دریا کا دُرِّ یتیم

حبیبِ خدا والیِ روزگار
دو عالم کی اقلیم کا تاجدار

شہ انس و جاں سب کا مقبول ہے
نبوت کے گلزار کا پھول ہے

کہ جس واسطے خلق پیدا کیا
زمیں آسماں سب ہویدا کیا

کہا حق نے لولاک جس شان میں
شہنشاہ ہے ملکِ عرفان میں

سدا کم رہوں کا وہی رہنما
ہے خیر الوریٰ احمدِ مجتبیٰ

عجب ذات مقبولِ کونین ہے
کہ کونین کا قرۃ العین ہے

بنایا ہے عالم کوں اوستاد وو
ہے علمِ لدنی کا استاد وو

عجب ذاتِ احمد بلا میم ہے　　کہ قرآن میں جس کی تعظیم ہے

نہ لاتے تھے کافر اوّل اپہ دیں　　پچھے معجزے دیکھ لائے یقیں

شہادت کی انگلی دیکھا یک بیک　　کیا چاند جب شق کیا اون کا شک

زباں کوں کہاں تابِ گفت و شنید　　ہے جس کی صفت میں کلامِ مجید

ہے سب سروراں میں اسے سروری　　اسی پر ہوا ختمِ پیغمبری

نہ ویسا ہوا کوئی بھی ابتدا　　نہ اس باج ہووےگا اب کوئی دوجا

اوّل بھی وہی تھا اور آخر وہی　　ہے باطن وہی اور ظاہر وہی

سراج اب نہ کر گفتگو بیشتر　　ادب کے محل سیں نہ جا بیشتر

کہ دم مارنے کی یہاں نہیں ہے بات　　اگرچہ وہی ذات یہاں ہوئی صفات

وہی نور یہاں آ کہ ظاہر ہوا　　آپس آپ قدرت پو قادر ہوا

ولیکن ادب تجہ کوں درکار ہے　　شریعت کی یہ راہ دشوار ہے

(۱۲)

در صفت چار یار

پس از نعت ذات رسول خدا
کروں چار اصحاب کی میں ثنا

تھے اول ابا بکر صدیق یار
رفیق وفاکیش تھے غمگسار

عجب گلشن صدق کے پھول تھے
صداقت میں سب جگ کے مقبول تھے

دوجے تھے عمر صاحب عدل و داد
کہ احمد سیں رکھتے تھے بہت لئی انحاد

شہنشاہ عادل عدالت پناہ
دو عالم میں منظور لطف اله

تیجے دوست حضرت کے عثمان تھے
کہ وو جامع جملہ قرآن تھے

انتھے صاحب حکم و مہر و وفا
منور مہ آسمان حیا

تھے چو تھے علی صاحب ذوالفقار
گل باغ دیں شاہ دلدل سوار

شجاعت کے میدان میں جگ کے دھن
ہوئے لشکر کفر بر صف شکن

جو شک لاوے کوئی حق میں ان چار کے
وو لایق ہے بے شبہ سنگسار کے

پچھے ذہن احمد پاک ذات
کروں کیا میں اس ذات کی کچھ صفات

مجھے کیا لیاقت کہ کھولوں زبان　　میں ان کی صفت کا کروں کچھ بیاں
تھی عصمت کے گلزار کی نونہال　　حیا کے چمن کی گلی بے مثال
وو ہیں قرۃ العین عین رسول　　ہیں برحق وو خاتون جنت بتول
حسین و حسن ان کے فرزند تھے　　نہ فرزند تھے بلکہ دلبند تھے
جگت کوں شفاعت کی ہے اس سیں آس　　عجب پھول تھے باغ دین کے سو باس
امام وو عالم حسین و حسن　　شہادت کے دریا کے در عدن
عجب نور چشم محمد ا تھے　　شہیدوں کی صف میں وو شہدا تھے
ستمگر کیا ان پو کیا کیا ستم　　گنوایا حرامی سوں اپنا جنم
انگے بولنے کا یہاں نہیں ہے کام　　زباں کو مری نہیں مجال کلام

غزلیات

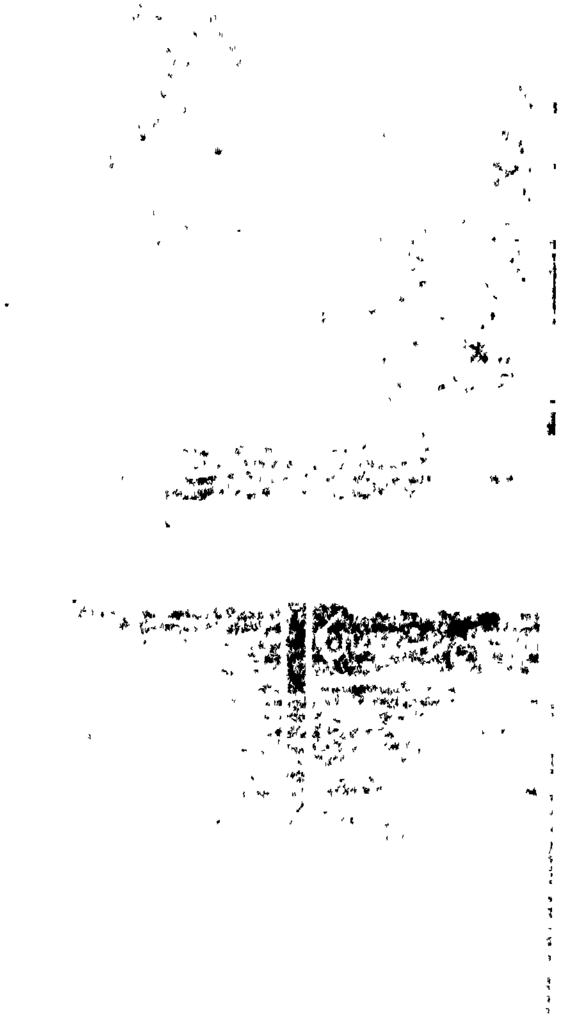

سراج اورنگ آبادی کے قدیم ترین دیوان کا پہلا صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

۱

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا — ہے زباں کا ورد خاسا اور وظیفہ جان کا
جی سیں[۱] بتعی وجہ ربک کی سدا سمرن کوں پھیر — دور کر من[۲] سیں خیال من علیہا فان کا
یا محمد تجہ کرم سیں ہوں سدا امیدوار — جلوہ[۳] ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا
توں اجد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے — زیب پایا تجہ صفت سیں ہر ورق قرآن کا
کر شراب شوق سیں بے ہوش مجہ کوں یا حبیب — دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا
جان جانے بن نہیں ہے جانِ جاناں کا وصال — سر کوں[۴] دے پایا جو سر غازی ہے اس میدان کا

اے سراج اپنی خودی کوں بیخودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر ایک دم میں ہوالرحمٰن کا

---

[۱] دل ۔ ۹۹ ل
[۲] کہہ دیکھا ایسان ۔ س و ۲۹۱ ل
[۳] دی لایا سر ۔ ۹۹ ل

۲

یارب[1] کہاں گیا ہے وو سروِ شوخ رعنا ہے چوبِ خشک جس بن میری نظر میں طوبا
دیدار[2] دے شتابی جلنے کی تاب نیں ہے اس ہجر کی اگن سیں دوزخ کی آگ اولا
طوقِ گلوئے دل ہے زلفِ[3] صنم کا ہر خم مشہور[4] یہ مثل ہے یک سر ہزار سودا
ہے ختم یار[5] جانی تیرے دہن کی تنگی کہنے کی بات نہیں[6] ہے باریک ہے معما
اے گلبدن نظر کر داغِ جگر کوں میرے گر آرزو ہے تجھ[7] کوں گلزار کا تماشا
مسکن[8] ہوا ہے میرا جب سیں تری گلی میں اے گلعذار تب سیں جنت کی نہیں تمنا

ہے اے سراج ہر شب مہتاب رو[9] کے غم میں
آنسو[10] کا میرے جھمکا جیوں خوشۂ ثریا

۳

کہاں ہے گلبدن[11] موہن پیارا کہ جیوں[12] بلبل ہے نالاں دل ہمارا
بساطِ عشق بازی میں مرا دل متاعِ صبر و نقدِ ہوش ہارا

---

[1] گلزار دلبری کا کان۔ س و م۲۹۱ ا۔ وو سرو خوب رعنا۔ م۹۹ ا۔ [2] دکھلا دے۔ س۔ س
[3] تجھ زلف کا ہر یک۔ س [4] یو۔ س [5] اے سریجن۔ س [6] نیں۔ س [7] مجکوں م۹۹ ا
[8] مشتاق ہو کے آیا جب تے۔ م۹۹ ا [9] سوں۔ س۔ سیں۔ ک و م۹۹ ا [10] جھمکا میرے انجھو کا۔ س
[11] من ہرن پیارا ہمارا۔ س [12] کہ دل بےتاب ہے جس بن۔ س و م۲۹۱ ا۔

تغافل ترک کر اے شوخ بے باک	تلطف کر نوازش کر مدارا
ہزارے کا نہیں ہے ذوق مجکوں	کیا ہوں جب سیں تجھ مکھ کا نظارا
سنا ہے جب سیں تیرے حسن کا شور	لیا زاہد نے مسجد کا کنارا
شب ہجرت میں اس مہتاب رو کی	ہر ایک آنسو ہوا روشن ستارا

سراج اس شمع رو نے ان دنوں میں
لیا ہے سب پتنگوں کا اجارا

۴

تجھ قبا پر ہے نرگسی بوٹا	گویا نرگس کا پھول اُٹھی ٹوٹا
لعل تیرے لبوں کے سچے ہیں	کیوں نہ یاقوت کوں کہوں جھوٹا
نیزۂ آہ سیں غنیم جنوں	گلشن آباد عقل کوں لوٹا
اب تقید نہیں صنم پر شکر	چاند میرا گہن ستی چھوٹا

---

۱ شوق۔ س و ۵۸۳ ا۔ ۲ گلروکا۔ک و ۹۹ ا و ۵۸۲ ا ۳ وصف۔ س۔ نور۔ ۹۹ ا۔ پور۔ ح و ۵۸۲ ا
۴ الجھو۔ س۔ ۵ س میں مقطع یہ ہے۔ ایسے وارا ہے اس سوداگری میں / سراج اس واسطے جیو بیوپہ وارا ۶ شعلہ۔ ح
۷ ابی۔ ح ۸ لباں۔ س ۹ درمکنوں ہے جس انگے جھوٹا۔ س و ۹۹ ا ۱۰ کا۔ س ۱۱ ہجن۔ س۔

عشق میں شوخ سنگ دل کے سراج
شیشۂ ناموس و ننگ کا پھوٹا

۵

چیرۂ بل دار اس[1] خوں خوار نے سر پر سجا　　کیوں[2] نہ پیچ و تاب ہووے میرے جگر میں جابجا
باغ کی گلگشت کا گر ذوق ہے اپنے[3] سرو قد　　آرسی نے دیکھ صورت سیر گلشن کوں نہ جا
قطرۂ شبنم نہیں شرمندگی[4] کا ہے عرق　　دیکھ[5] تجھ چہرے کی خوبی پھول گلشن میں لجا
دست[6] بستہ ہو کھڑا ہے سرو تجھ قد کے حضور　　گر غلامی خط تجھے دیوے تو ہے اس کوں بجا
بوالہوس کا کام نہیں ہے عشق کا دعوی[7] سراج
عشق کی لذت اسے ہے جس نے عالم کوں تجا

۶

میرے جگر کے درد کا چارا کب آئیگا　　یک بار ہو گیا ہے دوبارا کب آئیگا
پتلی[8] ہماری نین کے جھروکے میں بیٹھکر　　بیکل ہو جھانکتی ہے پیارا کب آئیگا

۱ جب سوں سر پہ ساجن نے سجا۔ س ۲ تب سوں پیچ و تاب ہیں۔ س ۳ تجہ کوں سجن۔ س
۴ یو ہے خجالت کا۔ س ۵ دیکھ کر تجہ مکھ۔ س ۶ ایک پگ اوپر۔ س
۷ کا دعویٰ کرے وو۔ س ۸ پتلیاں میرے۔ س

اس مشتری جبیں کا مجھے غم ہوا زحل — طالع میرے کا نیک ستارا کب آئیگا
مرجھا رہی ہے دل کی کلی غم کی دھوپ میں — گلزار دلبری کا ہزارا کب آئیگا
ہے شاد اپنے پھول سیں[1] ہر بلبل اے سراج
وو[2] یار نو بہار ہمارا کب آئیگا

۷

گر آرزو ہے تجکوں تالاب کا تماشا — کشتی میں چشم[3] کی آ دیکھ آب کا تماشا
ہر شب ترا تصور آرام جان دل ہے — آنکھوں کوں خوش[4] لگے ہے جیوں خواب کا تماشا
اے[5] قبلۂ دل و جاں تیری بھنووں کے دیکھے — زاہد کوں خوش نہ آوے محراب کا تماشا
ہر[6] قطرہ اشک میں ہے ظاہر پیو کی صورت — پانی میں جیوں عیاں ہے مہتاب کا تماشا
تجھ ہجر کی اگن میں ہے اب سراج بے کل
آتش میں دیکھ آکر سیماب کا تماشا

۸

بسکہ دل ہجر کی آتش ستی بے تاب ہوا — اشک[7] آنکھوں ستی فوارۂ سیماب ہوا

---

[1] سوں۔ س۔ سیتی بلبل۔ ک [2] وہ رشک۔ ۵۸ ا۔ [3] چشم کی دیکھ آ آب کا ۹۹ ا۔ مجھ نین کی۔ س
[4] لگتا ہے خوش انکھاں مِں جوں۔ س [5] اے قبلہ گاہِ عاشق دیکھے سیں تجھ بھنووں کے۔ س [6] ہر یک انجھو میں میرے۔ س
[7] ہر انجھو چشم سوں۔ س

دیکھ کر چشمِ گہر ریز میری کی بارش　　ابرِ نیساں عرقِ شرم میں گُل آب ہوا

صورتِ خواب سیں بیزار ہے تصویر مثال　　جو ترے ہجر میں جیوں آئینۂ بے خواب ہوا

مستِ دیدار کوں درکار نہیں شیشہ و جام　　گردشِ چشمِ صنم جائے مئے ناب ہوا

دل مرا زلف سیتی چھوٹ پھنسا ابرو میں　　کفر کوں ترک کیا مائلِ محراب ہوا

شعلۂ خوئے ظالمِ خوں خوار تنِ تنہا سیں　　لشکرِ قلب پہ عاشق کے ظفر یاب ہوا

وصل کی رات میں درکار نہیں شمع سراج
جلوۂ حسنِ صنم ماہِ جہاں تاب ہوا

۹

جس کوں مزا لگا ہے ترے لب کی بات کا　　ہرگز نہیں ہے ذوق اُسے پھر نبات کا

دیکھے سے اون لبوں کے جسے عمرِ خضر ہے　　پیاسا نہیں ہے چشمۂ آبِ حیات کا

اے شوخ بزمِ ہجر میں روشن ہے شمعِ آہ　　قصہ نہ پوچھ مجھ سیں جدائی کی رات کا

یارب طلب ہے داغِ محبت کی مُہر کی　　مدت سے کام بند ہے دل کی برات کا

---

۱ کوں لا۔ س　۲ مں۔ س۔　۳ شوق۔ س

۴ "س" میں یہ مقطع ہے اور اس طرح درج ہے۔ اے سراج آج صنم فوجِ ادا لا کے سنگات؛ لشکرِ قلب پہ عاشق کے ظفر یاب ہوا۔

۵ "س" میں یہ غزل کا تیسرا شعر ہے اور اس طرح درج ہے۔ ہجر کی رات میں درکار نہیں نور چراغ؛ قطرۂ اشک مرا ماہِ جہاں تاب ہوا۔

۶ تجھ لباں۔ س　۷ تجھ فراق میں۔ س　۸ س۔ ندارد۔

جو ہے شہیدِ یار[1] وو ہے زندۂ مدام ہر زخم روح بخش ہے ظالم کے ہات کا
آبِ رواں ہے حاصلِ عمرِ شتاب رو لوحِ[2] فنا میں نقش نہیں ہے ثبات کا
اے بت پرست دیدۂ بینا سیں دیکھ توں یک ذات میں ظہور ہوا کئی صفات کا
میرے[3] بغل میں خواہشِ دنیا کا بت نہیں کچلا ہوں میں نے لات[4] سر اس مَنات کا

رخسارِ یار حلقۂ[5] کاکل میں ہے عیاں
یا[6] چاند ہے سراج اماوس کی رات کا

۱۰۰

جانا[1] پہ جی نثار ہوا کیا عجب ہوا اُس راہ میں غبار ہوا کیا عجب ہوا
مدت سے رازِ عشق میرے[2] پہ عیاں نہ تھا یہ بھید آشکار ہوا کیا عجب ہوا
تازے کھلے ہیں داغ کے گُل دل کے باغ میں پھر موسم بہار ہوا کیا عجب ہوا
دل تجھ پری کی آگ میں سیماب کی مثال[3] آخر کوں بیقرار ہوا کیا عجب ہوا

[1] ناز۔ک [2] جگ کے صفحے پہ۔س۔ [3] ج د س۔ نزار

[4] س میں یہ مقطع یوں ہے۔ ظاہر میں گرچہ سبز ہوں پر خوں ہے دل مرا؛ ہم رنگ ہوں سراج میں ہندی کے پات کا

[5] ہے چاند اے۔ک [6] جیو پیو اوپر۔س [7] نہ تھا مجھ اوپر عیاں۔س [8] بارے اب۔ک [9] من۔س۔

کشور[1] میں دل کے تغافل صوبہ دار عیش — اب[2] غم کا اختیار ہوا کیا بجا ہوا
آہوئے دل کہ وحشیِ صحرائے عقل تھا[3] — تجھ زلف کا شکار ہوا کیا بجا ہوا

وو آفتاب آج میرے قتل پر سراج
شب دیز پر سوار ہوا کیا بجا ہوا

۱۱

اُس پھول سے چہرے کوں جو کوئی یاد کریگا — ہر آن میں سو سو چمن ایجاد کریگا
جس بیت میں تعریف لکھوں سکی بھنووں[4] کی — البتہ ہلالی بھی[5] اُسے صاد کریگا
ہیں صف[6] میں شہیدوں کی اُسے نام شہادت — جو کوئی گلہ خنجر جلاد کریگا
ہے بسمل شمشیر نگہ ذوق سیں اپنے — دل حشر میں کس مُنہ ستی فریاد کریگا
ہے جس کوں خراش[7] جگری شربتِ شیریں — ناخن کوں دم تیشۂ فرہاد کریگا
مغرور نہ ہو صافیِ رخسار پر اپنے — پھر غیں[8] تو میری بات کوں توں یاد کریگا
البتہ سر آنکھوں سے کرونگا[9] اسے منظور — جو عشق کا ہادی مجھے ارشاد کریگا

[1] دل کے نگر میں ۔ س [2] تجھ ۔ س [3] ح ۔ نذار [4] ہے ۹۹ د [5] بھنوں ۹۹ د [6] بی ۔ ک
[7] حیف ۔ ۹۹ د [8] جو کوئی کہ ۹۹ ا [9] خراش جگر شربت شیریں ۹۹ د و ک میں یہ شعر نہیں ہے ۔
قبول اس کو کرونگا ۔ ۹۹

معلوم[1] ہوا عشق کے اطوار سیں یوں کر مجھ عقل کی بنیاد کوں برباد کریگا

جلتا ہے سراج آتش ہجراں میں صنم کی
کس دن دل غمگیں کوں میرے شاد کریگا

۱۲

کیا خوب ہوا آج کہ وو مو کمر آیا تھا جس کے بنا شہر ووہی[2] لب شکر آیا

رو[3]نے میں تجھے دیکھ کے حیران ہوا ہوں کیا وجہ کہ اس ابر میں سوج نظر آیا

جوشش سیں ترے شوق کی جاتا ہے میرا ہوش پرواز کوں اس مرغ کے شاید کہ پر آیا

میں عقل کی فریاد کیا حاکمِ غم پاس دروازۂ دل سیں اسے حکم بدر آیا

مے خانۂ وحدت کا جو کوئی جام پیا ہے آرام کے کوچے سے نکل بے خبر آیا

بے خطرہ اسے روضۂ رضواں ہے میسر تجھ عشق کی آتش مِنْ جو کوئی بے خطر آیا

تھا[4] ذوقِ سراج آتشِ دیدار میں جلنا
صد شکر کہ پروانہ کا مقصود بر آیا

---

[1] ح۔ ندارد [2] وہی۔ س [3] روتے۔ ح د ک ۔ س میں یہ شعر یوں ہے:۔ بیٹھا تھا اوسی یاد میں میں باندھ تصور ؛ آنکھیاں کوں دیا کھول اچانک نظر آیا۔
[4] س میں مقطع اس طرح ہے:۔ بے خود ہو سراج اس کی گلی بیچ کہا تھا ؛ صد شکر کہ دیدار کوں پا بہرہ ور آیا۔

۱۳

خانۂ[1] زیں میں جب سوار ہوا — صیدِ[2] دل خود بخود شکار ہوا

جس کوں ہے آرزوئے دامنِ یار — غم[3] کی آتش میں جل غبار ہوا

دامِ زلفِ ستمگرِ صیاد — عاشقوں[4] کے گلے کا ہار ہوا

لذتِ[5] ہجر گلبدن ہے جسے — رگِ گل اس کے دل[6] میں خار ہوا

دیکھ کر حسنِ گل فریب ترا — عندلیبِ چمن نثار ہوا

اس[7] کوں ہے نوکِ خار[8] تارِ کفن — جو شہیدِ نگاہِ یار ہوا

دل[9] کوں لازم ہے مرہمِ دیدار — زخمیِ تیغ انتظار ہوا

سیر[10] ہے ہم کوں باغ حسرت کا — داغِ دل رشکِ لالہ زار ہوا

کیوں[11] نہ جل جاوے گھر خرد کا سراج
عشق و دل پنبہ و شرار ہوا

---

[1] یا رجب نازسوں۔س۔ زیں میں وہ۔ مخطوطہ ۹۹ لا [2] دلِ حشاق تب۔س۔ [3] غم سے۔ مخطوطہ ۹۹ و جل کر اس شوق میں۔س
[4] گردنِ عاشقاں میں تار۔س [5] بس کہ نازک ہے گلبدن میرا۔س۔ [6] پگ۔س۔ [7] صرف ح
[8] صد چاک کیوں نہ ہوئے حیراں س [9] اشکِ رنگیں کی آب باری سوں۔س اشکِ رنگیں کی آب داری سیں مخطوطہ ۳۹۱ ا
[10] س و مخطوطہ ۳۹۱ و میں مقطع یہ ہے۔ کیوں نہ تڑپے گا خاک و خوں میں سراج ؛ زخمِ الفت سوں دل فگار ہوا۔
[11] شیشہ۔ک۔

۱۴

جان و دل سیں میں گرفتار ہوں کن کا، اُن کا
بندۂ بے زر و دینار ہوں، کن کا، اُن کا

صبر کے باغ کے منڈوے سے جھڑا ہوں جیوں پھول
اب تو لاچار گلے ہار ہوں، کن کا، اُن کا

حوضِ کوثر کی نہیں[1] چاہِ[2] زنخداں کی قسم
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں، کن کا، اُن کا

لب و رخسار کے گل قند سیں لازم ہے علاج
دل کے آزار سیں بیمار ہوں، کن کا، اُن کا

مدتیں ہوئیں کہ ہوا خانۂ زنجیر خراب
بستۂ زلفِ گرہ دار ہوں، کن کا، اُن کا

تشنۂ مرگ کوں ہے آبِ صُراحی، دمِ تیغ
بسمل ابروئے خمدار ہوں، کن کا، اُن کا

ناحق اس سنگدلی سیں مجھے دیتے ہیں شکست
میں تو آئینۂ سرکار ہوں، کن کا، اُن کا

له ہو - ک -

گلشنِ وصل میں رہتا ہوں غزل خوانِ فراق
عندلیبِ گلِ رخسار ہوں، کن کا، اُن کا
میں کہا رحم پتنگوں پہ کرا ے جانِ تدلرج
تب کہا، شمعِ شبِ تار ہوں، کن کا، اُن کا

۱۵

ہے دل میں خیالِ گلِ رخسار کسی کا — داغوں سے میں محبت کے ہے گلزار کسی کا
جاتا ہے مرا جان، نپٹ پیاس لگی ہے — منگتا ہوں ذرہ شربتِ دیدار کسی کا
سب پر ہے کرم، مجھ پہ ستم کیا ہے دورنگی — دلدار کسی کا ہے دل آزار کسی کا
زنجیر بھلی، قید بھلی، موت بھی جیوں توں — پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا
میں ہوں تو دیوانہ پہ کسی زلف کا نہیں ہوں — واللہ کہ رکھتا نہیں یک تار کسی کا
یک دم تو ہم آغوش کرو اے گلِ خوبی — ہو جاؤ نگا اب نہیں تو گلے ہارِ کسی کا
جھکتا ہے ذرا باو کے چلنے میں زمیں پر — نرگس ہے مگر باغ ہے بیمار کسی کا
لاتی ہے خبر یار کی موجِ دمِ شمشیر — کاری ہے مگر دل میں مرے وار کسی کا

لہ عشق۔ک۔ لہ سے۔ک۔ لہ ک وس۔ نزارد۔ میں ہوں تو یہ کسی لہ ۔ا ۔ لہ لگنے۔ لہ و

ہر رات کیوں سراج آتش غم میں نہ جلے

پروانۂ جاں سوز ہے بلہار کسی کا

۱۶

کل سیں بے کل ہے میرا جی[۱] یار کوں دیکھا نہ تھا

کیوں نہ ہوئے بیتاب دل[۲] دلدار کوں دیکھا نہ تھا

ہے بجا گر ہوئے غزل خواں مثل مبل دل مرا

نوبہار گلشن دیدار کوں دیکھا نہ تھا

کیونکہ ہووے زاہد خود بیں مرید زلف یار

اس نے ساری عمر میں زنار کوں دیکھا نہ تھا

اب[۳] مشبک ہو گیا اس تیر مژگاں کے طفیل

جس دل نازک نے نوک خار کوں دیکھا نہ تھا

ابروئے پرچیں کوں تیرے دیکھ دل حیراں ہوا

کیا مگر شمشیر جوہر دار کوں دیکھا نہ تھا

---

۱ دل ۔ س　۲ غم ۔ س ۔　۳ ک میں غزل کے چار شعر نہیں ہیں ۔

سینۂ گلؔ دار میرا اس کوں آیا ہے پسند
یار نے شاید کبھی گلزار کوں دیکھا نہ تھا

دیکھ اشک گرم کوں میرے کہا اس نے سراج
میں کبھی اس ابر آتش بار کوں دیکھا نہ تھا

۱۷

چراغ مہ سیں روشن تر ہے حسنِ بے مثال اس کا
کہ چوتھے چرخ پر خورشید ہے عکس جمال اس کا

صنم کی زلف کے حلقے میں ہے جیوں جیم کا نقطہ
عجب ہے خوشنما اس عارض گلگوں پہ خال اس کا

عیاں ہوتا ہے جیوں کر سرو پانی کے کنارے پر
ہوا یوں جلوہ گر آنکھوں میں قدِ نو نہال اس کا

جُدا جب سیں ہوا وو دلبر جادو نظر مجھ سیں
جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر سیں خیال اس کا

لہ گلزار ۔س و ۱۳۵ ہ ا ۔ لہ میرا پیونے بولا اسے ۔س ۔

مجھے ہے آرزو دل میں تری چاہِ زنخداں کی
نہیں درکار حوضِ کوثر و آبِ زلال اُس کا

گرفتارِ ہوس کیا لذتِ دیدار کوں پاوے
جدا جو کوئی ہوا ہے آپ سیں پایا وصال اُس کا

سراجؔ اے شعلہ رُو ہے کونسا سو میں نہیں واقف
مجھے کیا پوچھتا ہے پوچھ پروانے سیں حال اُس کا

۱۸ ن

تھا بہانہ مجھے زنجیر کے ہل جانے کا ۔۔۔ چھوڑ دیو اب تو ہوا شوق نکل جانے کا

سنگ دل نے دلِ نازک کوں میرے چور کیا ۔۔۔ کیا ارادہ تھا اُسے شیشہ محل جانے کا

تہمت کرو شمع کوں بدنام جلاتی وو نہیں ۔۔۔ آپ سیں شوق پتنگوں کوں ہے جل جانے کا

آفریں دل کوں میرے خوب بجا کام آیا ۔۔۔ سچ سپاہی کو بڑا ننگ ہے ٹل جانے کا

شعلہ رُو جام بکف بزم میں آتا ہے سراجؔ
گردنِ شمع کوں کیا باک ہے ڈھل جانے کا

لہ آیا ۔ ۱۲۸۵ ۔ ا

۱۹

۱۲۷ جو دیکھے اس کے کاکل کا تماشا — نہ دیکھے پھر وو سنبل کا تماشا

ہوا[1] ہے جان بوجھ انجان مجھ سیں — توں دیکھ اس کے تغافل کا تماشا

جو دیکھے یک نظر بلبل ترا رُخ[2] — نہ آوے خوش اُسے گل کا تماشا

نہیں ہے اور خوباں[3] میں جہاں کے — ترے ناز و تجمل کا تماشا

سراج اس چشم[4] کا مائل جو کوئی ہے
نہ دیکھے شیشۂ[5] مُل کا تماشا

۲۰

۱۳۲ جو کچھ کہ تم[6] سیں مجھے بولناں تھا بول چکا — بیان عشق[7] کے طومار کوں میں کھول چکا

ازل سیں مجھ کوں دیا درد صانع تقدیر — میرے نصیب کے شربت میں زہر گھول چکا

جنوں[8] کے شہر میں نہیں[9] کم عیار کوں حرمت — میں نقدِ قلب[10] کوں کانٹے میں دل کے تول چکا

مجھے خرید کیے تم[11] نے کم نگاہی سیں — کمینہ بندہ بے زر کا آج مول چکا

---

۱ شہید گوشۂ ابرو کیا مجھ۔ س ۲ کمر۔ س ۳ خوبوں۔ ک ۴ جام پر ل۔ س ۵ بیر سیں۔ س ۶ شوق۔ س ۷ پرت نگر۔ س ۸ ہے نک نگاہ کا سودا۔ ک ۹ ک میں اس کی بجائے نیچے کے شعر کا دوسرا مصرع درج ہے۔ ۱۰ پیو۔ س۔

نہیں رہا[۱] سخنِ آبدار کا موتی
سراج طبع کے سب جوہروں کوں رول چکا

۲۱

ہوا ہوں ان دنوں مائل کسی کا — نہ تھا میں اس قدر گھائل کسی کا ۱۳۷
دیوانے دل کوں سمجھاتا ہوں لیکن — کہاں لگ ہوئے کوئی حائل کسی کا
ہوا ہے دل دہی کا تم پہ تاوان — نہیں آسان لینا دل کسی کا
خمِ گیسو سیں اپنے تو گرہ[۲] کھول — کھلے تا عقدۂ مشکل کسی کا
کیا یک وار میں کئی دل کی پھانکیں[۳] — لگا ہے ہات کیا کامل کسی کا
حنا سیں تم نے نہیں[۴] باندھے ہو مٹھی — لیئے ہو ہات شاید دل کسی کا
گلی میں جس کی شورِ کربلا ہے — سلونا شوخ ہے قاتل کسی کا
کہو اس لالۂ گلزار جاں کوں — کبھی تو دیکھ داغِ دل کسی کا
سراج اب سوزِ دل میرا[۵] وو جانے
جو ہے پروانۂ محفل کسی کا

[۱] رہا ہے۔ک [۲] اپس گیسو کی لٹ کی نکہ۔س [۳] پھاکیں ک [۴] تم نہیں۔م ۹۹ و [۵] تیرا۔س ۔

۲۲

۱۴۶ جو برہ کا دار کھا بسمل ہوا تشنۂ زخم کف قاتل ہوا
ماہ رو کا درس دیکھا ہے جو کوئی عقل کھو کر عشق کا عاقل ہوا
پردۂ ستری کھلا ہے جس اوپر عالم ظاہر کا وو غافل ہوا
مصرعہ ابروکشی کا یاد کر رفتہ رفتہ ماہِ نو کامل ہوا
جب ہوا جل کر جگر سب کیمیا نقدِ خالص عشق کا حاصل ہوا
اس کے چہرہ پر سویدائے جگر نقطۂ مشک ختن ہو تل ہوا

یار کا دیدار پا کر اے سراج
شکر رحمٰن کر کنوں واصل ہوا

۲۳

۱۵۲ تری نگاہ لطف نے فیض عام کیا خرد کے شہر کے سب وحشیوں کوں رام کیا
اگرچہ تیر پلک نے کیا تھا دل[۴] برما ولے نگاہ کے خنجر نے خوب کام کیا
تیرے سلام کے وعج دیکھ کر میرے دل نے شتاب آ کے مجھے رخصتی سلام کیا

---

۱. پیا ۔ س ۲. جا کے پیو کے مکھ اوپر ۔ دل مرا ۔ ک ۳. ہر خاص و عام کوں احسان کا غلام کیا ۔ س
۴. ل پر نقش ۔ ک ۔ دل بریاں ۔ س ۔

نجانوں عشق کی بجلی کدھر سٹیں[1] آئی ہے — کہ مجھ جگر کے کھلے کوں جلا تمام کیا

اسی کے ہاتھ میں ہے خاتم سلیمانی — نگینِ دل پہ جو نقش[2] اس صنم کا نام کیا

مجھے نگاہِ تغافل رقیب پر الطاف — ادائے مصلحت آمیز[3] نے غلام کیا

اے آفتاب تیری ظلمتِ جدائی میں
سراج آہِ سحر کوں چراغِ شام کیا

۲۴

۱۶۰ ہماری آنکھوں کی پتلیوں میں تیرا مبارک مقام[4] ہیگا
پلک کے پٹ ہم نے کھول دیکھے تو عین ماہِ تمام ہیگا

ارے شرابِ خرد کے کیفی نہ کرتوں دعوائے پختہ مغزی
مے محبت کا جام پی توں کہ اب تلک ظرف خام ہیگا

خیال ابروئے قبلہ رویاں ہوا ہے محراب سجدۂ دل
نماز شرطِ نیاز کی پڑھ[5] صفِ جنوں کا امام ہیگا

اگرچہ ہر سرو راست قامت چمن میں مغرورِ سرکشی ہے
مقابل اس قدّ خوش ادا کے میری نظر میں غلام ہیگا

---

۱ سوں۔ک ۲ منقش۔س ۳ جیوکا دام ہیں ۴ ۲،۴،۵ ردیف "ہونگا" ۵ پہڑ۔ک –

سراج اس شعلہ رو سیں ہرگز گلہ روا نہیں ہے عاشقوں کوں
تمام جلتی ہے شمع ہر شب عبث پتنگوں کا نام ہیگا

۲۵

اگرچہ بار ہے میر[1] ے سلام ہونے کا — کہاں ہے تاب[2] مجھے ہم کلام ہونے کا
ہوا[3] ہے حلقہ بگوش اسکا طوق[4] قمری سیں — کیا ہے سرو نے دعوی غلام ہونے کا
نگہ کی سیف کوں کیوں پھینکتے[5] ہو بے وسواس — نہیں ہے خوف مگر قتل عام ہونے کا
نگینِ دل پہ جسے نقش خاکساری ہے — کہاں ہے ذوق[6] اسے اپنے نام ہونے کا
بیان عشق کی بیہودہ گفتگو مت کر
نہیں سراج یہ[7] قصہ تمام ہونے کا

۲۶

تجھ زلف کی شکن ہے مانندِ دام گویا — یا صبح[8] پر ہماری آئی ہے شام گویا
ہیں صاد اسکی[9] آنکھیں اور قد الف کے مانند — ابرو[10] ہے نونِ نادر گیسو ہے لام گویا
مسجد میں تجھ بھنوؤں کی اے قبلۂ دل و جاں — پلکیں[11] ہیں مقتدی اور پتلی امام گویا

[1] پیو بیں۔ س [2] رش۔ س [3] ہے پیو کا حلقہ بگوش۔ س [4] طوف۔ ح [5] اپنچتے۔ س [6] شوق۔ س
[7] یو۔ س [8] روز عاشقاں پر۔ س [9] پیو کی انکھیاں۔ س [10] لکھیہ میم نون ابرو کا گل ہے لام گویا۔ ۲۹۱ او س
[11] پلکاں ہیں مقتدیاں اہور۔ س۔

رنگیں بہارِ جنت دوزخ ہے مجھ کوں اس[۱] بن دوزخ ہے اسکے[۲] ہوتے دارالسلام گویا
تک ماہِ نو کی جانب اے ماہ رو نظر کر خم ہو تیری بہنووں[۳] کوں کرتا سلام گویا
گل[۴] رو کے قد مقابل ہو با ادب کھڑا ہے شمشاد ہے چمن میں اس[۵] کا غلام گویا

شعرِ[۶] سراج از بس عالم میں ہیں[۷] زباں زد
دیوان کی زمیں ہے دیوانِ عام گویا

۲۷

ہمارا[۸] دل برِ گلفام آیا قرار جان بے آرام آیا ۱۷۷
کمند پیچ و تاب زلف کوں کھول شکار دل کوں[۹] لیکر دام آیا
شتابی ہوش کوں سر سیں بدر کر جنوں کا مجھ طرف پیغام آیا
کرے[۱۰] تا بلبل دل کوں غزل خواں بہار عشق کا ہنگام آیا
اے زاہد بھاگ اس زلف سیہ سیں یہ کافر دشمنِ اسلام آیا
برہ کے محکمے سیں قتل دل پر پیا داغ غم کا لے اعلام آیا
ہوئی جوشِ محبت سیں زباں بند صنم کا درمیاں جب نام آیا

۱؎ پیو۔ س ۲؎ پیو۔ س ۳؎ بہنواں۔ س ۴؎ گلشن میں تجھ قداں کے ہے سرنگوں ہمیشہ۔ س
۵؎ تیرا۔ س ۶؎ اب ہے سراج بے خود دیکھے سوں تجھ نگہ کے، دیکھنے کوں ہرش عاشق انکھیاں تاریں جام گویا۔ س
۷؎ ہے۔ ک ۸؎ ہزاراں شکر دو گلفام آیا۔ ع ۱۲۹۱ ۔ ۱ ۹؎ کا۔ ک ۱۰؎ کرے گا۔ ک۔

بلا ہے تجہ نگہ کی سیف کا وار　　دلِ بے تاب آخر کام آیا

سَحر اج آنے میں اس جادو نظر کے

شکیب و طاقت و آرام آیا

۲۸

دن بدن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا　۱۸۶

یا تو تھا ویسا کرم یا[۱] یہ ستم ہونے لگا

سچ[۲] کہو تقصیر کیا ہے عاشقِ مظلوم کی

نیمچا ترچھی نگہ کا کیوں علم ہونے لگا

تیغ ابرو کوں نپٹ کستے ہو پن حیراں ہوں میں

کون سے بیمار پر یہ آبِ دم ہونے لگا

شکر لِلّٰہ سرو رعنا کے تصور کے طفیل

رفتہ رفتہ دل مرا باغِ ارم ہونے لگا

بس کرو اے شاہ فوجِ حسنؑ قتلِ عام کوں

عاشقوں[۳] کی آہ کا نیزہ علم ہونے لگا

---

[۱] پھر۔ س۔ اب۔ ک [۲] اس شعر کے بعد "س" میں بعد کی غزل کا چھٹا شعر درج ہے۔

[۳] عاشقاں۔ س۔

تجھ کوں اے آہو نگہ کس نے سکھایا[1] یہ طرح
یا تو تھا اور دوں سیں رم یا ہم سیں رم ہونے لگا

ہجر کی[2] راتوں میں یہ مصرع ہوا وردِ سراج
دن بہ دن اب لطف تیرا ہم پہ[3] کم ہونے لگا

۲۹

شکر اللہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا — شیوۂ جور و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا ۱۹۲
کیا مگر قمری نے تجھ قد کی صفت جا کر کہی — باغ میں شرمندگی سیں سرو خم ہونے لگا
صلح کا پیغام بھیجا اب غنیم ہجر نے — لشکرِ غم بر طرف سب یک قلم ہونے لگا
جب گیا توں سیر کوں بے خود ہوئے اہلِ چمن — سب طرف سیں سجدۂ نقشِ قدم ہونے لگا
قطرۂ شبنم نہیں اس[4] عارضِ گلگوں کوں تجھ — گل عرق شرمندگی کا لا کے نم ہونے لگا
شاید اب کے سال ہوئے وصلِ گلہائے [illegible] مراد — آہ کے آرے سیں نخلِ دل قلم ہونے لگا

کیوں سراج اوپر نوازش کی نظر کرتے نہیں
دن بدن اب خانہ زادِ بے درم ہونے لگا

---

[1] سکھائی۔س [2] ہجن ہرات۔ح [3] سوں۔س [4] دیکھ تجھ مکھ کی بہار۔س

۳۰

۲۰۰ غم کی جب سوزش سیں محرم ہوئیگا — چشمۂ خورشید شبنم ہوئیگا
یاد لاوے گا کبھی تو مجھ کوں یار — شمع بن پروانہ پر کم ہوئیگا
عاشق و معشوق ہیں ثالث ہے عشق — صلح کا پیغام باہم ہوئیگا
کفر و ایماں دونوں ہیں عشق کیں[1] — آخرش دونو کا سنگم ہوئیگا
سرو قد کے بن عبث ہے سیر باغ — بار غم سیں سرو بھی خم ہوئیگا
گر کرے احوال شبنم پر نظر — رتبۂ[2] خورشید کیا[3] کم ہوئیگا

کعبۂ کوئے صنم میں اے سراج
اشک میرا آبِ زمزم ہوئیگا

۳۱

گل تیرے رشک سیں دو نیم ہوا — بسمل خنجر نسیم ہوا ۲۰۷
غارتِ دل کوں وو صفِ مژگاں — نیزۂ[4] لشکرِ غنیم ہوا
ہے علاج اس کوں شربتِ دیدار — جو تیرے ہجر کا سقیم ہوا

[1] کوں ۔ک ۔ کی ۔ ۱۲۳۵ ۔ ر [2] آئینہ ۔ک [3] کب ۔ک [4] پردہ ۔ ح ۔

عاشقوں کے جگر سے کیونکہ کھلے — عقدۂ عشق مستقیم ہوا
بے گناہوں کے حق میں اے ظالم — غم ترا آتشِ جحیم ہوا
خلوتِ ہجر میں تری مجہ کوں — ہم نشیں درد و غم ندیم ہوا

تجھ جدائی میں طفل اشک سراج
نازپرور جو تھا یتیم ہوا

۳۲

تیرے آنے میں مرے ہوش نے تعظیم کیا — یک بیک عشق کے آداب کوں تقدیم کیا ۲۱۴
دیکھ کر ناز و تجمل کوں ترے قامت کے — صحنِ گلزار میں ہر سرو نے تسلیم کیا
عاشقِ زار کوں بس چاہِ زنخداں تیرا — بوالہوس آرزوئے چشمۂ تسنیم کیا
ایک پل چین نہیں تیری گلی بن اس کوں — اشک کے طفل کوں ہر چند میں تعلیم کیا

اپنی قسمت کے غم و عیش میں شاکر ہوں سراج
جو منجم نے ازل کے میری تقویم کیا

---

۱ عاشقاں۔ ب ۱۹۹ ۲ اے سجن حق میں بے گناہاں کے۔ س ۳ مجھ۔ ک ۴ یو کے س
۵ جنت کی نہیں ہے پروا۔ س ۶ تسلیم۔ س ۷ گھڑی۔ س ۸ ہے۔ س

۳۳

قد تیرا سرو رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا ۲۱۹
گلشنِ[۱] دل میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

دھوپ میں غم کی، عبث جی کوں جلایا افسوس
اُس[۲] کے سایہ میں اماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار نے ابرو[۳]و مژگاں سیں مجھے صید کیا
صاحبِ[۴] تیر و کماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

سب[۵] جگت ڈھونڈ پھرا یار نہ پایا لیکن
دل کے گوشہ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

خاک تیرے قدمِ پاک کی اے نورِ[۶] نگاہ
سرمۂ دیدۂ جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں[۷] سمجھتا تھا کہ اس یار کا ہے نام و نشاں
یار بے نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

---

[۱] دل کے گلشن میں۔ س [۲] پیو۔ س [۳] ابروئے۔ ک [۴] اس کنے۔ س و ۲۹۱ ا
[۵] ح ندارد۔ ۲۹۱ ا [۶] نورِ نین۔ س [۷] ح ندارد۔

روزہ دارانِ جُدائی کوں خمِ ابروئے[1] یار
ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا

نگہ[2] شوخ نے دل ایک کرشمہ میں لیا
کیا بلا سیف زباں تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب[3] ہجراں کی نہ تھی تاب مجھے مثل سراج
رُخ تیرا نور فشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

۳۴

ہمدرد نہیں کوئی میرے اس دردِ نہاں کا　　کس پاس کہوں جا کہ بیاں[4] آہ و فغاں کا ۲۲۸
ہوتا ہے قلم سوز سیں فوارۂ سیماب　　جب حال لکھوں میں جگرِ شعلہ فشاں کا
مجھ[5] رشک کی آتش سیں سدا باغ ہی سوزاں　　ہے دل میں میرے داغ مگر لالہ رخاں کا
بے جلوہ مہرو میرے دل کے ہوئے ٹکڑے　　حیران ہوں میں زور کلیجا ہے کتاں کا
سودائی[6] بازارِ محبت جو ہوا ہے　　زنہار خیال اس کوں نہیں سود و زیاں کا

[1] ابرو یار۔ ح [2] ۱۹۱ ر و س میں یہ مقطع ہے۔ "دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج"۔ الخ
[3] شبِ ہجراں کے اندھارے سوں نپٹ آیا تنا۔ س [4] بوحال۔ (دل ۱۹۱) (ہجرت ۱۹۲) ۱۹۱ ر [5] ح ندارد
[6] جو عشق کے بازار کا بے پار کیا ہے [7] عالم میں خیال اس کو نہیں سود و زیاں کا۔ س ۱۹۱ ر

جو داغ ہوا تازہ، گل باغِ محبت　　ہرگز اُسے وسواس نہیں بادِ خزاں کا

ہوئے بحر خیاباں وہر ایک موج صنوبر　　گر عکس پڑے آب میں اس سروِ رواں کا

اے جان سراج اب[1] تو ترا سورۂ صورت

ہر رات[2] وظیفہ ہے دل شعلہ زباں کا

۳۵

۲۳۶ جو بسملِ کرشمۂ نازِ بتاں ہوا　　بے تابی جگر سیتی وو نیم جاں ہوا

عشاق اس کے زخم سیں مقتول کیوں نہ ہویں　　خنجر کوں تجھ ادا کے تغافل فشاں ہوا

سینہ میں راز عشق کا پوشیدہ کیوں رہے　　تجھ[3] آہ و نالہ پردہ درِ عاشقاں ہوا

مجھ چشمِ اشکبار کی جس[4] نے لکھا ہی شرح　　ہر نقطہ اس کے کلک سیں گوہر فشاں ہوا

جس[5] پھول نے تیرے سیں کیا دعویٰ بہا　　وو پائمال آفت بادِ خزاں ہوا

ہر صفحہ اس کے حسن کی تعریف کے طفیل　　گلشن ہوا، بہار ہوا، بوستاں ہوا

ہنستا ہے مجکوں دیکھ کہ وو شوخ اے سراج

شاید کہ رنگ زرد مرا زعفراں ہوا

---

[1] آج میرے حال پہ کر مہر۔ س　[2] یو جور و ستم بول کہ ہے رسم کہاں کا۔ س و ع ۳۹۱ ۔ ا
[3] یو۔ س　[4] جس نے لکھا شرح۔ م ۹۹ ۔ ا　[5] جس گل نے تجھ سیتی کیا دعوائے ہم سری۔ س

۳۶

۲۴۳ بجا ہے بلبل و قمری جو نغمہ خواں آیا — کہ یار گلبدن و سرو نو جواں آیا
نپٹ عجب میں ہوں سورج کدھر کوں نکلا ہے — وہ مہر ماہ رُخ و ماہ مہرباں آیا
بدن خوشی سیں سماتا نہیں ہے جامے میں — کہ راحت دل و آرام بخش جاں آیا
ہر ایک مرغ چمن نے نثار کرنے کوں — چمن سیں لے کے طبق گل کا زر فشاں آیا
خیال عکس رُخِ یار شیشۂ دل میں — مری نظر سیں مثالِ پری نہاں آیا
اگرچہ وصل میں ہوں نیم ہجر باقی ہے — قرار خاطرِ بے صبر کوں کہاں آیا

مری زبان خموشی کوں جو سمجھتا ہے
سراجؔ آج وہی یار رمز داں آیا

۳۷

۲۵۳ مجھ سیں غم دستِ گریباں نہ ہوا تھا سو ہوا — چاک سینہ کا نمایاں نہ ہوا تھا سو ہوا
اب تلک مجکوں[1] کسی شخص کے چہرہ کا خیال — صورت آئینۂ جاں نہ ہوا تھا سو ہوا
صفِ عشاق میں کوئی ثانی مجنوں مجھ سا — وحشی کوہ و بیاباں نہ ہوا تھا سو ہوا
اشک[2] اولے ہو برستے ہیں مرے دامن میں — یہ ورق نقرہ افشاں نہ ہوا تھا سو ہوا

---

[1] تجکوں ۔ ک   [2] اب برسنے لگے دامن میں انجو کے اولے ۔ ر ۳۹۱ و س

خنجرِ عشق نے احسان کیا سر پہ[1] مرے — جاں کنَدن کبھی آساں نہ ہوا تھا سو ہوا

قبلہ رو رحم کیا مجھ[2] پہ خطِ آغازی میں — کافرِ ہند مسلماں نہ ہوا تھا سو ہوا

آہ سوزاں سیں مرے دامنِ صحرا میں سراج

قبرِ مجنوں پہ چراغاں نہ ہوا تھا سو ہوا

۳۸

۲۵۷ جس کا دل شوق میں جیوں آئنہ حیراں نہ ہوا — سب ہوا لایق ہم چشمی جاناں نہ ہوا

زلفِ جمعیتِ دل کیونکہ لگے ہاتھ اُسے — سلسلے میں جو محبت کے پریشاں نہ ہوا

یار آتا ہے میرے قتل کوں[3] اور میں ہوں خجل — حیف اس وقت پر میرا دل بے جاں نہ ہوا

صحنِ گلزار میں کیا کام ہے صحرائی کا — جائے گل حیف یہاں خار بیاباں نہ ہوا

کیا سبب دیکھ رہا آئینہ اے شوخ تجھے — کیوں پشیماں نہ ہوا سر بہ گریباں نہ ہوا

لذتِ نعمتِ دیدار نہ پاوے ہرگز — مجلسِ غم میں جگر جس کا نمکداں نہ ہوا

اپنے مقصود کی بالقیس کوں کیوں جا پہنچے — طپشِ دل سیں جسے تختِ سلیماں نہ ہوا

باغ[4] نے سرو کی انگلی کوں لبِ جو[5] نہ رکھا — حیف کھاتا ہے کہ وو سروِ خراماں نہ ہوا

۱؎ پ۔ ۳۹۱ ا ۲؎ ہیگا۔ ۵۸۵ ا ۳؎ کوں۔ ک ۴؎ ح نزار ۵؎ پ۔ ۵۸۴ ا۔

اس طرف یار کوں کب میل تماشا ہے سراج
ریزش اشک سیں جس گھر میں چراغاں نہ ہوا

۳۹

رشتے میں تیری زلف کے جان ہمارا　　　　بیجا نہیں سنبل کے اوپر مان ہمارا ۲۶۶

سرمایۂ آشفتہ دلی جمع ہوا ہے　　　　آ دیکھ صنم[1] حال پریشان ہمارا

جیوں صورتِ دیوار ہوا محوِ تمنا　　　　مشتاق تیرا ہے دلِ حیران ہمارا

درپیش ہے ہم کوں سفرِ منزلِ مقصود　　　　بس آہ سحرگاہ یہ[2] سامان ہمارا

تیرے لبِ شیریں کی مناجب سیں حکایت　　　　کاشانۂ زنبور ہوا کان ہمارا

مجنوں کی طرح وحشی صحرائے جنوں نہیں　　　　ہے وسعتِ مشرب سینی میدان ہمارا

کہتے ہیں تیری زلف کوں دیکھ اہلِ شریعت　　　　قربان ہے اس کفر پر ایمان ہمارا

آزاد کیے قید سیں تسبیح کی اس کوں　　　　ہے گردنِ زنار پہ احسان ہمارا

سینہ کے طبق میں ہے کبابِ دلِ پرسوز　　　　جس دن سے غمِ ہجر ہے مہمان ہمارا

اے شوخ کشش سیں تیرے ابرو کی کماں کی　　　　دل ہاتھ سیں جاتا ہے ہر ایک آن ہمارا

---

[1] سجن ۔ س [2] یو ۔ س۔ [3] ہے ۔ ک، د [4][5] شد [6] نمن ۔ س

اے[1] جانِ سراج ایک غزل درد کی سن جا
مجموعۂ احوال ہے دیوان ہمارا

۴۰

۲۷۷ ہمارے[2] پاس جاناں آن پہنچا — دلِ بے جان کوں اب جان پہنچا
نہ ہوئے کیوں شورِ دل کی بانسلی میں — ملاحت کا سلونا کان[3] پہنچا
کماں ابرو کی ہر ترچھی[4] نگہ سیں — جگر کے توڑنے کوں بان پہنچا
دکھایا مصحفِ رخسار اپناں[5] — ہمارا دین اور[6] ایمان پہنچا
مجھے کہہ کا کریزی[7] چیرے[8] والے — کہ وقتِ سیر نا فرمان پہنچا
مے و جام و گل مطرب[9] ہے موجود — بہارِ وصل کا سامان پہنچا
دلِ مفلس نے پایا وصل کا گنج — بھکاری کوں درس کا دان پہنچا

سراج اب گھر ترا روشن ہوا ہے
مگر وو شمع رو مہمان پہنچا

[1] اے جان سراج آج لیجا تحفہ مجلس ۔ س و ۳۹۱ ا [2] میرے کن ۔ س [3] آن ۔ ک
[4] نیر ۔ ۵۵۲ ا [5] پیونے ۔ س [6] ہور ۔ س [7] کانگریزی ۔ ح [8] چیرہ ۔ ک [9] ح و ۵۵۲ ا ندارد

۱۴۱

ماجرا سُن کر ہمارے اشک بے پایان کا ٢٨٥
آب ہو جاتا ہے زہرا نوح کے طوفان کا

دیکھ کر دریا میں اس مہندی بھرے ہاتھوں کا عکس
خشک ہو جاتا ہے لوہو پنجۂ مرجان کا

اس بنفشئ[1] پوش سیں مت مل رقیبِ زرد رو
کیا توں شاخ زعفراں ہے باغ نافرمان کا

سبزۂ خط سیں زنخداں نے تری پایا ہے رنگ
ان دنوں آیا ہے تحفہ سیب ہندوستان کا

ہے ہمارے نالۂ پرسوز کا مطلب بلند
سرو قدکوں ہوئے گر معلوم حال اس تان کا

ہے بیانِ سوزِ[2] بےتابی مری ہر بیت میں
برق کے سونے سیں جدول چاہیے دیوان کا

---

[1] بنفشہ۔ ک　　[2] شور۔ م۵۵۴ ا۔

خوف میں ہوں سن کہ شاہِ حسن کے خط کی خبر
دیکھئے کیا ہوئے گا مضمون اس فرمان کا

زلف کا فر سیں لگی بہنے نسیم مشک بو
زاہدو باد خزاں ہے گلشن ایمان کا

جاں سپاری داغ کتھا چونا ہے چشمِ انتظار
واسطے مہمانِ غم کے دل سے ہے بیڑا پان کا

گوشۂ محراب ابرو میں ترے خالِ سیاہ
تابع اسلام ہے سردار کفرستان کا

اے سراج آیا نہیں وو نورِ چشمِ انتظار
خانہ ویراں ہو گیا ہے دیدۂ حیران کا

۴۲

۲۹۲ دلدار کی کشش نے اینچا ہے مَن[1] ہمارا — ہے خاک اس قدم[2] کی شاید وطن ہمارا
اے دوستان جانی دل سیں کرو توجہ — تا جان پاس اپنے پہنچے بدن ہمارا
گر زندگی ہے باقی پھر تم سیں آ ملینگے — دیدار آخری ہے جو ہے مرن[3] ہمارا

---

۱ دل ۲۹۱ ، ۲ چرن - س ۳ جیوں - س

دریا[۱]ئے مدعا کا لائے ہیں تھاہ جب سیں ہر بوند اشک[۲] کا ہے دُرِ عدن ہمارا
درکار نہیں ہے پہریں بریں قبائے زینت یہ[۳] بس ہے خاکساری خاکی بر[۴]ن ہمارا
سب[۵] چھوڑ خانماں کوں میں اس کی جستجو میں ہے دشت اور[۶] بیاباں باغ و چمن ہمارا
مانند[۷] کوہ کن ہے بے کل سراج کا دل
شاید کہ مان لیوے شیریں سخن ہمارا

۴۳

۳۰۲ تصور تجھ بھواں کا اے صنم سمرن ہوا من کا
سدا دیول کی پوجا کام ہے ہر یک برہمن کا
ہوا ہے سرنگوں ہر سرو تجھ قد کی خجالت سیں
گھٹایا حسن روز افزوں نے تیرے مان گلشن کا
ترے دیکھے چکوروں کی نہ ہوئے کیوں آرزو حاصل
ہوا عالم میں روشن چاند پورا حسن کے گہن کا

---

۱ مقصود کے دریا۔ س ۲ ہے انجھو کا دُرِ عدن۔ س و ط ۳۹۱ ا ۳ یو۔ س ۴ بدن۔ ک
۵ سب خاناں کوں تج کر ایں پیو کی جستجو میں۔ س و ط ۳۹۱ ا ۶ ہور۔ س ۷ فرہاد کی نمط۔ س و ۳۹۱ ا

کیا ہے حق نے تجکوں بادشاہ کشورِ خوبی
غریبوں کی صدا کوں مان لے دے وان درسن کا

بجا ہے گر مرا رتبہ سریرِ عرش پر ہووے
صفائے دل سیں خاک راہ ہوں پیتم کے دامن کا

عجب آتا ہے مجکوں خوبرویاں کے تغافل پر
اگرچہ دوست ہیں، کرتے ہیں لیکن کام دشمن کا

برہ کے تیر باراں کوں سہا ہے بے جگر ہوکر
دلِ مہجور میرا سور ہے تجھ عشق کے رن کا

کرے گر سیر دریا سینۂ ناصاف سیں زاہد
تو ہووے عکس پانی میں نہاں خورشید روشن کا

سراج اس آتشیں رو کی جھلک درکار ہے مجکوں
کمالِ ناتوانی سیں ہوا تنکا مرے تن کا

۴۴

۳۱۲ دیکھ کر تجھ حسن کی لیلیٰ کوں جیوں مجنوں ہوا بے خودی کے دشت میں دیوانہ و مفتوں ہوا

لہ ہم۔ک لہ دل۔ س جو۔ مشہ۔ ل۔

نہیں ہے مجکوں احتیاجِ جام لبریزِ شراب — غم کی مجلس میں مرا دل ساغرِ پر خوں ہوا
دیکھ کر تیرا قدِ طوبا صفت اے خوش ادا — تھا قدِ سروِ سہی اول الف اب نوں ہوا
سرخوشی[1] ہے یاد میں تیری مجھے ہر روز و شب — شوق تیرا حق میں میرے نشۂ معجوں ہوا
جو دل مفلس کہ منگتا تھا گدائی در بدر — دولتِ دیدار پا کر وقت کا قاروں ہوا
سرو کی ہمسر جو ہووے آہ اسکی کیا عجب — رات[2] دن جس کوں خیالِ قامتِ موزوں ہوا

کام میرا نغمہ خوانی ہے جدائی میں سراج
بزمِ غم میں مجکوں تارِ آہ کا قانوں ہوا

۴۵

تیری بھنوؤں کی تیغ کے جو رو بہ رو ہوا — سب عاشقوں کی صف میں وہی سرخرو ہوا ۳۱۹
تجھ زلف کے خیال سیں کیونکر نکل سکوں — ہر پیچ و خم نمونۂ طوقِ گلو ہوا
تیرے نگہ کا تیر ہے از بس کہ مو شگاف — ممنون ہر ایک زخم سیں میں مو بمو ہوا
رشتے سیں موج گل کی ہوائے بہار میں — سب بلبلوں کا چاک گریباں رفو ہوا
سورج کا رنگ چاند سر یکا ہوا سفید — جس صبح کوں سوار وو خورشید رو ہوا

۱؎ دل خوشی ۔ س   ۲؎ جس کے ہر شب ۔ س

جس کی زباں میں عشق کے افسوں کا ہے اثر — ہر حرف اس کا موج پری ہو بہو ہوا

بر جا ہے گر کہوں میں اسے شیشۂ آتشی
چشم سراج آئینۂ شعلہ رو ہوا

۴۶

۳۲۶ عشق جب آیا تو ترک آبرو کرناں لگا — گوشہ گیری چھوڑ سیر کو بکو کرناں لگا

میں نہ رکھتا تھا شہیداں کی عبادت کی خبر — اب دم خنجر کے پانی سیں وضو کرناں لگا

دل میرا بے دل ہو کیا جانے کدھر جاتا رہا — یار تھا کیا کیجیے اب جستجو کرناں لگا

دلبر نو خط نے دل لے کر کیا انکار صاف — آرسی شاہد ہے اسکوں روبرو کرناں لگا

دل کی اب دیوانگی کا اور کچھ نہیں ہے علاج — حلقۂ زلف صنم طوق گلو کرناں لگا

یاد ہیں وو دن کہ تھی ہر رات ہم کوں[۱] چاند رات — عید کی سی چاند کی اب آرزو کرناں لگا

وحشت[۲] دل کا نظر آتا نہیں ہرگز علاج — حلقۂ زلف صنم طوق گلو کرناں لگا

دل ہوا چاک آفتاب حسن کے شوقوں سراج
سوزنِ خط شعاعی سیں رفو کرناں لگا

---

۱ مجھ کوں - ک   ۲ اور کچھ نہیں علاج ۲۹۱ اور ۵۸۲ ا - سہ ح ندارد

۴۷

وحشی ہوا ہوں دلبر گلرو کی چشم کا ۔۔۔ کیا[1] کام میرے سامنے آہو کی چشم کا ۲۳۴
اب شیشۂ شراب کوں لا طاق[2] میں رکھو ۔۔۔ بس ہے خیال مجھ کوں خوش ابرو کی چشم کا
رخسار پر صنم کے جو خالِ[3] سیاہ ہے ۔۔۔ وہ مردمک ہے حلقۂ گیسو کی چشم کا
اس کی نظر میں ہے گُلِ[4] نرگس سفید داغ ۔۔۔ جو مبتلا ہے شوخ سمن بو کی چشم کا

توں مقصدِ سراج غزل خواں ہے جیوں کہ گل
جان نظر[5] ہے بلبل خوشگو کی چشم کا

۴۸

۲۲۹ جس نے تجھ حسن پر نگاہ کیا ۔۔۔ نور خورشید فرش راہ کیا
حق نے اپنے کرم ستی مجھ کوں ۔۔۔ ملک خوبی کا پادشاہ کیا
مشق غفلت سے تیرہ[6] باطن نے ۔۔۔ صفحہ زندگی سیاہ کیا
حوض کوثر کا تشنہ لب کب[7] ہے ۔۔۔ اس[8] زنخداں کی جن نے چاہ کیا
کوچۂ زلف میں گیا جب دل ۔۔۔ برگ سنبل کوں زاد راہ کیا

---

۱ ست نام لیجو مجھ اگے آہو کی چشم کا ۔ ۲۹۱ ۔ ل　۲ پر ۹۹ ۔ ل　۳ جو خال ہے سیاہ ہے ک　۴ نرگس ہے ک
۵ بدر ۔ ک　۶ تیرے ۔ ۵۸۲ ل　۷ میں ۵۸۲ ل　۸ تجھ ۔ ک

برق خرمن ہے جان دشمن کا — درد سیں جس نے ایک آہ کیا

مت جلا اب سراج کوں ظالم
شعلۂ غم کوں عذر خواہ کیا

۴۹

۳۴۶ نقش قدم ہوا ہوں محبت کی راہ کا — کیا دلکشا مکاں ہے مری سجدہ گاہ کا
گرمی سیں آفتابِ قیامت کی کیوں ڈروں — سایہ ہے مجھ کوں سروِ قیامت پناہ کا
ناسور ہو کر روزِ قیامت تلک بہے — جس کے جگر میں تیر لگے تجھ نگاہ کا
پیوکا جمال دیکھ ہوا چاک چاک دل — جیوں کہ کتاں پہ عکس پڑے نور ماہ کا
ڈورے نہیں ہیں سرخ تیری چشمِ مست میں — شاید چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا
دل تجھ برہ کی آگ سیں کیونکر نکل سکے — شعلہ سیں کیا چلے گا کہو برگ کاہ کا
سنبل ہے جیوں کہ جلوہ نما جوئبار پر — انکھوں میں میری عکس دو زلفِ سیاہ کا

مہتاب رو کے رخ پہ سیہ خط نہیں سراج
جا کر کھلا ہوا ہے میرے دودِ آہ کا

---

۱ سرور عالم ۔ ک ۲ رہے ۹۶ ل ۳ ح د ۵۸۲ انداز د ۴ میرے من پر عکس بس د ۲۹۱ ل
۵ چندر مکھی کے مکھ پہ نہیں ہے خطِ سراج ۲۹۱ ل د س

۵۰

۲۵۴ سوُنے راتوں کوں گر جنگل میں میرے غم کی واویلا
تو مجنوں قبر سیں اٹھ کر پکارے "آہ یا لیلا"

ہمارا خون ناحق نہیں ہوا ضایع ارے قاتل
زمیں سے گل ہو نکلا آسماں پر ہو شفق پھیلا

ہرن سب ہیں براتی اور دِیوانا بن کا دولہا ہے
پہیر خلعت کوں عریانی کی پھرتا ہے بنا چھیلا

شراب صاف دے تا صاف ہو ساقی غبارِ غم
ہمارا دل نپٹ گرد کدورت سے ہے اب میلا

سراج اس شعلہ رو کی تنگ پوشی کوں کہاں پہنچے
کہ ہے جامہ بدن میں شمع کے فانوس کا ڈھیلا

۵۱

۲۵۷ بھول جا حرف بے وفائی کا یاد کر علم آشنائی کا

۱؎ سنے ۲۸۳ھ ا ۲؎ یہ کہہ ک ۳؎ پھولاک و ۲۸۳ھ ا ۴؎ دیوانہ ۵؎ دولا ۲۸۳ھ ا
۶؎ خار ک ۷؎ ہوا ک ۸؎ بر ک ۹؎ ترک کر شیوہ ۔ س و ۲۹۱ ا ۱۰؎ داغ ہے دل میں تجہ جدائی کا ۔ س ۱۱؎ رکھ ک

آ میری آہ کا تماشا دیکھ	گر تجھے ذوق ہے ہوائی کا
شربت زندگی اسے ہے تلخ	جس نے پایا[1] مزہ جدائی کا
آرسی حق نما ہے اے غافل	خوب[2] نہیں طرز خود نمائی کا
دور[3] آیا ہے چشم ساقی کا	وقت[4] اب کب ہے پارسائی کا
بھیک منگنے تہارے[5] ابرو پاس	ماہِ نو جام ہے گدائی کا

نہیں[6] مرے دل میں داغ عشق سراج
ہے سپند آتش جدائی کا

۵۲

۲۶۶ جب وو تیغ چشم سرے سیں سیہ تابی ہوا	رنگ خاموشی صدائے حلق بے تابی ہوا
دیدہ وا ہوں انتظار[7] یار میں جیوں آئینہ	سرمۂ حیرت نصیب چشم بے خوابی ہوا
نام تیرا ہر گھڑی لے جو ہر کان حیا	مجہ نگیں دل پہ نقش[8] موج بے تابی ہوا
احتیاج[9] شمع کب ہے مجلس عشاق میں	سوز آہ شعلہ افشاں نور مہتابی ہوا
جوش میں ہے بس کہ میرے اشک کا دریائے شور	مردمک مجہ چشم تر میں مردم آبی ہوا

[1] چاکھا۔ س [2] چھوڑ دے۔ س [3] دور میں تجہ نین کے اب جاناں۔ س [4] نیں رہا دور پارسائی کا۔ س
[5] تجہ کے۔ س [6] س اور ۱۳۹۱ میں مقطع اس طرح ہے۔ کر ترحم سراج پر اے شوخ! قتل ہے تیغ کج ادائی کا۔ س
[7] انتظاری میں تری ۱۳۹۱ [8] موج نقش۔ ک [9] شمع کی حاجت نہیں ہے مجہ کوں غم کی رات میں ۱۳۹۱

اے صنم تیرے خیالِ ابروے خوں ریز سیں ‌ ‌ ‌ دل شہادت گاہ زخمِ تیغ محرابی ہوا

یاد میں اُس لعل لب کی برگِ گریاں ہے سراج
اشکِ حسرت رشک بخشِ رنگِ عنابی ہوا

۵۳

۳۷۳ ہے اُٹھاں چیرۂ زری والا ‌ ‌ ‌ چشمِ بلبل کی بکتری والا
نرگسِ شوخ چشم ہے باغی ‌ ‌ ‌ ہے کدھر چشم عبہری والا
دل دہی کا خیال کیا جانے ‌ ‌ ‌ نام جس کا ہے دلبری والا
بیٹھ دو کانِ چشم پر کئی دن ‌ ‌ ‌ اشک میرا ہوا تری والا
عشق کافر سیں عقل کا بس نئیں ‌ ‌ ‌ یہ فرنگی ہے پٹھلجری والا
یاد سیں اس کی چشمِ مے گوں کی ‌ ‌ ‌ شیشہ دل ہوا پری والا

اے سراج اس زمینِ مشکل میں
کیا کرے فکر سرسری والا

۵۴

۳۸۰ جس کوں ہے ذوقِ مے ساغر مدہوشی کا ‌ ‌ ‌ ہے اسے شغل تری چشم سیں مے نوشی کا

۱؎ کاں ہے دو ۔ک ، ع، ۲ ۔ ۱ ؎ پھویری ، ۲ ، ۳ ؎ کے تیئں ذوق ہوا ۔ س ، ر ۳۹۱ ب

ماتم حال پریشاں میں مرے اے ظالم — زلف تیری نے لیا رسم سیہ پوشی کا
لایق پیرہن فقر ہیں آئینہ دلاں — تیرہ دل کب ہے سزاوار نمد پوشی کا
پردۂ عیب نہ کر فاش کسی کا ہرگز — گر تمنا ہے تجھے نام خطا پوشی کا
بس ہے یک جلوۂ دیدار ترا جان سراج
نہیں ہے ظاہر میں اسے ذوق ہم آغوشی کا

۵۵

جو کوئی شغل کثرت سیں خالی ہوا — وہ اسرار وحدت کا حالی ہوا ۳۸۵
لیا کاسہ سر کوں دو ہات میں — ترے وصل کا جو سوالی ہوا
کیا جس نے آنکھوں کا پانی رواں — محبت کے گلشن کا مالی ہوا
نہ ہوئے جام کوثر سیں محروم وو — علی ولی جس کا والی ہوا
جو کوئی لیوے جل جائے اسکی زباں — ترا نام اسم جلالی ہوا
لباس بسنتی ترا دیکھ کر — مجھ آنکھوں کا آنسو گلالی ہوا
مرا دل ہے فانوس حیرت سراج
کسی شمع رو کا خیالی ہوا

ل اے صنم حال پریشاں کے مرے ماتم میں ۔ س ٹ کیا ۔ ک و ۱۳۸۵ و ۵ نیں ۔ س ۱۳ نہیں زنہار ۔ ک
ٹ مجھے ۔ ۱۳۸۵ و ۵ میں ۔ ک ۳ کانسہ ۔ ک ۵ عشق ۔ ک ۶ میں ۔ ک ۷ نہیں ۱۳۸۵ و ۔

۵۶

یارؔ جب میری طرف آنے لگا　　دل کی بے تابی سیں جی جانے لگا ۹۲
گلبدن نے دل لیا یک رنگ ہو　　پھر تو کئی کئی رنگ دکھلانے لگا
دل نہیں ہے بلکہ ہے سولی کا پھول　　دوسرا منصور کہلانے لگا
ہوں ترے ابر کرم کا تشنہ لب　　آگ کا مینہ کیوں تو برسانے لگا
بات کے کہتے ہیں وو شیریں دہن　　تلخ ہو کر ہول بتلانے لگا
زلف کھولا جب کہا میں شب بخیر　　شکر للہ پیچ کوں پانے لگا

یار نے دیکھا کہ جلتا ہے سراج
رحم اس کے حال پر لانے لگا

۵۷

نقشؔ ابرو مد بسم اللہ ہے تکبیر کا　　قتل ہے تجھ کوں روا ہر صید بے تقصیر کا ۳۹۹
مثل شانہ نہیں خلاصی اس کی ممکن حشر لگ　　جو ہوا ہے صید تیری زلف کی زنجیر کا
بس کہ اے ظالم کیا توں بیگنا ہوں کوں شہید　　حشر میں دامن زرا اور ہات دامنگیر کا

---

۱ جب بعض ۳۹۱ و ۲ یہ ۵۸۶ و ت ا دیکھو ۳۹۱ و ت بھول ۳۹۱ و ۵ میں مطلع یہ ہے
بس کہ دل زخمی ہوا ہے تجھ نگہ کے تیر کا　　نیں عجب گر تشنہ لب ہووے انجھو کے نیر کا

اس کا خاکا گرد محشر سیں کیا نقاش عشق | رنگ مت پوچھو ہماری آہ کی تاثیر کا
کب امید زندگانی ہے نگاہوں سیں تری | لب نظر آتا نہیں ہے تیر کی زہ گیر کا
اُس[1] کے استقبال کوں خورشید آوے ہر سحر | مبتلا جو کوئی ہوا نجہ حسنِ عالم گیر کا
مت نصیحت کر مجھے اے زاہد خلوت نشیں | عشق میں کچھ زور نہیں ہی بازوے تدبیر کا
اُس کی شہرت سُن ہوے ہیں رام[2] سب وحشی[3] مزاج | نام اس کا کیا مگر تعویذ ہے تسخیر کا

کچھ طلا سیں کم نہیں ہے چہرۂ زردِ سراج
اس سبب نہیں ذوق اوسے خاکستر اکسیر کا

۵۸

۲۰۸ جب وو قیامت آئیں مست غرور ہویگا | ہر نالۂ شہیداں آوازِ صور[4] ہویگا
ے خاک اس گلی کی اے پاکباز صادق | سرمہ من[5] لگا توں انکھیاں کوں نور ہویگا
وو[6] شاہ فوج خوباں اس شہر میں جب آوے | آباد ہو مرا دل دارُالسُرور ہویگا
زاہد کوں روزِ محشر جز بوریا نہیں ہے | مجلس میں عاشقوں[7] کی جام طہور ہویگا
سنگینیٔ تغافل اپنوں[8] پہ مت روا رکھ | مینائے[9] دل ہمارا اب نہیں تو چور ہویگا

۱ ذیل کے دو شعر ح میں نہیں ہیں۔ ۲ ہیو۔ س۔ ۳ جگ کے وحشیاں۔ س۔ ۴ سور۔ ک
۵ طرح ۶ ۔۔۔ ۷ آویگا شاہ خوباں جس وقت اس نگر میں۔ س ۸ عاشقاں۔ س ۹ مجھ حزیں۔ س
۱۰ شیشے من مرا دل پھر۔ س۔

آنکھوں[۱] کے سامنے سیں مت جا صنم وگرنہ عشرت اٹھے گی[۲] یکسر غم کا وفور ہوئیگا

حالِ سراج مت پوچھ اے شمعِ بزمِ خوبی
اس پر جو کچھ ہووے گا تیرے حضور ہوئیگا

۵۹

صنم[۳] نے زلف میں دل مجھے اسیر کیا نگاہِ[۴] تیز سیں پھر کر نشانِ تیر کیا ۴۱۵
جنوں نے جب سیں دیا مجھ کوں دل کی کوہ کنی تبھی[۵] سیں منصب فرہاد کوں تغیر کیا
نہیں ہے درد سر اس کے کوں حاجت صندل ترے قدم کی جو کوئی خاک کوں عبیر کیا
تمام منزلِ عرفاں کی سیر کیوں[۶] نہ کرے طریقِ عشق میں جو غم کوں دستگیر کیا
لگا کے خاک بدن پر جو کوئی لیا بیراگ وو[۷] اپنے بر میں عجب جامۂ حریر کیا
جو کوئی کہ لذتِ دوری کی چاشنی چاکھا غبار سینہ شکر خونِ دیدہ شیر کیا

جو[۸] کچھ تھا نقد خرد اے سراج لوٹ لیا
وو شاہِ حسن نے آخر مجھے فقیر کیا

---

۱ محتاج اے بیرجن خاطر سوں عاشقاں کی۔ س ۲ گا۔ س ۳ سجن۔ س ۴ دل فگار کوں۔ س ۵ تدہاں سوں۔ س ۶ کوں۔ ح ۷ ایس کے۔ س ۸ س میں مقطع حسب ذیل ہے ؎

سراج آج ترے باج اے شہ خوباں ؎ سنگات لشکر غم کے انجھو بہیر کیا

۶۰

۴۲۲ دل مبتلا ہوا تری[1] آنکھوں کے ناز کا — زنجیر بند ہے تیری زلف دراز کا

چنگل سیں تجھ نگاہ کے زخمی ہوا ہے دل — پنجہ لگا ہے صید کوں جیوں شاہباز کا

قبلہ طرف نہیں ہے مجھے مطلب سجود — محراب ابرواں میں ہوں مائل نماز کا

مجلس میں غم کی آہ کی توں بانسلی بجا — اے دل اگر ہے ذوق محبت کے ساز کا

خواہش ہے تجھ کوں کعبۂ مقصود کی اگر — کر بادبان آہ کوں دل کے جہاز کا

اس کی نظر میں سرو سہی ہے مثال کاہ — ہے جس کوں شوق تجھ قدِ عاشق نواز کا

افزوں[3] ہے حسن پاک تیرے کی بہار آج — شاید اثر ہے مجھ نگہ پاکباز کا

شعلہ لگے[4] زبانِ قلم کوں مثال شمع — قصہ لکھوں جو دل کے میں سوز و گداز کا

مرہم سیں تجھ کرم کی وو امید وار ہے — زخمی ہوا جو تجھ نگۂ یکہ تاز کا

نہیں اس کو ہوش سور قیامت کے شور کا — بدست ہے جو کوئی مئے مینائے راز کا

ہرگز[5] نہیں ہے اس کوں حقیقت کی چاشنی — جس نے مزہ چکھا نہیں عشق مجاز کا

---

[1] ہے تجھ انکھیاں۔ بس۔ [2] یہ اور ت[؟]یج کا شعر ح میں نہیں ہے۔ [3] ہے تیرے حسن پاک کی افزوں۔ [۱۵۵۴]

[4] لگیں [۲۵۵۴] [5] س میں مصرع یوں ہے "مشکل ہے اس کی پہنچ حقیقت کی راہ میں"۔

اس سرو قد سیں آج ہم آغوش میں ہوا — پایا ہوں پھل جہان میں عمر دراز کا

جب[1] سیں سراج مائل لیلی نگاہ ہوں
مجنوں نے مجھ سیں درس لیا ہے نیاز کا

۶۱

جسے شغل ہے نحو اور صرف کا — کہاں ہوش ہے عشق کے حرف کا
ہر یک لایق مستی عشق نہیں — نہیں کام یہ[2] ہر تنک ظرف کا
میرے اشک رقت[3] نے پیدا کیا — ترے ہجر میں رنگ شنگرف کا
نہیں گرمی عشق زاہد کے تئیں — اثر ہے مگر سردی برف کا
لگے[4] برق کوں آتش غم سراج
سنے گر وو شعلہ مرے حرف کا

۶۲

دل[5] پری رو کوں دیکھ دنگ ہوا — دشمن جان نام و ننگ ہوا

---

[1] س، ل ۲۹۱/۱ ـ 'استاد عشق بس کہ ہوا ہوں میں اے سراج' [2] ہر ایک۔ س [3] رنگین۔ س
[4] س میں مقطع حسب ذیل ہے۔ سناؤں غزل یو کسے اے سراج ؛ نہیں قدرداں کئی مرے حرف کا۔
[5] س میں مطلع حسب ذیل ہے۔ سرو تجھ قد کوں دیکھ دنگ ہوا ؛ غنچہ تیرے دہن سوں تنگ ہوا۔

دیکھ تیری[1] نگہ کی خوں ریزی — مجلسِ عاشقاں میں رنگ ہوا

دل میرا بے[2] خودی کے دریا میں — سب سے آزاد ہو نہنگ ہوا

صافیٔ دل کا[3] اور عالم ہے — عکس[4] آئینہ جس پہ زنگ ہوا

سخن سخت ان رقیبوں[5] کا — شیشۂ دل کے حق میں سنگ ہوا

قلعۂ دل کوں غم نے گھیر لیا — تس پر اس آہ کا سرنگ ہوا

اے سراج اس کشادہ ابرو بن[6]

زندگانی سیں[7] میں بتنگ ہوا

۶۳

۲۴۷ جو تیرے غم کی تمنا نہ کیا — ابدی عیش کا سودا نہ کیا

اپنی آنکھوں سیں جو پنہاں نہ ہوا — اس نے کچھ عمر میں پیدا نہ کیا

حیف ہے اس کی تماشا بینی — چشمِ باطن کوں جو کئی وا نہ کیا

مدتوں لگ حرم و دیر پھرا — میں تیرے واسطے کیا کیا نہ کیا

میں کیا دل کوں گلِ داغ سیں باغ — یار نے عزمِ تماشا نہ کیا

۱؎ کر تجھ سوں م ۲۹۱ و ۲؎ تجھ پرت۔ س و م ۲۹۱ و ۳؎ ہے آرسی میری۔ س و م ۲۹۱ و ۴؎ غیر کا عکس اوس میں س و م ۲۹۱ و

۵؎ رقیباں۔ س ۶؎ باج۔ س ۷؎ سیں دل۔ س۔

باغ میں نرگسِ بیمار طرف　　گوشۂ چشم سیں ایما نہ کیا
جل گیا شوق کے شعلوں میں سراج
اپنی دانست میں بیجا نہ کیا

۶۵

۴۵۴ جو تجھے دیکھ کے مبہوت ہوا　　خونِ دل اس کوں سدا قوت ہوا
جو موا دیکھ ترے عارض کوں　　شاخِ گل کا اُسے تابوت ہوا
جو اٹھا مجلسِ ناسوتی میں[1]　　محرمِ خلوتِ لاہوت ہوا
نوکِ مژگانِ صنم حق میں مرے　　تیز جوں نیزہ رجپوت ہوا
اشکِ[2] خوں میں شبِ ہجراں کا سراج
روغنِ شعلۂ یاقوت ہوا

۶۵

۴۵۹ بس کہ دل محوِ خیالِ حلقۂ کاکل ہوا　　پیچ و تابِ آہِ غم[3] سیں دستۂ سنبل ہوا
صبحدم سیرِ چمن کا جب کیا گل رو نے عزم　　ہر صدائے خندۂ گل نالۂ[4] بلبل ہوا

---

[1] سیں ۔ ک　[2] مائل بزم جہاں میں ہے سراج ؛ ساکن عالم جبروت ہوا ۔ ۲۹۱ و
[3] آہ سیں دل ۔ ک　[4] نغمہ ۔ ک ۔

کیونکہ ہوئے آلودہ دامن وو سہی قد باغ میں سرو خم ہو کر کنارِ آب جو پر پُل ہوا
صافیِ باطن عطا ہے بس کہ حُبِّ شاہ سیں دل مرا آئینۂ عکس پئے دُلدُل ہوا
اس گلابی چشم کا از بس تصور ہے مجھے
اے سراج آئینۂ دل ساغرِ پُر مُل ہوا

۶۶

۴۶۴ شراب شوق پی کر دو جہاں کا جس نے غم بھولا
خیالِ خم افلاطون و فکرِ جامِ جم بھولا
صنم کی تیغ پر سیرِ گلستانِ شہادت ہے
جو کوئی یہاں سر سیتی چلتا نہیں اس نے قدم بھولا
نہ لاوے ہوش میں ہرگز دمِ عیسیٰ اسے ایک دم
تری تیغِ نگہ کے دم کے دیکھے جس نے دم بھولا
ہر ایک نقشِ قدم کوں بوجھتا ہے پھول کر پھکڑی
گذر تیری گلی میں جو کیا باغِ ارم بھولا

ا جب مجو شاہ سوں۔ س ۲ جو کوئی سر سیتی۔ ک۔

نہیں[۱] الکا ترے دام نگہ میں کون سا وحشی
تری آنکھوں کی وحشت دیکھ کر آہو نے رم بھولا

سراپا سحر ہے موہن کہ جس تصویر لکھنے میں
نہ لا دیدار کی طاقت مصور نے قلم بھولا

نظر کر دیکھ ہر شئے مظہر نور الٰہی ہے
سراج اب دیدۂ دل سیں صمد دیکھا صنم بھولا

۶۷

تیری[۲] زلفِ سیہ کے تاروں کا ــــ ورد ہے صبح و شام ماروں کا ۴۷۱
مثل سیماب ہم کوں نہیں آرام ــــ پوچھ آ[۳] حال بے قراروں کا
سوزِ[۴] دل کی گھٹا ہے آنکھوں میں ــــ مینہ[۵] برسنے لگا انگاروں کا
اشکِ[۶] گرم آگ ہو نکلتا ہے ــــ نہیں پلک جھاڑ ہے ستاروں کا
گلبدن کے فراق میں ہر شب ــــ دل ہے آماج غم کے خاروں کا

[۱] سمندِ برق جولاں میں کیا ہے اتنا شوخی ۳۹۱ ا [۲] دیکھ غم تجھ زلف کے تاروں کا ؛ ہے پریشان حال ماروں کا ۳۹۱ ا و س
[۳] ٹک ۔ ک، ۳۹۱ و [۴] جب سے چھائی آنکھاں میں غم کی گھٹا ؛ مینہ برستا ہے نت انگاروں کا ۳۹۱ ا و س
جب سوں چھائی ۔ س
[۵] مینہ ۔ ک ۔
[۶] ہر انجھو آگ ہو ۔ س ۔

گلِ عارض دکھا کہ گلشن میں ہوش کھویا ہے کئی ہزاروں کا
ہجر کی رات میں شمار نہیں
اے سراج اشک کی قطاروں کا

۶۸

۴۷۸ اگر وو شوخ کی خاک قدم کوں پاؤنگا بجائے سرمہ اسے آنکھ میں لگاؤنگا
ترے جمال کی تعریف جب کہونگا میں تمام حور و پری ہوش سیں بھلاؤنگا
اگر بہشت میں مجھ کوں ندا کرے رضواں تری گلی سے دمِ حشر لگ نہ جاؤنگا
سنوں گر اس لبِ شیریں سیں لہی کی صدا ہزار نوبتِ کیخسروی بجاؤنگا
یقیں ہے مجھ کوں جدائی کی جان کندن میں ترے وصال کوں پا کر وصال پاؤنگا
اگر وو حسن کا دریا نظر نہ آوے آج تو پور گریہ رفت کا میں بہاؤنگا
ہماری بات محبت سیں تم جو گوش کرو تو اپنی ہیم کہانی تمہیں سناؤنگا

ل س و م ۳۹۱ کے اضافہ اشعار۔
بسملِ خنجرِ جدائی ہیں حال آ دیکھ دل فگاروں کا
چار بازار دہر میں کیا خوف معتقد ہوں میں چار یاروں کا
ٹ نظارہ ۔ ش ل ت انکھیاں میں اُسے ۔س ٹ پیا کے حسن کی ۔س ۵ جو ۔س ٹ سوں ۔ س ۷ بیں ۔ک ۸ بہاؤنگا ۔ک انجھو کا پور اپس چشم سل بہاؤنگا ۔س ۹ میری طرف جو سیرجن پیا سو کان کر ۔س
۱۰ اپس کی ہیم کہانی اُسے میں ۔

وو لالہ رو کا اگر دیکھنا میسر ہوئے جگر مِیں داغ جو ہیں سب اُسے دکھاؤنگا

کہا[1] سراج وو ظالم نے آج زاہد کوں

کمندِ زلف میں اپنی تجھے پھنساؤنگا

۶۹

تنہا وو مستِ ناز کوں جس وقت پاؤنگا اپنے خمارِ غم کی حقیقت سناؤنگا ۴۸۷

پُر خوں ہوا ہے غنچۂ دل فصلِ ہجر میں اس گلبدن کوں کھول کہ سینہ دکھاؤنگا

اس پستہ لب کی چشم[2] کی تعریف جب لکھوں بادام کوں جلا کے سیاہی بناؤنگا

اُس یارِ دل نواز کے آنے کی سُن خبر فرشِ جگر کوں راہ میں اس کی بچھاؤنگا

اُس شوخ کوں سراج مبادا نظر لگے

دل جیوں سپند آتشِ غم میں جلاؤنگا

۷۰

ہے کمندِ حلقۂ گیسو بلا دیکھ کر جس کوں ہوئے یکسو بلا ۴۹۲

ہوش عاشق کا سلامت کیوں رہے لب بلا، بالا بلا، ابرو بلا

---

[1] ک ۔ ک ۲ کہا سجن نے مجھے اے سراج بے پروا ۔ س ۳ کے حسن ۔ ک ۲ او ۔ م ۵۸۴ ر

[2] م ۹۹ ر میں یہ دو شعر اضافہ ہیں ۔ بے اختیار ہو کے میں اس یار کوں کہا ؛؛ کیا ہویگا جو شربت دیدار پاؤنگا ۔
شمشیر کھینچ تب تو دیا یوں مجھے جواب ؛؛ تو دیکھ کیا سراج کے پرزے اڑاؤنگا ۔

کیوں نہ ہوئے دیوانہ ہر اہلِ خرد ہے تمہارا نرگسِ جادو، بلا
خندۂ پنہاں ہیں تیرے اے صنم قتلِ عاشق کا ہے کیا قابو بلا
بھول مت موعود کوں اپنے سراج
گر گیا ہے وعدہ قابو بلا

۷۱

۴۹۷ یار گرمِ مہربانی ہو گیا دشمنِ جانی تھا، جانی ہو گیا
اس شکر لب کی ملاحت دیکھ کر منفعل ہو نون پانی ہو گیا
توپ خلنے سیں ہماری آہ کے قلعۂ دل ڈھول ڈھانی ہو گیا
کیسری جامہ بدن میں اسکے دیکھ رنگ میرا زعفرانی ہو گیا
دیکھ اس خورشید رو کوں اے سراج
چاند کا رنگ آسمانی ہو گیا

۷۲

۵۰۲ سرو گلشن پر سخن اس قد کا بالا ہو گیا ہر نہال اس شرم سیں جنگل کا پالا ہو گیا

---

۱ جس کے دیکھے عاشقاں بیمار ہیں ۳۹۱ و وص ۲ پیا کے۔ س ۳ میرے کا۔ س ۴ قالو۔ ح
۵ ۳۰۰۵ و میں مطلع نہیں ہے ۶ ہونٹوں سیں۔ ک

آدتا ہے یہ[1] بہا ہو آنکھ سیں دامن تلک — طفل اشک اس آج کل میں کیا جوالا ہو گیا

جب سیں اس الماس کی ہنجی[2] کا ہے آنسو میں عکس[3] — تب سیں ہر تار فلک ہیروں کا مالا ہو گیا

دل جگر کی ٹکڑیاں آہو کے ناروں[4] میں پرو — بیٹھ کر دو کان غم پر پھول والا ہو گیا

اشک باراں آہ بجلی اشک کی کالی گھٹا — ماہ روبن کس طرح کا برشگالا ہو گیا

باغ میں سرا تھا اور تھی یاد[5] دلدار دو رنگ — مجھ کوں ہر برگ گل رعنا دوشالا ہو گیا

نیند سیں کھل گئیں مری انکھیں[6] دیکھا یار کوں — یا اندھارا اس قدر تھا یا اوجالا ہو گیا

ہجر کی مٹھ میں تصور اس غزالی چشم کا — عشق کے بیراگیوں کو مرگ چھالا ہو گیا

بھر رہا ہے بس کہ دودِ آہ میرا اے سراج
آسماں جیوں پردۂ فانوس کالا ہو گیا

۷۳

۱۱۵ عشق بازی میں جو کوئی جاں کوں[7] ہارا ہوے گا — گل بسر[8] شوق کا ہو رنگ کا مارا ہوے گا

راز مجہ عشق کا چھپتا[9] سا نظر آتا نہیں — ہے[10] مجھے صدق کہ آخر کوں پکارا ہویگا

ہے سدا سینۂ صد چاک مرا مثلِ انار — رفتہ رفتہ دیکھو یہ پھول ہزارا ہویگا

---

۱ ہے۔ک ۲ تخنی۔ ۹۹ و ۳ رنگ۔ ۹۹ ا۔ ۴ ناکوں۔ک ۵ بے طرح سیں۔ک

۶ یا دبھی دلدار کی ۹۹ و ۷ جو۔ ۹۹ و ۸ عقل کوں یار کے کوچے میں بسارا۔ک ۹ چھپتا نظر آتا۔ک ۱۰ ہے یقین مجھ کوں ۹۹ و

آشتابی سیں مرے شورش احوال کوں دیکھ　　طپشِ شوق سیں دل جل[1] کر انگارا ہویگا
گر ترے حسن کے پرتو سیں فلک ہوئے روشن　　مہر مہتابی و مہتاب ستارا ہویگا
مغربی تیغ ہلال اول شب مرتی ہے　　یار کے گوشۂ ابرو کا اشارا ہویگا

اے سراج اس کوں میسر ہے سدا سند شوق
کسوتِ داغ سیں جو دل کوں سنوارا ہویگا

۷۴

۵۱۸ میں نہ جانا تھا کہ توں یوں بیوفا ہو جائیگا　　آشنا ہو اس قدر نا آشنا ہو جائیگا
خوب لگتی ہے اگر بدنامی عاشق تجھے　　آہ کرتا ہوں کہ شہرہ جابجا ہو جائیگا
گر تمہاری دل خوشی ہے ذبح کرنے میں مرے　　خوب جی جاوے تو جاوے اور کیا ہو جائیگا
میں سنا ہوں تجھ لبوں کا نام ہی حاجت روا　　یک تبسم کر کہ میرا مدعا ہو جائیگا
کیا عجب گر میں ہوا دیوانۂ زلفِ بتاں　　گر فرشتہ ہوئے[2] تو ان کا مبتلا ہو جائیگا
میں تمہارے آستانے سیں جدا ہونے کا نہیں　　سر اگر شمشیر[3] سیں کٹ کر جدا ہو جائیگا

جیوں سراج اس شمع رو پر دل کوں ہے جلنے کا شوق
فرضِ عینِ عاشقی سیں اب[4] ادا ہو جائیگا

[1] جل کے ۔ ک [2] ہوتیوں کا ۔ ک [3] تلوار ۔ ک [4] سب ۔ ۹۹۱ ۔

۷۵

آیا پیا شراب کا پیالا پیا ہوا — دل کے دیے کی جوت سیں کاجل دیا ہوا ۵۲۵

آیا ہے میرے قتل پہ درپیش بے طرح — آیا ہے مجھ کوں پیش وو اپنا کیا ہوا

مارا ہوا ہے خضر محبت کی تیغ کا — آب حیات شوق سیں تیرے جیا ہوا

بیٹھا ہے تخت شوق پہ جو ہو کہ بے ریا — وو پادشاہ بارگہہ کبریا ہوا

نکلا ہے دل جلا کے مجھ انکھوں سے طفل اشک — اس شوخ بے جگر کا دیکھو کیا ہیا ہوا

دل[1] لے گیا ہے مجھ کوں دے امید ول دہی — ظالم کبھی تو لائیگا[2] میرا لیا ہوا

نہیں جب سیں پاس شاہد گلگوں قبا سراج
جی پر ہے تنگ جسم کا جامہ سیا ہوا

۷۶

غم نے باندھا ہے مرے جی پہ کھلا ہائے کھلا ۵۲۲
پھر نئے سر سیتی آئی ہے بلا ہائے بلا
اے گل گلشن جاں کر مجھے یک بار نہال
خار حسرت کا کلیجے میں سلا ہائے سلا

---

[1] دل نے کہا ہے مجکوں دے امید وارہی۔ ک [2] لاویگا۔ ک

دیکھ سکتا نہیں میں گل کوں ہر یک خار کے ساتھ
اپنے ہمراہ رقیبوں کوں نہ لا ہائے نہ لا

ذبح کرنے میں مرے رحم نہ لایا اس نے
بلکہ اتنا بھی کہا نیں کہ گلا ہائے گلا

جس نے کھایا ہے ترے ابروے خوں ریز کا زخم
مرغ بسمل سا لہو بیچ رُلا ہائے رلا

جان جاناں کوں مرے پاس شتابی لاؤ
نہیں تو یک پل میں مرا جان چلا ہائے چلا

بے طرح اب تو برہ آگ دہکتی ہے سراجؔ
دل مرا کیوں نہ پکارے کہ جلا ہائے جلا

۵۳۹ اغیار چھوڑ مجہ سیں اگر یار ہوئیگا　　شاید کہ یار محرم اسرار ہوئیگا
بوجھیگا قدر مجہ دل آشفتہ حال کی　　پھاندے میں زلف کے جو گرفتار ہوئیگا

لہ ہر [illegible] ۔ ۱ ۲ہ کا ج

بے فکر مَیں نہیں کہ صنم مست خواب ہے　　　کیا کیا بلا کریگا جو بیدار ہوئیگا

پنہاں رکھا ہوں درد کوں لوہو کی گھونٹ پی　　　کہتا نہیں کسی سیں کہ اظہار ہوئیگا

بزمِ جنوں میں ساغرِ وحشت پیا جو کوئی　　　غفلت سیں عقل و ہوش کی ہشیار ہوئیگا

تیری بہووں کی تیغ کے پانی کوں دیکھ دل　　　اٹکا ہے اس سبب کہ ندی پار ہوئیگا

رنگیں نہ کر توں دل کا محل نقشِ عیش سیں　　　غم کے تبر سیں مار کر مسمار ہوئیگا

بر جا ہے یار مجھ پہ اگر مہربان ہے　　　بلبل پہ گل بغیر کسے پیار ہوئیگا

جاتا نہیں ہے یار کی شمشیر کا خیال　　　معلوم یوں ہوا کہ گلے ہار ہوئیگا

انکار مجھ کوں نہیں ہے تری بندگی ستی　　　یہاں کیا ہے بلکہ حشر میں اقرار ہوئیگا

مجھ پاس پھر کر آوے اگر وو کتاب رو　　　مکتب میں دل کے درس کا تکرار ہوئیگا

صحنِ چمن میں دیکھ تیرے قد کی راستی　　　ہر سرو تجھ سلام کوں خمدار ہوئیگا

اس چشمِ نیم خواب کی دیکھے اگر بہار　　　نرگس چمن میں تختۂ دیوار ہوئیگا

اس زلفِ عنبریں سیں جو یک تار جھڑ پڑے　　　ہر خوب رو کوں طرۂ دستار ہوئیگا

اے جان میرے پاس سیں یکدم جدا نہ ہو　　　جینا ترے فراق میں دشوار ہوئیگا

رکھتا ہے گرچہ آئینہ فولاد کا جگر　　　تیرے نگہ کے سامنے لاچار[لہ] ہوئیگا

لہ ناچار کـ۸۵ ۔ و

مت ہو شب فراق میں بے تاب اے سراج
امید ہے کہ صبح کوں دیدار ہویگا

۷۸

۵۵۶ اے دلِ بے ادب اس یار کی سوگند نہ کھا — توں ہر ایک بات میں دلدار کی سوگند نہ کھا
روح چندر بدن اے بوالہوس آزردہ نہ کر — خوب نہیں تربتِ بیمار کی سوگند نہ کھا
یہ ادا سرو میں زنہار نہیں اے قمری — یار کے قامت و رفتار کی سوگند نہ کھا
خوف کر خط کی سیاہی ستی اے وعدہ خلاف — ہر گھڑی مصحفِ رخسار کی سوگند نہ کھا
اپنی آنکھوں کی قسم کھا کہ لیا نہیں میں نے — جان لے کر دلِ بیمار کی سوگند نہ کھا
پیچ دے دے کہ میرے دل کوں پریشان توں کیا — ناحق اس زلف گرہ دار کی سوگند نہ کھا
تاب اس رخ کی تجلی کی نہیں تجھ کوں سراج
توں عبث شعلۂ دیدار کی سوگند نہ کھا

۷۹

۵۶۳ عشق نے خون کیا ہے دل جس کا — پارہ لعلِ اشک ہے تس کا
یاد کر کر عمل میں لاتا ہوں[۱] — ہر سخن عشق کے مدرس کا

[۱] لایا ۳۴۵ ل ۔

چشم ساقی کا وصف لکھتا ہوں　　لے قلم ہات شاخ نرگس کا
غم نے پیلا کیا ہمارا رنگ　　کیمیا گر نے زر کیا مس کا
زلف دکھلا کے دل لپیٹ لیا　　اب پریشاں ہے حال مجلس کا
تم نے پائے ہو حسن کی دولت　　پوچھتے کب ہو حال مفلس کا
بے کسی مجھ سیں آشنا ہے سراج
نہیں تو عالم میں کون ہے کس کا

۸۰

داغ ہے دل عاشقِ مایوس کا　　نقش ہے جیوں کہ پرِ طاؤس کا
یہ سخنِ سخت رقیباں مجھے　　سنگ ہوا شیشۂ ناموس کا
دیدۂ پر خوں کوں مثال حنا　　شوق سدا ہے ترے پابوس کا
غیر طرف کیونکہ نظر کر سکوں　　خوف ہے تجھ عشق کے جاسوس کا
اس لبِ شیریں سے مگس دور ہے　　کیوں نہ ملے ہات وو افسوس کا
محفلِ عشاق میں جز ذکرِ یار　　درس نہیں نسخۂ قاموس کا
شمع جنوں دل میں جلایا سراج
کام نہیں پردۂ فانوس کا

۸۱

۵۷۷ دورنگی خوب نہیں یک رنگ ہو جا سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا
تجھے جیوں غنچہ گر ہے درد کی بو لہو کا گھونٹ پی دل تنگ ہو جا
کہا کس تیرہ دل نے تجھ کوں اے غم کہ دل کی آرسی پر زنگ ہو جا
یہی آہوں کے تاروں میں صدا ہے کہ بارِ غم سیں خم جیوں چنگ ہو جا
دعا ہے اے رہِ غم طولِ عمر کر قدم پر ہے تو سو فرسنگ ہو جا
گلے میں ڈال رسوائی کی الفی الف کھینچ آہ کا بے ننگ ہو جا
برہ کی آگ میں ثابت قدم چل
سراج اب شمع کا ہم رنگ ہو جا

۸۲

۵۸۴ یک روز صحنِ[۱] باغ میں وو نونہال تھا ہر نونہال اس کے قدم سیں نہال تھا
مانند شانہ چاک مرا سینہ کیوں نہ ہوئے تجھ زلف کے خیال میں آشفتہ حال تھا
دھوتی[۲] ہے اپنے اشک سیں بلبل تمہارے پانو گل کی کلی کا رنگ مگر پائمال تھا

۱؎ صبح ۔ س ۲؎ دھویا ہے اپنے اشک سوں تجھ پگ کوں عندلیب ۔ س ۔ و ۔ ۳۹۱ ل

سب دیکھتے تھے چاند کوں میں یار کی طرف اُس کی بھنویں ادھر تھیں ادھر کوں ہلال تھا

ٹکڑے[۱] اوڑے کتان جگر کے سراج آج
مدت[۲] سیں یار ماہ جبیں کا خیال تھا

۸۳

دل میں جب آکر عشق نے تیرے محل کیا سب دست و پائے عقل کوں یک پل میں شل کیا ۵۸۹
اس زلف پر شکن سیں صنم کھول کر گرہ عاشق کے دل کے عقدۂ مشکل کوں حل کیا
سیرِ چمن کوں جب کہ ہوا لالہ رو سوار راز و نیاز بلبل و گل میں خلل کیا
اقلیم دل سیں عقل نے لی تب رہ گریز جب صوبہ دارِ عشق نے آکر عمل کیا
مجلس میں عاشقوں کی جب آیا وو شمع رو محجوب ہو کے شمع نے صورت بدل کیا
اے شوخ سحر کار ہر یک بوالفضول کوں تیرِ نگہ نے بسمل تیغِ اجل کیا

دیکھا ہے جب سیں مصرعۂ موزوں قدِ یار
اس دن سیتی سراج نے فکرِ غزل کیا

---

۱ پیو کی بھنواں۔ س ۲ دیتا گ پیو کے زلف کا آفت ہے اے سراج ؛ ۳ جس زہر کی دولہر میرے جیو پہ کال تھا۔ س
۴ میرے جگر میں۔ س ۵ سجن۔ س ۶ عاشقی کے۔ س ۷ ماہ رو۔ ۸ م ۵ ا ۸ پروانہ۔ س
۹ میرے سخن کوں دیکھ کے منصف نے اے سراج ؛ فکر رسا ہوں میں یو عجائب غزل کیا۔ س ۳۹۱ ا

۸۴

۵۹۶ بھرا[۱] کمالِ وفا سیں خیال کا شیشا — کہ ہوے بدر[۲] سیں پورا ھلال کا شیشا
وو[۳] خوش دہن کی جدائی سین رُم گلشن میں — ہر ایک غنچہ ہے رنگِ ملال کا شیشا
خیال[۴] عارضِ گلرنگ کی تجلی سیں[۵] — ہے آئینہ عرق انفعال کا شیشا
تمام بوقلمونی کا ہے تجلی گاہ — نہیں خدائی میں دل کی مثال کا شیشا
چمن میں عازم ہولی ہے وو بسنتی پوش — ہوا ہے غنچۂ لالا گلال کا شیشا
خوشی سیں چرخ میں ہے آفتاب کی مانند — ملا جسے مئے نور جمال کا شیشا

نبی کی آل کا احوال سن ہوا پر خوں
سراج[۶] دل ہے مرا رنگِ آل کا شیشا

۸۵

۶۰۲ محرم دل ہوا وو صحرا وا — کر کے[۷] معلوم والہ و رسوا
سوس کر آہ درد[۸] کھو آرام — دل ہمارا ہوا درس کا گدا
مہر کر مہر موم[۹] دل ہو کر — کر عطا دل کا مدعا سارا

---

[۱] بھرو۔ک [۲] بھر۔ک [۳] ک میں اس مصرعہ کی بجائے مقطع کا مصرعہ اولیٰ درج ہے۔ [۴] عمای۔ک
[۵] دیکھ۔ک [۶] میں نیا دل کھوں یا۔ک [۷] کرکے۔ک [۸] وردکھ۔ [۹] ۱۹۹ گمہ دکھا گرو ۲۹۱ و۔

درد کا گھر ہوا ہمارا دل — بارِ گل کا ہوا گلِ سودا

دل کہا لا الہ الا اللہ

ورد اسم رسول کر کہ سدا

۸۶

فصلِ[1] گل کا غم دلِ ناشاد پر باقی رہا — حشر لگ یہ مظلمہ، صیاد پر باقی رہا ۶۰۸
کھول کر زلفوں کوں آیا سرو قد جب باغ میں — نقش حیرت طرۂ شمشاد پر باقی رہا
جل گیا پروانہ، پن مجھ سا سمندر خو نہیں — یہ سخن شاگرد کا استاد پر باقی رہا
عاشقی میں کب روا ہے اس طرح کی ظالمی — خونِ شیریں گردنِ فرہاد پر باقی رہا
رہ گئے، ذوقِ تبسم میں تغافل کے شہید — بسملوں کا خوں بہا، جلاد پر باقی رہا
الفتِ لیلیٰ نے مجنوں کا مٹایا سب نشاں — نام اس کا صفحۂ ایجاد پر باقی رہا

کھول[2] چشمِ لطف، دے جاگیرِ مقصود، سراج
شمع رو پروانہ دل صیاد پر باقی رہا

۸۷

جگر[3] کے داغ سیں ازبسکہ پرخوں ہے بدن میرا — ہوا ہے جیوں پرِ طاؤس رنگیں پیرہن میرا ۶۱۵

---

[1] یہ اور بعد کی غزلیں ح میں نہیں ہیں [2] چشم الفت کھول دے۔ ۹۹ ا
[3] یہ غزل ۱۹۱ ا سے منقول ہے۔

طریقہ عدل کا یوں ہے کہ کرنا قطع ہات اس کا لیا ہے آستین نے تجھ بنا نور نین میرا
تصور میں تیری تصویر کے از بس کہ حیراں ہوں ہوا ہے تختۂ دیوار جیوں آئینہ تن میرا
خیال عارض خوباں ہے از بس رات دن مجھ کوں بناؤں برگ گل سیں جب مروں رنگیں کفن میرا
بجا ہے گر کرے پروانہ اپنے پر سیں فرش اس کا اگر ہوئے جلوہ گر مجلس میں شمع انجمن میرا

ہوا ہے . . . طبع معراج اب ہمسر طوبیٰ
طفیل اس قد موزوں کے ہوا عالی سخن میرا

۸۸

نین کی پتلی میں اے سرجن ترا مبارک مقام دستا[1] ۶۲۱
پلک کے پٹ کھول کر جو دیکھوں تو مجھ کوں ماہ تمام دستا
پری کی مجلس میں تجھ کوں زاہد ہنوز پروانگی نہیں ہے
مے محبت کوں نوش کرتوں کہ اب تلک مجھ کوں خام دستا
سبھوں سیں مکھ موڑ کر مرا دل پرت کے فن میں ہوا دا سی
نماز جی سیں نیاز کی پڑھ صف[2] جنوں کا امام دستا

[1] صرف ۱۳۹ل س نے صفت۔ س

اگرچہ ہر سرو راست قامت چمن میں مغرور سرکشی ہے
مقابل اس قد خوش ادا کے مری نظر میں غلام دستا

دو[1] شکریں لب نے گوش دل سیں تمام سنکر یو ریختہ کوں
کہا وو[2] میٹھے بچن سیں مجہ کوں سراج شیریں کلام دستا

۸۹

خیالات نیرنگ چشم صنم سیں ہے شیشۂ دل کے پری کا تماشا ۶۲۶
ہمیں صحن گلشن میں تم ست دکھاؤ گل نرگس عبہری کا تماشا

جو تیوری چڑھاوے تو جگ کوں لجاوے وگر مسکراوے تو پھر کر جلاوے
نیا ان دنوں میں ہی دیکھا ہے ہم نے وو ساحر کی افسوں گری کا تماشا

مری[3] چشم حیراں کے درپن میں ظالم توجہ تری بے نیازی کوں کب ہے
اگر دیکھنا ہے تو دیکھ آئینہ میں خدائی و پیغمبری کا تماشا

نہ جنگل میں تسکین دل ہے میسر نہ دریا کوں دیکھے خوشی جی کوں حاصل
میری آہ سوزاں و اشک رواں سیں ہے خشکی کا سیر اور تری کا تماشا

---

[1] دو شکر لب ۲۹۱ ا، [2] یو۔س [3] تری۔ک۔

سراج اپنے نزدیک بوجھا ہے بہتر جھلک شعلہ[۱] رویوں کی پا پوش زر کی
پتنگوں کے جھومر میں اے شمع دکھلا ترے سر[۲] کے تاج زری کا تماشا

۹۰

عشق کی جو لگن نہیں دیکھا — وو برہ کی اگن نہیں دیکھا ۶۳۱
قدر مجھ اشک کی وو کیا جانے — جس نے درِّ عدن نہیں دیکھا
تجھ گلی میں[۳] جو کوئی کیا مسکن — پھر کر اُس نے وطن[۴] نہیں دیکھا
آرزو ہے کہ زلف کوں کھولے[۵] — میں نے کالی رین نہیں دیکھا
لب رنگیں دکھا اے معدنِ حُسن — میں[۶] عقیق یمن نہیں دیکھا
ٹک زمیں پر قدم رکھو ساجن (دکھا) — آج نقشِ چرن[۷] نہیں دیکھا
دل عبث تشنہ لب ہے کوثر کا — پیو کا چاہِ ذقن نہیں دیکھا
غنچہ اگل کوں دیکھ گلشن میں — گر توں پیو کا دہن نہیں دیکھا

تجھ مثل اے سراج بعد ولی
کوئی صاحب سخن نہیں دیکھا

۱ خوب رویاں۔ ک ۲ چہرہ تاج۔ ک ۳ س میں یہ شعر زیادہ ہے۔ شوخیِ چشم یار کوں جا دیکھ؛ گرچہ تو نے ہرن نہیں دیکھا۔
۴ حب الوطن۔ س ۵ کھولو۔ س ۶ ہم نے لعل۔ س ۷ جیوں ۳۹۱ ا۔

۹۱

کاں[1] ہے ابرو کماں صنم میرا — جس کی فرقت میں قد ہی خم میرا ۶۴۰

اس کی جب[2] چشم کی لکھا تعریف — شاخِ نرگس ہوا قلم میرا

کیا[3] بلا شوق کی پیا ہوں شراب — ہوش جاتا ہے دم بدم میرا

سفر ملک عشق میں جز آہ — کوئی نہیں ہے رفیق غم میرا

خنجر ظلم کا ہوں میں مشتاق — کاں ہے وو شوخ پُر ستم میرا

دشمنوں[6] کے جگر کوں کرنے چاک — آہ ہے خنجر دو دم میرا

دامِ گیسو میں ہے[7] شکار سراج
شوخ صیاد ہے صنم میرا

---

۱ ہے کہاں۔ک۔ضمیمہ۔ ۲ چشم کی جب۔ک۔ضمیمہ، ۳ ساغر شوق میں
۴ جور۔س ۵ ہے کہاں۔ک۔ضمیمہ ۶ دشمناں۔س ۷ بی۔س

ردیف ب

ا

۶۴۷ منتظر ہوں جلوہ[۱] دیدار دکھلا بے حجاب — زلف کے تاروں کوں یکسو کر کہ دیکھوں آفتاب
شوق کی مجلس میں ازبس یاد ہے تجھ زلف کی — پیچ و تاب حلقۂ زنجیر ہے موج شراب[۲]
صحن گلشن میں ہوا ہے خود جھلک اپنی دکھا — بلبل بے خانماں کی فکر کر اے گل شتاب
خانہ زیں میں اگر ہوئے جلوہ گر وو رشک حور — کیا عجب گر حلقۂ چشم[۳] پری ہوئے رکاب
ہے بجا گر وو ملیح آوے کہ لازم ہے نمک — عندلیب بوستاں ہے آتش گل پر کباب[۴]
سیر صحرا کا اگر اس گلبدن کوں عزم ہے — وہاں کے کانٹوں سیں عجب کیا کھینچے عطر گلاب
ناز کے دیوان میں اے مطلع حسن و جمال — خط ترا ہے مصرعہ و ابرو ہے فرد[۵] انتخاب
عکس[۶] دکھلا اپنے رخ کا اے در دریائے حسن — منتظر ہے دیدۂ گرداب اور چشم حباب

۱ کر درس کا کمر دکھا دکھ۔ یس ولم ۳۹ ۲ سراب۔ س ۳ دل۔ ک ۴ حلقۂ چشم مری۔ ک
۵ مـ ۳۹۱ اور س میں اس شعر کے بعد یہ اضافہ ہے: عکس تیری چشم حیراں کا اگر اس میں پڑے — ہووے طوطی دیکھ کر آرسی کوں لا جواب
۶ بیت۔ س ۷ تا پڑے تجھ حسن کا عکس۔ مـ ۳۹۱ ا

اے دل و جان بہرِ آج آ رحم کر عشاق پر
اب نہیں ہے تن میں طاقت دل میں تاب آنکھوں میں خواب

۲

جبؔ کباب دل سیں سیخ آہ کھینچوں بے حجاب ۶۵۶
تب تنور چرخ میں چھپ جائے[۱] قرص آفتاب

عشق[۲] کے میدان میں جب سیں ہوا ثابت قدم
دل نے میرے تب سیں پایا نیزہ خانی[۳] کا خطاب

فیض غم سیں چشم گریاں کا میری جاری ہے کام
فرد دامن پر لکھا ہوں اپنے آنسو کا حساب

ہے بجا گر درس پاؤں عشق کے استاد سیں
ہے کتابی چہرۂ جاناں گلستاں کی کتاب[۴]

---

[۱] یا الٰہی منتظر ہوں کاں ہے میرا آفتاب ؛ کون دل ہوگا کہ جس دن ہو سبی جاویگا حجاب ۔ [۱الف] و [۱ب] جلو ح

[۲] اس شعر کے بعد [۱۹۱]و میں یہ شعر زیادہ ہے ۔ زلف تیری ناگنی کالی ہے تیرے جی کا کال ؛ لہر جکے زہر کی مجکوں چڑی ہے بے حساب

[۳] خوانی ۔ ک و [۱۸۵۲] ا ۔ خالی ۔ ح ۔

[۴] س میں اسکے بعد یہ شعر زیادہ ہے ۔ خوشنما ہے ناک میں تیرے نمایاں دو بلاق ؛ حلقۂ گوش اس خجالت سیں ہوا اختر خوشاب ۔

گرچہ ماہ نو، فلک پر ہے ہلالی وقت کا
تاب کیا ہے بیتِ ابرو کا تری لاوے جواب

خندۂ دنداں بنا لازم نہیں اے بحرِ حُسن
نہیں تو اب جاتی رہیگی آن میں موتی کی آب[1]

جلوۂ[2] خورشید رو حاصل نہیں ہوتا سراج
کب[3] تلک جیوں دود شمع اس غم سیں کھاؤں پیچ وتاب

۳

مجلسِ[4] عیش گرم ہوئے[5] یارب   یار اگر ہوئے شمعِ[6] بزم طرب 663

---

[1] س و مـ ۲۹۱ ا میں اس کے بعد یہ شعر اضافہ ہے۔ بے حجابی سیں ہمارے ساتھ موہن بات کر؛ مہربانی کر ستم مت کر آے عالیجناب۔

[2] اسے سجن جلتا ہوں تجہ غم کی اگن میں جیوں سراج؛ تجہ برہ میں غم ہے آتش تن انگیٹھی دل کباب۔ مـ ۲۹۱ ا

[3] شل دودِ شمع کب لگ۔ مـ ۵۸۴ ا۔ [4] س و مـ ۲۹۱ ا کے اضافہ اشعار سے

ہجر کی رات خوب ہے یارب   کب نظر آئیگا وہ ماہ لقب
ہر سحر کر بلند دستِ دعا   تجھ سیں کرتا ہوں وصل یار طلب
خواب میں اس پری کوں دیکھا ہوں   کیوں نہ گذرے مجھے خیال عجب
درس لیتا ہوں ہوگیے درس کا   جب سیں دیکھا ہوں عشق کا مکتب
مذہب زاہداں سیں برتر ہے   عاشق پاک باز کا مشرب
گم نگاہی تیرے تغافل کی   بیگناہوں کے حال پر ہے غضب

[5] ہو مـ ۵۸۴ ا   [6] بزم شمع طرب۔ ک   ے ان۔ س

خون دل آنسووں میں صرف ہوا گر گئی یہ بھری گلابی سب
مہر ہے داغ غم سیں دل کی برات نقد دیدار ہے ہماری طلب
چاہیے زاہدوں کوں حجرہ تنگ باغ عاشق ہے وسعت مشرب
دل میرا ہے ترے تغافل سیں عندلیب گل بہار غضب
دل کی جاگیر ہے جمال آباد جب سیں پایا ہے عشق کا منصب
نہ ملے جب تلک وصال اُس کا تب تلک فوت ہے مرا مطلب
گل کی مانند مت پریشاں ہو بند کر مثل غنچہ اپنے لب

شمع و پروانہ سیں سنا ہے سراج
صدق دل سیں ادب ہے ترک ادب

۴

ترے فراق میں اے نور دیدۂ یعقوب کیا ہے دل کی زلیخا نے صبر جیوں ایوب ۶۷۲
ضرور[۱] دیدۂ حیراں سیں مہر بادامی وو پستہ لب کوں لکھا چاہیے اگر مکتوب
کیا ہے جب سیں نشہ بے خودی نے فوج کشی ہوا ہے[۲] لشکر صبر و قرار سب مغلوب

۱ م ۳۹۱ اور س میں شعر یوں ہے۔ انکھیاں سیں کر کے لفافے پہ مہر بادامی / لکھا ہوں دلبر نوخط کو شوق کا مکتوب۔
۲ شکست پاکے ہوا لشکر خرد۔ س

نہال قامت گلرو سیں جن نے پایا پھل ہوا ہے رشتۂ عمر دراز سے منسوب

جو دل کا آئینہ ہوے صاف زنگ غفلت سیں عیاں ہے معنی ہر شئے میں صورت محبوب

صنم کی زلف پریشاں[1] نے پیچ کھایا ہے ہمارے حال پریشاں کا دیکھ کر اسلوب

اثر ہے درد جگر کا میرے سخن میں سراج

عجب نہیں ہے اگر ہوے یار کوں مرغوب

۵

۶۷۹ یادشاہ[2] فوج خوباں ہے میرا محبوب خوب غم کے لشکر[3] کوں اگر آ کر مغلوب خوب

بلبل گلشن غزلخواں ہے فراق گل ستی یا الٰہی گر ملیں یہ طالب مطلوب خوب

آرۂ غم گر چلے سر پہ مثال ذکریا یار کے جور و جفا پر صبر جیوں ایوب خوب

آزمایا ہوں کہ درد سر ہے فکر دنیوی سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب

دل کے سیاروں[4] کوں ہیکل کر رکھے ہیں برہمن جدول زخم جفا سیں ہے اسے اسلوب خوب

تا کہ[5] قاتل کوں دل صد چاک کی ہوے خبر گر گل صد برگ ہوے سر نامۂ[6] مکتوب خوب

[1] پریشان پیچ کھایا۔ ح۔ [2] یا الٰہی کب نظر آوے۔ ما ۲۹۱ [3] ہوش ما ۲۹۱ [4] سیارے۔ ک

[5] بے کل۔ ک [6] ما ۲۹۱ میں اس کی بجائے ذیل کا شعر اور مقطع ہے ۔

سبز ہے خط خوشنمائے تجھ لبوں کی اباس جیونکہ پانی کی کنارے پر لگی ہے دوب خوب

یوسف مصری کب آوے گا ترے پاس اے سراج از سر نو ہوئے جو نور دیدہ یعقوب خوب

[6] سر نامۂ مکتوب۔ ح۔

کب تلک عاشق جلے معشوق کے غم میں سراج
شمع کے رشتہ[۱] میں مو ہے پروانہ گر منسوب خوب

۶

۶۸۶ جب سیں دیا ہے شوخ نے کاکل کوں پیچ و تاب
آیا ہے اس کے رشک سیں سنبل کوں پیچ و تاب
اس گلبدن کے نشتر مژگاں کوں دیکھ کر
آیا ہے جوش خون سیں رگ گل کوں پیچ و تاب
کیوں آسکے بیان میں اس مو کمر کے وصف
جس نے کر نے دیا ہے تامل کوں پیچ و تاب
ہوتا ہے دام لطف سیتی بند صید دل[۲]
مت دے بھوؤں پہ چیں تغافل کوں پیچ و تاب[۳]
مائل ہوا ہے جب سیں وو گلرو کا اے سراج
ہے بوئے گل کی موج سے بلبل کوں پیچ و تاب

---

۱ شیفتے ۔ک ۲ کر صید دل کوں بند ایس دام لطف سیں ا ۳۹/۱ ۳ ا ۳۹/۱ کا اضافہ شعر یہ ہے۔
زنجیر بند شوق ہے تجھ قد سیں اے سراج ہے تیرے مکھ کے رشک سیں ہر گل کوں پیچ و تاب

۷

۱۹۱ ہوا ہے خطِ جبیں جس کوں خطِ جامِ شراب ۔ نگین دل پہ کیا نقش اُس نے نامِ شراب[۱]

نہیں ہے حرمتِ مے کی خبر تجھے زاہد ۔ کرے کشوں کوں ہے معلوم احترامِ شراب

نیازِ عالمِ مستی میں نہیں غرورِ نماز ۔ شکستِ موج ہے طرزِ خمِ سلامِ شراب

خیالِ نرگسِ ساقی سیں دل ہے لرزش میں ۔ ہوا ہے رعشہ فزا کثرتِ[۲] مدامِ شراب

ترے سخن میں اے ناصح نہیں ہے کیفیت ۔ زبانِ قلقلِ مینا سیں سن کلامِ شراب[۳]

ہے عکس چہرۂ خورشید رو پیالے میں

سراجؔ جلوہ نما ہے مہ تمامِ شراب

۸

۶۹۸ روشن دلوں کوں عجز ہے نامِ آفرینِ آب ۔ حرفِ شکستِ موج ہے نقشِ نگینِ آب

آنسو نے[۴] گردِ کلفتِ دل کی[۵] فرو کیا ۔ دیکھا ہے کس نے خاک کوں بالانشینِ آب

چشمِ طمع کوں جلوۂ موہوم ہے مُراد ۔ پیاسے کوں ہے سراب میں عین الیقینِ آب

نازک دلی ہے لازمۂ صاف طینتی ۔ ظاہر ہے شکلِ موج سیں چینِ جبینِ آب

۱؎ اس نے نقش نام [illegible] و ۲؎ کثرت و دوام - ک ۳؎ ک میں یہ شعر زیادہ ہے ؎

ہر ایک سرو ہے شیشہ ہر ایک گل ساغر ۔ دیا بہار نے فتویٰ ز اذنِ عامِ شراب

۴؎ نیں [illegible] و ۵؎ کو [illegible] و

صافی دلوں کا عشق ہے رونق فزائے حسن　　ہے رنگ بخش گل نظرِ پاک بین آب

گوہر فشانی لب دریا نیساز سُن[۱]　　موتی ہوا ہے شرم سیں خلوت گزین آب

ہون باغبان گلشن خوش فکری اے سراج

شعر رواں مرا ہے نہال زمین آب

۹

وو شاہ حسن مجھ طرف آوے تو کیا عجب　　ویرانہ[۱] خیال بساوے تو کیا عجب ۷۰۴

پانی[۲] سیں اپنے چشمۂ الطاف کے[۳] اگر　　آتش میرے جگر کی بجھاوے تو کیا عجب

ہے[۴] آرزو مدام کہ لیوے میرا اسلام　　جور و ستم سیں ہات اٹھاوے تو کیا عجب

آیا[۵] ہے سیر باغ کوں وو نوبہار حسن　　ہر پھول داغ دل کوں دکھاوے تو کیا عجب

لب تشنۂ وصال کوں وو یار مہربان　　آبِ زلال لطف پلاوے تو کیا عجب

---

[۱] نغار ۔ ح　[۲] دل کے گھر کوں پھر کر ۔ ب و س و م ۳۹۱　[۳] اپنے میا وہر کے پانی سوں ایک دم ۔ س ۔ اپنے پیار وہر ... دم بدم ۳۹۱
[۴] سیں ۔ ک　[۵] س و م ۳۹۱ ؁ میں اس کے بعد دو شعر زیادہ ہیں ۔ م ۳۹۱ میں انکھیاں کی بجائے نین ہے ۔

مری انکھیاں کے نیر کوں آیا ہے پور آج　　طوفان نوح پل میں اٹھاوے تو کیا عجب

مشتاق ہوں کہ یاد کرے مجھ سوں یک سخن　　میٹھے لباں کی بات سناوے تو کیا عجب

[۶] م ۵۲۵ ؁ میں اس کے بعد یہ شعر اضافہ ہے ۔

لوہو میرا ہے جوش میں گر یار سرخ پوش　　ہولی کی آج دھوم مچاوے تو کیا عجب

دو مو کمر سراج کا سن شعر دل پسند
باریکیٔ خیال کوں پاوے تو کیا عجب

۱۰

۱۰، اے سجن تجھ برہ میں ہوں بے تاب آتش غم سوں دل ہوا ہے کباب
دل کوں تجھ غم سیں بے قراری ہے جیوں کہ آتش پہ مضطرب سیماب
تاب دیدار نہیں رہا مجھ کوں تاب دکھلا لیا ہے مجھ سیں تاب
گرمیٔ غم سیں ہوش جاتا ہے اپنے مکھ کے عرق سیں ڈال گلاب
دیکھ کر تجھ کوں دل ہوا ٹکڑے جیوں کتاں پر سہے پرتو مہتاب
ماہِ نو گرچہ ہے ہلالِ وقت بیتِ ابرو کا نہیں دیا ہے جواب
غم کی فہرست سیں لکھا ہے سراج
فردِ دامن پہ سب مجھو کا حساب

۱۱

۱۷، تجھ مکھ کوں دیکھ جب سیتی رسوا ہوا گلاب ہے بیوقار تب سیں ہر یک جا بجا گلاب
ہر باغباں چمن ستی گلدستہ باندھ کر لاتا ہے دست بستہ ترے کن سدا گلاب

ہ یہ اور بعد کی غزل "مح" میں نہیں ہے لہ دل ہرا ۔ ۳۹۱ ا لہ تجھ بنائی ہیں۔ س لہ پو ۲۹۱ ا لہ تیرے ۔ س

بلبل ہے بس کہ شیفتۂ حسن گلرخاں		کرتا ہے چاک غم سیں اسی کے قبا گلاب
کیوں پائمال آفتِ بادِ خزاں نہ ہوئے		تجھ مکھ آگے چمن میں ہوا خود نما گلاب
سردی سیں آبِ اشک کی اور بادِ آہ کی		داغوں سیں غم کے گلشنِ دل میں کھلا گلاب
بن وصل گلعذار مجھے آبرو نہیں		ہے دل میں عندلیب کے نت مدعا گلاب

سن رنگ و بوئے شعر مرا رشک سیں سراج
پژمردہ ہو چمن سیں ہوا ہے جدا گلاب

ردیف ت

۱

۲۴، اداۓ دلفریب سرو قامت — قیامت ہے قیامت ہے قیامت
شہید خنجر الفت مُوا[۱] نہیں — سلامت ہے سلامت ہے سلامت
نہ کرناں جی کوں قرباں تجھ قدم پر — ندامت ہے ندامت ہے ندامت
جماعت میں پریرویوں کی[۲] تجھ کوں — امامت ہے امامت ہے امامت
سراج اب عیش کے گلشن[۳] کا پانی[۴]
ملامت ہے ملامت ہے ملامت

۲

۲۹، گنج[۵] ازل لگا ہے دلِ بے نوا کے ہات — آیا ہے کیا خزانۂ غیبی گدا کے ہات
پہنچا ہے آب تیغ اسے عین پیاس میں — زخم جگر[۶] نے کھول رکھا تھا دعا کے ہات

۱ ہوا ۔ م ۲۹۱ ل ۲ میں ۔ ک ۳ درپن کی صیقل ۔ س ۴ مالی ۔ ک و م ۳۸۵ و
۵ م ۲۹۱ ۔ مطلع ۔ بسمل نہ کر نگاہ تغافل نما کے ہات ؛ نازک ہمارے جیو کوں نہ دے اس بلا کے ہات
بہ شعر اضافہ ہے ۔ کیا صاف ہو رہے ہیں ہمارے گناہ پر ؛ جدھر میں خوشنما ہیں ترے اس صفا کے ہاتھ ۔ ۶ زخم جگر کے ۔ ک

کھاتا ہے جوش خون جگر اس کے رشک سیں دیکھا ہے جب سیں ہات تمہارا حنا کے ہات

میرے نگین دل کوں گر ذوق نام ہے انگشتری کے سات گیا دل ربا کے ہات

ناصح نہ مار تیغ نصیحت مجھے عبث اب تو ہوا شہید فرنگی ادا کے ہات

جیوں دودِ شمع دل ہے مرا پیچ و تاب میں کیوں آئے زلف یار کے بادِ صبا کے ہات

مدت سیں گم ہوا دلِ بے گانہ سراج
شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے ہات

۳

۳۶ کیا غم نے سرایت بے نہایت کروں کس سیں شکایت بے نہایت

ہمارے قتل پر مفتی نے غم کے نکالا ہے روایت بے نہایت

توں اپنے غمزۂ خونیں کی ظالم عبث مت کر حمایت بے نہایت

تیرے رُخ پر ہجوم خال و خط نہیں کہ ہیں مصحف میں آیت بے نہایت

کیا ہے عشق کے ہادی نے مجھ کوں محبت کی ہدایت بے نہایت

---

۱ کھایا ہے ۔ک ۲ ہوں ۔ س ۳ تمہارے ۔ ک ۴ نام کا ہے ذوق ۔ م ۲۹۱ ا ۵ اس کے بعد س میں یہ شعر زیادہ ہے:

ایسا تو کوئی نیں کہ میری بات کوں کہے سونپا ہوں اپنے کلام کوں ذاتِ خدا کے ہات

۶ بے گانہ لے سراج ۔ س ۷ جاناں ۔ م ۲۹۱ ا ۸ ہے ۔ک و ۹ ۔ ا

شکرلب نے نگاہِ دلبری سیں کیا مجھ پر عنایت بے نہایت

سراج اب داستان شوق بس کر
کہ بے جا ہے حکایت بے نہایت

۴

۲۴۳ جب سیں دیکھا ہوں یار کی صورت گل کوں بوجھا ہوں خار کی صورت
کیوں نہ ہوئے[1] قتل دم بدم عاشق ہیں بھویں ذوالفقار کی صورت
مجھ کوں آئینۂ تصور[2] ہے دل پر گلعذار کی صورت
دل[3] نے میرے کیا ہے طوق گلو زلف گلرو ہے ہار کی صورت
ناامیدی ہیں جلوۂ دیدار ہے خزاں میں بہار کی صورت
صفحۂ دل پہ سینہ چاکوں کے نقش ہے اس نگار کی صورت[4]

کاغذ ابر پر لکھا ہے سراج
دیدۂ اشکبار کی صورت

---

۱ عاشقاں قتل کیوں نہ ہوں ہر دم۔ ۲۹۱ ر ۲ تصویر۔ ۲۹۱ ر ۳ دل کوں۔ ک ۴ ۲۹۱ ر کا اضافہ شعر

مجھ تو دستی ہے مثل مار سیاہ پیو کی زلفوں کے تار کی صورت

۵

صیاد چاہتا ہے دلِ بیقرار مفت — لیکن کہیں بھی ہات لگا نے شکار مفت ۷۵۰
جس کوں خیال نرگس عنبر سرشت ہے — اس کوں ملا ہے نافہ مشک تتار مفت
گر تم کو آج پوشش رنگیں کا ذوق ہے — حاضر ہے چاک دل کا مرے جامہ وار مفت
لا اس ہوا میں جلد گلابی شراب کی — جاتی ہے نہیں نو ہات سیں ساقی بہار مفت

بے شعلۂ جمال شبِ ہجر میں سراج
آتش میں غم کی جل کے ہوا ہوں غبار مفت

ا

دیکھتا ہوں چشم[1] مے گوں کوں تری خونخوار[2] نت ۷۵۲
نشۂ[3] خونریزیٔ عاشق سیں ہیں سرشار نت
دُور[4] ہووے کس طرح اس زلف، دکاکل[5] کا خیال
تا قیامت گردنِ جاں میں ہے یہ زنّار نت

---

[1] نیم خواب انکھیاں تری بیمار نت۔ س۔ [2] ے خوار۔ ک۔ [3] کیا شراب حسن سوں مغرور ہے سرشار نت۔ س

[4] غم کے پھاندے سوں نکلنا اب بہت دشوار ہے۔ س۔ [5] زلفِ کافر۔ ۳، ۴، ۵۔ ا

نہیں خیابانِ چمن کی آرزو ہرگز مجھے
بے خزاں ہے سینۂ گل[1] دار گلنذار نت

یارِ[2] پر آنسو کے مروارید کرنے کوں نثار
دیدۂ[3] گریاں ہیں[4] میرے ابر گوہر بار نت

مجھ کوں جیوں فرہاد اس شیریں دہن[5] کی یاد ہے
قصۂ چندر بدن ہے ہیکل ہیار نت

تارِ[6] بسترِ نیشِ عقرب ہے برہ کی رات میں
ہر[7] سرِ مژگاں ہے آنکھوں میں ہماری خار نت

خواب[8] ہی میں دیکھناں اسکا ہوا[9] مشکل مہر لج
بس کہ رہتا ہوں خیالِ یار میں بیدار نت

۱؎ گلنار۔ ۷۰۵ و ۱۲۹۱ پیو اوپر انجواں۔ س ۳؎ پاس رکھتا ہوں خیال نازنیں بیدار نت۔ س ۳؎ ہے میرا۔ ۱۲۹۱ و ۵۰۲ ا

۵؎ بچن۔ س ۶؎ س میں یہ شعر زیادہ ہے ۔ مجھ دلِ بسمل کوں ہرگز طاقت پرواز نیں ؛ کیا کرے مائل ہے اس کوں تجھ کی دیوار نت

۷؎ پلک سلتی ہے مجھ انکھیاں میں ہو کر خار۔ س ۸؎ وہ جولن تند خو قتل شہیداں پر سراج ؛ انچتا ہے ابروئے خمدار کی تلوار نت۔ ۱۲۹۱ س ۷۰۵ و

۹؎ مجھے مشکل ہوا۔ س و ۱۲۹۱ ا۔ ان میں یہ مقطع نہیں ہے۔

۷

۷۶۲ یک رنگ ہو گل چمن صلح[1] و جنگ ہوت　　رعنا مزاج شوخ عجائب دو رنگ ہوت
آنکھیں مری سفید ہیں رونے سیں رنگ زرد　　کاکل سیاہ سبز[2] قبا سرخ رنگ ہوت
ہم بے کسوں کوں شعلۂ حسرت میں مت جلا　　اے برق ناز[3] خرمن ناموس ننگ ہوت
میں دین و دل نثار کیا چاہتا ہوں آج　　جانا کدھر ہے کافر شہر فرہنگ ہوت

امیدوار شعلۂ دیدار ہے سراج
کہ شمع رو کوں میری طرف سیں پتنگ ہوت

۸

۷۶۷ جس کوں ہوا ہے آئینۂ دل خیالِ دوست　　روشن ہے[4] اس کی چشم میں نور جمالِ دوست
دانہ دکھا کے مجھ کوں کیا دام میں اسیر　　آخر ہوا ہے آفتِ جاں خط و خالِ دوست
مہندی[5] کا رنگ نہیں ہے کفِ پائے یار پر　　خونِ جگر ہوا ہے مگر پائمالِ دوست
میرے مذاق جان میں ہے قند اور[6] نبات[7]　　پایا ہوں جب سیں لذتِ شیریں مقالِ دوست
دیکھا ہوں سب طرف نگہ امتیاز سیں　　کوئی دوسرا نظر نہیں آیا مثالِ دوست

---

[1] صبح جنگ - ک　[2] سرخ قبا، سبز رنگ - ح　[3] تار - ح　[4] ہیں - ح

[5] رنگ حنا نہیں - مس　[6] و - ح　[7] نبات تلخ - ک -

اے پاک باز گلشنِ آئینہ سیر کر — گر تجھ کوں آرزو ہے کہ پاوٹں وصالِ دوست

ساقی بغیر جرعۂ مے تلخ ہے سراج

کھاتا ہے شیشہ خونِ جگر بے جمالِ دوست

۹

۷۷۴ بس کہ شیریں ہے ترے نرگس خودکام کی بات — تلخ ہے ذائقہ گوش کوں بادام کی بات

شعلۂ آہ سیں گلشن کوں جلا ڈالوں گا — بلبلوں سیں نہ کہو دلبر گلفام کی بات

جب سیں ہے یاد مجھے حرف کتابِ وحشت — مجھ کوں خاطر سیں فراموش ہے آرام کی بات

قصۂ عشق کا مشتاق ہوں کوئی مجھ کوں سناؤ — نسخۂ لیلی و مجنوں ہے ہمیرے کام کی بات

گردش نرگس ساقی کی صفت مجھ سیں تو پوچھ — خوشنما ہے لب جمشید ستی جام کی بات

وصل کے دن شب ہجراں کی حقیقت مت پوچھ — بھول جاتی ہے مجھے صبح کوں پھر شام کی بات

اے سراج آتش غیرت سیتی جل جاوے گی

تو نہ کہہ شمع سیں پروانۂ خودکام کی بات

۱۰

۷۸۱ عاشق بے جان کوں جاناں پاس آنا کیا سکت — آکے دام دوستی میں پھر کہ جاناں کیا سکت

۱؎ پاوے ۔س ۲؎ پیو باج بزم عیش نہیں زیب اے سراج ۔س ۳؎ نہ پوچھ ۔ک ۴؎ گا ۔ ۵؎ ۶؎ کر ۔ ۷؎ بدنام ۔ک

گرچہ نقاشی میں لاثانی ہے مانی کا قلم — لیکن اس کے ناز کی صورت بناناں کیا سکت
گرچہ محبوبانِ نرگس چشم ہیں مغرورِ حُسن — شوخ کی آنکھوں سیں آنکھوں کوں ملاناں کیا سکت
عشق کے نامحرموں کوں زورِ عقلِ خام سیں — نکتۂ سربستۂ اسرار پاناں کیا سکت

کیا ہوا اگر روح بخشی کار عیسیٰ تھا سراج
عشق کے خنجر کے مارے کوں جلاناں کیا سکت

۱۱

۴۸۶ کہاں جاتے[۱] ہوا ہے جادو نین ہوت — ہماری بات سُن اے من ہرن ہوت
غزل خواں ہے ترے بن مبلبلِ دل — تغافل مت کر اے[۲] گل پیرہن ہوت
ہوا ہوں ناتواں جیوں تارِ باریک[۳] — شتاب آ موکمر نازک بدن ہوت
کہو مجنوں کوں بول احوال اپنا — کہ ہم بھی بے وطن ہیں بے وطن ہوت

۱؎ جگ کے جادو نین ہر چند۔ مـ۳۴۱ و ـ س میں یہ غزل نہیں ہے مـ۲۹۱ ا میں یہ شعر زیادہ ہیں ـ

بس کہ استاد ہلالی ہے خم ابروے یار — دلبری کا علم اب اسکوں سکاناں کیا سکت
گنج مخفی میں رکھا ہوں چین سیں بھر کر — دل کے پاکی بن کسی سوں دل لجاناں کیا سکت

۲؎ جاتا ہے س ۳؎ اب اے گلبدن ـ س ۴؎ بال سوں باریک غم میں ـ مس ـ

مناسب[1] نہیں ہے آتی زش روئی   تبسم کر ارے شیریں سخن ہوت

کہا قاتل[2] نے مجہ کوں مہرباں ہو

سراج بسمل خونیں[3] کفن ہوت

۱۲

ہے[4] وحشتِ دل دامنِ صحرائے قیامت   روشن ہے مری آہ سیں غوغائے قیامت ۷۹۲

ہر[5] اشک تیرے ہجر میں طوفان بلا ہے   جاری ہے مری[6] چشم سیں دریائے قیامت

اے سرو گلستانِ ادا راست ہے یہ بات   ہے پست ترے قد ستی بالائے قیامت

تم[7] جلد اگر آؤ تو بہتر ہے وگرنہ   بیتاب ہوں میں کاش کہ اب آئے قیامت

اے جان سراج آج دکھا جلوۂ دیدار

ہے وعدۂ فردا مجھے فردائے قیامت

---

[1] م۳۹۱ ا د س میں اس کے بعد یہ دو شعر زیادہ ہیں ؎

کہاں ہے مشتری طالع پیارا   ہماری فال دیکھ اے برہمن ہوت

خبر لے دردمندوں کی شتابی   نہ کر توں سخت دل اے دل کٹھن ہوت

[2] ظالم - س [3] خونی ۱۵۸۲د ا [4] نجہ باج ہے دل م۳۹۱ ا [5] ہے یک [6] تری . ک . بیرے اشک میں

[7] پیو آج اگر آوے م۳۹۱ ا [8] اپنے درس کوں م۳۹۱ ا -

۱۳

کہاںؔ ہے وہ سجن ہیہات ہیہات — لیا ہے جس نے من ہیہات ہیہات ۱۹۷

نظر آتا نہیں مجھ کوں سبب کیا — مرا نازک بدن ہیہات ہیہات

جدائی نے تیری مجھ سیں لیا ہے — قرار جان و تن ہیہات ہیہات

گلِ داغ جدائی سوں مرا دل — ہوا رشکِ چمن ہیہات ہیہات

لیا ہے مجھ سوں ہوش و صبر و آرام — دیکھا دو نو نین ہیہات ہیہات

تغافل کیوں روا رکھا ہے مجھ پر — وو شوخ من ہرن ہیہات ہیہات

سراجؔ اس عالمِ ناقدرداں میں
نہیں قدرِ سخن ہیہات ہیہات

ك از ۳۹۱ ل ـ

ردیف ٹ

۱

۸۰۴ گل رخوں نے کئے ہیں سیر کا ٹھاٹ — گلشن آباد کا بھرا ہے ہاٹ

تیغ ابرو سیں میں شہید ہوا — اس سروہی کا کیا بلا ہے کاٹ

دل میں آ راہ چشم حیراں سیں — کھل رہے ہیں مری پلک کے پاٹ

زہر ہیں اس کوں نعمت الواں — لذتِ عشق کی جسے ہے چاٹ

نہیں اثر تیر آہ کوں اس میں — دلِ سنگیں ترا ہے لوہا لاٹ

پنجۂ عشق کے شکنجہ سیں — میں ہوا شش جہت میں بارہ باٹ

اے سراج اشک کے چراغوں کوں
نئے مژگاں سیں ہم نے باندھے ٹھاٹ

لہ کشور دل سوں عقل کی ہے نعاٹ ؛؛ دیکھ کر لشکر جنوں کا ٹھاٹ ۔ س کشور من ۲۹۱ ا

لہ س و ۲۹۱ ا میں اس کے بعد ذیل کے تین شعر زیادہ ہیں ۔

گلبدن لطف کا لگا مرہم — خارِ غم سوں گیا کلیجہ پھاٹ
عقل کوں بیچ عشق کوں لے مول — دیکھ جا کر پرت نگر کا ہاٹ ہاٹ
اشک کے قافلے سپلے ہیں اتر — ہیں انکھیاں میری نربدا کا گھاٹ

ٹہ اسکے بعد س و ۲۹۱ ا میں یہ شعر زیادہ ہے ۔ اے صنم کر میری نذر کوں قبول ؛؛ تجہ قدم پر رکھا ہوں سر کوں کاٹ

کہ اس کوں نہیں ہے ذوق شکر ۔ س و ۲۹۱ ا ۔ شہ جس کوں کچھ عشق کی لگی ہے چاٹ س

ردیف۔ ث

۱

۸۱۱ اب تلک اس یار نے رُخ نہیں[1] دکھایا الغیاث
عشق کی آتش[2] کے شعلے نہیں بجھایا الغیاث

یک بیک اپنی جھلک بتلا کہ پنہاں ہوگیا
ٹک[3] چھلاوا سا دکھا کر پھر چھپایا الغیاث

سخت بے مہری ہیں اُس خورشید مہ رخسار نے
درد و غم کی دھوپ میں مجھ کوں جلایا[4] الغیاث

دلبر آئینہ رُو نے طوطی دل کوں مرے
بات اُن[5] میٹھے لبوں کی نہیں سنایا الغیاث

حسن کے مکتب میں اس کی ابروئے خوں ریز کوں
کج ادائی کا سبق کس نے پڑھایا[6] الغیاث

---

[1] نیں کہہ۔ س [2] ہجر کی آتش۔ س [3] کہہ۔ ک [4] تپایا۔ س [5] اُس۔ س [6] سکھایا۔

قتل عاشق پر چڑھا کر آستیں دامن کوں باندھ

ہات میں شمشیر لے[1] وو شوخ آیا الغیاث

آتشِ حسرت[2] میں جیوں پروانہ[3] جلتا ہے سراج

شمع رُو نے رازِ دل اس کا نہ پایا الغیاث

۲

۸۱۸ مجھے[4] مت ڈرا اے ستمگر عبث | ہر ایک آن مت کھینچ خنجر عبث

میری نبض دل میں ہا نہیں ہے خون | تو مت مار مژگاں کے نشتر عبث

جسے فرش الماس کا[5] ذوق ہے | اسے خواب مخمل کا بستر عبث

تیرے[6] لعل لب میں ہے آبِ حیات | پھرا جستجو میں سکندر عبث

ہماری شہادت کا بے جا ہے عزم | نہ کر دامنِ پاک کوں تر عبث

نہیں[7] شعلہ رُو کوں خبر اے سراج

کیا آگ میں گھر سمندر عبث

۱؎ خنجر کڑ۔ س ۲؎ غم سوں پروانہ من ہر چند جلتا ہے سراج۔ س ۳؎ حیرت۔ ک ۴؎ تپتا۔ ک

۵؎ س وم ۲۹۱ الف میں مطلع یہ ہے ۔ نہ کر جور مجھ پر ستمگر عبث ؏ ستم کا توں مت کھینچ خنجر عبث ۔ دوسرا شعر یہ اضافہ ہے ۔

لگے بے مزہ مجھ کوں شان عسل ؏ ترے لب مقابل ہے شکر عبث ۔ ۶؎ سیں ۔ ک

۷؎ ۲۹۱ الف میں اسکے بعد یہ شعر زیادہ ہے ۔ نہیں برق کو جس گلی میں گزار ؏ نہ جا اس طرف اے کبوتر عبث

۸؎ س کا اضافہ شعر ۔ مجھے کیا ہے محبت تری ؏ مرے چہرۂ زر دانگے مجھت

۹؎ س وم ۲۹۱ ب کا مقطع ۔ ہر ایک بیت موتی کی لڑ ہے سراج ؏ نہ لا مجھ انگے سلک گوہر عبث ۔

ردیف ۔ ج

۱

میرے[1] آنسو ہیں موتیوں کے گنج　　　ہے ترازوے دیدہ گوہر سنج
عشق بازی میں نہیں ہے اور بساط　　　دل کوں کرتا ہوں مہرۂ شطرنج
جو رضا میں ہیں جاں بحق تسلیم　　　سب برابر ہے اسکوں راحت و رنج
کاکل[2] خم بہ خم نے ظالم کے　　　دلِ عشاق کوں دیا ہے شکنج

اے[3] سراج آنسوؤں کے پانی سیں
ہوئی ہے لبریز چشم کی کارنج

۲

شربتِ لطف یار گل رو آج　　　دلِ بیمار[4] کوں ہوا ہے علاج

---

۱ جب سوں پایا ہوں میں سخن کا گنج ؛ طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج ۔ س و ۳۹۱ ل
۲ زلف تیری نے اے پری پیکر ۔ س و ۳۹۱ ل ۔ ۳ س و ۳۹۱ میں یہ شعر اضافہ ہے
ماہ رو کوں کیا ہوں میں تسخیر ؛ شب ہجرت کا بس کر کھینچا رنج ۔ ۴ بیمار ے ۔ ک

پادشاہ[۱] سریر الفت کوں ۔۔۔ اس کا نقش قدم ہے[۲] سر کا تاج
جب سیتی جلوہ گر ہے وو ظالم ۔۔۔ ہر طرف ظلم کا ہوا ہے رواج
تو شہنشاہ ملک خوبی ہے ۔۔۔ خوبرو کیوں نہ دیویں تجھ کوں خراج
سرو قامت کوں بھر نظر دیکھا ۔۔۔ قمری دل کا ہے یہی معراج
گرم خوئی تجھے[۳] مناسب نہیں ۔۔۔ دل مرا[۴] بس کہ آتشی ہے مزاج

شمع رو کے جمال[۵] کوں ہر[۶] شب
دل کی فانوس میں کیا ہوں سراج

---

۱ خسروی ملک عشق کی پایا ؛ نقش پا کوں ترے کیا ہے تاج ۔ س

اس کے بعد یہ دو شعر اضافہ ہیں ؎

پھول کی سیج نیش عقرب ہے ؛ شب ہجرت میں اے صنم تجھ باج ۔
شغل تیر افگنی ہے جب سوں اے ؛ لخت دل کوں کیا ہوں میں آماج ۔ ۲ کا ' ح

۳ سوں مت ل اے جاناں ۔ س

۴ ہمارے کو آتشی ہے مزاج ۔ س ۔ مرے کا ۔ ح

۵ خیال ۔ س ، ۳۹۱ ل ۶ ہرگز ۔ س : ۳۹۱ ل

۳

۸۲۶ دل مرا تجھ چشم[۱] کی گردش سیں ہے بیمار آج
اے طبیب مہرباں دے شربت دیدار آج

عقدۂ مشکل کوں حل کر کھول زلفوں[۲] سیں گرہ
نہیں[۳] تو یہ عقدہ میرے پرہے نپٹ دشوار آج

برہمن[۴] کوں رشتۂ زنار کی حاجت نہیں
دام زلف[۵] یار ہے اس کے گلے میں ہار آج

کل[۶] مطالع میں کیا تھا اس کے خط کا حاشیہ
مدرسے میں دل کے ہے اس درس کی تکرار آج

---

۱ کے مانند ہے بیمار آج ۔ س ۔　　۲ زلفاں سوں ۔ س و م ۳۹۱ ل

۳ چھوٹنا تجھ غم کے پھاندے سوں ہوا دشوار ۔ س و م ۳۹۱ ل

۴ اس کے بعد "س" میں یہ شعر زیادہ ہے : ہر دم چشم د تجھ پریں اے خورشید رو ٭ آسماں موتی ستاروں کے کیا ایثار آج

۵ تری زلف کا ہے گل میں اس کے ار ۔ س و م ۳۹۱ ل

۶ پیو کے خط کا حاشیہ دیکھے ہیں شاید عاقلاں ٭ ہر مدرسہ میں کئے اس درس کا تکرار آج ۔ س

ہجر میں اُس شوخ گل رخسار کے بے تاب ہوں

ہے سرِ مژگاں مری آنکھوں میں نوک خار آج

جلوہ گر ہے ہر طرف عکس رخ جاناں سراج

مجھ نظر میں آرسی ہے ہر در و دیوار آج

۴

اپنا جمال مجھ کوں دکھایا رسول آج عاجز کی التماس کوں کرناں قبول آج ۸۴۴

اے مہرباں طبیب شتابی علاج کر تیرے برہ کے درد سیں ہے دل میں سول آج

مرہم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم دل میں لگی ہے ہجر کی برچھی کی ہول آج

گلرو بغیر خانہ بلبل خراب ہے مُرجھا رہا ہے صحنِ گلستاں میں پھول آج

بے فکر ہوں عذابِ قیامت سیں اے سراج

دینِ محمدی کوں کیا ہوں قبول آج

۵

لب گلرو پہ عیاں ہے خطِ ریحانی آج مور کوں ہات لگا ملک سلیمانی آج ۸۴۸

---

۱ ہر سر مژگاں ہے مجھ۔ ک ۲ انکھیاں۔ س

۳ سن۔ س و ۱۳۹۱ ا۔ ۴ بیو باج بزم بلبل نالاں خراب ہے۔ س

حلقۂ گیسوئے[1] مشکیں کو دِئے ہو بکھرا
کیوں نہ حاصل ہوئے مُرے دل کوں پریشانی آج

دیکھناں یار کے چہرے کوں نہیں طاقت غیر
چشمِ عشاق کی ہے اس کوں نگہبانی آج

خونِ دل بادۂ گلرنگ، غذا، لختِ جگر
غم کے گھر میں ہے مرے عیش[2] کی مہمانی آج

دیکھ کر تجھ لبِ یاقوت نما کی سُرخی
خوں ہوا رشک سیتی لعلِ بدخشانی آج

خوبرویوں[3] نے دیے تجھ کوں خراج اے شہِ حسن
ملک خوبی میں مگر نہیں ہے ترا ثانی آج

شعلہ رُو چہرہ زریں ستی آتا ہے سراج
خانۂ دل میں لگی[4] آتشِ پنہانی آج

---

[1] زلف کوں کھولا ہے سجن عارض پر ۲۹۱ ا [2] سلیمانی ۔ ک [3] جگ کے خوباں ۔ ۲۹۱

[4] ۲۹۱ کے اضافہ اشعار ۔

اے سجن شربتِ دیدار نہ کر اُس میں دریغ
نشۂ وصل کوں نیں غیر انجر پانی آج

کیونکہ تصویر ترے ناز کی کوئی کھینچ سکے
دیکھ حیران ہوا ہے قلمِ مانی آج

ردیف - چ

۱

۱۵۵ سیر ہے دل کوں ان انکھوں کے خیالوں کے بیچ　　نرگستاں ہے دیوانے کوں غزالوں کے بیچ
سودۂ لعل ہے ہر اشک میرا آہوں ساتھ[1]　　رنگ گلگوں سیں عجب زیب[2] ہے نالوں کے بیچ
مار رکھتے ہو مجھے دور سیں پلکیں دکھلا　　ضرب بندوق کا ہے کام یہ بھالوں کے بیچ
چوٹ دل کی ہے جسے کب ہے اسے وجد سماع　　ہے اثر درد کے کم ہونے کا حالوں کے بیچ
فوج بلبل کے پھسانے کوں بس ایک لٹ اسکی　　روغن گل ہے تری زلف کے بالوں کے بیچ
خوف کر عاشق مے خوار سیں اے صوفی خشک　　مست ہو جائیگا دو چار[3] پیالوں کے بیچ

جل گیا شعلۂ دیدار سیں پروانہ سراج
ہم نواب لگ میں برہ آگ کی جھالوں کے بیچ

---

[1] میں - ک　　[2] ریت - ح

[3] دو پیار ہی - ک

ردیف - ح

۱

آنکھوں[1] میں بے خبر کے ہے ہر چند جائے صبح — تجھ رُخ کے سامنے ہے مکدر صفائے صبح ۶۲
دل آرزوئے وصل میں آئی[2] رشک ماہ کے — کرتا ہے آہ نیم شبی و دعائے صبح
وو مثل آفتاب جہانگیر ہے مدام — جس پر[3] ہوا ہے سایۂ بال ہمائے صبح
تجھ حسن کے سبب[4] سیتی روشن ہوا ہے دل — خورشید کے قدم کے سبب سے ضیائے صبح
مجھ چشم خوں نگار میں آئے[5] شوخ رکھ قدم — جب لگ حنائے[6] نور سیں رنگیں ہے پائے صبح
مہتاب[7] رو تیری طرف آیا ہے لے سراج
دیناں پڑا ہے آج تجھے خوں بہائے صبح

---

۱ ہر چند بے خبر کی انکھیاں میں ہے جائے صبح ؛؛ تجھ حسن کے انگے ہے مکدر صفائے صبح - س
۲ تیرے اے ماہ رو - س ۳ مراد پر ہے - س ۴ کی جھلک - س ۵ یکبار - س ۶ صبا ہے کر
۷ تیرا یہ شعر بس کہ گہر سنج ہے سراج ؛؛ بے آب اس انگے ہے دُر بے بہائے صبح - س

۲

۸۶۹ اُس[1] کے رُخ سیں ہُئی ہے تاباں صبح
کیوں نہ ہوئے رشک سیں پشیماں صبح

میرے رونے سیں یار ہنستا ہے
اشک شبنم ستی ہے خنداں صبح

ہے ترے حسن کی تجلی دیکھ
پیرہن چاک تا گریباں صبح

بس کہ مقبول ہے دعاے سحر
ہے مجہ انکھوں میں نورِ ایماں صبح

اے سراج آفتاب رو آیا
ہے میرے گھر میں آج مہماں صبح

۳

۸۷۲ مت کرو ہم سیں زرگری کی طرح
یہ نہیں بندہ پروری کی طرح

دل لیجاتے ہو اک تبسم میں
خوب سیکھے ہو دلبری کی طرح

تھرتھراتا ہے ہر سحر سورج
دیکھ تجھ چہرۂ زری کی طرح

دل ہمارا ہے لعل بے قیمت
کر پسند اس کوں جوہری کی طرح

گرچہ میری نظر سیں پنہاں ہو
شیشۂ دل میں ہو پری کی طرح

---

[1] مکھ سیں ترے ہوتی ہے۔ ۳۹۱ ار، د، یہ، ک

سرو کو آرزو ہے دھوتوں[1] کی　　تم[2] نہیں لایا ہے ہمسری کی طرح
شکر للہ کہ سرو قد کے طفیل　　دل نے پایا صنوبری کی طرح
نرگس باغ نے کہاں پائی　　یار کی چشم عبہری کی طرح

ورد کر لے سراج نام علی
یاد رکھ عشق حیدری کی طرح

---

[1] دیکھے کی ۳۹۱ ا　　[2] پیوسیں ۳۹۱ ا

ردیف ـ خ

۱

۸۸۳ سرشکِ سُرخ سیں میرے ہے چشمِ گریاں سُرخ مثال کلکِ مصوّر ہے موئے مژگاں سرخ

لکھا ہوں دلبرِ رنگیں کوں عرضیٔ احوال کیا ہوں خونِ جگر سیں تمام افشاں سرخ

اگر یہ دیدۂ پرخوں میرے کا عکس پڑے عجب نہیں ہے اگر ہوئے آبِ طوفاں سرخ

کیا ہے بس کہ وو گلرو نے عاشقوں کوں شہید ہوا ہے صحنِ چمن کی مثال میداں سرخ

دلِ سراج میں پھولے ہیں آج گل لالہ
ہوا ہے داغِ محبت سیں یہ گلستاں سُرخ

۲

۸۸۴ تیرے ابرو کی عجب بیت ہے حالی اے شوخ
جس میں ہے مطلب دیوان ہلالی اے شوخ

---

۱ ہیں۔ک ۲ ہیں۔ک ۳ پیو کے۔ ۳۹۱ا ۴ شوخ کوں کتوب کرانکھاں کی بہر ۳۹۱ا
۵ بس کہ اب ہے خوں دل۔ ۳۹۱ا ۶ چمن کی سیر کوں مت جا دل سراج میں آ ۳۹۱ا ۷ ہے۔ک

گوہرِ اشک کوں ہے حلقہ بگوشی کا خیال
گر لگے ہات تیرے کان کی بالی اے شوخ

روح فرہاد بھی خوش ہو کہ مٹھائی بانٹے
گر سنے تجھ لب شیریں ستی گالی اے شوخ

جب سیں دیکھی ہےؔ خطِ سبز میں تیرے لب سُرخ
تب سیں سبزے میں چھپی پان کی لالی اے شوخ

شہر میں الفت صحرا ہے مجھے دامن گیر
کیا قیامت ہیں تری چشم غزالی اے شوخ

مند مطلب دل پر میرے کر مہر قبول
منصب لطف کا منگتا ہوں بحالی اے شوخ

بس کہ تصویر تری نقش کیا دل میں سراج
پردۂ چشم ہے فانوس خیالی اے شوخ

۲

۸۹۵ محبتؔ کا جلا سوزاں ہے اے شوخ   برہ کے درد سیں نالاں ہے اے شوخ

لہ ہیں. ک - لہ از س، ا، ۳۹۱ ا

ترے سر دیکھ چیرۂ زعفرانی | لبِ زخمِ جگر خنداں ہے اے شوخ
انجھو کے پھول انکھیاں سے جھڑے ہیں | مرا دامن بہار افشاں ہے اے شوخ
لکھے ہیں اس میں آیات محبت | مرا دل ہیکل قرآں ہے اے شوخ
مثال عید ہے اک دید تیری | ہمارا جان و دل قرباں ہے اے شوخ
صفحہ پر دل کے ہے مشق تصور | عجب تیرا خطِ ریحاں ہے اے شوخ
تو آیا جب نظر انجھو ہوئے بند | ہر انگے شہا پنہاں ہے اے شوخ

سراج ازبس کہ کھایا ہجر کا تیر
پلک انکھوں میں جیوں پیکاں ہے اے شوخ

لہ جھڑتے ہیں جداں سوں ۔ س (آنکھاں سیں ۱۳۹۱ء)

لہ تیرا ۔ س   لہ دل وجاں جس اوپر ۔ س   لہ صفے ۔ س

لہ انکھیاں ۔ س ۔

ردیف۔ د

۱

۰۳ تجھ جدائی میں اے بہار مراد | خوب لگتی[۱] نہیں چمن کی یاد

نظر آتا[۲] ہے قد ترا مجھ کوں | سرو آزاد گلشن ایجاد

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا | طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

کیا کرے گا بیاض نرگس کوں | تیری[۳] انکھوں کا جس کوں ہے سواد

دل ہمارا ہے مرغ دست آموز | رحم لازم ہے[۴] اس پہ اے صیاد

بسمل غم کوں سیر گلشن میں | برگ سوسن ہے خنجر جلاد

کیوں نہ مجھ کوں گلاوے عشق ترا | جس کی گرمی سیں موم ہے فولاد

آتش عشق نے صنم کی کیا | خاکساروں کی آبرو برباد

---

۱ دل میں آتی س ۔ مجھ کوں آتی نہیں ع۲۹۱ ۔ ا ۲ قد ترا مجھ نظر میں دستا ہیں ۔ س (ہے ۔ ع۲۹۱) ۳ جس نے پایا ہے تجھ انکھیاں کا ۔ س (تری انکھاں) کا مراد سواد ۔ ع۲۹۱ ا)

۴ اس پہ بے رحم مت ہو ۔ س و ع۲۹۱ ۔ ا ۔

شعلۂ[۱] رو نے جلا کہ راکھ کیا
نہ سُنا گئی سراج کی فریاد

۲

۹۱۲ ہے میرے دل کوں حرفِ غم اضطرابِ یا[۲] — گویا کہ مرثیہ کا کیا ہے جواب یاد
کب بھولتا ہوں اس کوں[۳] بہشتِ وصال میں — ہے دوزخِ فراق کا مجھ کوں عذاب یاد
پلکوں کی انگلیوں سیں کیا ہوں شمار اشک — سرکارِ عشق کا ہے مجھے سب حساب یاد
دیکھا ہے جس نے مصرعۂ موزونِ قدِ یار — دیوانِ حسن کا ہے اوسے انتخاب یاد
کوئی عقدہ نہیں رہا ہے مطوّل میں زلف کے — دل کوں مرے ہے نوکِ زباں یہ کتاب یاد
لذتِ شبِ وصال کی مت پوچھ صبح کوں — رہتا نہیں فجر کوں مجھے شب کا خواب یاد

مجلس میں شمع رو کی ہے پروانگی اوسے
شعرِ سراج جس نے کیا بے حجاب یاد

۳

۹۱۹ خاک ہوں اعتبار کی سوگند — مضطرب ہوں، قرار کی سوگند

۱ شعر شیریں کی خسروی ہے اسے ۔ کیوں نہ بولیں سراج کوں فرہاد ۔ ص و، ۳۹۱ د ۔ ۲ ہوں ۔ ک ۔ ۳ کہ بہشت وصال کوں ۔ ک ۔

مثل آئینہ پاکؔ بازی میں صاف دل ہوں غبار کی سوگند

حوض کوثر سیں پیاس بجھتی نہیں[2] اوس لب آب دار کی سوگند

روبرو ہے مجھے خیال ترا[3] دلِ آئینہ دار کی سوگند

معتبر نہیں جمال ظاہر کا گردشِ روزگار کی سوگند

غیر دیدار اور مطلب نہیں[4] مجہ کوں بوس و کنار کی سوگند

زندگی اے سراجؔ ماتم ہے[5]
مجہ کوں شمع مزار کی سوگند

۴

مخمور چشموں کی تبرید کرنے کوں شبنم ہے سرداب شوروں کی مانند ۹۲۶

روپے کے تھالے سفیدی ہے نرگس کی زردی ہے زر کے کٹوروں کی مانند[6]

دارائی سرخ ان جاآزیوں نے عاشق کے لوہو سے رنگیں کئے ہیں

بے خود ہو کہتا ہوں کیا خوب لگتے ہیں میرے کلیجے کے توروں کی مانند

[1] شوق میں اس کے۔ مس۔ [2] تشنگی وصل کی ہے مجہ نس دن مس۔ مجہ کوں سدا ۱۳۹۱۔ [3] س و ۱۳۹۱ میں یہ دو شعر اضافہ ہیں۔ جوشِ وحدت ستی اناالحق بول۔ دل ہے منصور درد کی سوگند۔ تجہ تصور سوں دل ہوا تصویر۔ حیرت انتظار کی سوگند [4] نیں ہوں میں طالب۔ مس۔ [5] معتبر نہیں جمال ظاہر کا سراج۔ گردش روزگار کی سوگند۔ [6] کوروں۔ک۔

اے دست مشاطہ توں جب سیں پہونچا ہے اس زلفِ مشکیں کی شانہ کشی کوں
عاشق کی آہوں کے ان صاف رشتوں میں گرہاں ہیں انگلی کی پوروں کی مانند
یہ تنگی انہوں کے دہن کی نہ پاوے گا اپنے گریباں میں سر کو نوا توں
اے غنچہ باغی ہو مہتاب رویوں سیں منت خندہ پن کر چکوروں کی مانند
دل کے خزانے سیں شاید لیجاوے گا جی کے جواہر کوں عیاریوں سیں
ہر دم خیال اوس کا انکھوں کے روزن میں آتا ہے چھپ چھپ کے چوروں کی مانند
غم کے پہاڑاں کوں سر پر اٹھائے ہیں وحشت کے بنجوں میں آہواں نے میری
دل کے اکھاڑے میں اب کون ہم سر ہے ان پہلوانوں کے زوروں کی مانند
پروانہ رنگوں کے عرسِ جدائی میں سیر چراغاں ہے جان سراج آج
روشن فتیلے ہیں آہوں کے شعلوں کے سینے میں کورے سکوروں کی مانند

— د —

۹۳۴ دہن نے کیا ہے رنگ نگار بدن سفید پھرا ہے پری اس نے عجب پیرہن سفید
بنے بو تو ا ہے بس کہ دو زلفوں کی شرم سیں ہوئے کیوں نہ رنگ اصلی مشکِ ختن سفید

لے کرتا ہوں۔ ک — ۲ے ہیں۔ ح — ۳ے زلفاں۔ س۔

مہتاب[1] رو کی یاد میں جو کوئی کہ جی دیا — گل چاندنی سیں اس کوں بناناں کفن سفید

اس سبز خط کے غم سیں ہوا ہوں تمام زرد — کرتا ہوں اشک سرخ سیں روسو بن سفید

اس گلبدن کے وصف کے لکھنے کوں اے سراج[2]

درکار ہے صحیفۂ برگِ سمن سفید

— ۶ —

۹۳۸ پرخوں ہے جگر لالۂ سیراب کی سوگند — نگینی داغ دل بے تاب کی سوگند

تصویر ہے تجھ یاد سیں آئینۂ دل آج — حیرت وشنی دیدۂ بے خواب کی سوگند

ہے کعبہ مقصود تجھے[2] وو خم ابرو — اے شوخ مجھے مسجد و محراب کی سوگند

سرسبز ہے آنسو[3] سیں مرا[4] گلشن امید — ہے مجھ کوں مرا[5] دیدۂ پر آب کی سوگند

احوال[6] سراج آکہ برہ آگ میں توں دیکھ

بے طاقت و بے تاب ہے سیماب کی سوگند

۱- چندر مکھی کی یاد میں جو کوئی جیو دیا۔ س و م ۳۹۱ ا۔ ۲- ترا۔ س و م ۳۹۱۔ ا۔ ۳- انجواں سوں۔ س۔ ۴- میرے۔ م ۲۹۱۔ ا۔ ۵- اپس۔ س۔ ۶- احوال مرا دیکھ کے مانند سراج آج۔ بے تاب ہوں تجھ ہجر میں سیماب کی سوگند۔ س و م ۳۹۱۔ ا۔

۷

۹۴۳ اب تلک رخ[1] ہے ترا خط سیں معرا بے دود — مثل آئینہ خورشید مصفا بے دود

لذتِ میوہ فردوس کا نہیں ذوق اسے — جس نے پایا ہے ترے لب ستی حلوا بے دود

تیرہ بخش آہ نے باندھا ہے مرے دل میں غبار — کون کہتا ہے کہ ہے آتش سودا بے دود

کیونکہ وو یوسف گل پیرہن اس سوز کوں پائے — ہے کباب دلِ بریانِ زلیخا بے دود

بے دماغی[2] کوں تری دیکھ کر اے جانِ سراج

شمع یاں خوف سیں جلتی ہے سراپا بے دود

۸

۹۴۸ نہیں[3] ہے خوف تجھے اب کہ بہر دفع گزند — جگر ہے مجمر و دل ہے شرار و داغ سپند

شب فراق میں رونے سیں گئی ہے بینائی — چراغِ نورِ نظر آستیں میں ہے گلہ مند

ہے[4] جب سیں اوس صنم خود نما کوں ذوق شکار — ہوا ہے دام میں جوہر کے صید آئینہ بند

نہ جانوں کون سے شمشاد کا ہے دیوانہ — کہ طوق فاختہ ہے سرو کے گلے میں کمند

---

[1] خط ۳۹۱ ا۔ [2] بد دماغی ۳۹۱ ا۔ [3] مرے سینے میں گذر کر ۳۹۱ ا۔ [4] خیال زلف صنم سوں اسے ہے عزم شکار ۳۹۱ ا۔

نہ تھا جو سوزنِ عیسیٰ ستی علاج پذیر | کیا ہوں چاک جگر، تار آہ سیں پیوند
دکھالے آئینہ رواب ترا لب و رخسار | علاج طوطی و بلبل نہیں بجز گلقند

اگرچہ خاک قدم ہے[1] وو[2] شمع روکا سراج
کیا ہے[3] دو دِ جگر لیکن آسماں سیں بلند

۹

ہم[4] ہیں مشتاق جواب اور تم ہو الفت سیں بعید | نقد دل گر تم کوں پہونچا ہے تو بھجوا دو رسید ۹۵۵
باغ میں ہم مر گئے محروم وصل گلبدن | ہیں ہمارے آج پھول اور بلبلوں کے حق میں عید
لشکر قلب صف عشاق میں ہے غلغلہ | یکہ تاز آہ کوں کس نے کیا ہے نارسید
حسن کوں ہے نقد ناز اور عشق کوں جنس نیاز | پھر عبث شکوہ ہے، یہ سودا ہوا ہے خوش خرید
باغ سیں گلچیں چلا، تب بلبلوں نے غل کیا | حضرت گل کوں کیا جاتا ہے یہ کافر شہید
رہ نوردانِ جنوں کوں فتح باب فیض ہے | آبلوں کے قفل کو خار بیاباں ہے کلید
بت پرستوں کوں ہے ایمان حقیقی وصل بت | برگ گل ہے بلبلوں کوں جلد قرآن مجید

---

[1] ہوں پیو کے قدم کا مثل ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] تو ۔ ک ۔ [3] گئی ہے آہ مری لیک آسماں سیں بلند ۳۹۱ ا ۔ [4] یہ غزل ح کے تختۂ جہاز اور سراج کے قلم سے لکھی ہوئی بتلائی گئی ہے۔

نور جاں فانوس جسمی سیں جدا کب ہے معانی
شعلہ تا شمع سیں کہتا ہے من حبل الورید

۱۰

۹۶۳ بندہ ہوں دل سیں تیرا ہر آن یا محمدؐ / تجہ نام پر ہوا ہوں قربان یا محمدؐ
آسونگی ہیں تن کی ہر مجہ پو ہنت مشکل / اپنے کرم سیں کرنا آسان یا محمدؐ
سیپارہ جگر میں آیت ہے یاد تیری / نازل ہے تجہ صفت میں فرمان یا محمدؐ
اُمید ہے ترے سیں محشر کے دن شفاعت / مجلس میں اپنی کر تو مہمان یا محمدؐ
تجہ ذات کے صفت میں لولاک حق نے بولیا / ہے چشم دو جہاں کا تو جان یا محمدؐ
تجہ کوں کہیں تو احمد محمود کیں کہے ہیں / ہے اسم ذات تیرا رحمٰن یا محمدؐ
رکھتا ہے آس ہر دم تجہ سوں معانی کمتر
رکھ عاقبت میں ثابت ایمان یا محمدؐ

۱۱

۹۰۰ خون ہوں تجہ مکھ کے پھول کی سوگند / تجھ کرشمے کی ہول کی سوگند

لے بھول ۔ک ۔

خاک ہوں پیو کے آستانہ کی　　ہے جناب رسول کی سوگند

سرمۂ چشم ہے وو خاک قدم　　پیو کے قدموں کی دھول کی سوگند

دل میں تجہ غم کا خار سلتا ہے　　مجہ کلیجے کی سول کی سوگند

وصل کا ہے اُمید وار سراج

مقصد باحصول کی سوگند

۱؎ چرنوں ۔ س ۔

ردیف۔ ذ

۱

ہے عجب اس کے لب کی بات لذیذ　　جیوں لگے شکر[1] و نبات لذیذ
اس زنخداں کی چاہ جب سیں ہے　　نہیں مجھے چشمۂ فرات لذیذ
اس کوں لگتا ہے بے مزہ امرت　　ہے جسے زہر[2] تیرے ہات لذیذ
جب سیں پایا ہوں ہجر کی لذّت　　نہیں مجھے شربت حیات لذیذ
اے سراج آرزوئے فند عبث[3]
شعر تیرا ہے جیوں نبات لذیذ

۲

کیا ہوں جب ستی میں نام دلربا تعویذ　　نہیں[4] ہے تب ستی درکار دوسرا تعویذ

---

[1] اور۔ ک۔ [2] تیر۔ ۳۹۱ ا۔ [3] نہیں۔ س۔ [4] گوئے دل مینیں درکار نیں دوجا
س۔ گلے میں جان کے ۳۹۱ ا۔

مڑھا[1] ہوں آنکھ کے پردے میں تارِ مژگاں سات　　　دو قبلہ رو کی کیا ہوں میں خاکِ پا تعویذ

تپِ فراق کوں[2] شربت ہے وصل کا درکار　　　عبث اثر نہ کریگا مجھے دعا تعویذ

شہادت اس کی نگہ سیں ہے آرزو مجہ کوں　　　عجب نہیں جو کروں خاکِ کربلا تعویذ

نہیں ہے آتشِ دوزخ ستی او سے آسیب

سراج جب سیں کیا نام مصطفےٰ تعویذ

---

[1] اس کے بجائے س و ۲۹۱ ڈ میں یہ شعر ہے ۔ گلی کوں یار کے بولا ہوں قبلہ عاشق ۔ بجا ہے گر ہے سر تجن کی خاکپا تعویذ ۔ [2] ہیں ۔ س ۔

ردیف ر

۱

مجھ میں تجھ عشق نے لیا یکبار | طاقت و عقل و صبر و ہوش و قرار | ۹۸۵
دل نے میرے کیا ہے' اے گلرو | یاد تجھ زلف کی نگلے کا ہار
رخ ترا[1] نسخۂ گلستاں ہے | ہے خطِ سبز جدولِ زنگار
مکتبِ عشق کا معلّم ہوں | کیوں نہ ہووے درس یار کی تکرار
کھل[2] گئے اوس کی زلف کے دیکھے | پیچ دستار زاہدِ مکّار
سیر کر باغ دل میں عاشق کے | ہجر کے داغ میں ہے تازہ بہار
پردۂ چشم دل اگر وا ہووے | مظہرِ دوست ہے در و دیوار
روزۂ ہجر یار کرتا ہوں | شربتِ خون دل ستی افطار

---

[1] کھ۔ ع۳۹۱ ا [2] ع۳۹۱ ا میں یہ شعر زیادہ ہے۔ شوخ صیاد دامِ زلف ستی۔
دل عشاق کو کیا ہے شکار۔

شوخ[1] آئینہ رو کے دیکھے بن
ہو گیا[2] ہے سراج جل کے غبار

(۲)

جب[3] سیں گلے میں یار کے ہے نو بہار ہار — بے اختیار ہو کے میں کہتا ہوں ہار ہار ۹۹۴
عالم[4] کے گل رخوں سیں ہم آغوش کیوں نہ ہوے — اس گلبدن کے نام سیں پایا سنگار[6] ہار
تجھ قد اوپر نثار ہوئی پھول کی چھڑی — تجھ زلف عنبریں پو ہوا وار[7] وار ہار
خوبی ترے گلاب سے گالوں کی دیکھ کر — دستے میں مالنوں[8] کے ہوا بے وقار ہار
دیکھا ہوں جب سیں سنبل خوشبوئے زلف یار — ہے مجھ نظر میں سلسلہ خار دار ہار
گلشن میں گلبدن کے تصدق کے واسطے — مالی نے لا کہ گنج کیا[10] کئی ہزار ہار

تب سیں سراج مصرع اول ہے ورد جاں
جب سیں گلے میں یار[11] کے ہے نو بہار ہار

[1] شوق دل کا اٹھا ہے آج غبار سیں [2] ۳۹۱ ا میں مقطع حسب ذیل ہے۔ اے سراج اشک و دیدۂ منصور۔ ہو کے بے خود چڑھا پلک کی دار۔ [3] دیکھا ہوں جب سیں یو کے گلے ۳۹۱ ا۔ [4] جب جگ کے گلرخاں سیں ۳۹۱ ا۔ [5] پنیم کے مکھ کے پھول ۳۹۱ ا [6] سنگھار ۵۸۳ ا۔ [7] بے وقار ۳۹۱ ا۔ [8] رستے (رشتے) ۵۸۴ ا۔ [9] مالیوں ۳۹۱ ا [10] کیا ک [11] پیو ۳۹۱ ا۔

۳

۱۰۰۱ یار[1] بن روتا ہوں ہر دم زار زار خارِ غم سیں دل مرا ہے تار تار
تجہ بھنووں کی تیغ محرابی ستی زخم غم دل پر لگا ہے بار بار
تو جفا کے وار سیں زخمی کیا ہوں وفا سیں گرچہ تجہ پر وار وار
نہیں خلاصی یار کی زلفاں ستی ہے مرے پر دو طرف سیں مار مار
خارِ ہجراں کے سبب[2] سیں اے سراج
ہے مرے لختِ جگر میں خار خار

۴

۱۰۰۶ ترے لب کے ہیں وعدے سب خلاف اے نازنیں اکثر
کہ جیوں برعکس ہوتا ہے خطِ روئے نگیں اکثر
تعجب نہیں کہ ہوئے صیدِ دل پابستۂ الفت
شکار انداز ہے وو دامِ زلفِ عنبریں اکثر
اُگے سرو اس کی تربت سیں بجائے سبزہ بعدِ مرگ
خیالِ قامتِ گل رو ہے جس کوں دل نشیں اکثر

---

[1] ہجر میں ترے۔ بہ ۳۹۱ ا۔ [2] کی خلش سوں۔ بہ ۳۹۱ ا۔

توقع لطف کی کس سیں رکھیں عشاق غم دیدہ
عتاب آلودہ رہتا ہے، صنم چیں بر جبیں اکثر

نماز بے ریا مثل معراج اب دل سیں کرتا ہوں
صنم کی یاد میں رہتا ہوں میں سر بر زمیں اکثر

۵

1012 آتش عشق[1] کا ہے دل، انگر　　سینہ آتش بیں ہوا مجمر
تشنۂ وصل کوں برابر ہے　　چشمۂ آب و چشمۂ کوثر
سرو ہر چند راست ہے لیکن　　اوس کی قامت سیں کیوں کہ[2] ہو ہمسر
گل بدن کی ہے گل میں ناپید بو　　طبع راغب ہے سیر کوں اکثر
عنبریں مو کی آتش غم میں　　شوق جلنے کا ہے مثال اگر
عشق میں رنگ زرد زر کی مثال　　ہے عروس مراد کا زیور[3]
ہے مری چشم کے صدف میں مدام
قطرۂ اشک، دانۂ گوہر

[1] جل کے دل تجربہ میں ہے ۲۹۱ا۔ [2] یو ۲۹۱ا۔ [3] ۲۹۱ا کے اضافہ اشعار:—

دیکھ کر حسن عندلیب فریب۔ گل ہوا شرم کے عرق سیں تر۔ غم سیں تیرے کہاں ہوا صد چاک۔ ہے ترنگہ کا خانہ زاد قمر۔

۶

۱۰۱۸ داغ[1] الفت ہے زخم پنجہ شیر — صید آرام کوں کیا ہے زیر

جان جاتا ہے تجہ جدائی میں — مہہ بیں آشتاب مت کر دیر

نیم بسمل ہوں مشکل آساں کر — کھینچ ظالم نگاہ کی شمشیر

دل پرخوں مرا ترے غم سیں — ہو رہا ہے انار سنگم نیر

ملک دل[2] کے خراب کرنے کوں — لشکر[3] عشق نے لیا ہے گھیر

ہوں[4] عجب کس کے قتل کرنے کوں[5] — کھینچ جدھر چلے ہو شوخ[6] دلیر

اے سراج[7] اب نہیں ہے تاب فراق

زندگانی سیں میں ہوا ہوں سیر

۷

۱۰۲۵ دل ناداں مرا ہے بے تقصیر — ذبح کرتے ہو اوس کوں بے تکبیر

---

۱ ہے تیرا ہے شل۔ س و ۳۹۱ ل۔ ۲ آہوے دل کے تئیں۔ س و ۳۹۱ ل۔ ۳ کا ک۔ ۴ قتل کرنے کوں عاشقاں کی طرف س ۵ پر۔ ک۔ ۶ یار۔ س و ۳۹۱ ل۔

۷ جس گلے کے اتارہ کاتہ پارکندا سپہ کوں دل کی چیر س

نقشِ دیوار صحنِ گلشن ہے　　جس نے دیکھا ہے یار کی تصویر
عاشقوں کوں نہیں ہے رسوائی　　مصحفِ عشق کی ہے یہ تفسیر
گردشِ چشم یار بے جا نہیں　　دل کے لینے کی ہے او سے تدبیر
کشورِ عقل کیوں نہ ہوئے ویراں　　ہے ادا پادشاہ ناز، وزیر
بوالہوس کب تلک رہے آزاد　　کھول صیاد زلف کی زنجیر
تیر تیری کمان ابرو کا　　غرق ہے مجھ جگر میں تا زوگیر
جانتی ہے دو زلفِ عقدہ کشا　　میرے آشفتہ خواب کی تعبیر

شبِ ہجراں میں اے سراج مجھے
اشک ہے شمع اور پلک گلگیر

— ۸ —

ضرور نہیں کہ کرو وحشیٔ جنوں کوں اسیر　　خیالِ کاکلِ صیاد ہے او سے زنجیر ۱۰۲۴

۱ ہو کے ہے حیراں ہے۔ س۔ تماشا ہوا حیران ۳۹۱ ا۔ ۲ مکھ ترے پر نہیں ہے خطِ آغاز س۔ ۳۹۱ ا۔
۳ حسن کی ہے یو۔ س ۳۹۱ ا۔ ۴ تقریر ج۔ ۵ پادشاہ و ناز۔ س۔ ۶ تا بہ گیر ۳۹۱ ا۔ ۷ یو کیے نفاں سوں
بنا کے کوئی پوچھو۔ س ۳۹۱ ا۔ ۸ ہجرت و ۹ ہور ۳۹۱ ا۔ ۱۰ پرت کے دام کے حلقے میں ہوا ہے اسیر ۳۹۱ ا۔

برہ کی آگ میں موں بے قرار جیوں سیماب ‌‌ ‌‌ عجب نہیں جو پس مرگ[1] خاک ہو اکسیر

فجر سیں شام ہوئی انتظار میں اوس کے ‌‌ ‌‌ کتاں ہوا ہے مرا دل کہاں ہے بدر منیر

وو گلبدن کی گلی میں کیا ہو بس کہ گذر[2] ‌‌ ‌‌ غبار وہاں کا مرے بر[3] میں ہے بجا عبیر

کتاب[4] چہرہ جاناں ہے کیا عجب خوش خط ‌‌ ‌‌ لکھا ہے خامہ[5] قدرت سیں کاتب تقدیر

کسے مجال کہ دیکھے اوسے نظر بھر کہ ‌‌ ‌‌ کہ شاہ حسن ہے وو آفتاب عالمگیر

بغیر[6] یار عبث ہے چمن کی سیر سراج[7]

کہ صحن باغ میں ہوتا ہے خار دامن گیر

۹

۱۰۴۱ پھول ہو پھولا مری آنکھوں میں خار انتظار ‌‌ ‌‌ ہات آیا ہے عجب سیر بہار انتظار

روبرو آنکھوں کے رکھتا ہوں رضا کا آئینہ ‌‌ ‌‌ دست حیرت[8] میں دیا ہوں اختیار انتظار

جھڑ گیا جوں سرمہ پلکوں سیں سواد مردمک ‌‌ ‌‌ آنکھ کے پردوں سیں چھنتا[9] ہے غبار انتظار

---

۱ پس مرگ۔ ک۔ ۲ پیا کی خاک قدم پر کیا ہوں میں سجن سجدہ) ۳۹۱ ا۔ ۳ راہ مبر بر ۳۹۱ ا۔ ۴ خط سیا کی تعلیم کا ۳۹۱ ا۔ ۵ صفحہ عارض یہ۔ ۳۹۱ ا۔ ۶ سراج سیر چمن بیو کے باج بے جا ہے ۳۹۱ ا۔ ۷ حیراں۔ ک۔ ۸ چھڑتا ہے۔ ک۔

دلبر سوزن پلک سیں رشتۂ جاں بند ہے
ٹوٹتا نہیں آنکھ کے ڈوروں سے تار انتظار

وحشت اور حیرت کی یک رنگی کا یارو سیر ہے
مثل تصویر ساہوں بے قرار انتظار

کوئی دنوں جام شراب سرخوشی کا دور تھا
اب مرے پر درد سر لایا خمار انتظار

چشم بسمل لذت دیدار سیں محروم ہے
ہے نگاہ واپسیں شمع مزار انتظار

عالم حیرت میں کب ہے امتیاز نیک و بد
کفر دیں کا برق خرمن ہے شرار انتظار

نیند کے سایہ کوں ہرگز یہاں گذر ہوتا نہیں
جب ستی کھینچا ہوں گرد اپنے حصار انتظار

یار جب آنکھوں میں آوے چشم پوشی ہے ضرور
تا کہ ہووے مقراض قطع جامہ وار انتظار

مخزن دیدار کی کنجی اوسی کے ہات ہے
جو کیا ہے نقد بینائی نثار انتظار

خوں پذیر ہجر کوں بس ہے تصور یار کا
ہو گیا ہے اب دل بیگانہ یار انتظار

دیدۂ مشتاق کا آب رواں آنسو نہیں
ہے پلک چادر سیں جاری جویبار انتظار

ہے طریق خاکساری میں مرا دل ان دنوں
خاک بردار غبار رہگذار انتظار

جلد آکر عید قرباں کی مبارک باد لے
تشنہ لب ہے آب خنجر کا شکار انتظار

یا الٰہی چشم حیراں کی دعا کر مستجاب
جلوۂ دیدار ہووے آئینہ دار انتظار

اس کے استقبال کوں بھیجا ہوں اپنا نور چشم
کب تلک کھینچوں سراج اب انتظار انتظار

۱۰

۱۰۵۸ ہے صبا کا کام تجھ گیسو کے تاروں کا شمار
غیر افسوں گر کسے طاقت ہے ماروں کا شمار

کئی ہزار آہو ختن کے زخم کھا قرباں ہوئے
پوچھ تیری چشم کے خنجر بسیں[1] واروں کا شمار

ہے[2] کسے طاقت مرے آنسو کی بوندوں کوں گنے
ہر[3] کسی کوں سخت مشکل ہے ستاروں کا شمار

ہر طرف بے تاب ہیں آتش[4] میں تیرے شوق کی
کون کر سکتا ہے تیرے بے قراروں کا شمار

پہلوئے[5] دل میں مرے ہر آہ پیکاں ہے سراج
شرح میں آتا نہیں ہے غم کے خاروں کا شمار

۱۱

۱۰۶۳ یا الٰہی مجھ کوں دکھلا جلوۂ رخسار یار
اب تلک پایا نہیں ہوں شربت دیدار یار

صبح محشر لگ خمار شوق جانے کا نہیں
خواب میں دیکھا تھا ایک شب نرگس بیمار یار

گلبدن کی خوش قدی کوں دیکھ کر ہے[6] پا بگل
سرو گلشن میں کہاں ہے خوبی رفتار یار

---

[1] کی دھاروں ۱۳۹ ا۔ [2] ہر ح۔ کس کوں طاقت ہے مرے انجھواں۔ س۔ [3] سخت مشکل ہے ہر یک کس کوں۔ س و ۱۳۹ ا۔ [4] تیرے برہ کی آگ میں۔ س۔ [5] دل کے پہلو میں مرے ہر آہ کا پیکان ہے۔ س۔ [6] حسرت ستی۔ ۱۳۹ ا۔

عاشقوں کی صف میں پاوے سرفرازی کا خطاب　　　گرگل دستار ہووے خار سر دیوار یار

ہے نشاط عید سب پر ماہ نو کوں دیکھ کر　　　مجھ کوں آنا ہے خیال ابروۓ[۱] خمدار یار

قتل کرنے پر مرے ہر آن بے وسواس ہے　　　خون میں عاشق کی سنم ہے غمزۂ خونخوار یار

خلوت دلدار میں نہیں غیر کوں بار اے سراج

جو کہ نامحرم ہیں[۲] نہیں معلوم اونھے[۳] اسرار یار

۱۲

ہے حسن کا شرف کسی اشراف کی نظر　　　صیقل اس آرسی کوں ہے[۴] اوصاف کی نظر

کھوٹے کھرے کوں اب ذرہ پہچاننے لگا　　　ہم نے سکھائی یار کوں صراف کی نظر

ہم تو ہر یک طرح سیں تمھارے غلام ہیں　　　لیکن تمھے بھی چاہئے انصاف کی نظر

معلوم ہوئے وو چشم سخن گو کے مجھ کوں رمز　　　ہرگز چھپی رہی نہیں حراف کی نظر

ہر ہر نگہ پہ اوس کی ہزار آفریں سراج

پایا ہے یار نے عجب اوصاف کی نظر

---

۱ ابروئے ۔ ک ۔　۲ ہے ۔ ک ، ع ۵۸۴ ا ۔　۳ اوسے ۔ ک ، ع ۵۸۴ ا ۔

۴ تمیں ۲۹۱ ا و ک ۔

۱۳

۱۰۷۵ نورِ محمدی ہے عیاں تجھ جمال پر — آیاتِ مصحفی ہے ترے خط و خال پر
وو عاشقی کے کھیت میں ثابت قدم ہوا — جو کوئی[1] کہ زخم عشق لیا دل کی ڈھال پر
دے[2] شربتِ وصال دمِ واپسیں کے وقت — چشمِ کرم سیں دیکھ شہیدوں کے حال پر
کیوں سرنگوں نہ ہوئے تجھ ابرو کے سامنے — شرمندگی کا بار ہے پشتِ ہلال پر
جلتا ہے بس کہ باغ ترے غم کے داغ سیں — ہر گل ہوا ہے شعلہ ہر یک نونہال پر
سیف الملوک کیوں نہ کہیں مجھ کوں عاشقاں — ہوں جاں نثار اپنے بدیع الجمال پر
پایا ہوں پنجتن کی محبت سیں پنج گنج
قربان ہوں[3] سراج محمد کی آل پر

۱۴

۱۰۸۲ دکھا کر چہرۂ گلفام یک بار — لیا ہے طاقت و آرام یک بار
کروں گا نقش میں دل کے نگیں پر — بتاو کوئی صنم[4] کا نام یک بار

[1] جو تجھ نگہ کا وار لیا۔ ب ۳۹۱ ا۔ [2] دیتے ہیں تلملا کے اسی جیو کوں پیار سیں۔ ب ۳۹۱ ا۔ [3] ہوں اے سراج۔ ب ۳۹۱ ا۔ [4] بجن۔ س د ب ۳۹۱ ا۔

ترے لب میں عجب میٹھا مزا ہے — چکھا[1] جا لذتِ دشنام یک بار
نہیں[2] ہم بیکسوں کے پاس قاصد — لجا اے غم مرا پیغام یک بار
مرا دل مستحق ہو مانگتا ہے — زکاتِ حسن کا انعام یک بار
اندھارا دور کر اپنی جھلک سیں — جدائی کی پڑی ہے شام یک بار

سراج اب نیک[3] و بد سیں ہے مبرّا
مئے وحدت کا پی کر جام یک بار

۱۵

تجہ ناز پر فدا ہے دل و جاں ہزار بار — تیری ہر یک نگاہ پہ قرباں ہزار بار ۱۰۹
بر جاہے مبتلا ہے جو گلشن کا عندلیب — ہے تجہ پہ جاں نثار گلستاں ہزار بار
اے آفتاب زہرہ جبیں عاشقوں[4] کا دل — تجہ زلف نے کیا ہے پریشاں ہزار بار
خط کھینچ اپنے خط پہ دیا خطِ بندگی — نوخط کے خط کے تئیں خطِ ریحاں ہزار بار
تیرے لبوں[5] کی دیکھ کے سرخی کوں اے صنم — قرباں ہوا ہے لعلِ بدخشاں ہزار بار

۱ تکہ۔ س و ع ۵۸۴ ر و ع ۳۹۱ ا۔ ۲ نہیں کوئی تا خبر پیو کن لجاوے۔ س۔ د ع ۳۹۱ ا۔
۳ مرادل۔ ع ۳۹۱ ا۔ ۴ عاشقاں۔ س و ع ۳۹۱ ا۔ ۵ لباں۔ س۔

آئینہ گرچہ صاف ہے اے صبح عاشقاں تجہ کوں ہوا ہے دیکھ پشیماں ہزار بار

چہرہ سراج کا ہے مگر گشت زعفراں
ہنستا ہے اوس کوں دیکھ کے جاناں ہزار بار

۱۶۰

۱۰۹۶ ہر ہر ورق پہ کیوں کہ لکھوں داستان ہجر[1] آتا نہیں زبان قلم پر بیان ہجر

ظاہر اگرچہ تازہ و تر مثل لالہ ہوں مجہ دل میں جانشیں ہے داغ نہان ہجر

پژمردہ کیوں نہ ہوئے گل امید عاشقاں بہتی ہے دل کے باغ میں[2] باد خزان ہجر

آب حیات وصل سیں دے غم جاوداں ہے بے قرار غم سیں نزیم جان ہجر

دو عاشقی کی منزل میں منظور ہے مدام جیوں میں غم کے بیٹھ ہو کھینچا کمان ہجر

نہیں سیہ لالہ زار کی عاشق کوں آرزو از بس ہے داغ سینہ گل بوستان ہجر

جاری را و چشم ستی خون دل سراج
جب سیں مرے جگر میں لگی ہے سنان ہجر

[1] غم کے ورق۔ ۲۹۱ ا۔

[2] لکھی یو ک۔

۱۷

۱۱۰۳ آئی ہے ترے عشق کی بازی دل و جاں پر — اس وقت نظر کب ہے مجھے سود و زیاں پر

نہیں تاب تنک ظرف کوں تجھ رخ کی جھلک کی — ہے تیرگی شب سیں رفو چاک کتاں پر

حلقے میں تری زلف کے[1] ہو چکا ہے نشیں دل — قرباں ہوا آخر کوں تجھ ابرو کی کماں پر

جز آہ کہ ہے محرم خلوت کدۂ دل — آگاہ نہیں کوئی مرے[2] راز نہاں پر

ازبس کہ سبک روح ہے پنہاں ہے نظر سیں — جیوں[3] باد سر یکا ہے رواں آب رواں پر

موعود الست اس نے فراموش کیا ہے — بھولا جو کوئی وعدہ جادو نگہاں پر

کرنا ہے سراجؔ آج بیان دل پر سوز

آتش ہو نکلنا ہے سخن اوس کی زباں پر

۱۸

۱۱۱۰ قاتل[4] نے ادا کا کیا جب وار اچھل کر — میں نے سپر دل کوں کیا اوٹ سنبھل کر

اے شوخ گلستاں میں نہیں گل رنگیں — آیا دل صد چاک مرا رنگ بدل کر

مردم سیں مری چشم کی محجوب ہے گر توں — کیوں کر کہوں اے شوخ ترے مکھ کوں کنول کر

---

[1] ہے۔ک۔ [2] اس۔ک۔ [3] چلتا ہے جو کوئی باد من۔ ۳۹۱ ا۔ [4] غزل نمبر ۱۵، ۱۹، ۲۰، ح میں نہیں ہے۔

سوزش سیں ترے عشق کے پھوٹے ہیں کنول سب   خلوت میں مرے دل کی سجن آ کے محل کر

مجلس میں اگر جانِ مہر آج آوے ادا سوں
ہو شرم سوں پانی کی نمط شمع پگل کر

۱۹

۱۱۱۵ یار مجھ پر ہے مہرباں صد شکر
ہے مرے غم کا قدرداں صد شکر

صدق میرا ہے اوس اوپر معلوم
نہیں ہے میرے سیں بدگماں صد شکر

اب نہیں پیو کوں حاجتِ اظہار
اوس پہ سب حال ہے عیاں صد شکر

شجرِ مدعا کوں بار آیا
میں ہوا پیو سیں ہم زباں صد شکر

جیوں مرے عشق کوں زوال نہیں
ہے ترا حسن بے زیاں صد شکر

تجہ قدم پر نثار کرنے کوں
مری انکھیاں ہیں دُر فشاں صد شکر

طالع نیک کے طفیل سراج
یار پایا ہوں رمز داں صد شکر

ردیف ز

۱

دور ہے جب سیں شمع محل ناز — کام میرا ہے تب سیں سوز و گداز ۱۱۴۲

شوق کے پر لگا کے کرتا ہے — قفسِ تن سیں مُرغ دل پرواز

تجہ کوں ہر دم پکار کہتا ہوں — ق — بے حجابی سیں آ مہ طناز

صدق دل سیں[1] غلام ہوتا ہوں — بندہ پرور ہو[2] اے غریب نواز

عقدۂ دل کوں کھولتا ہے تمام — عشق تیرا ہے کاشف ہر راز

قبلہ رو کی بھنوؤں[3] کی مسجد میں — دل سیں کرتا ہوں بے[4] خودی کی نماز

اے سراج آب[5] خضر نہیں درکار

رشتۂ زلف بس ہے عمر دراز

۱؎ سوں غلام تیرا ہوں۔ س ۔ ۲؎ ہوا۔ س۔ ہوا ہے۔ م۳۹۱ ا ۔ ۳؎ بھنواں۔ س و م۳۹۱ ا

۴؎ جیوں سوں۔ س و م۳۹۱ ا ۔ ۵؎ اب خطوط ۔ ح ۔

۲

۱۱۲۹ کھینچتا ہے توں ہر یک بے تاب پر شمشیر ناز — یہ طرح کس نے بتایا[1] ہے تجھے اے بے نیاز

عشق کے کافر کوں کچھ زنار کی حاجت نہیں — عمر لگ بس[2] ہے خیال حلقۂ زلف دراز

مسجد ابرو میں تیری مردمک ہے جیوں امام — موئے مژگاں مقتدی[3] ہو مل کے کرتے ہیں نماز

ملک دل کوں ہائے لوٹا ہے غنیم عشق نے — گھات میں تس پر ہے ظالم کی نگاہ یکہ تاز

جیوں حنا غم سیں کلیجے کا لہو پانی کئے[4] — کر قدمبوسی ہیں اپنی عاشقوں کو سرفراز

اشک خونیں[5] کے ستارے ہیں عیاں مجھ چشم میں — تک جھلک اپنی دکھا اے آفتاب دلنواز

شمع کی مانند ہر شب ہجر میں جلتا ہوں میں — دیکھ اے صبح جہاں افروز یہ سوز و گداز

قدر اس کے حسن کی نہیں جانتا ہر بوالہوس — جیونکہ نابینا کوں نہیں ہے آئینہ کی امتیاز

اے سراج اب دل مرا پروانۂ[6] بے تاب ہے
ہے کہاں وو شمع روئے نازنین عشوہ ساز

۳

۱۱۳۸ یہاں تلک ہے وو زلف دراز عنبر بیز — کہ ہوئی ہے خاک صنم کے[7] قدم کی مشک آمیز

۱ بتائی۔ م ۲۹۱ ا۔ ۲ بس ہے اپس پیو کا م ۲۹۱ ا۔ ۳ معتقد م ۲۹۱ ا۔ ۴ کیا۔ م ۲۹۱ ا۔ ۵ خونی۔ م ۵۸۴ ا۔ ۶ بے تاب و بے آرام۔ م ۲۹۱ ا۔ ۷ کی گلی۔ ک۔

عجب نہیں جو کرے دعوئے پریشانی | صنم کی زلف سیں ہے جس کے پاس دست آویز
کیا ہے جب سیں عمل بے خودی کے حاکم نے | خرد نگر کی رعیت ہوئی ہے رو بگریز
مثال شیشہ کروں کیوں نہ سجدہ ساقی کوں | شراب شوق ستی جام دل کیا لبریز
ہجوم اشک سیں موتی بھرے ہیں دامن میں | ہے چشم تر سیں مرے پاس کان گوہر خیز
ہمیشہ خوف میں ہوں اس کی چشم خونیں سیں | نگاہ تیز سیں ہے جس کے پاس خنجر تیز

شب فراق میں اس ماہتاب رو کے سراج
ہماری آہ ہوائی ہے اشک ہے گل ریز

۴

۱۱۴۵ قبر میں بھی یاد زلف یار ہے بر جا ہنوز | خاک ہو گئے پن ہیں باقی ہے یہ سودا ہنوز
ہائے رہ گئی دل میں وو امنگیریوں کی آرزو | سبزۂ تربت مرا ہے پنجۂ گیرا ہنوز
اس دہان تنگ کی نسبت سیں از بس ہے خجل | نہیں نظر آتا نشان صورت عنقا ہنوز
آفتاب آئینۂ کفش کف پا ہے ترا | کیہ نگر باقی ہے اعجاز ید بیضا ہنوز
جب تلک عکس دوئی ہے تب تلک ہے گفتگو | طوطیٔ تصویر آئینہ نہیں گویا ہنوز

لے انجھوکن کی موتی پرے ہیں دامن میں۔ ۳۹۱ ا۔

سبزۂ خط کے سبب سیں گرچہ ہے ریحاں نوخش　　توبھی نافرمانیوں میں ہے مرا لالہ ہنوز

عاشقوں کا رنگ زرد و اشک گلگوں دیکھ کر　　چھوڑتا نہیں ہے دورنگی دو گل رعنا ہنوز

بیچے ہم سودائیوں نے جان کوں یک جانی کے مول　　اس طرف کوں گرم ہے بازار استغنا ہنوز

گرچہ معشوقی کے رتبے کوں کیا حاصل سراج
بزم غم میں شمع ہو جلتا ہے سرتاپا ہنوز

۵

مجکوں یکدم قرار نہیں ہرگز　　تجھ بغیر[1] اختیار نہیں ہرگز

۱۱۵۴ بزم عشاق[2] میں ارے زاہد　　عقل کوں اعتبار نہیں ہرگز

آشنائی کہ آج بیکل ہوں　　طاقتِ انتظار نہیں ہرگز

سیر کر گلشن محبت کا　　گل جنت کوں خار نہیں ہرگز

میکشان شرابِ وحدت کوں　　روز محشر خمار نہیں ہرگز

کوچۂ بے خودی میں مجنوں کوں　　سگ لیلی سیں عار نہیں ہرگز

راز دل کوں رکھا ہوں پنہاں کر　　اب تلک آشکار نہیں ہرگز

---

[1] بیو بنا اختیار ۔ س ۔ [2] مجلس عاشقاں میں زاہد کی ۳۹۱ او س (میں آ زاہد ۵۰۴ و)

صاف دامن ہوں آرسی کی مثال　　دل میں میرے غبار نہیں ہرگز

ہجر کی رات میں مثال سراج
اشک غم کا شمار نہیں ہرگز

— ۶ —

۱۱۶۴ ہے جنبش مژگاں میں تری تیر کی آواز　　اس تیر میں ہے صید کی تکبیر کی آواز
مشتاق ہوں تجھ لب کی فصاحت کا ولیکن　　رانجھا کے نصیبوں میں کہاں ہیر کی آواز
تو خسرو خوباں ہے کہ لے ہند سیں تا روم　　پہنچی ہے ترے حسن جہانگیر کی آواز
حیرت کے مقاماں میں قانون نوا نہیں　　ہے ساز خموشی لب تصویر کی آواز
دیوانے کوں مت شور جنوں یاد دلاؤ　　ہرگز نہ سناؤ اوسے زنجیر کی آواز
پیتا ہوں جدائی میں تری گھونٹ لہو کی　　سن غنچہ دہن عاشق دلگیر کی آواز

اے جان سراج آ کہ پتنگوں کی خبر لیو
سن جاؤ مرے نالۂ شب گیر کی آواز

— ۷ —

۱۱۷۰ سہتا ہوں سوز[1] عشق کی جلتی اگن ہنوز　　باقی[2] ہے داغ دل میں مرے یہ جلن ہنوز

۱ تجھ فراق میں کی۔ س ۲۹۱ و۔ ۲ رہتا ہوں اس اگن میں سمندر تن۔ س۔

شاید ہمارے اشک کی بارش کی ہوئی خبر
ہو منتظر کھلا ہے صدف کا دہن ہنوز

کیونکر رقیب بلبلِ دل[1] کی خبر کوں پائے
واقف نہیں[2] وو گل بدن سحر فن ہنوز

بادِ نسیم آہ سیں اے سرو خوش خرام
تازہ ہے[3] داغ دل کا ہمارے چمن ہنوز

اس لعل آبدار کی تعریف سن تمام
معدن میں چھپ رہا ہے عقیق یمن ہنوز

ہر جا ہے پیچ و تاب جو کھاوے مرا جگر
نسخہ زلف میں عیاں ہے شکن در شکن ہنوز

مدت ہوئی کہ خواب میں دیکھا تھا زلف یار
زنجیر پا ہے دل کوں مرے وو شکن ہنوز

شاید کہ بعد مرگ کریں یاد خاص و[4] عام
مشہور نہیں سراج کا شیریں سخن[5] ہنوز

۸

۱۱۷۸ [6] کیا تعجب گر دل عاشق پریشاں ہے ہنوز
زلف مشک آمیز تیری عنبر افشاں ہے ہنوز

آرسی ہر چند ہے خوش جلوہ لیکن ہو خجل
سادہ رو کے حسن کے پرتو سیں حیراں ہے ہنوز

---

۱ راز مرے دل کا پا سکے۔ مں۔ ۲ ہے مرے سوں مرا سجن۔ مں۔ ۳ رنگیں ہے داغ عشق سوں ان کا مں۔ ۴ عام و خاص۔ ک۔ ۵ مں و پ ۳۹۱ ا میں یہ شعر اضافہ ہے۔ دریائے اشتیاق کوں آیا ہے پور آج۔ جاری ہے راہ چشم سوں آب نین ہنوز۔ ۶ نہیں تعجب گر۔ پ ۳۹۱ ا۔

ہے مری ہر ہر پلک میں جلوہ گر خونِ جگر — دیکھ دریا کے کنارے پر چراغاں ہے ہنوز
یاد میں تیرے عقیقِ لب کی اے کانِ حیا — اشک چشمِ خوں فشاں لعلِ بدخشاں ہے ہنوز
اے گلِ باغِ وفا گر ذوق ہے آ سیر کر — ہجر کے داغوں سیں دل میرا گلستاں ہے ہنوز
ہے خیال اس یوسفِ ثانی کا ہر ساعت مجھے — یاد میں جسکی مرا دل رشکِ کنعاں ہے ہنوز

خوں شراب و دل کباب و آہ ہے تارِ رباب
مجلسِ غم میں سراجؔ ازبس کہ مہماں ہے ہنوز

۹

۱۱۸۵ اُس کے رخ پر ہے خطِ ریحاں سبز — جیوں کہ ہے سبزہ گلستاں سبز
اثرِ زہرِ غم کیا دل نے — شوخ کا دامن و گریباں سبز
یاد میں سبز خط کے روتا ہوں — کیوں نہ ہوئے اشکِ چشمِ گریاں سبز
اس کے زہرِ نگاہ کا ہوں شہید — کیوں نہ ہووے مری رگِ جاں سبز

غیرِ خطِ رخِ نگار سراجؔ
کس نے دیکھا ہے خطِ قرآں سبز

۱؎ ہر سرِ مژگاں پو میرے جلوہ گر ہے خونِ دل ۳۹۱ا۔ ۲؎ مجھ زمیں سیں ہر انجمو ۳۹۱ا۔ ۳؎ کون۔ ک۔ ۴؎ پیو۔ ۳۹۱ا۔ ۵؎ دیکھ زہر غم سیں ہوں دل چاک ۳۹۱ا۔ ۶؎ اس کے۔ ۳۹۱ا۔ ۷؎ نیں عجب گر ہے ۳۹۱ا

ردیف س

۱

شتابی آ اے شکر لب آ مرے پاس   مجھے ہے شربت دیدار کی پیاس ۱۲۹۰
شب ہجراں میں اس یاقوت لب کی   پلک مجہ چشم میں ہے نوک الماس
چمن کی سیر کوں جاتا ہوں اکثر   کہ پاتا ہوں ہر یک گل میں تری باس
ہمیشہ دور عالم مختلف ہے   کہ ہے گردش میں ہر دم نیلگوں طاس
سراج ازبس جلا غم کی اگن میں
نہیں ہے آتش دوزخ سیں وسواس

۲

ہر طرف باغ میں ہے گرچہ نمایاں نرگس   تیری آنکھوں کے مقابل ہے پشیماں نرگس ۱۲۹۵

---

۱ سوں اے ساقی م۳۹۱ ا ۔ ۲ ہجرت میں مجہ کوں نیں ہے آرام ۔ م۳۹۱ ا ۔ ۳ نہیں یکساں ہمیشہ حال عالم م۳۹۱ ا
۴ نسدن م۳۹۱ ا ۔ ۵ لیک نجہ چشم کے دیکھے ۔ مں ۔ ۶ م۳۹۱ ا میں یہ دو شعر زیادہ ہیں ۔ شفاعت کی ہے مجہ کوں تجہ لب کی امید
ترے بن نیں ہے ہرگز غیر کی آس ۔ زمانے کا کیا ازبس کہ ماتم ۔ رنگا ہے نیل میں گھنی کوں آکاس ۔

شرم سیں دیدہ مخمور پری رویوں[1] کے　　آب شبنم سیں ہوئی ہے عرق افشاں نرگس
انتظار چمنِ وصل میں اے آئینہ[2] رو　　مثلِ تصویر ہوئی باغ میں حیراں نرگس
ہجر کی تیغ کے بسمل کوں نہیں ذوقِ چمن　　زخم دل پر ہے اوسے مثل نمک داں نرگس

مست و مدہوش ہے گلزار میں مانند سراج
بس کہ ہے شیفتۂ[3] نرگس جاناں نرگس

۳

وحشت کوں مری دیکھ کہ مجنوں نے کہا بس　　مجنوں تو کیا دامنِ ہاموں نے کہا بس 1200
ہر درد میں جیوں قطب مجھے دیکھ کے ثابت　　قربان مرے گرد ہو گردوں نے کہا بس
گل رو کی جدائی میں مرے[4] داغ جگر دیکھ　　گلشن میں ہر ایک لالۂ پرخوں نے کہا بس
ہے دام پری بسکہ مری آہ کا جادو　　بے باک ہوا اس چشم پرافسوں نے کہا بس

احوال سراج آتش ہجراں میں تری دیکھ
دل سوز ہو پروانہ محزوں نے کہا بس

---

[1] پری رویاں ۔ س ۔ [2] آئینہ ۔ س ۔ [3] نرگس چشم پہ مائل ہے ۔ س ۔
[4] میرا ۔ ک ۔

ردیف ش

۱

کیا شرابِ محبت نے دل کے خُم میں جوش — عجب نہیں جو قیامت تلک رہوں [1]بے ہوش
[2]صنم کے حُسن کے خورشید کی خجالت سیں — ہوا ہے چاند نقاب سحاب میں روپوش
نہیں علاج بجز مرہم نوازش و لطف — جفا کے زخم سیں کرتا ہے دل فغان و خروش
نہ ہووے صورِ قیامت کے شور سیں بیدار — جو کوئی خیال میں [3]اُس چشم کے ہوا ہے نوش
[4]ترے دو ابرو و ہمسر کوں دیکھ حیراں ہوں — [5]سُنا نہیں ہوں کہیں دو ہلال دوش بدوش
فسردہ دل ہوں زمانے کی سرد مہری سیں — عجب نہیں [6]ہے اگر مثل شمع ہوں خاموش

کمند [7]عقل سیں آزاد ہے مثالِ سراج
[8]جو اُسکی زلف کے زُنار کا ہے حلقہ بگوش

---

۱ خاموش۔ س۔ ۲ بجن۔ س۔ ۳ اس چشم کی ہوا بے ہوش۔ س۔ ۴ سجن کے مکھ پہ دو ابرو کوں دیکھ س۔ ۵ سورج پہ کس نے سنا۔ س۔ ۶ "ہے" ندارد۔ ح۔ ۷ زہد سیں۔ س۔ ۸ ہیو کے۔ س۔

۲

۱۲۱۲ بس کہ رکھتا ہوں جگر پر دلبرِ جانی کا نقش — خوش نہیں آتا ہے[1] مجکوں خامۂ مانی کا نقش
مصر میں سینے کے ہے از بس خیال اس یار کا — مجھ نظر میں جیوں کلف ہے ماہِ کنعانی کا نقش
پیچ[2] و تاب غم میں سنبل کیوں نہ ہووے آشفتہ مو — ہے چمن میں زلف سیں تیری پریشانی کا نقش
نہیں نکلتا ناز سیں کوچے[3] کے باہر من ہرن — اس گلی میں بس کہ ہے عاشق کی پیشانی کا نقش
سرخی لب کا ترے مائل ہوا ہوں جب ستی — داغ ہے دل میں مرے لعلِ بدخشانی کا نقش
اشک میں میرے ہے زنگار رنگ موجِ خونِ دل — یہ طلسمِ طرفہ تر قائم ہوا پانی کا نقش

جب[4] سیں دیکھا ہے تری تصویر اے جانِ سراج
جلوہ گر ہے آرسی پر رنگ حیرانی کا نقش

۱۔ بھاتا ۔ ک ۔ آتا مجھے ہرگز کف پانی کا نقش ۳۹۱ ا ۔ ۲ ۔ ۳۹۱ میں مصرع پڑھا نہیں جا سکتا
۳۔ کوچہ ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴۔ جب سوں دکھلایا اپس تصویر کوں جان سراج ۳۹۱ ا ۔

ردیف ص

۱

ہے مکند جہاں میں جس کوں خلاص | خلوت قدس میں ہے خاص الخاص
دل کا دُرِّ یتیم پایا ہوں | بحر معنی کا ہو کہ ہیں غواص
شیشہ مے رکھا ہوں نذرِ بہار | گل و بلبل میں ہوے اگر اخلاص
آب شمشیر خوں بہا بس ہے | شہر خوباں میں نہیں ہے رسم قصاص
صحن گلشن میں دیکھ تجہ قد کوں | ہر خیاباں میں سرو ہے رقاص
رخ ہے مصحف بھویں ہیں بسم اللہ | زلف تیری ہے سورۂ اخلاص

غم کی اکسیر کے اثر سیں سراج
سیم خالص ہوا ہے قلب رصاص

۱؎ ہے ۔ س ۔ ۲؎ کہ ۔ س ۔ ۳؎ عشق کے فیض کے اثر سوں سراج ۔ س ۔
۴؎ پر قلب ۔ س ۔

۲

۱۲۲۶ جز عشق جاں گداز نہیں کیمیائے خاص　　جس کے اثر سیں رنگ مرا ہے طلائے خاص

تجہ عشق کا مریض ہے بیمار[1] دل مرا　　دے اے طبیب وصل سیں اس کوں دوائے خاص

اور[2] عاشقوں مثال مجھے تم نہ پوجھیو　　سب مبتلائے عام ہیں میں مبتلائے خاص

لازم[3] ہے عقل و ہوش سیں بیگانگی مجھے　　درد فراق مجہ کوں ہوا آشنائے خاص

نہیں تشنہ وصال کوں کوثر کی آرزو　　دیدار کا ہے شربت اوسے مدعائے خاص

مجھ پر نگاہ تیز[4] ہے اور لطف عام پر　　ہے دل پسند مجہ کوں صنم[5] کی ادائے خاص

پروانہ[6] ہے سراج تری شمع حسن کا
تیرے سوا نہیں ہے اوسے دل ربائے خاص

---

[1] بیتاب۔ ک۔ [2] مجہ کوں نہ بوجھ دل میں دوجے عاشقاں مثال۔ س۔ [3] جز غم نہیں رفیق مجھے موئے ہجر میں۔ س۔ [4] گرم۔ س۔ [5] پیا کی۔ س۔ [6] اے شمع ترے حسن کا پروانہ ہے سراج۔ س

ردیف ض

۱

مائل ہوں گل بدن کا مجھے گل سیں کیا غرض　　کاکل میں اس کے بند ہوں سنبل سیں کیا غرض ۱۲۳۳
خونیں دلوں[1] کے قتل کوں سیدھی نگاہ بس　　اس تیغ[2] کوں فسانِ تغافل سیں کیا غرض
رسوائی جہاں سیں مجھے فکر کچھ نہیں　　دیوانہ جنوں کوں تأمل سیں کیا غرض
بس ہے غبار راہ لباسِ شہنشہی　　سلطان بے خودی کوں تجمل سیں کیا غرض

جام مئے الست سیں بے خود ہوا ہے سراج
دور شراب و شیشہ و پر مل سیں کیا غرض

۲

ہوا[3] درد محبت کا مجھے مرض　　طبیب[4] حال دل سن جا مری غرض ۱۲۳۸

---

[1] دلاں ۔ س ۔ [2] خوں فشاں ۔ ک ۔ [3] جدائی کا تری جس کوں ہوا ۔ م۳۹۱

[4] دوانے وصل بن اس کوں نہیں غرض ۔ س ۔

کہا ہر جوہری نے لب ترے دیکھ
کہ یہ جوہر ہے اور یاقوت ہے عرض

تری ابرو ہے محراب محبت
نماز عشق میرے پر ہوئی فرض

تری زلف پریشاں کان کے پاس
مرا احوال کرتے ہیں تجھے عرض

زبس ہوں مالک گنجینۂ غم
دیا ہوں قیس کوں نقد جنوں قرض

سراج اب دل کی درپن صفا کر دیکھ
کہ زیر پا فلک ہے تجھ کوں جیوں ارض

۳

عشاق کا دل داغ کا اندازہ ہوا محض
پیشانی دلبر پہ عجب غازہ ہوا محض

اے نور نظر منتظر وصل ہوں آجا
دو پاٹ پلک کے نہیں دروازہ ہوا محض

مخمور ہو تجھ چشم گلابی کا پلا جام
نرگس کے پیالے ستی خمیازہ ہوا محض

زاہد کوں نہیں کام بجز شہرت عالم
اس طبل تہی کا دیکھو آوازہ ہوا محض

لکھتا ہے سراج اس گل بے خار کی تعریف
دیواں کوں رگ گل ستی شیرازہ ہوا محض

۱ کوں ک۔ ۲ بعنواں محراب کی صورت میں تیری۔ س۔ ۳ عرض۔ ک۔ ۴ سینہ پو میرے۔ ۱۳۹۱
و۔ ۵ خاطر پو مرے ۱۳۹۱ ا۔ ۶ نین ۱۳۹۱ ا۔ ۷ لکھتا ہوں ۱۳۹۱ ا۔ ۸ کا۔ ک و ۱۳۹۱ ا۔

ردیف ط

۱

خلاف وعدہ نہو یہ نہیں وفا کی شرط
ضرور ہے کہ وفا کیجیے صفا کی شرط ۱۲۵۹

کئے ہیں مجھ کوں شہیدوں نے اپنا خون مباح
نہیں ہے شہر محبت میں خوں بہا کی شرط

وو خوش ادا کوں زبس عزم دلربائی تھا
ادا کیا نگہ ناز سیں ادا کی شرط

محیط عقل میں اے عشق رہنما مت چھوڑ
مگر جہاز ڈوبانا ہے ناخدا کی شرط

حصول مطلب دل ترکِ مدعا ہے سراج
کیا حصول جو کوئی اپنی[۱] مدعا کی شرط

---

[۱] ترک ۔ ک

۲

وو زلف[1] ہے تو حرفِ تتار و ختن غلط ۱۲۵۴

اس لب[2] کے ہوتے نام عقیق یمن غلط

آیا ہے[3] جب سیں باغ طرف وو کتاب رو

تب سیں[4] ہوا ہے صفحۂ برگِ سمن غلط

میٹھے سخن[5] میں وعدہ خلافی کا بول کیوں[6]

ہرگز نبول ؛ بول اے شیریں دہن غلط

ڈرتا ہوں اس بھووں[7] کے اشارت سیں دم بدم

ہوتا نہیں ہے سیفِ زباں کا سخن غلط

۱؎ تجھ خط آنگے ہے نافہ مشک ۔ س ۔ ۲؎ ہے تجھ لباں کوں دیکھ ۔ س ۔ ۳۹۱

۳؎ بلبل نے دیکھ باغ میں رخسار گلبدن ۔ س ۔ ۴؎ ہر جا کیا ہے ۔ س ۔

۵؎ بچن ۔ س ۔ ۶؎ کھول ۔ س ۔

۷؎ تجھ بھنواں ۔ س ۔

روشن ہے اے سراج کہ فانی ہے سب جہاں[1]
مطرب غلط ہے جام[2] غلط انجمن غلط

---

[1] جگت۔ س۔ [2] بزم۔ س۔

ردیف ظ

۱

۱۲۶۵ عمل سیں مے پرستوں کے تجھے کیا کام اے واعظ — شرابِ شوق کا تو نے پیا نہیں جام اے واعظ
لگے گا سنگ خجلت شیشۂ ناموس پر تیرے — عبث ہم بے گناہوں کوں نہ کر بد نام اے واعظ
نہیں ہے امتیازِ نیک و بد چشمِ حقیقت میں — مجھے یکساں ہوا ہے کفر اور اسلام اے واعظ
نیاز بے خودی بہتر نماز خود نمائی سیں — نکر ہم پختہ مغزوں سیں خیالِ خام اے واعظ
کلامِ[۱] نقطۂ علم مختصر ہے سب معانی کا — بیان[۲] منطق درسی کوں نہیں انجام اے واعظ
وو شیریں لب کی کڑوے بول اتر ہیں[۳] مرحق میں — تجھے معلوم کیا ہے لذتِ دشنام اے واعظ

سراج اس کعبۂ جاں کے تصور کوں کیا سمرن
یہی وردِ سحر ہے اور دعائے شام اے واعظ

۲

۱۲۶۶ ہے[۴] محبت کا مرے پر زخم کاری الحفیظ — کیا بلا اس تیغ[۵] میں ہے آبداری الحفیظ

---

[۱] ہور ۔ س ۔ [۲] پرت مکتب میں علم مختصر کی بیت معنی کا ۔ ص ۳۹۱ ۔ ا ۔ [۳] نہیں ہے زہد کے طومار ۔ س ۔ [۴] کیا بلا ہے تجھ نگہ کماں ۔ س ۔ ح میں یہ غزل نہیں ہے ۔ [۵] مجھ دل زخمی کے حق میں ہے کماں ہی س

کون سیں بے جاں کی طاقت ہے کہ دیکھے اس طرف ہر نگاہِ تیز اس کی ہے کٹاری الحفیظ

مدتیں گذریاں کہ تیرے[1] عشق کی کھایا تھا چوٹ دیدۂ عاشق کا ہے ناسور جاری الحفیظ

خود بخود سیماب کوں مت پوچھیو[2] یہ اضطراب کانپتا ہے دیکھ میری بیقراری الحفیظ

اشتیاقِ دلبرِ گل فام نے مجھ کوں کیا عندلیبِ گلشنِ بے اختیاری الحفیظ

داغ ہوں طرزِ تغافل سیں ترے اے لالہ رو قبر میں لے جاؤں گا یہ یادگاری الحفیظ

جیوں پتنگ آتش میں تیرے غم کی جلتا ہے سراج[3]
شمع رو آ دیکھ اس کی جاں نثاری[4] الحفیظ

---

۱ تیر ک۔ ۲ پوچھیو ح۔ ۳ آشنائی۔ س ا۔ ۴ س و ۳۹۱ و کے اضافہ اشعار۔

سنگ رسوائی لگا ہے شیشۂ ناموس پر۔ بس کہ تجھ غم نے دیا بے اختیاری الحفیظ۔ جب تی بار جدائی نے کیا ہے غم مجھے۔ نیر سوں میرا جیوں ہوا مجھ کوں بھاری الحفیظ۔ اے دُرِ دریا خوبی سیر کر آب رواں چشم کے چشموں ہوی جاری الحفیظ۔ شوق میں تجھ وصل کے انکھیاں نہاں ہیں اے سجن۔ ہے قیامت یا بلا یا انتظاری الحفیظ۔ تجھ نگاہِ تیر نے نگڑے کیا ہے جی مرا۔ کیا بلا دستی ہے تیغ میں ہے آب داری الحفیظ۔

ردیف ع

— ۱ —

1299 تجھ رُخ[1] کی تاب دیکھ ہوئی بے قرار شمع — جلتی[2] ہے بزم عشق میں پروانہ وار شمع
ہیں شمع[3] رو کی یاد میں آنسو شرر فشاں — فانوس چشم زار میں ہیں بے شمار شمع
مجلس[4] میں دل جلوں کی شتاب آ اے صبح رو — ہر شب ترے فراق میں ہے اشکبار شمع
نوخط کے رخ پر اس خط ریحاں کوں دیکھ کر — لکھتی ہے دود آہ سیں خط غبار شمع
چہرے[5] میں اس کے نہیں ہے عجب گر عرق چلے — اس ماہ رو کے سامنے ہے شرمسار شمع
عالم کے ماہ رو ہیں ترے[6] سامنے کلف — بے نور ہیں سورج کے مقابل ہزار شمع
دیکھتا[7] ہے بسکہ اس گل رخسار کو سراج — آنکھوں میں ہے پتنگ کی مانند خار شمع

— ۲ —

1302 چمن میں جب ستی وو دلبر خوش قد ہوا واقع — پر بلبل نہال گل پہ دست رد ہوا واقع

---

[1] مکھ کا تاب دیکھ کے ہے۔ س۔ [2] فانوس میں انکھیاں کی ہوئے کل ہزار شمع۔ س۔ [3] ازبسکہ تجھ خیال میں ہے چشم خوں فشاں۔ س۔ [4] شعلہ۔ ک۔ [5] آ بزم عاشقاں میں شتابی اے صبح رو۔ س۔ [6] ۳۹۱ اس پہ شعر زیادہ ہے۔ تیرا جمال دیکھ کہ خوباں خجل ہوئے۔ بے نور ہے سورج کے اگے جیوں ہزار شمع۔ س

نظر بھر جب سیں دیکھا ہوں جھلک اس حسن روشن کی
مرا دل روشنا سیں دولت سرمد ہوا واقع

تماشائے حقیقت دیدۂ ظاہر سیں ممکن نہیں
ہماری آنکھ[1] کے پردوں سیں گویا سد ہوا واقع

اڑا ہوں شوق کے تخت سلیمانی پہ شادی سیں[2]
مرے سر جب سیں تاج سایۂ احمد ہوا واقع

خم[3] زلف سیہ جیم و دہن میم و الف بینی
کہ جس پر خوشنما ابرو تری کا مد ہوا واقع

حقیقت کے چمن کے باغباں نے خار و گل بویا
جہاں لگ گلشن عالم میں نیک و بد ہوا واقع

ہوا معلوم یوں مجھ کوں کہ نقد ہوش کھوویگا
سراج اب بے خودی کے ملک کا سرحد ہوا واقع

---

[1] پردۂ انکھیاں سوں ۳۹۱ ا۔ [2] ہوں ۳۹۱ ا۔ [3] مین ہیں صاد جیم انکھیاں ۳۹۱ ا۔

ردیف غ

۱

پایا ہوں اس جہاں میں عجب یار بیدریغ — ہے جس کا نام شوخ[۱] و ستمگار بیدریغ ١٢٨٦
بیدرد مت ملیو[۲] کسی دردمند کوں — جیسا مجھے ملا ہے وو دلدار[۳] بیدریغ
شاید[۴] کہ صید عاشق وحشی کا عزم ہے — کھولا ہے دام زلف گرہ دار بیدریغ
خوش چشم کے خیال نے ازبس دیا[۵] ہے داد — نرگس نے اپنا جان دیا ہار بیدریغ
پھیلنا رنگا ہے سرخ شہیدوں کے خون میں — سر پر سجا ہے پھیرا او سے طلدار بیدریغ
ہرگز نہیں کسی کی طرف مہر کی نگاہ — ہے کس قدر وو نرگس بیمار بیدریغ

سوز دل[۶] سراج طرف دیکھ شعلہ رو
اب[۷] خوب نہیں تغافل ہر بار بیدریغ

---

۱ جگ میں ۔ س ۔ ۲ ملیو کسی دردمند سوں ۔ س ۔ ملے جو ۳۹۱ ا ۔ ۳ دل آزار ۔ ک ۔ ۴ س و ۳۹۱ میں اس کے بعد یہ اشعار زیادہ ہیں ۔ بازی میں تجہ فراق کی شسدر رہو دل مرا ۔ لاچار ہو کہ جیوں کوں دیا ہار بے دریغ ۔ میرے انجھو کا یو نہ ترے غم سوں اے صنم ۔ منصور ہو ملک کی چڑھا دار بیدریغ ۵ یکبار اپنے بیمار سوں حال سراج پوچھ ۔ س و ۳۹۱ میں شعر اضافہ ہیں ۔ امید تھے سو سجن مہر کی نگاہ ۔ تیغ نگاہ کا مجہ پہ نکر وار بیدریغ ۔ ہوا آشنا مرے ستی بیگانہ ہو گیا ۔ دل لیکے گیو بیاہ دیوا نگار بیدریغ ۔ ۶ کچھ س

۲

عیاں ہے سینۂ[1] عاشق سیں عاشقی کا داغ — کہ جیوں کہ پردہ فانوس[2] سیں عیاں ہے چراغ ۱۲۹۳
کیا ہے حق نے تجھے آفتاب عالمگیر — نہ پاوے[3] ذرّہ معدوم عقل واں کا سراغ
مثال شانہ جو کوئی سینہ چاک[4] ہے دائم — کمند زلف سیں تیری نہیں ہے اس کوں فراغ
گلی میں یار[5] کی ہر بوالہوس کوں بار نہیں[6] — کہاں ہے گلشن فردوس میں رسائی زاغ

نہیں سراج کوں گلگشت باغ کی خواہش
خیال عارض گلرو[7] ہوا ہے اس کوں باغ

۳

بے جا نہیں اگر وو کرے سیر باغ داغ — پایا ہے جس نے کوچۂ دل میں سراغ داغ ۱۲۹۸
مانند لالہ گلشن رنگین عشق میں — تا روز حشر مجہ کوں نہ ہووے فراغ داغ
صحرائے بے خودی میں قافت کے واسطے — لالہ سینی کیا ہوں مقرر جناغ داغ
دیکھا ہوں بس کہ گردش چشم پری رخاں — لب ریز ہے شراب جنوں سیں ایاغ داغ

اس لالہ رو کے ہجر کی آتش میں اے سراج
روشن کیا ہوں شعلۂ غم سیں چراغ داغ

---

۱ عشاق میں برہ۔ س ۲ میں ہے نور۔ س۔ ۳ نپاوے ذرہ معدوم تجہ گلی دکا سراغ۔ س۔ ۴ رکھتا ہے س۔ ۵ شوخ۔ س۔ ۶ کہاں۔ ک۔ ۷ خوباں۔ س۔

ردیف ف

۱

۱۳۰۳ عاقل کوں نہیں روا کہ کرے عاشقی[1] کی لاف　　دیوانۂ جنوں کوں ہے تقصیر سب معاف
مظہر میں کیا ظہور ہے مظہر کے نور کا　　صورت سیں جا کہ کعبۂ معنی کا کر طواف
عکس جمال دوست او سے[2] آشکار ہے　　درپن سیں دل کے زنگ کدورت کیا جو صاف
بن دوست اس متاع کا کوئی[3] مشتری نہیں　　یاقوت دل میں آہ کے مُوسیں ہوا شگاف
ہر دم نگہ کی تیغ سیں وسواس ہے مجھے　　تجھ چشم کا نیام ہے از بس کہ خوش غلاف
عزلت نشیں کی نام کوں شہرت ہے خلق میں[4]　　اس بات کا گواہ ہے عنقائے کوہِ قاف

جو صلح کُل کی راہ سیں واقف ہے اے سراج
نہیں نیک و بد کا اس کی نظر بیچ اختلاف

۲

۱۳۱۰ ستم کا نام ہے عالم میں معروف　　میں دیکھا اس صفت کے تم ہو موصوف

---

[1] عاشق۔ س۔ [2] عیاں ہے او سے یہاں ۲۹۱/۱۔ اس کا مصرعہ ثانی نیچے کے شعر کا دوسرا مصرعہ ہے۔ [3] خریدار کوئی۔ س۔ [4] جگ میں۔ س۔

چھڑایا شہر آنکھوں نے تمھاری		دل وحشی غزالوں سیں ہے مالوف

کیا اس سرو قد نے کل کا وعدہ		قیامت پر رہا دیدار موقوف

لکھوں جب چہرۂ زریں کے میں وصف		دواتوں میں بھروں مقیش کا صوف

صبا بلبل کوں کہہ سب کھول مضموں		کتابت کی ہے بو غنچوں میں ملفوف

طواف کعبۂ معنی کوں جا یار		نہ کر صورت میں یہ اوقات مصروف

سراج اس آگ کوں کیا جانتا تھا
کیا یہ راز پروانے نے کشوف

۳

۱۳۱۷ دیکھا ہے جس نے یار کے رخسار کی طرف		ہرگز نہ جاوے سیر کوں گلزار کی طرف

آئینہ دل کی چشم میں نور جمال دوست		روشن ہوا ہے ہر در و دیوار کی طرف

منظور ہے سلامتی خوں اگر تجھے		مت دیکھ اس کی نرگس بیمار کی طرف

واں نہیں بغیر جوہر شمشیر خوں بہا		زاہد نہ جاؤ ظالم خونخوار کی طرف

ہے دل کوں عزم چوک امید وصال[1]		دیوانہ کا خیال ہے بازار کی طرف

[1] تو۔ ک۔

کیا پوچھتے ہو تم کہ ترا دل کدھر گیا
دل کا مکان کہاں ہے یہی دل وار کی طرف

پروانہ[1] کوں نہیں ہے مگر خوفِ جاں سراجؔ
ناحق چلا ہے شعلۂ دیدار کی طرف

۴

مثالِ حلقۂ زنجیر ہے زلف
بلائے[2] جان ہر نخچیر ہے زلف ۱۳۲۴

قیامت لگ خلاصی[3] نہیں ہے ممکن
دلِ عاشق کی دامنگیر ہے زلف

ہوئے حل مشکلاتِ سورۂ نور
کتابِ حسن کی تفسیر ہے زلف

دیا ہے صفحۂ رخسار کوں زیب
عجب یہ[4] خوش نما تحریر ہے زلف

نصیبِ چشم ہے خواب پریشاں
سراجؔ اس خواب کی تعبیر ہے زلف

ا۔ ۱ ۳۹۱ کے اضافہ اشعار:۔ احوال دیکھ مجھ دل بے تاب کا جن۔ آ اے طبیب عاشق بیمار کی طرف + اسلام کوں نثار کیا کفر دیکھ ہے جن نے ہیو کے زنار کی طرف + بے مہر بس کہ وہ جیند ربدن مرا۔ اس کوں نظر نہیں دل مہیار کی طرف + تیہ نو بہار حسن بدل جیو دیا سراج۔ آ مہر سوں شتاب خریدار کی طرف + ۲ بلا بر جان ہر نخچیر۔ س۔ بلائے جاں ہو نخچیر۔ ۱۳۹۱ ا۔ ۳ تک۔ ک۔ ۴ یو۔ س۔ ہے۔ ک، اے ۱۳۹۱ ا۔

۵

ہر ادا ظالم[۱] کی بیماری ہے، تکلف برطرف　　کام میرا جاں نثاری ہے، تکلف برطرف ۱۳۲۹

داغ دل ہرگز قیامت لگ نہیں[۲] ہونے کا صاف　　عاشقی کی یادگاری ہے، تکلف برطرف

یار گزرا ہے کلیجے سیں مرے تیر نگاہ　　بے طرح کا زخم کاری ہے، تکلف برطرف

تھر تھراتا ہے مرے احوال کوں سیماب دیکھ　　کس بلا کی بے قراری ہے، تکلف برطرف

عاشقوں[۳] کوں قتل کرنے، ناز کے توسن پہ آج　　شاہ خوباں کی سواری ہے، تکلف برطرف

تجھ نگاہ باحیا کی ہول اے ابرو کماں　　ہر کلیجے کی کٹاری ہے، تکلف برطرف

قصۂ[۴] غم گر لکھا تجھ کوں تو برجا ہے سراجؔ
عالم بے اختیاری ہے، تکلف برطرف

۱ے بیتم۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۲ے نہ جاوینگے سجن ب ۳۹۱ ا۔ ۳ے عاشقاں۔ ک۔ ۴ے ب ۳۹۱ ا۔ کا اضافہ شعر۔

بسمل غم جاں دیتا ہے شتابی لے خبر۔ تجھ برہ کا وار کاری ہے، تکلف برطرف۔

ردیف ق

ا

۱۳۳۶ دم بدم رکھتا ہوں اس زلفِ دوتا کا اشتیاق ہے مرے پراندوں میں کس بلا کا اشتیاق
ہے دلِ پرسوز کوں میرے خیالِ کوئے دوست دوزخی کوں ہے بہشتِ دلکشا کا اشتیاق
صافیٔ دل ہے جمالِ ذاتِ مطلق کوں محیط ہے عبث آئینۂ عالم نما کا اشتیاق
وصل میں راحت ہے لیکن ہجر کی لذت کہاں انتہا میں چاہتا ہوں ابتدا کا اشتیاق
مجھ دلِ پرخوں کوں ہے مصرعِ عالی کا ورد ہے کسی کے پانو کوں رنگِ حنا کا اشتیاق
ہو نہیں سکتی مری اور دل کی اب صحت برآ دل دہی کے واسطے ہے دلربا کا اشتیاق
شامِ غم کوں ہے امیدِ صبحِ عشرت دم بدم سورۂ واللیل کوں ہے والضحیٰ کا اشتیاق
چاہتا ہوں دلبرِ ہم رنگ سیں اوڑ کر ملوں جس طرح (سیں) کاہ کوں ہے کہربا کا اشتیاق
کیا کہوں میں کس طرح مشتاقِ وصلِ یار ہوں تشنہ لب کوں پوچھئے آبِ بقا کا اشتیاق
ناوک انداز کماں ابرو کہاں ہے جس کے بن تودۂ دل کوں ہے تیرِ بے خطا کا اشتیاق
سجدۂ محویتِ عاشق گواہِ حال ہے جبہۂ تسلیم رکھتا ہے رضا کا اشتیاق
شوخ چشموں نے کیا زخم آہِ درد آلود پر رام کرتا ہے غزالوں کوں صدا کا اشتیاق

عندلیبِ دل مرے کوں ہے خزانِ ہجر میں　　　گل بدن یعنی بہارِ مدعا کا اشتیاق
پنجۂ بے طاقتی سیں جامۂ دل چاک ہے　　　ہے کسی گل چہرۂ رنگیں قبا کا اشتیاق

اے سراج اس شعلہ رو پر خاک ہو جانے بغیر
کیا چلے پروانۂ بے دست و پا کا اشتیاق

۲

ہے تجلی بخش جب سیں پرتوِ اسرارِ عشق　　　تب سیں دل میرا ہوا ہے مطلعِ انوارِ عشق ۱۳۵۱
لیلیِ گل چہرۂ مقصود کوں پایا ہے وو　　　جو ہوا ہے مثلِ مجنوں بلبلِ گلزارِ عشق
اسکوں آفاتِ[1] حوادث سیں نہیں آسیب کچھ　　　جس کوں تعویذِ گلوئے دل ہوا طومارِ عشق
منزلِ دل کوں بنایا دوست رہنے کے تئیں[2]　　　لے مرے[3] آنسو کا پانی گردِ غم معمارِ عشق
ہے خیالِ چشمِ خوباں روغنِ بادام اوسے　　　بسترِ بے تابیِ دل پر جو ہے بیمارِ عشق
[4] بیدخوانی نالۂ و فریاد کی ہے صبح و شام　　　جس برہمن کوں گلے کا ہار ہے زنّارِ عشق

بے خبر ہے محفلِ کونین سیں مثلِ سراج
جو ہوا ہے بے خودی کے جام سیں سرشارِ عشق

---

[1] آسیب ۳۹۱ ا - [2] بدل ۳۹۱ ا - [3] بس کے غم کی گرد ہو آب میں معمارِ عشق ۳۹۱ ا -

[4] اس کوں شب ہے بیدخوانی نالہ و فریاد کی ۳۹۱ ا -

۳

۱۳۵۸ مجلسِ[1] حسرت میں ہے جو کوئی کہ مہمانِ فراق — کیوں نہ ہوے لختِ جگر اس کوں نمکدانِ فراق

چشمِ[2] عاشق سیں نمایاں ہے قطارِ اشکِ گرم — آ تماشا دیکھ روشن ہے چراغانِ فراق

جب سیں میرے زخمِ دل پر ہے تیرا[3] خوفِ نمک — کھینچتا ہوں تب سینی میں بارِ احسانِ فراق

کشتیِ ابرو دکھا اب ناخدا ترسی نہ کر — حد سیں[4] گذرا ہے مرے پر شورِ طوفانِ فراق

ناوکِ اندازِ کماں ابرو کہاں ہے جس کے بن[5] — پہلوئے دل میں لگی ہے نوکِ پیکانِ فراق

کیوں نہ ہووے جمعیتِ دل مائلِ[6] آشفتگی — ہات آئی ہے اسے زلفِ پریشانِ فراق

تجھ بغیر[7] اے شمعِ بزمِ ناز جلتا ہے سراج
حسن کے پرتو سیں روشن کر شبستانِ فراق

---

۱ تجھ پرت کی بزم میں جو کوئی ہے۔ س۔ ۲ اشکِ خونی جلوہ گر مجھ نین سوں ہے اے سجن۔ س۔ ۳ میرا۔ ک
۴ اے سجن اب مجھ پہ گذرا حد طوفاں۔ س۔ ۵ باج۔ س۔ ۶ مایہ۔ ک۔ ۷ بنا۔ س۔

ردیف ک

۱

دیا ختن کوں تری زلف نے اضافۂ مشک   بحال تجہ سیں ہے جاگیر بوئے نافۂ مشک
وفور بوئے محبت نہاں نہیں رہتی   مثل ہے راست "نہ تنگ ظرف ہے قیافۂ مشک"
لکھا ہوں خط میں ترے خطِ عنبریں کی صفت[1]   بجا ہے اس کوں اگر میں کروں لفافۂ مشک
رہی ہے جھوم گھٹا زلف کی ترے رخ پر   عروسِ حسن کوں گویا کہ ہے محافۂ مشک
لکھا ہے کاکلِ مشکیں کے وصف بس کہ سراج
ہوئی ہے اس کے اثر سیں دوات نافۂ مشک

۲

ظالم مرے جگر کوں کرے کیوں نہ پھانک پھانک   سیکھا ہے وو نگہ کا پیٹا اور ادا[2] کا بانک
پوتھی[3] خیالِ یار کی آئی ہے جب سیں ہات   دل کے ورق پہ تب سیتی[4] لکھتا ہوں غم کی آنک

۱؎ کا وصف۔ ک۔ کے وصف۔ ۲؎ ۱۔ ۲؎ کی۔ ک۔ ۳؎ جس دن سوں باچنتا ہوں میں پوتھی پریم کی۔ س۔ اس شعر کی بجائے اس میں یہ شعر اس طرح لکھا: خون جگر کا لعل جڑا ہوں پیا کے کاج۔ انگشتری کوں دل کی محبت کا دے کہ داغ۔ ۴؎ سیں لکھا ہوگا۔ ک۔

انگشتری کوں دل کی بنایا ہوں نذرِ یار　　لختِ جگر کے لعل کوں الفت کا[1] دیکھ ڈانک

آتا ہے یاد پھول کے دیکھے سیں گل بدن　　عاشق کا چھیلتی ہے جگر بلبلوں کی ہانک

جانِ[2] جہاں کا ذوق[3] اگر ہے تجھے سراج

پنہاں نگاہِ غیر سیں پردے میں دل کے جھانک

۳

کوئی مرا پیغام لے جاوے اگر موہن تلک　　مہر سیں امید ہے شاید کہ دکھلاوے جھلک ۴۷۵

فرشِ مخمل پر ترے بن مجھکوں خواب آتا نہیں　　خار ہوتا[4] ہے مری آنکھوں میں ہر موئے پلک

زندگانی تجھ برہ میں خوش نہیں آتی مجھے　　جان تجھکو[5] گر کہوں تو نہیں ہے ہرگز اس میں شک

مجھ نظر میں آ شتاب اے نورِ چشمِ عاشقاں　　گل پڑا ہے میری آنکھوں میں نہیں یہ مردمک

سارے[6] عالم کے شکر لب شرم سیں پانی ہوئے　　دیکھکر اس شورِ محشر کی ملاحت کا نمک

---

[1] کی دے کہ ڈانک ب۵۴۴ ۔ [2] جامِ جہان شوق ۔ س ۔ [3] شوق ب۵۴۲ ا ۔ [4] سلتا ہے مجھ انکھیاں میں ہر موے ۔ س ۔ [5] کر کر تجھ کوں کہوں ۔ س ۔ [6] سارے جہاں ۔ ک ۔ جگ کے سب خوباں شکر ۔ س ۔ اس کے بعد یہ دو شعر اضافہ ہیں ۔ ہو کہ حیراں ٹیک پک اوپر کھڑا ہیں منتظر ۔ جب سوں دیکھا سروِ گلشن میں تجھ قد کی ڈلک ۔ کیوں نہ ہوے تاراج ملک صبر و طاقت اے سراج ۔ مجھ پہ لیایا ہے غنیم ہجر نے غم کی کٹک ۔ شوخ کے مکھ کے ۔ س

بھیجتا ہے قمریوں کے ہات سیں پیغام عجز　　جب سیں دیکھا سرو نے گلشن میں تجھ قد کی لٹک

گل نہ کر میرے چراغِ صبر کوں جانِ سراج

طرزِ بے رحمی سے ہرگز اپنا دامن مت جھٹک

۴

۱۳۸۲ سینہ صافی کی ہے جیسے عینک　　اسکوں دیدار یار ہے بیشک

صفحہ دل کوں داغ کی کر مہر　　عشق کے شاہ نے دیا دستک

رہ زنِ عقل سیں نہیں وسواس　　ہوں حمایت میں عشق کی تب تک

بوالہوس سوز دل کوں کیا جانے　　نہ جلے ہرگز آگ میں ابرک

غیر کا نقش، غیرِ نقش نگار　　صفحہ دل سنی کیا ہوں حک

شور[1] ہے بس کہ تجھ ملاحت کا　　دل ہمارا ہوا ہے کانِ نمک

گر جلا چاہتا ہے مثلِ سراج

اے دل اس شعلہ رو کی دیکھ جھلک

---

[1] ۳۹۱ ا میں اس کے بعد یہ شعر زیادہ ہے۔ آرسی شرم سیں نہ ہوئے کیوں آب۔ دیکھ کر بیو کے حسن کی جودمک۔

۵

۱۲۸۹ ترے[1] بن ہے انکھوں میں طغیانِ اشک بلا یا قیامت ہے طوفانِ اشک
ہر ایک قطرہ کیوں دُرِ مکنوں نہ ہوئے برسنے[2] لگا ابرِ نیسانِ اشک
مجھے رات دن دولتِ عشق سیں میسّر ہے لعلِ بدخشانِ اشک
نہیں[3] لعل و گوہر کا مشتاق وو ہو جس کوں موجود سامانِ اشک
کہاں ہے مرا شمع رو اے سراج
کہ جس بن ہے روشن چراغانِ اشک[4]

---

[1] ہو اجب سیں پیو باج طغیان اشک ۔ او ٹھاتب سوں انکھاں میں طوفان اشک ۔ م۳۹۱ ا ۔ [2] برستا ہے نت م۳۹۱ ا ۔ [3] نہیں حاجت لعل و گوہر مجھے ۔ میسر ہے لعل بدخشان اشک ۔ م۳۹۱ ا
[4] م۳۹۱ ا کے اضافہ اشعار :۔ لکھا سیم تن کوں جب احوال دل ۔ کتابت کنا بت زرافشان اشک ۔
سراج آج انکھیاں نیں فانوس میں ۔ بیابن ہے روشن چراغان اشک ۔

ردیف گ

۱

گذر ہووے اوسے البتہ نورِ مہرِ انور لگ[۱] — جسے ہے دست رس مانندِ شبنم دیدۂ تر لگ ۱۳۹۴
نہیں دیکھا ہے جس نے شامِ ہجراں کی گھٹا کالی — نہ پہنچا[۲] ہات اُسکا یار کی زلفِ معنبر لگ
ہوا ہے دست بیعت خانوادے میں ترے غم کے — رہیگا سلسلہ[۳] آنسو کا جاری روزِ محشر لگ
خرد کے شہر کے ساکن کوں لافِ عشق بے جا ہے — تفاوت ہے بڑا[۴] ادھر یہاں سیں بےتابی کے کشور لگ

سراج اس حورِ پیکر کا ہوا ہے دل سیں پروانہ
نہیں دیدار کے پیاسے کوں ہرگز کام کوثر لگ

۲

ہمارے[۵] اشکِ جگر گوں سیں اے بتِ نیرنگ — عجب خیال کی مجلس میں ہو رہا ہے رنگ ۱۳۹۹
گلِ گلاب کی جیوں آس پاس ریحاں ہے — عیاں ہوا ترے رخسار[۶] پر خطِ شب رنگ

۱؎ ک میں ردیف تک ہے۔ ۲؎ نہ پہنچے ہات اوس کے ۳۹۱ ا۔ ۳؎ انجھو کا سلسلہ ۵۸۴ ا۔ ۴؎ تیرا ادھر یک ترا ادھر ۵۸۴۔ ۵؎ سجن کے دونین میں کیا بلا رنگ۔ کہ جس کوں دیکھ ہوا ہے تمام عالم زنگ۔ ۳۹۱ ا۔ ۶؎ مکھ پہ یو ۳۹۱ ا۔

نہ ہوئے ساغر لبریز مئے سیں رفع خمار　　خیالِ چشمِ صنم ہے مجھے[۱] شرابِ فرنگ
ترے دہن کی مسی سے مجھے ہوا معلوم　　نماز شام کا ہے وقت اب نہایت تنگ
خدا کے[۲] واسطے مجھ سیں کشادہ ابرو مل　　ترے دہن کی قسم ہے ہوا جی سیں بہ تنگ
عجب نہیں ہے اگر لیوے قلعۂ دل کوں　　ترے خیال نے سینہ میں آ کیا ہے سُرنگ

دیکھا شتاب ستی شمع رو مرا یا رب
کہ جس کے غم سیں جلا ہے سراج مثل پتنگ

۳

۱۲۰۶ موہن[۳] ہوا ہے سبزہ برن سر سیں پاؤں لگ　　دستا ہے مجھ کوں سرو چمن سر سیں پاؤں لگ
تجھ لعل لب سری کا نہ پایا عقیق کوں　　دیکھا اگرچہ کان یمن سر سیں پاؤں لگ
نیلی نمن نین میں کرے جا تو ہے بجا　　پیارا لگا انکھیاں میں سجن سر سیں پاؤں لگ
مہتاب رو کوں دیکھ کے میں زندہ دل ہوا　　بھڑکی[۴] ہے تجھ برہ کی اگن سر سیں پاؤں لگ

۱؎ کہ جیوں۔ ک ۔ ۲؎ ۳۹۱ ا کے اضافہ اشعار۔ نہیں ہے بد نظر مجھ کوں اپر جگ میں۔ جنوں کے دشت میں وحشت کوں نام آور کہا تک ۔ سجن کی یاد میں از بس کہ صافی دل ہوں۔ خیال غیر ہے مجھ دل کی آرسی پر زنگ

۳؎ ۳۹۱ ا و س ۔ و ب ۴؎ لازم ہے اب کتاں کا کفن سر سوں پاؤں لگ۔ س۔

کب ہم کوں چھوڑ مجہ سوں دل آرام رام ہوئے　　ہے شوخ چشم مثل ہرن سر سیں پاؤں لگ

لالے[1] کے پھول کیوں نہ کھلے دل کے باغ میں　　لازم ہے اب کتاں کا کفن سر سیں پاؤں لگ

تیرے عرق کی شرم سوں ہے معدنِ حیات　　پانی ہوا ہے دُرِ عدن سر سیں پاؤں لگ

لایا ہوں نذر، دل کی انگوٹھی کوں کر قبول　　غم کے جڑے ہیں جس کوں رتن سر سوں پاؤں لگ

موکال پر گھٹا ہے مرے دل پہ غم سراج
اس چاند کوں لگا ہے گہن سر سوں پاؤں لگ

۱؎ لالے کے پھول نیں ہیں چمن میں کے باغ کوں ۔ بھڑکے ہے تجہ برہ کی اگن سر سوں پاؤں لگ ۔ س ۔

ردیف ل

۱

۱۴۱۵ زہر کا گھونٹ ہے یہ شربتِ خونابۂ دل　　ہے[1] بلانوش کا کام اہلِ ہوس کوں مشکل
سختیٔ بارِ جدائی کی نہیں تاب مجھے　　سنگدل نے مِرے سینے پہ رکھا ہجر کی سِل
بھیک[2] دے کاسہ سر ہات لیے پھرتا ہوں　　آستانے پہ ترے شوق کے ہو کر سائل
دیکھ کر خالِ رُخِ یار ہوا یوں معلوم　　سفرِ راہِ محبت میں خطر ہے تِل تِل
یار[3] و اغیار کی صورت سیں ہوا ہے بیزار　　ہے[4] مئے یک رنگیٔ وحدت جو پیا یار سیں مِل
چشمِ عبرت سیں تماشائے جہاں کرتا ہوں　　خاک در خاک ہے یہ انجمنِ گل در گل

ہاتفِ غیب سیں یوں مجھ کوں بشارت ہے آج
مائلِ یار جو ہے، یار ہے اس کا مائل

---

[1] جز بلانوش ہر یک کوں ہے لئی مشکل۔ ۲۹۱ ا۔ [2] کاسہ چشم کوں لے ہات درس منگتا ہوں ۲۹۱ ا۔ [3] یار اغیار کی۔ ۵۸۴ ا۔ [4] پیم مدو مجلس ولیں جیو پیا پی سے مل۔ ۲۹۱ ا۔

۲

١٤٢٢ ہے ترے حسن میں زبس کہ کمال — نظر آتا[1] ہے بدر، مثل ہلال

ہے گل گلشن محبت کے — دل زخمی میں تجہ نگہ[2] کی بھال

تشنہ لب کوں دکھا جمال کہ ہے — خط ترے لب کا موج آب زلال

اس کوں نسبت ہے زلف سیتی ہی — جو ترے غم سیں ہے پریشاں حال

اے صنم یہ[3] فقیر رکھتا ہے[4] — ایک دیدار کا ترے سیں سوال

مصحف حسن کوں[5] دکھا کہ ہوا — تری زلفوں سیں دین میں اشکال

سرو کے فاختے اڑے ہیں سراج
دیکھ گلشن میں سرو قد کی چال

۳

١٤٢٩ آہ میری ہے صور اسرافیل — جل گئے جس سبب پر جبریل

تیری ابرو کی تیغ پیاسی ہے — آپلا خون عاشقاں سیں[6] سبیل

۱؎ مجہ کوں دستا ہے بدر۔ س ۔ ۲؎ پلک۔ س۔ ۳؎ جیوں۔ س۔ ۴؎ ہوں۔
س۔ ۵؎ تک۔ ۳۹۱ ا۔ ۶؎ ہے۔ ۵۸۴ ا۔

جو ہوا ہے شہیدِ خنجرِ یار[1]　　کعبۂ عشق کا ہے اسمٰعیل
عشق نہیں زاہدوں کی قسمت میں　　حرفِ تقدیر کوں نہیں تبدیل
گل سیں نسبت نہیں نز رُخ کوں[2]　　کیا ہے تجھ قد سیں سرو کوں تمثیل
مار کھایا ہے زلف سیں تیری　　تن پہ سنبل کے ہے علامتِ نیل
مت ہو مغرور زندگی میں سراج
آمد و رفتِ دم ہے کوسِ رحیل

۴

۱۴۳۶ بات کر دل ستی[3] حجاب نکال　　غنچۂ لب ستی گلاب نکال
شبِ ہجراں کی تیرگی کر دُور　　حُسنِ تاباں کا آفتاب نکال
بیتِ ابرو کا درس دے مجھ کوں　　فردِ دیوانِ انتخاب نکال
بوالہوس بندِ عقدۂ غم ہے　　زلفِ مشکیں سیں پیچ و تاب نکال
منحصر نہیں ہے گوشہ گیری پر　　دل سیں یکسو ہو سب حساب نکال
تکیۂ مخملی سرہانے رکھ　　لیکن آنکھوں سیں اپنی خواب نکال

[1] ناز۔ک۔ [2] کہ۔ ۳۹۱ ا۔ [3] سوں کہ۔ س۔

مستیٔ عشق گر تجھے ہے سراجؔ
شیشۂ چشم سیں شراب نکال

۵

۱۴۴۲ مجھ پہ اے محرمِ جاں پردۂ اسرار کوں کھول　　خوابِ غفلت سیں اٹھا دیدۂ بیدار کوں کھول
دل کوں اب دامنِ صحرائے جنوں یاد آیا　　عقل کے دام سیں اس صیدِ گرفتار کوں کھول
اے نسیمِ سحری بوئے محبت لے آ[1]　　طرۂ یار سنی عطر کی مہکار کوں کھول
آرزو ہے مری انکھوں سیں رواں ہویں[2] آنسو　　نشترِ غم سیں رگِ ابرِ گہربار کوں کھول
میں[3] خریدار ہوں[4] جنسِ جنوں خاطر خواہ　　اے غمِ قافلہ سالار ٹک اس بار کوں کھول
قفسِ غم میں دل افسردہ رہوں گا کب لگ[5]　　نغمۂ شوق سیں میرے لبِ گفتار کوں کھول
قصۂ درد کوں انجام نہیں مثلِ سراجؔ
غم کے دفتر کوں لپیٹ آہ کے طومار کوں کھول

۶

۱۴۵۰ ہے تجھ انکھوں کے گرفتاروں میں دل　　کیوں نہ ہوئے مشہور بیماروں میں دل

۱؎ پہنچا۔ ۳۹۱ا۔ ۲؎ کہ انکھیاں سوں انجھو جاری ہویں ۳۹۱ا۔ ۳؎ ہوئے ج۔ ۴؎ مجھ خریداروں کوں د۔ ۳۹۱ا۔ ۵؎ تک ۵۲۲ا۔

ان بھنوؤں کے زخم کی لایا ہے تاب خوب جا سمہلا ہے تلواروں میں دل
منہ پریشاں کی طرف پھر کیوں کر آئے ہے ترے گیسو کی مہکاروں میں دل
ذبح کرتا ہے تو پورا ذبح کر بے طرح اب چور ہے داروں میں دل
ہیں قیامت چشم و ابرو خط و خال قید کیوں کرتے مولا چاروں میں دل
ہر کسی کوں مت سواری میں رکھو بس ہے ایک اپنا جلو داروں میں دل
شعلہ رو جب سیں نظر آیا نہیں لوٹتا ہے تب سیں انگاروں میں دل
اس کے کوچے میں لجا کر جی لیا ایک ہے عالم کے عیاروں میں دل

گل بدن شاید نظر آوے سراج
رات دن پھرتا ہے بازاروں میں دل

۷

۱۴۵۹ ہر کسی کوں گذر عشق میں آناں مشکل راہ سیدھی ہے و لے راہ کوں پاناں مشکل
کس طرح کیجے فکر شرر افشانیٔ اشک جب کہ پانی میں لگی آگ بجھاناں مشکل

۱ے نسخہ ۔ ۱۳۵ ۔ ۲ے نسخہ کسی کوں رکھو سواری کے سنگات ۱۳۹۱ ۔ ۳ے اپنا ۔ ح ۔ و
۱۴۵ ۔ ۴ے کیا کروں فکر انجمن نہ افشانی کی ۔ س ۔

زور[1] نادر ہے ترے چہرۂ[2] نکدار[3] کی سج　　جس طرح[4] دل میں چبھی ہے سو بتاناں مشکل

پھول میرے کوں اگر پھول کہوں بھولے سیں[5]　　پھول کوں پھول کے پھولوں میں سماناں مشکل

آتشیں رو سیں نہاں کیونکہ رکھوں سوز جگر[6]

جان جاتا ہے سراج اب تو چھپاناں مشکل

۸

ہوں پریشاں یار کی زلف پریشاں کے طفیل　　چاہ غم میں ہوں میں اس چاہ زنخداں کے طفیل ١٤٦٤

سیل اشک گرم سیں ہے خانۂ مردم خراب　　میں ہوا رسوائے عالم چشم گریاں کے طفیل

لے قلم مژگاں کا لکھتا ہوں خط یاقوت اشک　　صفحۂ دامن پر[7] اس کے خط ریحاں کے طفیل

لذت دشنام کی مجھ کوں چکھا جا چاشنی[8]　　شور ہے دل میں[9] دو لعل شکر افشاں کے طفیل[10]

مرہم[11] الطاف ہے درکار اے بادام چشم　　ہے مشبک سینہ[12] تیر مژگاں کے طفیل

زنگ غم صیقل کیا آہ سحر کے فیض نے　　کفر کی ظلمت گئی ہے نور ایماں کے طفیل

---

١ خوب لگنی ہے ترے مـ ۳۹۱ ا۔ ٢ پیٹہ نکدار۔ مس۔ ٣ نوکدار۔ ک۔ ٤ جس برہ دل کوں چبھی۔ س
اس طرح دل میں چبھی ہے۔ مـ ۳۹۱ ا۔ ٥ سوں۔ مـ ۵۵۲ ا۔ ٦ سورج کوں۔ ک۔ ٧ سوں بجہ اشک کے مـ ۳۹۱ ا
٨ اوپر اس خط ریحاں مـ ۳۹۱ ا۔ ٩ توں مـ ۳۹۱ ا۔ ١٠ جگ میں وو گوہر لعل افشاں مـ ۳۹۱ ا۔ ١١ لطف مرہم کے تی اے
شوخ میرا کر علاج مـ ۳۹۱ ا۔ ١٢ دل مرا تجھ مـ ۳۹۱ ا۔

مشغلہ[۱] سوز جگر ہے ہر غزل میری سراج
شمع دل روشن ہے فیض شاہ رحماں کے طفیل

۹

حسن تیرا ہے گلستاں کی مثال قد ترا سرو خراماں کی مثال ۱۴۷۱
سرو تجھ قد کے مقابل اے صنم چشم قمری میں ہے پیکاں کی مثال
ہے شب ہجرت میں گل رخسار کے ہر پلک خار مغیلاں کی مثال
عشق کی زنجیر کا پابند ہوں ہے گلستاں مجھ کوں زنداں کی مثال
انتظاری میں تری استادہ رو آرسی ہے چشم حیراں کی مثال
کیوں نہ ہوئے مثل کتاں دل چاک چاک رخ ترا ہے ماہ تاباں کی مثال
بوریائے بے ریا دشت فقر ہے مجھے تخت سلیماں کی مثال
خار غم سیں شوخ گل رخسار کے دامن دل ہے گریباں کی مثال
کیوں نہ ہوئے خانۂ مردم خراب اشک بے پایاں ہے طوفاں کی مثال
چاہ میں اس شک یوسف کی مدام سینۂ عاشق ہے کنعاں کی مثال

---

۱ حشر کے دن ہے ادا ابی تو کیا خوف ہے اے سراج۔ ہے شفاعت کی مجھے امید رحماں کے طفیل۔ مہ ۳۹۱ ا۔ مہ ۳۹۱
میں یہ غزل ردیف "ط" میں (کی غلط) درج ہے۔

حج اکبر دوست کا دیدار ہے　　　وصل اسکا عید قرباں کی مثال
دلبر یاقوت لب کی یاد میں　　　دل ہوا پرخوں بدخشاں کی مثال
آیت خوبی ہے خط و خال و زلف　　　شوخ کا عارض ہے قرآں کی مثال
کیوں نہ ہوئے ہر اشک غم دُرِ یتیم　　　چشم ہے بارش نیساں کی مثال

بس کہ تجھ کوں فکر موزوں ہے سراج
ہر غزل تیری ہے دیواں کی مثال

۱۰

تجھ رُخ کا رنگ دیکھ خجل ہے چمن میں گل　　　جلتا ہے سوز رشک سیں ہر پھولبن میں گل ۱۴۸۶
وو شوخ گلعذار ہوا جب سیں جلوہ گر　　　ہے بے وقار تب سیں ہر ایک انجمن میں گل
مجھ داغ دل کے رشک ستی جھڑ گئے ہیں سب　　　ہرگز نہیں رہا ہے بہشت عدن میں گل
اس گل بدن کی یاد میں جو کوئی کہ جی دیا　　　تکفین کے وقت چاہیے اسکے کفن میں گل
آتا ہے جب خیال ہم آغوشی صنم　　　سلتا ہے مثل خار مرے پیرہن میں گل
ہے عندلیب دل کوں وو گل رو کی آرزو　　　ظاہر ہے جس کی زلف کی ہر ہر شکن میں گل

---

۱ ہے انجمن میں ۳۹۱ ا۔ ۲ بے وقر ہے تدہاں سوں ۳۹۱ ا۔ ۳ پڑے ۳۹۱ ا۔ ۴ شاید جگر کے داغ سوں ہوئیں ۳۹۱ ا

سیر چمن کا ذوق تجھے[1] کب ہے اے سراج
ہر بیت تازہ ہے مرے باغ سخن میں گل

۱۱

١٤٩٧ اے[2] باغِ حیا دل کی گرہ کھول سخن بول — تنگی ہے مرے حال پر اے غنچہ دہن بول
اے آہ سُنا اسکوں[3] مرے حال کی عرضی — تجھ زلف کے پیچوں نے دیا مجکوں شکن بول
مدت[4] سیتی پروانہ توں ہمدرد مرا ہے — اس شمع سیتی تیری جو لگی آج لگن بول
آتی ہے تجھے دیکھ کے گل رو کی گلی یاد — اے بلبلِ بے تاب مجھے[5] اپنا وطن بول
خاموش[6] نہ ہو سوز سراج آج کی شب بوجھ
بھڑکی ہے مرے دل میں ترے غم کی اگن بول

۱۲

١٤٩٨ گر چلے سیر کوں وو گلشن خوبی کا نہال — کیا تعجب جو کرے سرو بھی استقبال

۱؎ نہیں ہے مجھے ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر یہ ہے۔ گلگشت لالہ زار تنی واں ہیں داغ ہے۔ پھولا ہے یو کے ہجر سوں ہیر چمن میں گل۔
۲؎ یکبار مرے غم سوں تواں اے غنچہ دہن بول۔ لے بات مرے دل کوں محبت کے سخن بول — ۳؎ یو کوں ۳۹۱ ا۔ ۴؎
مدت سوں آ پروانہ ۳۹۱ ا۔ ۵؎ توں سچ ۳۹۱ ا۔ ۶؎ ۳۹۱ ا کے اضافہ اشعار۔ مشتاق ہوں تجھ لب کی فصاحت کے بیاں کا
خاموش نہ ہو مہر سوں اے من کے موہن بول۔ بیرحم نہ ہو سوزش بےتابی دل پوچھ۔ بھڑکی ہے مرے من میں ترے غم کی اگن بول۔
یوں فکر سوں بولا نہیں اے سفر سیج ؟ ۔ یہ تم نے کہا مجھ کوں سراج اپنے سخن بول۔

یار بن جب سیں ہوا خواب حرام انکھوں[1]   تب ستی لخت جگر مجہ کوں ہوا قوت حلال

نم میں انکھوں کے[2] اگر نہیں ہے شہاب آنسو کا   کیوں کیا غم کے زنگار نے[3] مرادا من لال

اہل صورت پہ ہے مجہ ناموری کا سکہ   جب ستی صوبۂ معنی ہے مرے دل کوں بحال

بوالہوس سیر بیابان فنا کیوں کہ کرے   حلقۂ دام ہے یہاں نقش کف پائے غزال

گردش چرخ سیں آسیب نہیں عاشق کوں   غم میں ہے قطب کے مانند اوسے استقلال

شعر رنگیں نے غزالوں کوں کیا صید سراج

رشتۂ دام ہے تار نگہ دام خیال

۱۳

دل مرا پیو کے باج ہے بیکل   بیشتر کل سیں آج ہے بیکل ۱۵۰۵

آپ سیں نیں ہے تری جدائی میں   کیا کرے لاعلاج ہے بیکل

تجہ محبت میں عاشق شیدا   کھو کے سب شرم و لاج ہے بیکل

ماسوا سیں ترے مرے دل کوں   نہیں ہے کچھ احتیاج ہے بیکل

آتش بیخودی میں جیوں سیماب

آشنائی سراج ہے بیکل

۱؎ پیو بن جب سوں مجہ انکھیاں میں ہوا خواب حرام ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ انکھیاں کے نہیں ہے مرا نجھواں کا شہاب ۳۹۱ ا ۔ ۳؎ کے ح وط ۳۹۱ ا ۔ ۴؎ چشم ۵۸۴ ا ۔ ۵؎ شراب ۔ ۶؎ از ۳۹۱ ا ۔

ردیف م

۱

۱۵۱۰ یک نگہ سیں لیا ہے وو گل فام — کیا خرد کیا شکیب کیا آرام
حق میں عشاق کے قیامت ہے — کیا کرم کیا عتاب کیا دشنام
مجھ کوں گل گشت باغ زنداں ہے — سبزہ زنجیر و شاخ سنبل دام
مے کشی کوں تری گلستاں میں[2] — سرو مینا ہے دور نرگس جام
وقت[3] ہے اب نماز مغرب کا — چاند رخ لب شفق ہے گیسو شام
آرزو وہ ہے جو منزل مقصود — ترک مطلب ہے مدعائے تمام

صدق دل سیں ولیؔ نے باندھا ہے
کعبۂ کوئے یار کا احرام

۲

۱۵۱۷ صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم — کہ اصل ہستی نابود ہے عدم کا عدم

---

[1] شام ـ ج ۔ [2] ہے ۔ ملا ۲۹۱ ا ۔ [3] مجھ پہ ہوئی اب نماز مغرب فرض ص و ملا ۲۹۱ ا ۔ [4] کہ چندر ملا ۲۹۱ ا ۔ [5] موہوم ملا ۵۰۴ ا ۔

اسی جہان میں گویا مجھے بہشت ملی — اگر رکھو گے مرے پر یہی کرم کا کرم

ابھی تو تم نے کئے تھے ہماری جاں بخشی — پھر ایک دم میں وہی کھینچا علم کا علم

وو گل بدن کا عجب ہے مزاج رنگا رنگ — فجر کوں لطف تو پھر شام کوں ستم کا ستم

نہ رکھ سراج کسی خوب رو سیں چشم وفا

صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم

۳

۱۵۲۲ صنم[1] بلبل کا دل ہنس کر لئے تم — عبث ہے باغ میں گل کا تبسم

دکھا[2] تو رچراغ حسن مجکوں — کیا ہوں نقد دل تجھ زلف میں گم

مرے دل میں محبت کا نشہ ہے — لبالب ہے شراب غم سیں یہ خم

ہماری آہ آتش بار[3] کوں دیکھ — خجالت سیں ہوا پانی جہنم

گھٹا غم کی مری انکھوں میں چھائی — برستی ہے بھنوار[4] آنسو کی جھم جھم

کیا کیوں حال مظلوماں پریشاں — تجھے لازم ہے اے ظالم ترحم

---

[1] سجن ۔ بر ۳۹۱ ا ۔ [2] بر ۳۹۱ ا میں اسکے بعد یہ شعر زیادہ ہے ۔ عرق تجھ مکھ اوپر یوں جلوہ گر ہے ۔
کہ جیونکہ چاند کے نزدیک انجم ۔ [3] سن کر ۔ بر ۳۹۱ ا ۔ [4] انجھو کا مینہ ۔ بر ۳۹۱ ا ۔

او مجھے[۱] کیوں کر شہید خنجر عشق
سراج اسکو مسیحا اگر کہے "قم"

۴

۱۵۲۹ کیا ہے لشکر غم نے ہمارے[۲] دل پہ ہجوم　　عجب نہیں ہے اگر فوج عیش[۳] ہوئے معدوم
صنم کے حسن کی شہرت ہوئی ہے[۴] عالم میں　　تمام[۵] کوچہ و بازار میں پڑی ہے دھوم
دہن ترا ہے مگر خاتم سلیمانی　　ہوئے ہیں دیو و پری جس سبب ترے محکوم
تمہارے[۶] عارض و کاکل سیں نہیں ہے راہ گریز　　ہوئی ہے[۷] متفق اب فوج زنگ و لشکر روم
کرے گا عاشق بے تاب کا جگر صد چاک　　تری نگاہ کے خنجر سیں یوں[۸] ہوا معلوم
شراب عیش میسر نہیں مرے دل کوں　　ہوا ہے[۹] جب سیں تری بزم وصل سیں محروم

سراج یوں مجھے استاد مہرباں[۱۰] نے کہا
کہ علم عشق سیں بہتر نہیں ہے اور علوم

۱؎ م۲۹۱ ر میں یہ شعر اضافہ ہے۔ سنا ہوں جب ستی مصرع ولی کا۔ ہوا ہے ہوش میرا تم ستی گم۔ ۲؎ میرے جگر۔ س۔ ۳؎ عقل۔ ک۔ ۴؎ ہے بس کہ ہر جانب۔ س۔ ۵؎ ہر ایک۔ س۔ ۶؎ پیا کے۔ س۔ ۷؎ ہوئی ہے۔ س۔ ۸؎ یو۔ س ۹؎ ہوا ہوں جب سوں۔ س۔ ۱۰؎ سوں ہوا معلوم۔ س

۵

۱۵۳۶ کون کہتا ہے جفا کرتے ہو تم — شرطِ معشوقی وفا کرتے ہو تم
مسکرا کر موڑ لیتے ہو بھویں — خوب ادا کا حق ادا کرتے ہو تم
ہم شہیدوں پر ستم جیتے رہو — خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم
سُرمئی آنکھوں کوں کیا سرمے سیں کام — ناحق ان پر توتیا کرتے ہو تم
ہر پر بلبل کوں نے خونیں نگاہ — خون گل سیں کربلا کرتے ہو تم
پیستے ہو دل کوں جیوں برگ حنا — ہات خوں آلودہ کیا کرتے ہو تم

خاک کرتے ہو جلا جان سراج
اور کہو کیا کیمیا کرتے ہو تم

۶

۱۵۴۳ ہر ایک کی آنکھ میں محبوب ہو تم — عجب ہو زور[۱] کچھ ہو خوب ہو تم
زلیخا قبر میں سیں سُن[۲] کر آئی — کہ نورِ دیدۂ یعقوب ہو تم
حجاب عشق مجھ کوں چاہیئے[۳] ہوے — سبب کیا اس قدر محجوب ہو تم

۱؎ زور ہو۔ بہ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ اونٹھ کر۔ بہ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ یہ بوسیں نیں ہے۔ بہ ۳۹۱ ا۔

دلوں[1] کے باغ میں جیوں سروِ آزاد قد و قامت میں خوش اسلوب ہو تم
دیوانے کوں دیوانا کر نہ بوجھو کہ[2] اس کی عقل میں مجذوب ہو تم
عبث ہے قصۂ فرہاد و شیریں اگر طالب ہیں[3] ہم مطلوب ہو تم
جلو مثلِ سراجؔ آتش میں غم کی
جو پروانے طرف منسوب ہو تم

ے

۱۵۵۰ کھینچتا ہوں آہ کا مد اشکِ حسرت کی قسم دل مرا بے تاب ہے شورِ قیامت کی قسم
آہ کی تیشے سیں جاں کندن ہے اے شیریں دہن مجھ کوں ہے فرہاد کے تعویذِ تربت کی قسم
رات گذری ہے مجھے ماہِ محرم تجھ بغیر مجھ کوں عیدِ وصل کی صبحِ سعادت کی قسم
زخمِ دل پر بلبلوں کے مت ستم کا لون کھ اے سلونے مان توں اپنی ملاحت کی قسم
جاں بلب ہوں تشنگی سیں وصل کا پانی پلا ہے تجھے حسنین کے تیغے کے شربت کی قسم
مجھ نگیں داغِ دل پر نقش ہے حرفِ وفا عشق کی امت میں ہوں[4] مہرِ نبوت کی قسم

۱۔ انکھیاں۔ ب۲۹۱ ا۔ ۲۔ دیوانے کے نزدیک ب۲۹۱ ا۔ ۳۔ ہوں میں۔ ب۵۸۴ ا۔ ۴۔ آنکھوں کی مہروں۔ ک۔

عاشقوں کا لختِ دل، برگِ گل بے خار ہے | پھول پر مت پانو رکھ تجہ کوں نزاکت کی قسم
ہات آیا سورۂ اخلاص کا مجکوں عمل | مصحف رخسار جاناں کی تلاوت کی قسم
کس سہی قد کے فراقوں توں سنتی ہو راکھ ہوئی | راست کہہ اے فاختہ تجہ کوں تری سنت کی قسم
کیا بلا ہے انتظار جلوۂ آئینہ رو | کھچ گئیں آنکھیں مری تصویر حیرت کی قسم
اے صبا! جلدی سیں اس گل کا مجھے پیغام دے | پیک آہ سینۂ عاشق کی سرعت کی قسم
قتل ہوناں تیغ غم سیں عین ایمان ہے مجھے | نالۂ بسمل کی انگشت شہادت کی قسم
جانماز سجدۂ عاشق ہے نقش پائے یار | گرد نعلِ دلدل شاہِ ولایت کی قسم
عرض رکھتا ہوں کہ یہ طرز تغافل خوب نہیں | گر تمہیں منظور ہے چشم مروت کی قسم
ہر گل داغِ جگر رونے سیں پایا تازگی | رشحۂ گلشن نواز ابر رحمت کی قسم
لوگ کہتے ہیں کہ اپنا حال دلبر سیں کہہ | بات کہنے کی کہاں طاقت ہے جرأت کی قسم

شوق کے شعلہ سیں روشن ہے چراغ دل مرا
ہر پر پروانۂ بزم محبت کی قسم

۸

کافر ہوا ہوں رشتۂ زنار کی قسم | تجھ زلف حلقہ دار کے ہر تار کی قسم ۱۵۶۷

لے میم کوں بول ۲۹۱ ۱ء

ہر گز مریض ہجر کوں بن وصل نہیں علاج
اس خوش ادا کی نرگس بیمار کی قسم

اس گل بدن کے کاکل پر پیچ کا خیال
زنار مجھ گلے کا ہوا ہار کی قسم

تیرے بھنوؤں کی یاد[1] نے ٹکڑے کیا ہے دل
ہے ذوالفقار حیدر کرار کی قسم

امیدوار چاہ زنخدان یار ہوں
میں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کی قسم

درکار اگر حنا ہے مجھ انکھوں میں کہ قدم
ہے تجھ کوں میرے دیدۂ خونبار کی قسم

یک جا ہوئے ہیں بلبل و پروانے آج
اس شمع رو کے چہرۂ[2] گل نار کی قسم

۹

۱۵۷۴ ہیں چاہ میں وو میٹھے لبوں کی مدام ہم
رکھتے نہیں ہیں یوسف مصری سیں کام ہم

سنبل ہمارے حال پریشاں پہ دال ہے
ہیں یاد میں وو زلف کی خم مثل لام ہم

جلتے ہیں پن جگر سیں نکلتا ہے دود آہ
ہیں پختہ مغز عشق کے نزدیک خام ہم

درکار نہیں ہے شیشۂ مے بزم شوق میں
پائے ہیں اسکی چشم کی گردش سیں جام ہم

---

[1] دارسوں سینہ ہوا ہے چاک ب ۳۹۱/۱ ا۔ ب ۳۹۱/۱ ا میں یہ تین شعر اضافہ ہیں۔ درسن دکھا کے آتش غم کوں مری بجھا۔ اب تشنہ لب ہوں شربت دیدار کی قسم۔ دل ہے مثال بلبل و پروانہ شوق مند۔ اس شمع رو کے چہرۂ گلنار کی قسم۔ بلکہ تجربہ کا دار تڑپتا ہوں جا میں بسمل ہوا ہوں عشق کی تلوار کی قسم۔ [2] شعلہ دیدار ب ۵۸۴/۱ ا۔

مسجد میں تجھ بھنوؤں کی گئے جب ستی نماز — سب[1] عاشقوں کی صف میں ہوئے امام ہم

ہے یار کی گلی کا عجب دلکشا مکان — کیا لے[2] کرینگے گلشن دار السلام ہم

طرز[3] ادا اسیں مول لیا ہم کوں اے سراج

موہن کی دلبری کے ہوئے ہیں غلام ہم

۱۰

جا بول اے صبا وو دلارام کوں سلام — میری طرف سیں دلبر گل فام کوں سلام ۱۵۸۱

جس قد کوں دیکھ سرو کے اڑتے ہیں فاختے — یکدم لجا وو سرو گل اندام کوں سلام

قاصد کوں بھیج مجکوں سرفراز کر کرو — نامے کوں دیدہ بوس کروں نام کوں سلام

خم کیوں نہ ہوئے زاہد خشک اسکی زلف دیکھ — کافر نہوئے جو کرے اسلام کوں سلام

میں عشق کے طفیل کیا سیر باغ دل — اس خوش ہوا بہار کے ہنگام کوں سلام

ہو با ادب ہلال تجھ ابرو کے خم کوں دیکھ — کرتا ہے چاندرات کے دن شام کوں سلام

لاوے بجا سراج تو کیا بلکہ آفتاب

ہر صبح اوس صنم[4] کے در و بام کوں سلام

---

[1] سب عاشقاں۔ ۳۹۱ ا۔ [2] کیا لے کرینگے گلشن دار السلام ہم۔ ۳۹۱ ا۔ [3] میٹھے سخن سوں پیو نے لیا مول ۳۹۱
[4] سجن۔ ۳۹۱ ا۔

۱۱

۱۵۸۸ تجھ پر ہوا ہوں دل سیں فدا[1] جان کی قسم | ثابت ہوں اپنے دین پر[2] ایمان کی قسم
گل شعلۂ فراق ہے سنبل ہے دُودِ آہ | ہے عُرسِ بلبلوں کے چراغان کی قسم
آیا ہے ان دنوں دلِ آشفتہ پیچ میں | اس موکمر کی زلفِ پریشان کی قسم
ہوں تشنہ لب ترے دمِ خنجر کے آب کا | موجِ زُلالِ چشمۂ حیوان کی قسم
سیپارۂ جگر میں[2] ہیں اعراب زخمِ ہجر | الحمد[3] نام دوست ہے قرآن کی قسم
منکر ہوا تھا گل ترے گل زارِ حُسن کا | بلبل کوں دے کتاب گلستان کی قسم
مرشد[4] کے سوزِ حسن کا قربان ہے سراج
ہے ذاتِ پاک حضرتِ رحمان کی قسم

۱۲

۱۵۹۵ سیر باغ خاموشی سیں مسکرا ہونٹوں میں ہم | ڈوب گئے جیوں غنچۂ گل رنگ کے موٹوں میں ہم

---

[1] پہ۔ [1] ۱۵۸۴ ا۔ [2] کے۔ س۔ [3] احمد ہی پیو کا۔ س۔ [4] ے ۱۳۹۱ وس کے اضافہ اشعار۔ ہر بات تجہ دہن سوں ہے آیات مصحفی۔ کھاتا ہوں تجہ لب گہر افشان کی قسم۔ تشندر میں غم کے ہوں مجھے مت بھول یک تک۔ ہر چار یار احمد فرشتہ نشان کی قسم۔ سر دیپم باٹ میں مثل سراج آج۔ غازی ہوا ہوں عشق کے میدان کی قسم۔ لے مجہ سوں جان جان کر انجان کیوں ہوا اب جاں بلب ہوں دلبر جاناں کی قسم۔

گر صفِ مژگاں ہو کبیرے عقل کیا غم جیوں نگاہ ۔۔۔ عشق کے ہیں سات پردوں کے سدا کوٹوں میں ہم

رحم کر اب اے کماں ابرو کہ مانند زرہ ۔۔۔ چھن گئے تیر نگاہِ تیز کی چوٹوں میں ہم

دیکھیے کب ہاتھ آوے گا کنارِ مدعا ۔۔۔ بہہ چلے ہیں درد کی دریا کی لوٹوں میں ہم

گھیر لی ہے ہم کوں آتش بازیٔ غم نے سراج
شمعِ مجلس ہیں ہجومِ آہ کے توٹوں میں ہم

۱۳

۱۶۰۰ آفتِ جاں ہے تمہاری بے حجابی اے صنم[1] ۔۔۔ مجھ کوں بے ہوشی ہے تم کو نیم خوابی اے صنم

رشتۂ امید تیغِ ہجر سیں ہوتا ہے قطع ۔۔۔ ناامیدی کوں خجل کر آشتابی اے صنم

آشتابی سیں وگرنہ مجلسِ عشاق میں ۔۔۔ ظلم ہے غم ہے قیامت ہے خرابی اے صنم

تازہ گل ہر باغ کا ہے مجھ نظر میں تازہ داغ ۔۔۔ آتشِ سوزاں ہے فرشِ ماہتابی اے صنم

جب ستی ہے ذوق تجھ کوں چہرۂ گلنار کا ۔۔۔ اشک ہے مجھ چشمِ خونیں کا شہابی اے صنم

جب کرم سیں توں مرا احوال پوچھے روزِ وصل ۔۔۔ بس ہے تب مجھ کوں جوابِ لاجوابی اے صنم

تاب سیں بے تاب ہے تیری جدائی میں سراج
رحم کر عاشق پر اپنے ہو ثوابی[2] اے صنم

---

۱ ب ۳۹۱ ا میں "اے صنم" کی بجائے "اے سجن" ردیف ہے۔ ۲ سوابی۔ ح

۱۴

۱۶۰۷ شربت وصل پلا جا لب شیریں کی قسم جان جاتا ہے مرا سورۂ یٰسیں کی قسم
دیکھ مجھ حال کوں لے تازہ بہار خوبی اشک رنگیں ہیں رواں دامن گلچیں کی قسم
مکتب عشق میں آ عقل کی تختی دھوناں راست ہے یہ سخن استاد کی تلقیں کی قسم
شیشۂ خاطر نازک کوں مرے مت کر چور اے ستمگر تجھے اپنے دل سنگیں کی قسم

اشک ہے تیل شب ہجر میں اے جان سراج
ہر پلک حسرت زیتون ہے والتیں کی قسم

۱۵

۱۶۱۲ چھپا[1] ہے سبزۂ خط بیچ شہ سوار تبسم نہوے کیونکہ دل وحشی مرا شکار تبسم
شہید خندۂ پنہاں ترے سیں کیا ہے تعجب اگر مزار سیں اس کے اوٹھے غبار تبسم
توں باغ حسن کا چیں جبیں کوں مت کرے درباں ہے عاشقوں کو ترے لب سیں انتظار تبسم
اگرچہ یار کا ہے عضو عضو مرکز خوبی ہے نقطۂ دہن تنگ پر مدار تبسم
ہے دل مرا گل رعنائے فصل غیر مقرر کبھی خزاں تغافل کبھی بہار تبسم

---

[1] یہ اور بعد کی غزلیں ح میں نہیں ہیں۔ از ۱۵۰۴ ا۔

نہ بوجھ رنگ رُخ گل کا اس کوں والہ و شیدا　　ہمیشہ ہے دل بلبل کوں خار خار تبسم
نہ دیوے تا کبھی آسیب اس کوں سایۂ بخش　　دھڑی سیں پان کی کھینچے ہو تم حصار تبسم
ہوا ہے کشور دل سیں غمی کوں دیس نکالا　　ہے تیرے حسن کی دولت میں اختیار تبسم

آتش غیرت میں مثل شمع ہے سوزاں سراج
تری بغل میں ہے آئینہ حصہ دار تبسم

۱۶

صحرائے جنوں میں ہے جیسے ولولۂ غم　　ہیں پائے جگر میں اوسے کئی آبلۂ غم ۱۶۲۱
نہیں لشکر آرام سیں امید رفاقت　　ہے جب سیں مجھے ہمرہیٔ قافلۂ غم
آتش میں جدائی کی جلاتا ہے شب و روز　　کب لگ میں لکھوں صفحۂ دل پر گلۂ غم
جس دل کوں ادائی ہے اوسے بزم طرب میں　　جز نالۂ جانکاہ نہیں مشغلۂ غم
بن[1] شربت خونابہ دل اور غذا نہیں　　ہے سلسلۂ دام جیسے سلسلۂ غم
یکبار گی آ دور کیا زنگ کدورت　　ہے صافی آئینۂ دل مصقلۂ غم

فانوس دل چاک کوں کیوں زینت ہوئے
روشن ہے سراج آہ ستی مشعلۂ غم

---

[1] صاف نہیں۔

۱۷

جب یار بساجیو میں سناسیں کیا کام — دلدار اگر یار ہے اغیار سیں کیا کام ۱۶۲۸

ازبسکہ ہوا کفر او ر ایماں سیں بیزار — تسبیح سیں کیا مطلب زنار سیں کیا کام

کافی ہے ترے ابروئے خم دار کی شمشیر — عاشق کی شہادت تئیں تلوار سیں کیا کام

مجھ درد کا احوال وو گلرو پہ عیاں ہے — بلبل کی نمن شورش اظہار سیں کیا کام

پھولا ہے ترے ہجر سیں گل اوسکے نین میں — تجھ وصل کے مشتاق کوں گلزار سیں کیا کام

جیوں غنچہ اپس لب کوں کرو بند؟ — خاموشی اسرار میں گفتار سیں کیا کام

قربانی الفت کوں نہیں باغ کی خواہش — بلہار ہے تیر اوسے گلہار سیں کیا کام

جو گرمی خورشید محبت سوں جلا ہے — سردیکھ اوسے سایہ دیوار سیں کیا کام

ہر چند سراج اوسکوں میں دیکھوں سیں [ملا ہوا] سیر
لب تشنۂ دیدار کوں مقدار سیں کیا کام

سوں ← ۳۹۱ ر

ردیف ن

۱

۱۶۳۰ گر نہیں تجھ کوں خیالِ آ[۱] گل بدن   چاک کیوں کرتا ہے اے گل پیرہن

حالتِ وصل و جدائی کیا کہوں   ایکدم ہے حق میں میرے سو قرن

مت جگاؤ مجکوں میٹھی نیند سیں   خواب میں آیا ہے وو شیریں دہن

جی دیا ہوں یادِ چشمِ یار میں   برگ نرگس سیں کرو میرا کفن

خوش ہے فرشِ خارِ کوئے یار کا   کیا کروں گا بستۂ برگِ سمن

گھر سیں وو خورشید رو نکلے تو خوب   ہے مجھے کال آج کا سورج گہن

اے سراج اس شمع رو سیں جا کے بول
ہے جگر میں آتشِ غم شعلہ زن

۲

۱۶۴۴ عشق میں آ کہ عقل کوں کھوناں   باخرد[۲] ہو کہ بے خرد ہوناں

۱۔ اے گلبدن۔ ک۔ ۲۔ بے خبر ہو کہ باخبر ہوناں۔ ۳۹۱ ا۔

فرشِ مخمل سیں مجکوں بہتر ہے — غم کے کانٹوں کی سیج پر سوناں

ابرِ رحمت ہے بیج وحدت[1] کا — کنج مخفی[2] کے کھیت میں بوناں

خندۂ گُل ہے گریۂ شبنم — ہے ہنسی یار کی مرا روناں

روپ درسن دکھائے سیں نِن — نہیں تو جاتا ہے ہات سیں سوناں

گر دِغم سیں جو دل ہو میلا — اپنے آنسو کے آب سیں دھوناں

شوخ جادو ادا نے مجھ پہ سراج
گردشِ چشم سوں کیا ٹوناں

۳

اے شوخ جب[3] سیں دیکھا تیرا او قدِ موزوں — گلزار میں ہوا ہے ہر سرو، بید مجنوں 165

اے[4] بحرِ حسن تیرے دانتوں کی دیکھ گوہر — پانی ہوا خجل ہو دریا میں دُرِّ مکنوں

حیران و منتظر ہے گلزار میں ہمیشہ — نرگس نے جب سیں دیکھی تیری دو چشم مے گوں

بیمار دل مرے کی کر اے طبیب دارو — تیرا کلام شیریں یاقوت کی ہے معجوں

---

[1] پتلی۔ ک د ۳۹۱ اور ۵۸۴ ا۔ [2] گنج۔ ح ۔ [3] سرو ۵۸۴ ا۔ [4] شہرت تری دامن کی جیب سوں پری ہے مگیں۔ ۳۹۱ ا۔

تجھ زلف عنبریں[1] نے اور لعل لب[2] نے تیرے
لشکر[3] یہ دین و دل کے مارے ہیں مل کے شب خوں

مستوں کوں غم کے بس ہے یہ نشۂ دوبالا
اس سبز خط کی سبزی خال سیہ کے افسوں

برجا سراج کوں ہے گر تجکوں جان تو لے
ہے جیم زلف کا خم بینی الف بہویں نوں

۴

۱۶۵۸ مری تلخیٔ نزع کی ہیں دوائیں
تمھارے تبسم کی میٹھی ادائیں

شکر گرو کلفت ہے اور شیر آنسو
ملی ہیں کسے اس مزے کی غذائیں

دم سرد ہیں عاشقوں کوں ہے راحت
کہاں سیر گلشن میں ایسی ہوائیں

گذر غیر کا نہیں شتابی سیں آؤ
دل و دیدہ خالی ہیں دونو سرائیں

اے غنچہ ہر صبح اس خوش دہن سیں
مناسب نہیں خندہ پن کی صدائیں

جگر سینہ چاکوں کا حق میں تمہارے
لب زخم سے مانگتا ہے دعائیں

نہ پہنچیگا انجام کوں یہ تسلسل
تمہاری جفائیں ہماری وفائیں

وو زلفوں نے گھیرا[5] ہے چہرے کوں تیرے
بلائیں بھی لیتی ہیں تیری بلائیں

---

[1] ہیں ۳۹۱۔ [2] ہیں شیریں ۱۳۹۱۔ [3] عاشق کے جگر پر ۱۳۹۱۔ [4] پہونچیگا ۱۵۸۲۔ [5] گھیرے لیا۔ ح

کیا سیل حیرت نے ازبس کہ طوفاں — سرک گئی[1] ہیں شہر خرد کی بنائیں
گیا لالہ رو جب سیں سیر چمن کوں — خوشی سیں چھپی ہیں گلوں کی قبائیں

سراج آتش عشق میں جل گیا ہے
پتنگوں کے آخر یہی ہیں سزائیں

۵

اگن[2] میں ہجر کی جلتا ہوں میں سدا جاناں — زلال[3] وصل سیں یہ آگ آ بجھا جاناں ۱۶۶۹
چھپا نہیں ہے[4] کہیں آفتاب پردے میں — عبث نقاب میں چہرے کوں مت چھپا جاناں
اٹھے[5] ہیں عاشق بیدل کے قتل کرنے کوں — ترے دو ابروئے خونریز کوں سکھا جاناں
رقیب شوخ مرے دل کا درد کیا پاوے[6] — کسی کا کام نہیں راز دل کوں پا جاناں
ترے ہے پائے نزاکت میں فرش گل جیوں خار — چمن کی سیر کوں زنہار تو نئیں جا جاناں
مثال ماہی بے آب تلملاتا ہوں — زلال لطف و کرم ایکدم[7] پلا جاناں

---

[1] گئیں۔ ۴۰۴ھ ا ۔ [2] برہ کی آگ میں ۔ ۳۹۱ ا ۔ [3] اپس کے مہر کے پانی سوں ۔ ۳۹۱ ا ۔ [4] سرج کی جوت نہاں ہوئے کیونکہ پردے میں ۔ ۳۹۱ ا ۔ [5] اٹھی ہے ۔ ک ۔ [6] جانے ۔ ۳۹۱ ا [7] مہر سوں بجھا جاناں ۔ ۳۹۱ ا ۔

ہوا ہے شام جدائی میں بے قرار سراج
مثال صبح توں اپنی جھلک دکھا جاناں

۶

وو نگاہ[۱] تند تیرِ بے خطا سیں کم نہیں / کس قدر صافی ہے بس تیرِ قضا سیں کم نہیں ۱۲۷۶
مثل سیماب آتش غم میں ازبس بے تاب ہوں / بعد مرنے[۲] خاک میری کیمیا سیں کم نہیں
بسترِ بے تابی دل پر یہ آہِ جاں گداز / خاطرِ بیمار عاشق کوں عصا سیں کم نہیں
خسرو ملک جنوں کوں کوچہ و بازار میں / سنگ طفلاں سایۂ بالِ ہماں سیں کم نہیں
غنچۂ داغ جنوں کوں[۳] تازہ روئی کیوں نہوئے / موج آہِ سرد بے تابی صبا سیں کم نہیں
دیکھنا تجھ رُخ کا اے سرمایۂ عمرِ ابد / تشنۂ دیدار کوں آبِ بقا سیں کم نہیں
ہر طرف شور قیامت کیوں نہ ہووے جلوہ گر / لب بلا' ابرو بلا' بالا بلا سیں کم نہیں
جان کندن سیں کیا فارغ لگا کر تیغ ہجر / یہ جفا خو میں شہیدوں کے وفا سیں کم نہیں

کیا عجب گر ہوئے شہید تیغ بے تابی سراج
یہ زمینِ غم زمینِ کربلا سیں کم نہیں

۱؎ تجھ نگہ کی نوک ۔ ۱۳۹۱ ا ۔ ۲؎ مرنے ۔ ۱۵۸۲ ا ۔ بعد مرنے ۔ ۱۹۹ ا ۔ ۳؎ تازہ روئی کیوں نہ ہوئے ۱۳۹۱ ا

۷

گر[1] ہوئے بلند وو قدِ رعنا بہشت میں
خم ہوئے بارِ شرم سیں طوبا[2] بہشت میں

اس لالہ رو کے عارضِ گلگوں کا بس خیال[3]
ہرگز نہیں ہے ذوقِ تماشا بہشت میں

میری نظر میں آتشِ دوزخ ہے سیرِ باغ
بے دوست کیونکہ جاؤں میں تنہا[4] بہشت میں

تیری گلی کا سیر اوسے دارالسلام ہے
دل خوش نہ ہوئے عاشقِ رسوا بہشت میں

داغِ جفا سیں رشکِ چمن ہے دلِ سراج
گل دیکھنے کی نہیں ہے تمنا بہشت میں

۸

چمن میں گل بدن جب قامتِ رعنا سیں آتے ہیں
بہشتی چھوڑ جنت سایۂ طوبا سیں آتے ہیں

نہ پوچھو خود بخود کرتا ہوں تعریف اُس کے قامت کی
کہ یہ مضمون مجکوں عالمِ بالا سیں آتے ہیں

ہجومِ داغ کے طرّے بنایا غم کے مالی نے
عجب پھولوں کی دو نے گلشنِ سودا سیں آتے ہیں

مرادِ خاصِ اشک و آہ طوفِ کعبۂ دل ہے
کوئی دریا سیں آتے ہیں کوئی صحرا سیں آتے ہیں

کہو کیونکر رہے فوجِ خرد کا مورچہ[5] قائم
کہ یہ قلقل کے گولے قلعۂ مینا سیں آتے ہیں

---

[1] گر جلوہ ہوئے ۱۲۹۱ ا۔ [2] طوبیٰ۔ ۱۲۸۵ ا۔ [3] بس ہے خیال عارضِ گلچہر کا خیال ۱۲۹۱ ا۔ [4] ح "یں" ہے" چھوٹ گیا ہے۔ [5] مورچا۔ ۱۲۸۵ ا۔

ہمارے دل کا شیشہ ہوتا ہے سنگِ غیرت سیں — محل میں آرسی کے جب تن نہا سیں آتے ہیں

سراج اس ہستیٔ موہوم کا احوال لکھنے کوں
عدم کے صاف تختے کشورِ عنقا سیں آتے ہیں

۹

اے صنم[1] تجھ برہ میں روتا ہوں — اشکِ خونیں سیں منہ[2] کوں دھوتا ہوں ۱۶۹۷
بندگی میں مجھے قبول کرو — میں تمہارا غلام ہوتا ہوں
بارشِ[3] آبِ اشک ہے درکار — داغِ ہجراں کے بیج بوتا ہوں
بولتا ہوں جو[4] وو[5] بلاتا ہے — تن کے پنجرے میں[6] اس کا طوطا ہوں
مت[7] کہو مجھ سیں قصۂ فرہاد — خوابِ شیریں میں آج سوتا ہوں
تاب نہیں ہم کلام ہونے کی[8] — دیکھ کر تجھ کوں ہوش کھوتا ہوں

گوہرِ اشک کوں مثال سراج
رشتۂ آہ میں پروتا ہوں

[1] سجن۔ س۔ [2] مکھ۔ س۔ [3] خوب ہے گر انجھو کی بارش ہوے۔ س۔ [4] پیو۔ س۔ [5] بولانا۔ ک و ۵۸۴۔ [6] پیو کا۔ س۔ ۳۹۱ ا۔ [7] منہ۔ س۔ [8] کا۔ س۔

۱۰

یار کوں بے حجاب دیکھا ہوں میں سمجھتا ہوں خواب دیکھا ہوں ۱۷۰۴

یہ عجب ہے کہ دن کوں تاریکی رات کوں آفتاب دیکھا ہوں

نسخۂ حسن میں ترے قد کوں مصرعِ انتخاب دیکھا ہوں

کس ستی اب امید لطف رکھوں تجھ نگہ سیں عتاب دیکھا ہوں

دل ہوا تب سیں تاب[1] سیں بے تاب جب سیں تجھ رُخ کے تاب دیکھا ہوں

اب ہوا سب سیں فارغ التحصیل بے خودی کی کتاب دیکھا ہوں

لشکرِ عشق جب سیں آیا ہے ملکِ دل کوں خراب دیکھا ہوں

مجلسِ چشمِ مست ساقی میں دورِ جامِ شراب دیکھا ہوں

اے سراج[2] آتشِ محبت میں
دل کوں اپنے[3] کباب دیکھا ہوں

---

۱ باب ۔ ۴۸۵ ا ۔ ۲ کیوں ترے زلف میں نہ ہوں پابند ۔ کشورِ دل ۔ ۳۹۱ ا

۳ ۔ ۳۹۱ ا ۔ کا اضافہ شعر ۔ مکتبِ غم میں کیوں نہ ہوئے استاد ۔ تجھ درس کی کتاب دیکھا ہوں ۔

۱۱

۱۷۱۳ مرا دل نہیں ہے میرے ہات تم بن[۱] خوش آتی نہیں کسی کی بات تم بن
گھٹا[۲] غم اشک پانی آہ بجلی برستا ہے عجب برسات تم بن
پکاروں کیوں نہ میں "ہے دوست ہے دوست" کہ ہر شب قتل کی ہے رات تم بن
کبھی تو آئیگی[۳] پھر وصل کی آن کیا غم نے مرے پر گھات تم بن
سراج[۴] ازبس کہ ہے بے تاب دیدار
اوسے ہے زندگی سکرات تم بن[۵]

۱۲

۱۷۱۸ مرا دل آگیا جھٹ پٹ جھپٹ میں ہو الٹ پٹ لپٹ زلفوں کی لٹ میں
نمایاں ہے وو نور چشم مردم پلک کی پٹ میں پتلی کی اوٹ میں
اگر دیدار کے پانی کی ہے چاہ لے سمرن آنسووں کی رہٹ میں

---

[۱] ۳۹۱ ا تم کی بجائے ہر جگہ "پیو" ہے۔ [۲] ابجھو پانی گھٹا ہے آہ۔ ۳۹۱ ا۔ [۳] آئے پھر کر ۳۹۱ ا
[۴] یہی ہے شربت دیدار کا وقت۔ سراج اب مجھ پر ہے سکرات پیو بن۔ ۳۹۱ ا۔ [۵] ۳۹۱ ا میں ذیل کے دو شعر
زیادہ ہیں۔ تصور یار کا ہے یار جانی۔ خیال غیر نیں مجھ سات پیو بن۔ اثر ہنسنے کا کچھ باقی رہا نیں۔ نفی نے آ کیا اثبات پیو بن

ہر ایک ناقوس میں آتی ہے آواز
کہ ہے پرگھٹ وو مہر مہر کے گھٹ میں

لگی ہے جب پٹی مت کر نپٹ ہٹ
چھپے مت لٹ پٹے گھونگٹ کے پٹ میں

دلِ دیوانہ میرا آگیا ہے
تری زلفوں کے سایہ کی جھپیٹ میں

سراج اس شمع رو بن جل گیا ہے
نپٹ حسرت کے شعلوں کی لپٹ میں

۱۴

عجب ہے خط زمردنگار گلشنِ حسن
ہوئی ہے جس ستی افزوں بہار گلشنِ حسن ۱۰۲۵

نہیں ہے باغ کی گلگشت کی اوسے خواہش
جو کوئی کہ سیر کیا لالہ زارِ گلشنِ حسن

گلی میں شوخ کی مجکوں ہمیشہ مانع ہے
ہوا رقیب[۱] سرحق میں خارِ گلشنِ حسن

تجلیات[۲] الٰہی کا اوس میں پرتو ہے
ہوا ہے جب سیں دل آئینہ دارِ گلشنِ حسن

سراج کیوں نہ غزل خوانِ بیخودی ہووے
ہوا ہے[۳] بلبل بے اختیار گلشنِ حسن

۱۔ بجز رقیب نہیں کوئی ۔ ع۳۹۱ ا ۔ ۲۔ خیالِ عارض خوبی ۔ ع۳۹۱ ا ۔ ۳۔ ہے عندلیب تمن بے قرار ۔ ع۳۹۱ ا ۔

۱۴

۱۶۳۰ حیف صد حیف وو حبیب نہیں ہجر کے درد[1] کا طبیب نہیں
دل مرا محفل جدائی میں لذتِ غم سیں بے نصیب نہیں
روز و شب اسکے پاس ہوتا ہوں غیر دل کوئی مرا رقیب نہیں
جب سیں دردِ فراق ہے نزدیک عیش تب سیں مجھے قریب نہیں
جب سیں دیکھا ہے چہرۂ گل رو مبتلا گل کا عندلیب نہیں
لب تصویر سا ہوا ہے خموش یار کے مبتلا کوں جیب نہیں

مصرعِ اولیں ہے وردِ سراج
حیف صد حیف وو حبیب نہیں

۱۵

۱۶۳۶ لیا ہے نقدِ جاں بلبلاں یعنی خراج اپناں چلایا خسروِ گل نے اسی رنگوں رواج[2] اپناں
ارے غم صبح آنے کی خبر ہے سرو قامت کے قیامت کل کوں آنی ہے عمل کر لے توں آج اپناں
ہماری سوزشِ سودا سیں تجکوں کیا ارے ناصح ہوا ہے ان دنوں کیا کیجیے[3] یوں کر مزاج اپناں

---

[1] کوئی مرے درد کا۔ ب۳۹۱ ا۔ [2] علاج۔ ح۔ [3] کیا کہئے جی۔ ب۳۹۱ ا۔

لگا کر راکھ جوگن ہوئی ہے قمری باغ کوں تجکر
مگر کوئی سرو قد کے واسطے چھوڑی ہے راج اپناں

مرا پیغام اس بلقیس ثانی پاس سیں لایا
کہو ہدہد رکھے سر پر کبوتر کے یہ تاج اپناں

ترا غم زہر تھا پن نوش دارو جان کر کھایا
کیا ہے اپنے ہاتوں دل ہمارے نے علاج اپناں

وو ظالم مجکوں جلتا دیکھ اتنا بھی نہیں کہتا
کہ کیا ثابت قدم ہے کیوں نہ ہو آخر سراج اپناں

۱۶

۱۷۴۴ اشکِ خونیں ہے شفق آج مری انکھوں میں
سانجھ پھولی ہے ترے باج مری انکھوں میں

ایک شے دن نین جھروکے کی طرف سیں گذرو
مردمِ چشم ہے محتاج مری آنکھوں میں

بیٹھ کر تختِ مرصع پہ مری پتلی کے
ہے مبارک جو کرو راج مری آنکھوں میں

باغ میں نرگسِ حیراں نے تجھے دیکھ کہی
تیری آنکھوں سی کہاں لاج مری آنکھوں میں

آج کی رات عجب رات مبارک ہے سراج
اسکی صورت کوں ہے معراج مری آنکھوں میں

---

۱ سوں لانا۔ ۳۹۱ و۔ ۲ خونی۔ ح۔ ۳ آنکھاں۔ ۳۹۱ و۔ ۴ سانج ۵۸۴ ا۔ ۵ دم۔ ۵۸۴ ا۔ ۶ ہیں۔ ک۔ ۷ ۳۹۱ و کا اضافہ شعر۔ راہ دروازہ مژگاں سیں کب آویگا۔ انتظاری ہے پیا باج مری آنکھاں میں۔

۱۷

کبھی جو آہ کے مصرعے کوں یاد کرتا ہوں خیال قد کوں ترے مستزاد کرتا ہوں ۱۷۴۹

دو چشم دیکھ ترے چہرۂ کتابی پر قلم سیں شاخ غزالوں کے[1] صاد کرتا ہوں

اگر چمن میں کرے لالہ عزم خود روئی یہ داغ دل کوں دکھا بے سواد کرتا ہوں

اگرچہ[2] عشق کے شعلے اوٹھے ہیں سینے میں خیالِ وصل سے میں دل کوں شاد کرتا ہوں

نہیں ہے دل میں مرے آسراج ذوق چمن
کہ سیرِ گلشن نو طبع زاد کرتا ہوں

۱۸

کب[3] تلک طرز جفا ظالم مری فریاد سن بسمل تیغ جفا کی کان دھر رو داد سن ۱۷۵۴

قمری دل پر نگاہِ لطف سیں یک بار دیکھ اے گلستانِ ادا کے خوش ادا شمشاد سن

جان لیکر یک بیک انجان ہونا خوب نہیں اس مروت کوں نکر یک بار گی برباد سن

مشکل آسانی کوں میری بس ہے شمشیر نگاہ جی سیں آیا ہوں تنگ اے مہربا جلاد سن

آہوئے دل پر عیاں ہے وحشت شہر آج کھینچ دام حلقۂ کاکل میں اے صیاد سن

---

[1] یہ۔ ۳۹۱ا۔ [2] ہجر۔ ۳۹۱ا۔ [3] اے سجن مجھ عاشق بے تاب کی فریاد سن۔ ۳۹۱ا۔

نام تیرا[1] اسم اعظم سا کیا ہوں ورد جاں — گر تجھے باور نہیں تو مجھ زباں سیں یاد سُن

خانہ زادی کا دیا ہوں خط تجھے جان سراج
مت توں اپنی بندگی سیں کر مجھے آزاد سُن

۱۹

عید وصل سرو قد سیں ہے مرے[2] گھر شادیاں — عالم بالا سیں آتی ہیں مبارکبادیاں ۱۶۹۱

کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز سیں — یاد دیں اس شوخ کوں کئی طرز[3] کی اوستادیاں

صاف ہو لوں سیں نگاہوں کی مجھے کرتا ہے قتل — ختم ہیں اس ظالم خوں ریز پر جلادیاں

پانو میں زنجیر الفت اور گلے میں طوق غم — کہ دل وحشی کوں میرے کیوں کے ہوویں آزادیاں

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سیں تری — صید ہو جاویں یہاں صیاد کی صیادیاں

گرچہ لیلیٰ اپنی شوخی سیں نہیں آتی ہے باز — چھوڑتا نہیں اب تلک مجنوں بھی اپنی وادیاں

طاق پر سیں دل کے گر جاتا ہے آئینہ سراج
یاد آتی ہیں مجھے جب اون کی طرز[4] سیں سادیاں

۱؎ اوسکا۔ ص ۵۸۴ ا۔ ۲؎ سے۔ ص ۳۹۱ ا۔ ۳؎ طرح۔ ص ۳۹۱ ا۔
۴؎ طرح ۔ک۔

۲۰

چمن میں شور ہے اس گلعذار کے ہاتھوں　　ہوا ہے جامۂ گل چاک خار کے ہاتھوں[۱] ۱۷۶۸
ہوا ہے سخت دہاں ان دنوں میں توسن عشق　　عنانِ صبر نہیں اختیار کے ہاتھوں
دلِ شکستہ مرا ناپسند تھا سب کوں　　میں ہار مان کے بیچا ہوں یار کے ہاتھوں
قرار[۲] و صبر و دل و دیں و عقل ہوش گیا　　جو کچھ ہوا سو ترے انتظار کے ہاتھوں
ہزار حیف کہ ہم "پیاس، پیاس" کر مر گئے　　تمہارے[۳] لعل لبِ آبدار کے ہاتھوں
مجھے بھی خوار کیا آپ[۴] یہ بھی خراب ہوا　　میں جاں بلب ہوں دل بے قرار کے ہاتھوں
سنا ہے جب سیں کہ آتا ہے سیر کوں گل رو　　بکا ہے باغ میں بلبل بہار کے ہاتھوں
ہوا ہے رشتۂ امید قطع اے ظالم　　تری نگاہِ تغافل شعار کے ہاتھوں

صنم[۵] کے دامنِ دل پر غبار ہے اب لگ
سراج سوختہ خاکسار کے ہاتھوں

۲۱

جس دن سیں میں یار بوجھتا ہوں　　کب صبر و قرار بوجھتا ہوں ۱۷۷۷

---

۱ ہاتوں ۵۸۲ ا۔ ۲ انکھیاں سوں خواب گیا۔ اور جگر سوں تاب گیا ۳۶۱ ا۔ ۳ سجن تمہارے ۳۹۱ ا۔ ۴ آپ ۵۸۲ ا۔ ۵ سجن ۳۹۱ ا۔

زنداں میں مجھے ہے سیرِ گلشن　　زنجیر کوں ہار بوجھتا ہوں
گلشن میں بغیر وصل گل رُو　　ہر پھول کوں خار بوجھتا ہوں
تجھ شوق میں دل ہوا ہے طنبور　　ہر آہ کوں تار بوجھتا ہوں
ازبس کہ ہوا ہوں سب سیں یک رنگ　　اغیار کوں یار بوجھتا ہوں
مشتاق ہوں جب سیں سروِ قد کا　　شمشاد کوں دار بوجھتا ہوں

مانند سراج سوزِ غم میں
جلنے کوں بہار بوجھتا ہوں

۲۲

۱۷۸۴ نہ تھا بے اختیاری کے محل میں اختیار اپناں　　کروں کیا دل کے ہات آخر کوں سونپا کاروبار اپناں
لکھیری میں چمن کی ہر طرف فریادِ بلبل ہے　　کئے ہوا ان نو میں گل کوں شاید پیشکار اپناں
نہ روئی شمع بھی حسرت سیں پروانے کی تربت پر　　کہ کوئی تھا عاشق اپنا خاکسار اپنا نثار اپناں
قیامت یا بلا تمکین ہے اس یارِ خودبیں میں　　کہ کوئی دم آرسی میں کھینچتا ہے انتظار اپناں
ہر ایک چاکِ قفس کی چشم وا کی یہ اشارت ہے　　اے بلبل بھول گئی تو گل کے دیکھے کیا قرار اپناں

لہ تیں۔ ۵۸۴ ا۔

اسی کوں طوق کہتے ہیں، تو یہ سکوں خدا دیوے — گلے میں فاختہ کے سرو نے ڈالا ہے ہار اپناں
خدا کے واسطے ٹک رحم کی آنکھوں ستی دیکھو — مجھے گر جانتے ہو تم شہید بناں شکار اپناں
تڑپناں تلملاناں غم میں جلناں خاک ہو جاناں — یہی ہے افتخار اپناں یہی ہے اعتبار اپناں

سراج آتش سیں غم کی آسماں پر بھی قیامت ہے
کرن مت بوجھ سورج نے جلایا تار تار اپناں

۲۳

تمہارے زلف کا ہر تار موہن — ہوا میرے گلے کا ہار موہن ۱۸۹۳
تصور کر ترا حسن عرق ناک[۱] — مری آنکھیں ہیں گوہر بار موہن
دم آخر تلک ہوں کافر عشق — ہوا تار نفس زنار موہن
برہ کا جان کندن ہے نپٹ سخت — دکھا اس وقت پر دیدار موہن
ہمارے مصحف دل کی قسم کھا — کیا ہے ظلم کا انکار موہن
گل عارض کوں تیرے یاد کر کر — ہوا ہے دل مرا گلزار موہن

سراج آتش میں ہے تیرے فراقوں
بجھا جا مہر سیں یک بار موہن

۱؎ نچھاور کوں ترے مکھ کے عرق پر۔ م۳۹۱ ا۔

۲۴

۱۸۰۰ فجر اوٹھ یار کا دیدار کرناں — شب ہجراں[1] کا دکھ اظہار کرناں
اگر ثابت ہے اے دل کفر میں توں — قیامت میں یہی اقرار کرناں
کہا[2] یوں کھول کر زلفوں کوں صیاد — کسی وحشی کوں اپنا یار کرناں
تصور میں ترے اے مظہر رب — تماشائے در و دیوار کرناں
تجھے سوگند اپنے چاہتے کی — کہ اپنے چاہتے پر پیار کرناں
نہ کہناں خوب ہے تجھ زلف کی بات — عبث ہر تار کا بستار کرناں[3]

سراج اب عشق کی پروانگی ہے
کہ سیر کوچہ و بازار کرناں

۲۵

۱۸۰۷ کھول کر ناز ستی زلف کے تم تاروں کوں — سحر جادو سیں پریشاں نہ کرو ماروں کوں
غیر کوں بار نہ دیو اپنی گلی میں ہرگز — گلشن خلد میں کچھ کام نہیں خاروں کوں

---

[1] ہجرت۔ ب ۳۹۱ ا۔ [2] سجن نے کھول کر زلفوں کوں بولا۔ ب ۳۹۱ ا۔ یہ شعر زیادہ ہے۔ ما دل دیکھتے ہی لے گئے ہو عجب آتا ہے پھر انکار کرناں۔ [3] ب ۳۹۱ ا میں یہ شعر زیادہ ہے۔ مجھے تجھ ہجر نے پیغام بھیجا۔ کہ طوف غم گلے کا ہار کرناں۔

سبزۂ خط کی ترے کیف چڑھی ہے مجکوں　　چاہتا ہوں لب شیریں کے شکر پاروں کوں

زلف سیں چھین لیا دین و دل و عقل و شکیب　　ایک زنجیر میں لا قید کیا چاروں کوں

شعلۂ رخسار سیں کوئی عرض کرو حال سراج

آب الفت سیں بجھا ہجر کے انگاروں کوں

۲۶

1812 مجھے مصری ستی بے زاریاں ہیں　　وو شیریں[1] لب کی باتیں[2] پیاریاں ہیں

چلایا موہو شمشیر نگہ کی　　وو جادوگر میں کیا عیاریاں ہیں

بجا ہے بیل بوٹے پر[3] جگر کے　　برہ زخموں کی نادر دھاریاں ہیں

ہوئے[4] اول قدم مانند منصور　　جنہوں کوں عشق کی سرداریاں ہیں

نہ بوجھو آسماں پر نجم[5] تارے　　ہماری آہ کی چنگاریاں ہیں

جدائی میں تری اے لالہ رخسار　　جگر پر داغ کی گل کاریاں ہیں

غزل خوانی چمن میں بلبلوں کی　　ہماری تعزیت کی زاریاں ہیں

---

۱ شکر۔ ۵۸۴ ا۔ ۲ باتاں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ مجہ جگر پر ۵۸۴ ا۔ ۴ نذر کرنے میں سر پیو کے قدم پر۔ ۳۹۱ ا۔ ۵ ہیں۔ ۳۹۱ ا۔

ترے[1] بن آج شب کیوں کر کٹے گی — مری آنکھوں میں پلکیں آریاں ہیں

سراج اس بات کی ہے شمع شاہد
کہ ہر شب صبح لگ بیداریاں ہیں

۲۷

تجھ کوں کچھ میری خبر ہے یا نہیں — روزِ محشر سیں حذر ہے یا نہیں ۱۸۲۱
میں تو ہوں بے تاب تیرے[2] ہجر میں — پن ترے دل میں اثر ہے یا نہیں
ایک دن اس کلبۂ احزان میں آ — دل مرا سچ کہہ کہ گھر ہے یا نہیں
باغ میں آ کر کہی بلبل نے یوں — گلبدن کا یہاں گذر ہے یا نہیں
وصل سیں کر مجکوں اے گل رو نہال — داغِ دل کوں کچھ ثمر ہے یا نہیں
اے کبوتر خط[3] لیجا پن مجکوں بول — دل سریکا تجکوں پر ہے یا نہیں

دیکھ توں جلناں پتنگوں کا سراج
تجکوں ہمت اس قدر ہے یا نہیں

---

[1] پیا بن آج کی شب کیوں کٹے گی۔ ۳۹۱ ا۔ [2] تیرا اے سجن۔ ۳۹۱ ا۔ [3] کر لیجاتا ہے تو بول۔ ۳۹۱ ا۔

۲۸

صبا میرے جوانِ لشکری کوں جا خبر کرناں — دل بیدرد میں اُس یار کے جا کر اثر کرناں ۱۸۲۸
ہمارے شیشۂ دل پر روا نہیں اس قدر سختی — تجھے لازم ہے آہِ دردمنداں سیں حذر کرناں
کہا کس نے تجھے اے لاؤبالی شوخ بے پروا — کہ اپناں بُوجھ کر پھر مجھ پہ سختی اسقدر کرناں
طلب کی راہ میں سختی جو پیش آوے تجھے سالک — خیالاتِ جہاں کوں فتح کر زیر و زبر کرناں
چڑھا کر آستینِ شوق لسکر دامنِ ہمت — محمد اور علی کے نام کوں تیغ و سپر کرناں
بتایا ہے امامِ عشق نے مجکوں وضوئے غم — کہ اپنے مو بمو کوں اشک کے پانی سیں تر کرناں
انگیٹھی میں جگر کی آگ روشن کر محبت کی
سراج اپنے دلِ پُرسوز کوں اس پر اگر کرناں

۲۹

عجب[۱] طرح کا بدن میں لباس رکھتے ہیں — کہ جس لباس میں گُلوں کی باس رکھتے ہیں ۱۸۳۵
پری رُخاں ہیں دلِ خاکسار سیں وحشی — کہ نقشِ پا سیں غزالاں ہراس رکھتے ہیں
پئے ہیں چاہِ ذقن[۲] سیں جو کوئی کہ آبِ حیات — کہاں وو چشمۂ کوثر کی پیاس رکھتے ہیں

۱؎ ایس کے بر میں بیا کا۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ خضر من جو پرت کی۔ ۳۹۱ ا۔

ہر ایک اشک مرا بوجھتے ہیں دُرِّ یتیم — جو کوئی کہ دیدۂ گوہر شناس رکھتے ہیں
جو کوئی کہ سرو قدوں کی طرف ہوئے ہیں رجوع — شفیع روزِ قیامت کی آس رکھتے ہیں
نہیں ہے تیرِ حوادث سیں غم شہیدوں کوں — کہ لختِ دل کی سپر اپنے پاس رکھتے ہیں

سراج لطف ترے شعر کا وہی پاویں
جو کوئی کہ عقل و شعور و قیاس رکھتے ہیں

۳۰

گلشنِ عالم میں آسائش نہیں — یہاں گلِ عشرت کی پیدائش نہیں ۱۸۴۲
صاف دل کوں ہے نمد پوشی سیں کام — آرسی کوں ذوق آرائش نہیں
کیوں نہ تجھ قد کوں کہوں سروِ سہی — راست ہے کچھ اس میں بالائش نہیں
رحم کر تقصیر میری کر معاف — کیا گنہ گاروں کوں بخشائش نہیں
میں کہا جی دیوں تو ظالم نے کہا — شوق ہے یہاں کس کی فرمائش نہیں
دل میں رہتا ہے خیال اُس یار کا — غیر کوں اس گھر میں گنجائش نہیں

کونسا دم ہے کہ جاناں بن سراج
شوق کے شعلوں کوں افزائش نہیں

۱؎ گلشن ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ کیوں نہ کہوں اس قد کوں میں ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳؎ جیو ۵۸۴ ا ۔ ۴؎ کونسی شب ۔ ۳۹۱ ا
۵؎ دن ۔ ۵۸۴ ا ۔ ۶؎ شعلے ۔ ۳۹۱ ا و ۵۸۴ ا ۔

۳۱

١٨٤٩ اے[۱] بوالہوس نہ پائے گا اس کے سُراغ کوں — لائق نہیں ہے گلشن فردوس زاغ کوں
زنجیر زلف یار[۲] میں جب سیں ہوا ہے بند — پایا نہیں ہوں نام و نشان فراغ کوں
سبزے نے خط کے حسن کی افزوں کیا بہا — اس نازبو نے زیب دیا صحن باغ کوں
ہے قوت روح اس کے[۳] پسینے کی باس میں — اس عطر نے کیا ہے معطر دماغ کوں
اس لالہ رو نے تیغ محبت کے زخم سیں — تازہ کیا ہے پھر کہ مرے دل کے داغ کوں
سرکش کوں بزم عشق میں جیوں شیشہ کب ہے راہ — جس انجمن میں بار نہیں ہے ایاغ کوں
اس شعلہ رو کے عشق کی مجلس[۴] میں اے سراج
روشن کیا ہوں آہ جگر کے چراغ کوں

۳۲

١٨٥٦ جو کوئی کہ حلقہ غم سیں فراغ پاتا[۵] نہیں — یک آن فرصت گلگشت باغ پاتا نہیں
پھرا ہوں باس ہو باد صبا کے کاندھے[۶] پر — پن اس نزاکت خو کا دماغ پاتا نہیں

۱۔ بھولا ہے بوالہوس نے پرت کے سراغ کوں۔ ۱۳۹۱ ا۔ ۲۔ ہے پیچ و تاب پیچ گرفتار زلف یار۔ ۱۳۹۱ ا۔ ۳۔ پیو کے ۱۳۹۱۔ ۴۔ مجلس میں عاشقی کی مثال سراج آج۔ ۱۳۹۱ ا۔ ۵۔ ک میں ''پایا نہیں'' ہے۔ ۶۔ کہاندے ک۔ ۷۔ یہ ۱۳۹۱ ا۔

گلی میں یار کی ہر بوالہوس کوں بار کہاں — نشانِ گلشنِ فردوس، زاغ پاتا نہیں

کہو طبیب کوں اٹھ جا مرے سرہانے سیں — کہ دل کی سوزشِ پنہاں[1] کا داغ پاتا نہیں

نہ ہوے کرشمۂ ساقی کا معتقد زاہد — کہ رمزِ گردشِ چشم ایاغ پاتا نہیں

گلی میں اس کی ہوا ہوں تمام پیشانی — بغیر نقش قدم کوئی سراغ پاتا نہیں

سراج ظلمتِ غفلت میں اسکوں کیا سوجھے
جسے تجلی دل کا چراغ پاتا نہیں

۲۳

۱۸۶۳ آ پھنسا ہوں ہجر کے جنجال میں — اب مجھے طاقت نہیں اِس حال میں

عاقلوں کوں گرچہ ہے فکر رسا — بند ہیں تجھ زلف کے اشکال میں

ہوں شبِ[2] ہجراں میں محتاجِ وصال — کر بھکاری پر دھرم اِس کال میں

چل پڑی ہے فوج میں آرام کے — کیا قیامت ہے تمھاری چال میں

فیض سیں مجھ اشک کے اے بحرِ حسن — ہیں بھرے موتی مرے[3] رومال میں

سامنے ہے جس کوں حسنِ لایزال — دم بدم خوش حال ہیں ہر حال میں

---

۱ کے سوز نہانی ع ۳۹۱ ا - ۲ روپ درسن دے برہ کی رات میں - ع ۳۹۱ ا - ۳ ترے - ک -

مصحفِ دل کھول جب دیکھا سراج[1]
سورۂ اخلاص نکلا فال میں

۳۴

۱۸۶۰ مجھ سیں مت پوچھ اے صنم بے تابیٔ احوال کوں ۔ جی سیں آیا ہوں بہ تنگ اب دور کر جنجال کوں
چشمِ خونیں ہیں سپاہی تیغِ ابرو کوں سنبھال ۔ ہات میں لیکر کھڑے ہیں مردمک کی ڈھال کوں
کیوں نہ تڑپے تجھ پلک کے تیر کا زخمی مدام ۔ زہر کا پانی پلایا ہے نگہ کی بھال کوں
کوئی کسی کوں پوچھتا نہیں حیف شہرِ حسن میں ۔ جانشینی کی مگر خدمت ہے زنگی خال کوں
کھول[2] کر زلفِ مطول کی گرہ کوں ایک دم ۔ حل کرو مجھ عقدۂ پر پیچ کے اشکال کوں
گر تجھے سیرِ چمن کا ذوق ہوئے اے گلبدن ۔ سرو نکلے باغ سیں تجھ قد کے استقبال کوں

ہجر کی آتش میں جیوں پروانہ جلتا ہے سراج
کب تلک تاب لاوے تجھ برہ کی جھال کوں

---

۱ دل کے درپن میں نجھا دیکھ سراج ۔ قرعہ حیرت ہے اس کے فال میں ۔ ۲۹۱ ا ۔ اور یہ شعر اضافہ ہے
ایک دم پیو سوں جدا ہوتے نہیں ۔ عاشقاں خوش حال ہیں ہر حال میں ۔ ۲۹۱ ا ۔ ۲ تم اپس
کی زلف ۔ ۲۹۱ ا ۔

۳۵

۱۸۷۷ ترا رخ[۱] دیکھ کر جل جائے جل میں — کہاں یہ رنگ یہ[۲] خوبی کنول میں

رعیت[۳] شہر طاقت کی گئی بھاگ — جنوں کی صوبہ داری کے عمل میں

کمر باندھے اگر عاشق کُشتی پر — کرے قتل دو عالم ایک پل میں

عجب اس یوسفِ مصری کے ہیں لب — نہیں ہرگز وو شیرینی عسل میں

جگر کے داغ سیں پھولے ہے لالہ — تماشا دیکھ آ دل کے محل میں

اگر ہوئے اسکی ابرو کے مقابل — پڑے دندانہ شمشیر اجل میں

ہوا شعر سراج از بس کہ رنگیں
لطافت گل کی ہے ہر یک غزل[۴] میں

۳۶

۱۹۰۷ دل[۵] تیرے سوزِ غم میں جلتے ہیں — شمع مانند جان گلتے ہیں

---

۱ کہ س ۔ ۲ وہ خوبی ۳۹۱ ا ۔ ۳ ہوا ویراں نگر میری خرد کا ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴ ۳۹۱ ا کے اضافہ اشعار ۔ اگر وو گلبدن گلشن میں آوے ۔ پڑے بلبل کا دل جا کر خلل میں ۔ بہت بیتاب ہے دل خار غم سوں کہ جیوں کہ گل لگے ماہی کے گل میں ۔ ۵ عاشقاں تجھ برہ میں ۔ ۳۹۱ ا ۔

دل مرا تجھ وفا میں ثابت ہے ۔۔۔ کیا[1] سپاہی بھی رن میں ٹلتے ہیں

شوخ ابرو کماں کے غمزے سیں ۔۔۔ دل کے تودے پہ تیر چلتے ہیں

پھول پر جب سیں تم نے پاؤں رکھے[2] ۔۔۔ تب سیں سینے میں خار سلتے ہیں

جنکوں نہیں چاشنی محبت کی ۔۔۔ جیوں مگس اپنے ہات ملتے ہیں

درد کے آنسوؤں کے فوارے ۔۔۔ چشم کے حوض سیں اچھلتے ہیں

شمع رو بن سراج[3] سینے میں
غم کے شعلے سدا نکلتے ہیں

۳۷

تری نگاہ کی انیاں جگر میں سلیاں ہیں ۔۔۔ نجانوں کونسے زہر آب بیچ بلیاں ہیں ۱۸۸۴

اودھر سیں تند نگاہیں ادھر[4] دلِ نازک ۔۔۔ کدھر کے تیر کی چوٹیں کدھر کوں چلیاں ہیں

خیال غنچہ دہن میں زبسکہ جاری ہے ۔۔۔ ہمارے اشک کی لڑ موتیے کی کلیاں ہیں

زبانِ حال سیں کہتا ہے انکا نقش قدم ۔۔۔ بہشت دیدہ و دل خوش قدوں کی گلیاں ہیں

---

۱ کہیں۔ ک ۔ ۲ رکھا۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳ مکرر شعر نہیں کہا ہے سراج۔ آپ سوں آپ لعل اگلتے ہیں ۳۹۱ ا ۔ ۴ ایدھر۔ ک ۔

نہ پوچھ سرو کا ان قمریوں کوں خاک نشیں
وو شعلہ قد کے دکھوں نے سراج جلیا ہیں

۳۸

۱۸۹۶ جفا کے ملک کے راجوں نے ڈھیل ڈالے ہیں ۔۔۔ وگرنہ دم میں ہزاروں قفیل ڈالے ہیں
جنہوں کوں ہات لگا اسم اعظم اصلی ۔۔۔ خیال غیر کے سایہ کوں کیل[1] ڈالے ہیں
عجب طرح کی اگن آہ سوز[2] عشق میں ہے ۔۔۔ کہ جس کے دوں نے پر جبرئیل ڈالے ہیں
ورق[3] سیں دل کے کئے ہم نے دو داغ ہو ۔۔۔ جتے تھے شبہ کے نقطے سو چھیل ڈالے ہیں
لگا ہے قلعۂ دل عاشقوں کے ہات سراج
غبار غم سیں بنا ئے فصیل ڈالے ہیں

۳۹

۱۹۰۱ کوئی ہمارے درد کا محرم نہیں ۔۔۔ آشنا نہیں دوست نہیں ہمدم نہیں
عالم دیوانگی کیا خوب ہے ۔۔۔ بے کسی کا وہاں کسی کوں غم نہیں
خوف نہیں تیر تغافل سیں ترے ۔۔۔ دل ہمارا ابھی سپر سیں کم نہیں

---

[1] کہل ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] عاشقوں ۳۹۱ ا ۔ [3] صفحے سوں ۔ ۳۹۱ ا ۔

شربت دیدار کا ہوں تشنہ لب — آرزوئے چشمۂ زمزم نہیں

مجھ نظر میں خار ہے[۱] ہر برگ گل — یار[۲] بن گلشن میں دل خرم نہیں

اشک بلبل سیں چمن لبریز ہے — برگ گل پر قطرۂ شبنم نہیں

کونسی شب ہے کہ مہرو[۳] بن سراج

درد[۴] کے آنسو سیں دامن نم نہیں

۴۰

جو کوئی شادی کوں ماتم جانتے ہیں — وہی کچھ لذت غم جانتے ہیں ۱۹۰۸

کسی کوں راز پنہاں کی خبر نہیں — ہماری بات کوں ہم جانتے ہیں

یگانوں سیں جنے بیگانگی ہے — قدم اور دم کوں ہمدم[۵] جانتے ہیں

جو کوئی مشتاق ہیں زخم جفا کے — دم خنجر کوں مرہم جانتے ہیں

طبیبوں[۶] پاس جانا درد سر ہے — جگر کی درد کوں کم جانتے ہیں

پیے ہیں عاشقاں تے[۷] عشق کا جام — شراب تلخ کوں سم جانتے ہیں

---

۱ گل ہر سرو ہے۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۲ پیو بنا۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۳ پیو بن اے۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۴ گوشہ دامن انجھو سیں نم نہیں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۵ محرم۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۶ کن علاج۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۷ درد۔ ب ۳۹۱ ا۔

سراجؔ[1] اس شعلہ رو کے سوزِ غم سیں[2]
جلا ہے، اہلِ عالم جانتے ہیں

۱۴۱

1915 ہم اس خوش خط کے رُخ[3] کوں قطعہ تعلیم کرتے ہیں — ورق پر دل کے[4] ان زلفوں سیں مشق جیم کرتے ہیں
جتے ہیں سروِ گلشن راستی کوں دیکھ تجھ قد کی — مثالِ بیدِ مجنوں ہو کہ خم تسلیم کرتے ہیں
بہشتِ غم میں ہم دل کے چمن کوں تازگی دینے — یہ اپنی[5] چشمِ پرنم چشمۂ تسنیم کرتے ہیں
اگرچہ عاشقوں کا دل ہے آتش خانۂ حسرت — خیالِ یار سیں گل زار ابراہیم کرتے ہیں
امیرِ فوجِ خوباں ناز سیں جس وقت آتا ہے — دل و[6] ہوش و خرد اوٹھ صدر سیں تعظیم کرتے ہیں
شہادت آرزو ہے جس کوں شمشیرِ محبت کی — رضا کا زخم[7] کھا کر جاں بخوشی تسلیم کرتے ہیں

وہی ہیں اے سراجؔ اس شمع رو کے عشق میں ثابت
کہ جانبازی میں جیوں پروانہ ترکِ بیم کرتے ہیں

۱؎ سراج اوپر نوازش کی نظر کر۔ ترا سوائے عالم جانتے ہیں۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ میں۔ ک۔ ۳؎ کہ۔ ۳۹۱ ا۔ ۴؎ منسے۔ ۳۹۱ ا۔ ۵؎ اپس کی۔ ۳۹۱ ا۔ ۶؎ ہزاروں ہوش دل مسند سوں۔ ۳۹۱ ا۔ ۷؎ وار۔ ۳۹۱ ا۔

۴۲

۱۹۲۲ شہیدِ خنجرِ یار[1] کرشمہ داں ہوناں اگر وو چاند ہے لازم مجھے کتاں ہوناں
یہی تھی[2] آرزوِ دل خدا نے بر لایا کہ زخمِ غمزۂ خونیں سیں نیم جاں ہوناں
اگرچہ شیشۂ دل میں ہو یوں سبب کیا ہے مری نظر سیں مثالِ پری نہاں ہوناں
گلی میں اُس[3] کی جہاں مردمک ہے نقشِ قدم قدم قدم[4] ادب اشک سیں رواں ہوناں
ہمارے بلبلِ دل کوں ہے موجِ خندۂ گل ترے تبسمِ رنگیں کا گل فشاں ہوناں
حجابِ جلوۂ دیدار ہے مجھے مانع وگرنہ یار سیں آساں ہے ہم زباں ہوناں

سراج شوخ[5] کی ہر ہر ادا قیامت ہے
کبھی عتاب کبھی دل سیں مہرباں ہوناں[6]

۴۳

۱۹۲۹ کیا قیامت ہے مرے دل کوں لبھاناں[7] جاناں پھر تغافل کی اگن بیچ جلاناں جاناں

---

۱ ناز۔ ک۔ ۲ تھی تری آرزو دل میں۔ ک۔ ۳ بیو کی وہاں۔ عـ ۳۹۱ ا۔ ۴ ادب کی راہ میں مثل انجھو۔ عـ ۳۹۱ ا۔ ۵ شوخی ہر ہر ادا۔ ک۔ شوخ کی ہر یک ادا۔ عـ ۳۹۱ ا۔ ۶ عـ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ اگر ہے چاہ کہ پاوے توں گوہر مقصود۔ نین کی بارش نیساں سیں درفشاں ہوناں۔ ۷ جلاہے کہ اول۔ عـ ۳۹۱

تم کوں لازم ہے کرم حالِ دلِ عاشق پر　　جلوۂ حسن دکھاناں نہ چھپاناں جاناں
دلِ بے تاب پہ طوفانِ بلا نازل ہے　　ٹک جھلک اپنی دکھا پھر نہ دکھاناں جاناں
دلِ سوزاں کی اگن مہر کے پانی سیں بجھا　　کن نے بولا ہے جلاناں نہ بجھاناں جاناں
جب ستی جان کوں میں جان سیں جا دیکھا ہوں　　ہے مجھے تب سیں یہی ورد کہ "جاناں جاناں"
شوخی[1] و ناز سیں جاتا ہے توں پھر آتا ہے　　آفتِ دل ہے قیامت ہے یہ آناں جاناں

بے طرح تشنگیٔ ہجر سیں مرتا ہے سراج
شربتِ وصل اوسے آکے پلاناں جاناں

۴۴

۱۹۳۶ اے گلِ بہار عارضِ جاناں کوں دیکھ توں　　شرمندگی سیں اپنے گریباں کوں دیکھ توں
رہ سیر میں تبسمِ نوخط کی چار فصل　　موجِ گل و طراوتِ ریحاں کوں دیکھ توں
سینے کے اپنے تکمۂ یاقوت پہ نہ بھول　　خونیں دلوں کے دیدۂ گریاں کوں دیکھ توں
ہے برگِ گل پہ قطرۂ شبنم کی کیا بہار　　درپن میں چہرہ عرق افشاں کوں دیکھ توں
دل کا چراغ ہات لے کر من عرف کی سیر　　ظلمات بیچ چشمۂ حیواں کوں دیکھ توں

[1] شوخیٔ یار۔ک۔

گر تجہ کوں طوفِ کعبۂ معنی کا عزم ہے — انسان ہے تو صورتِ انساں کوں دیکھ توں
تا قدرِ عشقِ بلبلِ شیراز ہوئے تجھے — لے آرسی کتاب گلستاں کوں دیکھ توں
زلفوں کوں کھول بوالہوسوں کی طرف نہ جا — مارے ہوؤں کے حالِ پریشاں کوں دیکھ توں
شعلے اوٹھے ہیں آگ کے اشکِ سراج بیں
آبِ رواں میں سیرِ چراغاں کوں دیکھ توں

۴۵

مان مت کر عاشق بے تاب کا ارمان مان — جان کر انجان مت ہو مجکوں بے جان جان ۱۹۴۵
فکر اپنی نہیں مجھے ہے اسکی بدنامی کا خوف — مجکوں نام و ننگ کی ہے ہر گھڑی ہر آن آن
تیر و خنجر[۱] میں نہیں ہے آبداری اس قدر — تجہ نگہ کی دیکھ کر جلدی ہوا قربان بان
دشتِ وحشت[۲] میں نہیں بے کس ہوا ہوں آ کہاں — ہوں بھکاری وصل کا دے مجکوں میداں دان
قتل کرنے پر ترے ہے تیغ برکف و صنم
سرکشی مت کر سراج اب جان کا فرمان مان

---

[۱] نیک ہے مہر ۳۹۱ ا۔ [۲] خنجر و شمشیر ۳۹۱ ا۔ [۳] ہجر کے میدان میں آ کھو دکھا دے شہسوار۔ ۳۹۱ ا۔ [۴] تیغ برکف ہے سریجن قتل کرنے کوں مرے۔ ۳۹۱ ا۔

۴۶

صنم کی کاکلِ مشکیں کی بو ختن میں نہیں — وو چشمِ مست کی شوخی کی دھج ہرن میں نہیں

عجب ہے اُس لبِ یاقوت رنگ کی لالی — برابر اُس کے عقیقِ یمن، یمن میں نہیں

خجل ہو روزِ قیامت کہیگا "کنت تراب" — عبیر خاکِ رہِ دوست جس کفن میں نہیں

زبانِ حال سیں کہتی ہے آرسی یہ بات — جو بات رمز کی ہے بات وو سخن میں نہیں

چراغِ آہ سیں روشن ہوئی ہے بزمِ سراج
غلط ہے گر کہے کوئی نور انجمن میں نہیں

۴۷

کیا سبب وو یوسفِ گل پیرہن آیا نہیں — مصر سیں یعقوب کا نورِ نین آیا نہیں

ہم[1] سخن مجھ سیں ہوا نہیں کس کی ہی خوفِ رقیب — شکر میرے لال کے لب پر سخن آیا نہیں

نرگسِ گل زار حیرانی ہے چشمِ منتظر — اب تلک وو دلبرِ غنچہ دہن آیا نہیں

ہجر کی آتش میں جلتا ہوں ولیکن جان تجھ — کیوں بجھانے[2] کوں مرے دل کی اگن آیا نہیں

نہیں ہے بے جا بیخودی کے دشت میں وحشت مری — جس نے میرا من ہرا وو من ہرن آیا نہیں

---

[1] مجھ ستیں خوف رقیباں سوں کیا نہیں یونیں بات۔ ۳۹۱ ا۔ [2] مرے من کی بجھانے کوں۔ ۳۹۱ ا۔

موتھ جادو کی ہے جس کی تیغ ابرو کا خیال وو قیامت نازنینِ سحر فن آیا نہیں[۱]

رفع ہوئے کس طرح تاریکیٔ غم اے سراج[۲]

دیدۂ حیراں کا شمع انجمن آیا نہیں

۴۸

جب سیں تجھ عشق کی گرمی کا اثر ہے من میں تب سیں پھرتا ہوں ودا سی ہو برہ کے بن میں ١٩٦٢

آج کی رات مرا چاند نظر آیا ہے چاندنی دودھ سی چھٹکی ہے مرے آنگن میں

اس کی ثابت قدمی پر ستی قرباں ہوں میں کمیت چھوڑا نہیں مجھ دل نے پرت[۳] رن میں

قطرۂ اشک مرا دانۂ تسبیح ہوا رات دن مجھ کوں گزرتا ہے تری سمرن میں

جب سیں دستار رنگایا ہے صنم[۴] عباسی گلِ عباس کوں نہیں رنگ رہا گلشن میں

سیرِ دریا سیں نہیں ہم کوں تسلی ممکن غم کے طوفان اُبلتے ہیں ہمارے من میں[۵]

---

۱ م۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ یوں ہوا معلوم اس کی لاابالی وضع سوں۔ دل لبھانے کا؛ وہ سے شاید کہ فن آیا نہیں۔ ۲ مثل بلبل آج یہ مصرعہ ہوا ور دسراج۔ جان آیا لب پہ لیکن گلبدن آیا نہیں۔ م۳۹۱ ا ۳ پری۔ ک۔ ۴ سجن۔ م۳۹۱ ا۔ ۵ م۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ روبرو پیو کے ہے جیو جی کے مقابل پیو ہے۔ کر نظر شوق کی آنکھاں سوں بجا درپن میں۔

کیوں نہ ہوئے دلِ یاقوت لباں موم سراج[1]
کام کرتا ہے مری آہ کا ہیرا کمن میں

۴۹

۱۹۶۹ جب نظر آئے ترا عارضِ گلگوں مجکوں — تب کہیں اہلِ چمن بلبلِ مفتوں مجکوں
آستاں بوس ترا آج میسر آیا — خاکساری نے دیا فرِ فریدوں مجکوں
پردۂ عشق کا حکمت ستی کھولا ہوں طلسم — جامِ دل جب ہیں ہوا خُمِ فلاطوں مجکوں
چینِ ابرو میں تری جلوہ نما ہے شوخی — خوب معلوم ہوا فردکا مضموں مجکوں
سیرِ گل ہجر میں گرو کے نعیب بلبل — ہر گلابی ہے کلی شیشہ پرخوں مجکوں
بے تعجب کہ نہوں سرخوش کیفیت عشق — لذتِ غم نے دیا نشۂ معجوں مجکوں
نغمۂ آہ کا ہے ساز خوش آہنگ سراج
ہات آیا ہے عجب سوز کا قانوں مجکوں

۵۰

۱۹۷۶ عشق میں آ کہ عقل کھو رہناں — زندگانی ہیں ہات دھو رہناں

[1] دل یاقوت لباں موم ہوا ہے مجھ پر۔ ۳۹۱ ر۔ مقطع حسب ذیل ہے۔ اے سراج اس لب رنگیں کی کرو کیا تعریف
لعل جس شرم ستی جاکے چھپا معدن میں۔

یا تو گلزار آپ ہو جاناں — یا کسی گلبدن کے ہو رہناں

امرت اس کے لبوں سیں گر نہ ملے — دل میں ہے زہر کھاکے[1] سو رہناں

مثلِ آئینہ ہو کہ ہم زانو — شوق ہے اس کے روبرو رہناں

دین کی آبرو یہی ہے سراج

چار یاروں میں سرخرو رہناں

۵۱

۱۹۸۱ کیوں ترے گیسو کوں گیسو بولناں — دل میں آتا ہے کہ شب تو بولناں

پیچ کھاکر دل مرا جگرت میں[2] ہے — زلف کوں تیری جیکا بو بولناں

بھول گئی آہو کوں[3] اپنی چوکڑی — تجھ نگہ کوں دامِ آہو بولناں

یا فلک کی آرسی میں ہے ہلال — یا کسی کا عکسِ ابرو بولناں

سیکھ گئی گلشن میں تیرے قد ستی — سرو پر قمری نے کوکو بولناں

کان میں ہے تیرے موتی آبدار — یا کسی عاشق کا آنسو بولناں

سامنے اس چہرۂ گل فام کے — ہر گلِ خوشبو کوں خودرو بولناں

---

[1] ک۔ ۲۴۴ ا۔ [2] ہوا۔ ۳۹۱ ا۔ [3] نے ک۔

سراجؔ اس شمع کوں ہے شوق پروانے جلانے کا
دعا کر یا الٰہی موم دل ہوے ہم سنگبعوں سیں

۵۴

۲۰۱۲ گلِ[1] باغِ تبسم جب مرے نزدیک آتے ہیں — شکیب و عقل و ہوش و صبر و طاقت سب لیجاتے ہیں
خدا[2] کے واسطے اب اس قدر بھی بانکپن کیا ہے — تمہاری تیغ کے زخمی لہو میں تلملاتے ہیں
بگولا جن کے سر پر چتر شاہی ہے زمیں مسند — وہی اقلیم غم میں آہ کی نوبت بجاتے ہیں
جدائی میں تری[1] اے سروِ قامت غم کے آغوش[2] میں — جگر کے باغ میں لالہ کی تختے لہلہاتے ہیں
پری رویاں جیسے تیغِ جفا سیں قتل کرتے ہیں — پلا دیدار کا شربت اوسے پھر کر جلاتے ہیں
دیکھاتے ہیں ہمارے مرغِ دل کوں خال کا دانہ — کمند پیچ و تابِ زلف میں پھر کر پھساتے[3] ہیں

سراجؔ ان خوب رویوں کا عجب میں قاعدہ دیکھا
بلاتے ہیں دکھاتے ہیں لبھاتے ہیں چھپاتے ہیں

---

[1] پیا جب مہربانی سوں مرے بر دیکھ ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] تلطف سوں پریشاں حال آ کے ٹک دیکھو ۳۹۱ ا ۔ [3] ۳۹۱ کا اضافہ شعر ۔ اگر آپ تلطف سوں بجھا جاوے تو کیا ہوئے ۔ عبث مجھ دل کے حرمنگی پر وہ ہر کے لگاتے ہیں ۔

۵۵

۲۰۱۹ جس کوں[1] راہِ چشم سیں خونِ جگر جاری نہیں　　یوں ہوا معلوم اس کوں زخم غم کاری نہیں

سلسلے میں عاشقوں کے کب ہے اس کوں اعتبار　　دامِ زلفِ یار میں جس کوں گرفتاری نہیں

جو ہوا ہے جرعہ نوشِ ساغرِ بزمِ جہاں　　خوابِ غفلت سیں اوسے یک آن ہشیاری نہیں

اے طبیبِ عاشقاں اب شربتِ دیدار دے　　ہے مجھے دردِ جگر ظاہر کی بیماری نہیں

بس کہ پایا لذتِ دیدار ساقی خواب میں　　صبحِ محشر لگ مجھے اب ذوقِ[2] بیداری نہیں

طبع نازک سیں تری ڈرتا ہوں ورنہ اے صنم[3]　　جاں نثاری تجھ قدم پر مجکوں دشواری نہیں

ہجر کی شب میں نہیں ہے تابِ طاقت اے سراج

کونسا دن ہے کہ جس میں نالہ و زاری نہیں

۵۶

۲۰۲۶ لڑ آنسو کی ہے، سہرا موتیوں کا غم کے دولے کوں　　کیا ہے طاش کا مقنع برہ بن کے بگولے کوں

وو شیریں لب کہ بن ہے جو ئے شیر انکھوں ستی جاری　　لگاتا ہوں جگر پر ناخنِ غم کے بسولے کوں

چراغِ حسن دکھلا گم ہوا دل زلف میں تیری　　مثل مشہور ہے جاناں بتانا راہ بھولے کوں

[1] نت انکھاں سنی۔ ب ۳۹۱ ا۔ [2] ہوشیاری۔ ب ۳۹۱ ا۔ [3] سجن۔ ب ۳۹۱ ا۔

گرتا نہیں ہے طفل اشک میرا اپنی شوخی سیں — جھولاتا ہوں پلک ڈوری لگا آنکھوں کے جھولے کوں[1]
نہیں بخشی ہے کیفیت نصیحت خشک زاہد کی — جلادیو آتش صہبا سیں اس کے بی کے پولے کوں

سراج اب ورد کرتا ہے "الا یا ایہا الساقی"
کیا ہے یاد از بس خواجہ حافظ کے مقولے کوں

۵۷

۲۰۳۲ کیا ہوں جاں سپاری اس صنم[2] کے پا لگانے میں — کہ کھینچا دیدۂ آہو بہ خط سرمہ لگانے میں
کھلا ہے یک بیک منصور کے گلشن کا دروازہ — دل بلبل صفت پر دلبر گل رو کے آنے میں
تمہارے چہرۂ گلنار گوں سیں کچھ عجب نہیں ہے[3] — کہ انگلی سرخ ہو جاوے اشارت کے بتانے میں
برہ کی جان کندن میں چلا ہے چھوڑ کر جاناں — ہمارا جان جاتا ہے ہمارے جان جانے میں
ہے میرے نقد دل پر زخم غم کا سکۂ عالی — کی کیا اشرفی کی ہے محبت کے خزانے میں
مرا زخم جگر ہنستا ہے جیوں گل اس کے دیکھے سیں — نہ جانوں کیا قیامت ہے تمہارے مسکرانے میں

---

[1] ۳۹۱ ل کا اضافہ شعر: ہمارا یوسف گل پیرہن کہاں ہے کہ ہنستی میں۔ دکھلاوے پھول کر یعقوب کی آنکھوں کے پھولے کوں۔ [2] سجن۔ ۳۹۱ ل۔ [3] "ہے" ک و ح۔ [4] ۳۹۱ میں یہ شعر یوں ہے: سجن کے چہرہ گلند سیں کچھ عجب نہیں ہے۔ کہ انگلی سرخ ہوجاوے اشارت کے بتانے میں۔

سراج اس شمع رو پر جان سیں قربان ہوتا ہے

کمی کرتا نہیں پروانہ اپنے دل جلانے میں

۵۸

۲۰۳۹ اوّل کی تم نے بھول گئے مہربانیاں — لانے لگے ہو خوب تغافل کی بانیاں

کیا ہوئے گا سنو گے اگر کان دھر کے تم — گذری برہ کی رات جو مجہ پر کہانیاں

دامن فلک بھی ہاتھ آئے مجھے دست رس نہیں — کیا خاک میں ملیں[۱] ہیں مری جاں فشانیاں

داغ فراقِ لالۂ باغ خیال ہے — رہ گئیں مرے جگر میں تمہاری نشانیاں

شاید کسی کے قتل کی ہوتی ہے مصلحت — رمزیں تری نگاہ کی سب ہم نے جانیاں

مجہ دل کے کوہِ طور کوں سرمہ کئے ہو تم — باقی ہیں اب فلک بھی وہی لن ترانیاں

کب لگ روا رکھو گے تغافل سراج پر

اب اس قدر بھی خوب نہیں سرگرانیاں

۵۹

۲۰۴۶ راست بازوں میں خود نمائی نہیں — تری ابرو سیں کج ادائی نہیں

[۱] ملی۔ ک و ۳۹۱ ار۔

تجھ تبسم میں جو[۱] لطافت ہے — اس قدر گل میں خوشنمائی نہیں

اس سیں بہتر ہے صورتِ دیوار — جس میں سامانِ دلربائی نہیں

خوب رو عاشقوں کے عاشق ہیں[۲] — حسن اور عشق میں جدائی نہیں

عاشقوں کوں نہیں ہے نام سیں کام — عشق بازی ہے میرزائی نہیں

آشنائی کا نام ہے لیکن — آشنایوں میں آشنائی نہیں[۳]

[۴]خوف کر توں سراج سوزاں سیں

آہ کا تیر ہے، ہوائی نہیں

۶۰

۲۰۵۳ ساقی کے بن رباب آو سینہ ربابیوں میں — دل کوں کباب کرنے غم ہے کبابیوں میں

فصل خزاں میں بلبل ہے گل کا مرثیہ خواں — مرغِ چمن ہیں جتنے سب ہیں جوابیوں میں

ہے دل میں گل رخوں کے بوئے دو رنگ وضعی — ہرگز نشہ وفا کا نہیں ان گلابیوں میں

---

۱ جیوں۔ ک۔ ۲ دلبراں عاشقاں کے۔ بہ ۳۹۱ ا۔ ۳ بہ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر:۔ سینہ صفائی کی لاف جس میں ہے۔ شاید اوس دل میں کچھ صفائی نہیں۔ ۴ اے سراج اب مرے سوں بات نکر۔ طبع میری بحال آئی نہیں۔ بہ ۳۹۱ ا۔

اُس زلفِ عنبریں کے لکھتا ہوں[1] وصف از بس ہے مشک کی سیاہی چینی رکابیوں میں

جیناں تڑپ تڑپ کر مرنا[2] سسک سسک کر فریاد ایک جی ہے کیا کیا خرابیوں میں

مکر و دو چشم خونیں[3] کرتے ہیں قتلِ عاشق کیا اتفاق ہیگا دیکھو شرابیوں میں

پروانہ کیوں نہ ہوئے اوس پر سراج قرباں[4]

وو یار شمع رو ہے کیا بے حجابیوں میں

۶۱

2061 مجھ درد سیں[1] یار آشنا نہیں شاید کہ کسی کا مبتلا نہیں

خوباں کوں روا ہے قتلِ عاشق اس شہر میں رسم خوں بہا نہیں

نہیں[2] یار یزید بوالہوس کوں ظالم کی گلی ہے کربلا نہیں

تجھ زلف میں دل نے گم کیا راہ اس بیم گلی کوں انتہا نہیں

اے[3] شمع دلِ سراج مجھ کوں

جلنے کے بغیر مدعا نہیں

1۔ صفت ہوں۔ک۔ 2۔ خونی ۵۸۴ ۱۔ 3۔ یو حال مرے سوں۔ س و ۳۹۱ ۱۔ 4۔ کار بار ۳۹۱ ۱ و س۔ اسکے بعد یہ دو شعر زیادہ ہیں د۔ زاہد توں نہ جا لغا سوں پیو پیاس۔ اس تیر نگاہ کوں خطا نہیں جز شربت وصل خوب رویاں۔ بیماری عشق کوں دوا نہیں۔ 5۔ اے جان سراج مہر کیجو۔ تجھ باج کسی کوں مدعا نہیں ۵۸۴

۶۲

۲۰۶۵ زرد رنگی کوں بہار طرب افزا سمجھوں — گل صد برگ کوں میں لالہ احمرا سمجھوں

باغ حسرت کا تماشا مجھے آیا ہے پسند — کف افسوس کوں برگ گل رعنا سمجھوں

گلشن شوق میں ہوں مست مئے یک رنگی — پھول کوں ساغر مئے سرو کوں مینا سمجھوں

تپش دل ہے مجھے شاہد مقصود کا وصل — پیچش دود جگر زلف چلیپا سمجھوں

عالم آب ہے سیرابی گلزار جنوں — خط ساغر رگ برگ گل سودا سمجھوں

گر نظر آوے مجھے خواب میں وو نقش قدم — صورت آئینہ چشم زلیخا سمجھوں

نقل ناز اصل میں ہے آئینہ عین نیاز — گل تصویر کوں میں بلبل گویا سمجھوں

قبر میں اس لب جانبخش کی آوے جو صدا — قم باذن اللہ اعجاز[1] مسیحا سمجھوں

عرس کا سیر مجھے آتش غم میں ہے معراج
شعلہ دل کوں چراغوں کا تماشا سمجھوں

۶۳

۲۰۷۴ کام مت فرما اے ظالم جدھر[2] تلوار تیں — تیغ ابرو کوں سٹرک آ عاشق بیمار تیں

---

۱ آواز۔ک۔ ۲ خنجر۔ک و ۱۵۸۲ء۔

کیونکہ ہوئے ہر ذرہ معدوم کی دلاں لگ پہنچ   بار نہیں خورشید کوں جس سایۂ دیوار تیں
ہجر کے داغوں سیں سینہ داغ ہی آسیر کر   اے صبا پیغام لے جا شوخِ گل رخسار تیں
شوق کی شمشیر سیں کھنا ہے سینہ چاک چاک   جس کا پہنچا ہاتھ مثلِ شانہ زلفِ یار تیں
یوں تمنا دل میں ہے میرے کہ ہوں جمشید وقت   جام بھر دے مجھ کوں اے کافر خطِ زنار تیں
جو ہوا منصور پایا ہے حقیقت کا نشاں   بوالہوس کوں نہیں رسائی عشق کے اسرار تیں

دل میں ہے داغِ جنوں سو سب دکھاؤں اے سراج
گر رسائی مجھ کوں ہووے اس پری رخسار تیں

۶۴

حیف اس گلزار میں سروِ سہی بالا نہیں   چہرہ نافرمانی و خطِ ناز بو والا نہیں ۲۰۸۱
صحنِ گلشن میں گل و بلبل کوں یکجا دیکھ کر   داغ ہوتے ہیں کلیجے میں کہ وو لالا نہیں
پیچ کھا کھا کر ہماری آہ میں گرہاں پڑیں   ہے یہی سمرن تری درکار کوئی مالا نہیں
آہ و زاری پر ہماری رحم کیا آوے اسے   جس نے خونِ دل سیں طفلِ اشک کوں پالا نہیں

کیوں نہ بےکل ہو پکارے غم کی سختی میں سراج
عشق کی برچھی لگی ہے جان سُر والا نہیں

٦٥

۲۰۸۶ تری نازک کمر کا ہے شبہ باریک بینوں میں
خلل ہے گو یا نہ ہوے نظارہ بازوں کے یقینوں میں

لگے چھپنے خجل ہو جو ستارے صبح صادق کے
گر روشن ہوا کوئی آفتاب ان مہ جبینوں میں

تری آنکھوں کی کیفیت چمن میں دیکھ کر نرگس
خجالت بیں گئی ہے ڈوب شبنم کے پسینوں میں

سلیماں زماں ہوں لالہ رخساروں کے کشور کا
کیا ہوں نقش تیرا نام داغوں کے نگینوں میں

نکلنے دے مرے شمشاد قد کوں گھر ستی باہر
ہوا اے سروتوں بھی باغ کے بالانشینوں میں

حقیقت ہجر کے دن کی کہے اور وصل کی شب کی
کرے جو ختم قرآں ماہ رمضاں کے شبینوں میں

پسند خاطر عشاق ہے بیت اس کے ابرو کی
رکھے ہیں کوئی[١] سینوں میں لکھے ہیں کوئی سفینوں میں

بہار آئی لباس نونہالاں کیوں نہو رنگیں
بھرا ہے رنگ غنچوں کے گلابی آبگینوں میں

سراج اس شعلہ رو کے حسن کے گلشن کا ہے مالی
لگاتا ہے نہال آتشیں تازی[٢] زمینوں میں

٦٦

۲۰۹۵ اس لب کوں کب پسند ہیں مصری کی کٹوریاں
لالہ کے پھول کی ہیں جیسے قہوہ خوریاں

دام و قفس نہ چاہیے دل کے شکار کوں
کرتی ہیں بند آنکھ کے ڈوروں کی ڈوریاں

---

[١] کوئی تو ہمہ ا۔ [٢] تازہ ۔ ک۔

ہے بس[۱] کہ دور ساغر چشم پری رخاں | گر گئی ہیں دل کے طاق سیں نرگس کی غوریاں
ہنستے ہو کیوں جو تم نے مرا دل نہیں لئے | معلوم ہوئیں تمہاری نگاہوں کی چوریاں

اب غم کی رات سیر چراغاں ہے اے سراج
یہ اشک گرم تیل ہے آنکھیں سکوریاں

۶۷

تنزیہ میں اگرچہ ہے صاحب کتاب توں | تشبیہ کی کتاب کا ہے انتخاب توں
کوئی حمد کوئی نعت میں مشغول ہے تری | ہے دونو مرتبے میں لیاقت مآب توں
احمد کہوں احد کہوں میں تجھ کوں کیا کہوں | کیں بے حجاب کیں ہے سراسر نقاب توں
پایا ہے تیرے نور سیں سب خلق نے ظہور | ذرات کائنات کا ہے آفتاب توں
آکر لباس رنگ میں بلبل کا دل لیا | ہر چند ہے خلاصہ بوئے گلاب توں
ہے بحر و کاں کوں فیض ترے نور و نار کا | یاقوت میں ہے آگ توں موتی میں آب توں
میں تشنہ لب لال سحاب کرم کا ہوں | کشت امید کوں مری رکھ مت خراب توں
سیماب دل کوں آتش دوری کی ہے نہیں تاب | کب لگ کرے گا رفع مرا اضطراب توں
اس موسم بہار میں ساقی مجھے پلا | جام عطا سیں بزم بقا کی شراب توں
اس مدعا کا گرچہ سزاوار میں نہیں | کر آخری دعا کوں مری مستجاب توں

[۱] جب سوں ۔ ک ۔

پروانہ ہے سراج تری شمع حسن کا
میں خانہ زاد خسرو عالیجناب توں

۶۸

۲۱۱۱ کیا بلا کا ہے نشۂ عشق کے پیمانے میں — کوئی ہوشیار نہیں عقل کے کاشانے میں
ڈوب جاتا ہے مرا جی جو کہوں قصۂ درد — نیند آتی ہے مجھی کوں مرے افسانے میں
دل مرا زلف کی زنجیر سیں ہے بازی میں — اپنے اس کام کا کیا ہوش ہے دیوانے میں
کیا مزے کا ہے ترے سیب زنخداں کا خال — لذت میوۂ فردوس ہے اس دانے میں
اس ادب گاہ کوں توں مسجد جامع مت بوجھ — شیخ بے باک نہ جا گوشۂ مے خانے میں
آنکھ اوٹھاتے ہی مرے ہاتھ سیں مجکوں لے گئے — خوب اوستاد ہو تم جان کے لے جانے میں
خوش ہوں میں صحبت مجنوں سیں ہے عقل کا نام — آشنائی کی کہاں باس ہے بیگانے میں

شعلہ ہے آب حیات دل مشتاق سراج
ہس سمندر سیں بڑا فرق ہے پروانے میں

۶۹

۲۱۱۹ تغافل کیا ہے جانے تم کوں ایسے یار جانی سیں — ایدھر بھی مسکرا دیکھو نگاہ مہربانی سیں
قفس میں غم کے ہے خاموش اے آئینہ رو تم بن — ملاؤ طوطی دل کوں مری شیریں زبانی سیں

خیابانِ جگر میں داغ کے گل لہلہاتے ہیں — اوبلتا ہے مری آنکھوں کا حوضِ آنسوکے پانی میں
لگاؤ ایک دم شمشیر تا تن سیں جدا ہووے — مرا سر بار ہے مجھ پر تمہاری سرگرانی میں
جدھر کوں دامنِ صحرا میں دیکھو پھول لالے[1] کے — گر دمعلوم[2] لختِ دل کوں داغوں کی نشانی میں
رواں ہے طبع میری شعرِ درد انگیز کہنے میں — مگر پائے ہیں[3] تعلیم اشکِ حسرت کی روانی میں
بنفشی جامہ مت بر میں کرو اے شوخ نافرماں — مرا دل خوف کرتا ہے بلائے آسمانی میں
جھٹکنا کیا سبب دامن سیں اپنے خاکساروں کوں — تعجب ہم کوں آتا ہے تمہاری قدردانی میں

سراج اس شمع رو کے دل میں ہرگز رحم نہیں آتا
پتنگوں کی طرح کیا فائدہ اِس جاں فشانی میں

۶۰

۲۱۲۸ کیا ہے سیرِ چمن جب سیں وو گل رنگیں — ہے موجِ خندۂ گل بلبلوں کوں چینِ جبیں
ہوا ہے شہرۂ شہر انتظار میں اوس کے — سوادِ دیدہ مرا ہے بیاضِ نقشِ نگیں
جسے ہے راحتِ دل قدرِ عشق کیا بوجھے — کہ سنگِ راہِ محبت ہے منزلِ تسکیں
نہیں ہے مستِ محبت کوں احتیاجِ شراب — ضعیف رتبہ بینش ہے چشمِ عینک میں

---

۱ لالہ۔ ۱۲۸۵ھ ا۔ ۲ پچھانو۔ ۱۲۸۵ھ ا۔ ۳ پائے ہیں اوس کی حیرت۔ ۱۲۸۵ھ ا۔

تمام گنج غنی کا کیا ہے سیر سراج
صفا کی راہ میں ہے جس کے پاس شمع یقیں

۷۱

۲۱۲۳ کیا ہے کشور دل کوں تمہارے ظلم نے ویراں　　کرو گے مہر سیں کب لگ ہمارے درد کا درماں
رہوں یہ آگ میں کب لگ نہیں ہے طاقت دوری　　جلا ہوں آتش غم میں کہاں ہے وو مہ رخشاں
تمہارے خنجر غم سیں ہوا ہوں بسمل حیرت　　ہوا ہے چشمۂ آئینہ میرا دیدۂ گریاں
نہیں ہے شمع کی پروا کہ تیرا جلوہ عارض　　ہماری مجلس دل میں ہوا ہے چاند سا تاباں
سراج اس آرزو میں ہے یہی ہے فکر میں ہر دم
کہاں ہے اس کوں یہ ساماں جو تیرے پر کرے قرباں

۷۲

۲۱۲۸ خدا جانے صبا نے کیا کہی غنچوں کے کانوں میں　　کہ تب سیں دیکھتا ہوں عندلیبوں کوں فغانوں میں
کیا ہوں سیر حسن و دل کی یکرنگی کا گلشن میں　　عوض بلبل کے برگ گل پڑے نغمے آشیانوں میں
کبھی اس دلبر[۱] یاقوت لب نے منہ لگایا ہے　　نہ پوچھو خود بخود آیا ہے رنگ سرخ پانوں میں

---

۱ دلربا۔ ک۔ اس کے بعد کی غزلیں ح و م۵۸۴۳ میں نہیں ہیں۔ ۲ صرف ع ۲۹۱ ا۔ اسی طرح ہے

الف قد کے خیال زلف میں جب سیں پریشاں ہیں　　　اسی دن سیں ہے حرف لام نشانوں کی زبانوں میں

سراج اس شمع رو کوں کیا ہے غم عاشق کے جلنے کا

یہی ہے ایک پروانہ ہمارے قدر دانوں میں

۳۔

۱۴۲ جب سیں وہ مخمور چشم نیم خواب آتا نہیں　　　مجلس عشاق میں جام شراب آتا نہیں

جب سوال بوسہ کرتا ہوں میں گل رخسار سیں　　　لب سوں اس خاموش لب کے کچھ جواب آتا نہیں

نغمۂ داؤد سن از بس کہ بے آرام ہوں　　　گرچہ ہوئے بستر مخمل تو خواب آتا نہیں

حشر میں جل آتش دوزخ سیں ہوئے خاک سراج

جس کی خاطر میں خیال بو تراب آتا نہیں

۴۔

۲۱۴۔ ہر ایک ادا پہ تری وار وار ہوتا ہوں　　　ہر ایک بار میں جی سیں نثار ہوتا ہوں

ترے فراق میں اے جان جان جاتا ہے　　　شتاب آ کہ نپٹ بے قرار ہوتا ہوں

ہزار شکر کہ جاناں سیں چار چشم ہوا　　　عجب کہ ایک سیں دو ہو کہ چار ہوتا ہوں

کبھی جو شوق سوں جاتا ہوں گلبدن کی طرف　　　رقیب شوخ کی انکھوں میں خار ہوتا ہوں

سجن کے کاکل مشکیں کوں دیکھ کر یک دم　　　پرت کے جال میں جی سیں شکار ہوتا ہوں

ہر آشناں سیں نرالی ہوا ہوں آخر کوں وو گلبدن کے گلے کا میں ہار ہوتا ہوں

کیا ہوں کعبۂ معنی کا قصد[1] مثل سراج

خیال عالم صورت سوں نار ہوتا ہوں

۷۵

۲۱۵۴ آئینہ رو کے [illegible] ہوں میں زلفوں کوں اس کی دیکھ پریشاں ہوا ہوں میں

ہے خونِ دل شراب مجھے اور گزک جگر جب سوں پرت کی بزم میں مہماں ہوا ہوں میں

آبِ حیات وصل سیں دے مجھ جاوداں خنجر سوں تجھ فراق کے بے جاں ہوا ہوں میں

سینہ کے داغ کس کوں دکھاؤں میں کھول کر دل کے لہو میں ڈوب کے غلطاں ہوا ہوں میں

مدت[2] سوں تھا زیارت کعبے کا مجھ کوں ذوق تیری بھواں کوں[3] دیکھ کے قرباں ہوا ہوں میں

بے تاب ہو کے یوسف ثانی کی یاد میں کہتا ہے دل پکار کے کنعاں ہوا ہوں میں

اس مست نیم خواب کی انکھوں کوں دیکھ کر مجلس میں غم کی شوق سیں گرداں ہوا ہوں میں

اس ماہ رو کوں دیکھ کے جیوں شمع اے سراج

اپنے عرق کے شرم سیں پنہاں ہوا ہوں میں

---

[1] مقصد۔ ب ۳۹۱ ا۔ [2] ب ۳۹۱ ا میں اس کے بعد یہ شعر زائد ہے:۔ دل کے چمن میں جب سیں کھلا ہے صرصر فراق

تری بھواں کے دیکھ کے قرباں ہوا ہوں میں۔ [3] کے ب ۳۹۱ ا۔

۷۶

۲۱۶۲ کیا بلا سحر ہیں سجن کے نین — ہے خجل جس انگے ہرن کے نین

مجھ پہ کرتے ہیں یار کا جادو — اس ستمگار سحر فن کے نین

گردش مے سوں آج فارغ ہے — جن نے دیکھے ہیں خوش نین کے نین

آرزو میں تری اے نورِ نظر — منتظر ہوں کھلے ہیں من کے نین

شور ڈالے ہیں سارے عالم میں — دلبرِ شکریں سخن کے نین

گل نرگس اگر نہیں دیکھا — دیکھ[1] یکبار گلبدن کے نین

کیوں نہ ہوئے ہجر بے خبر سوں سراج
ہوش کھوتے ہیں من ہرن کے نین

۷۷

۲۱۶۹ دوں ہجر کی لگی ہے ترے باج من منیں — سنگی برہ کی [illegible] ہرن نہیں

ہرگز نہیں ہے سیر گلستاں کی آرزو — بو گلبدن کی [illegible] من منیں

ہر صبح تجھ نثار کوں لائے آفتاب زو — موتی ہیں جیوں طبق میں ستارے گگن منیں

---

[1] دیکھے ۔ ک

یک پل مری نگاہ سوں ہوتا نہیں جُدا — پتلی ہو آبسا ہے سجن مجہ نین منیں

کہنے میں بات بیدل بجا کوں جی دیا — اعجاز عیسوی ہے ترے ہر سخن منیں

تجہ لعل لب کی یاد کیا جب سوں دل پہ نقش — شہرت ہوئی ہے نام ترے کی یمن منیں

دے مجلس وصال میں پروانگی مجھے

جلتا ہوں جیوں سراج برہ کی اگن منیں

۷۸

جب میں پیو کا جمال دیکھتا ہوں — حیرت کا خیال دیکھتا ہوں ۲۱۷٦

تجہ مکھ پہ عیاں ہے سورۂ نور — قرآن میں فال دیکھتا ہوں

قمری کی عجب صدا ہے پرسوز — ہر سرو پہ حال دیکھتا ہوں

یہ کاکل حلقہ دار تیرا — مجہ جیو کا کال دیکھتا ہوں

پتلی کی نگاہ انکھیاں پہ عینک — تیرا خط و خال دیکھتا ہوں

اے گلشن ناز تجہ قدم سوں — ہر گل کوں نہال دیکھتا ہوں

مانند سراج غم میں جلناں

ہر کس کوں محال دیکھتا ہوں

ردیف۔ و

۱

تری گلی کا جو نہیں عزم اے بُتِ دل جُو　　　تو کیوں چلے ہیں مجھ آنکھوں ستی نکل آنسو ٢١٨٣
مگر ہے ذوق[۱] کہ سیپارہ گُل کا حفظ کریں　　　کئے ہیں قطرۂ شبنم سیں بلبلوں نے وضُو
دھڑی مِسی کی جما پھر کہ پان کھاتے[۲] ہو　　　کسی شہید کے شبخوں کا ہے مگر قابو
بہارِ جوش میں ہے رشتۂ رگِ گل سیں　　　ہوا ہے چاک گریبانِ عندلیب رفو
وو سرو قد کوں مگر دیکھ فاختے اوڑ گئے　　　کہ آج قمریِ گلشن نے بھول گئی کوکو
نہیں ہے غم سیں مجھے دودِ آہِ نومیدی　　　ہے زیبِ چہرۂ مقصود کوں یہی گیسو
برہ کی یاد ستی بجھ گیا سراج کا دل
جمال اپنا دکھا اے نگارِ آتش خو

۲

تم اپنے لب کی مصری کا مجھے شربت پلا جاوو　　　برہ کا جان کندن سخت ہے پانی چوا[۳] جاوو ٢١٩٠

---

۱ شوق۔ ک۔　۲ کھائے ہیں۔ ک۔　۳ چوہا۔　۳۹۱ ا۔

کہو گے خوب کوئی ہے جب مرے سیں آشنا ہو گے[1]　　　ملو تو خوب ہے میرے سخن کے رمز پا جاوو

نہایت باغ میں سرو آپ کوں خوش قد کہاتا ہے　　　تم[2] اپنے اس لٹک چلنے کی چھب اگر[3] دکھا جاوو

مری انکھوں کے دو نو پٹ کھلے ہیں انتظاری میں　　　بہانا مت کرو تم کوں جو آنا ہے تو آ جاوو

نظر ہے گر تمہیں جاں بخشی فرہاد[4] بیجاں پر　　　لب شیریں سیں اپنے دو سخن میٹھے سنا جاوو

سبق کوں حوصلے کے بھولتا ہوں مکتب غم میں　　　تم[5] اپنا درس دیگر حرف خاموشی بتا جاوو

سراج اس آرزو میں ہے کہ اپنی باد دامن سیں

کسی دن آکے شمع ہوش کوں اس[6] کی بجھا جاوو

۳

بے رحم نہ ہو عاشق رسوا کی خبر لیو　　　گل تو نے کیا بلبل شیدا کی خبر لیو ۲۱۹۰

پاتا نہیں گلشن میں سراغ دل وحشی　　　ٹک کام کرو دامن صحرا کی خبر لیو

کس سرو سہی قد ستی اٹکا ہے مرا دل　　　معلوم نہیں عالم بالا کی خبر لیو

پتھر بھی نہیں ہے شرر شوق سیں خالی　　　بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لیو

لے ۳۹۱ ا۔ مصرعہ اول، ثانی۔ ۲ے زرا اپنے۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ے اگر جانا۔ ۳۹۱ ا۔ ۴ے ہجراں۔ ک

۵ے ٹک۔ ۳۹۱ ا۔ ۶ے میری۔ ۳۹۱ ا۔

اکثر ہے پریشانی و جمعیت دل کم دیکھو تو ستاروں میں ثریا کی خبر لیو

آسان نہیں نام گہر پاشی احساں کیوں خشک ہے پانی[1] لب یا کی خبر لیو

ہے بے خودی دل کا اثر لطف میں اس کے جب سنگ ہوا آب تو مینا کی خبر لیو

شہباز[2] حقیقت کا مکاں گوشۂ دل ہے اس قاف میں جا آ بیٹھ عنقا[3] کی خبر لیو

جلتا ہے[4] سراج آتش ہجرت میں تمہاری

دل سوختہ شعلۂ سودا کی خبر لیو

۴

۲۲۰۶ تجھے کہتا ہوں اے دل عشق کا اظہار مت کیجو خموشی کے مکاں میں بات اور گفتار مت کیجو

محبت میں دل و جان و ہوش و طاقت[5] سب کا رت ہے کہو کوئی عقل کوں جا کر بڑا اسرار مت کیجو

عوض[6] نقد دعا کے مفت ہے دشنام اس لب سیں ارے دل عشق کے سودے میں پھر تکرار مت کیجو

---

[1] پانہیں۔ح۔ پانیں ۳۹۱ او ۵۸۴ ا۔ [2] صہباۓ۔ ۳۹۱ ا۔ [3] آب۔ ۵۸۴ ا۔

[4] کہتا ہے سراج آگ میں تجھ عشق کی جل جل۔ ۳۹۱ و ب [5] نگر۔ ۳۹۱ ا۔ [6] ۳۹۱ ا میں شعر نو کے بعد دو شعر زیادہ ہیں۔ غنیمت ہے اگر دشنام دیوے ہو دعا بدلے۔ پرت بازار کے سودے میں پھر تکرار مت کیجو۔ مرے دل کوں آزاد مت ستا ناں نصیحت کیجے۔ دیوانا ہے دیوانے کوں اتا بیزار مت کیجو۔ لی مجھ دل کو عیاری سوں پھر کیا صاف منکر ہے۔ سکھا یا کس نے اے ظالم تجھے اقرار مت کیجو

او سے انچا ہے ظالم دام نے تجھ مہربانی کے
ہمارے صید[1] دل اوپر ستم کا دام مت کیجو

اگر خواہش ہے تجکوں اے سراج آزاد ہونے کی
کمندِ عقل کوں ہرگز گلے کا ہار مت کیجو

۵

۲۲۱۱ دامن سیں مجکوں گرد سمجھ[2] دور مت کرو
سنگیں دلی سیں شیشۂ دل چور مت کرو

کس نے کہا ہے تم کوں کہ شہر[3] خرد تمام
ویران کرکے پھر اوسے معمور مت کرو

مہتاب[4] روے مر کوں کہو دن ہے وصل کا
ظلماتِ ہجر سیں شبِ دیجور مت کرو

اس[5] چشمِ نیم خواب کا کافی ہے ایک دور
تم آرزوئے بادۂ انگور مت کرو

آئینۂ سکندری دل اگر ملے
ہرگز تلاش چینیٔ فغفور مت کرو

ہے مجھ جگر میں داغ محبت کا پھول سے
خارِ جفا کے زخم سیں ناسور مت کرو

پنہاں رکھو جگر میں برہ آگ جیوں سراج
پوشیدہ رازِ عشق کوں مشہور مت کرو

۱۔ آہوئے دل پر۔ ۳۹۱ ا۔ ۲۔ من۔ ۳۹۱ ا۔ ۳۔ دل کا نگر۔ ۳۹۱ ا۔ ۴۔ چند رکھی۔ ۳۹۱ ا
۵۔ پیتم کی چشم مست میں دیکھوں نگاہ کر۔ ۳۹۱ ا۔

۶

۲۲۱۸ مثال عکس سب کی آنکھ کے درپن کے اندر ہو — ہو معلوم یوں ہم کوں کہ طالع کے سکندر ہو
خمارِ غم سیں باہر کھینچتا ہے درد سر عاشق — شرابِ ناز پی کر بے خبر تم اپنے مندر ہو
نین راون ہیں ارجن بال پلکیں بھنوں دھنک بھم کی — ہماری دل کی دُکھ نگری کے راجہ رام چندر ہو
الف کھینچ آہ کا ہر دم صدائے آہ کرتے ہو — ارے میاں بی نوا دل زور بانی کے قلندر ہو

سراج اس شعلہ رو سیں جب کیا اظہار جاں سوزی
کہا ہنس کر تمہارا کیا جلے گا تم سمندر ہو

۷

۲۲۲۳ اے شکار افگنِ دل مائلِ نکبیر[1] نہ ہو — تا صفِ حشر میں[2] تو منکرِ تقصیر نہ ہو
راست کہتا ہوں کہ ان کج نظروں سے مت مل — اے ادا فہم مری بات سیں دل گیر نہ ہو
ڈور پیچینگے مری آہ کے یہ زہری ناگ — صندلی جامے ستی شاخ ملاگیر نہ ہو
خوف کر تیز نگاہی سیں کماں ابرو کی — بلبل غنچۂ پیکانِ سنئے تیر نہ ہو
یاد رکھ اے دل خوں گشتہ کہ جیوں لعل نگیں — جامہ زیبوں کے گریباں کا گلوگیر نہ ہو

[1] یا - ح - [2] بھر - ۱۵۸۳ -

ہرئی جیبرے سیں کہہ بلبلِ دل کوں میرے موجِ گل کی سی طرح حلقۂ زنجیر نہ ہو

اہل حیرت پہ نہ ہو گرم غضب جان[1] سراج

شمع افروختۂ مجلس تصویر نہ ہو

۸

گناہ اہلِ محبت کوں تم معاف کرو نگاہ تیز کی شمشیر کوں غلاف کرو

جسے ہے درد کا دعوا بزورِ بیدردی تو اسکوں محکمۂ عشق میں خلاف کرو

علاج گرمیٔ بلبل کوں رنگ کا شربت حریر پارچہ برگِ گل میں صاف کرو

اگر ہے ذوق[2] نہیں پردہ[3] پوشیٔ عالم پلک کوں موند کے انکھوں تے تم لحاف کرو

بہت[4] محال ہے ہوناں سراج کی مانند

برہ کی آگ میں جلنے کی کوئی نہ لاف کرو

۹

پی کر شراب شوق کوں بے ہوش ہوے ہوش ہو جیوں غنچہ لب کوں بند کر خاموش ہو خاموش ہو

---

۱ اے جان ۔ ک ۔ ۲ شوق ۔ ۵۴۴ ا ۔ ۳ جگ کی پردہ پوشی کا ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴ بہت ۵۴۴ ا ۔

ہو[۱] عاشق خوں جگر جیوں لالہ اس گل زار میں
کہا دل پہ داغ عاشقی گلپوش ہو گلپوش ہو

تجھ کوں اگر ہے آرزو اس خوش ادا کے وصل کی
اے دل سراپا شوق میں آغوش ہو آغوش ہو

امڈا ہے دریا درد کا یارب مجھے رسوا نہ کر
آیا ہے جوش اس دیگ کوں سرپوش ہو سرپوش ہو

مجلس میں غم کی اے سراج اب وقت آیا دور کا
گر خون دل موجود ہے مے نوش ہو مے نوش ہو

۱۰

مت مجھے مجروح تم تیغ تغافل سیں کرو
حق میں عاشق کے کرو جو کچھ تامل سیں کرو

تیغ ابرو سیں اگر دل چاک ہو اے عاشقو
تم رفو اس کا خیال تارِ کاکل سیں کرو

جو شہید پیچ و تابِ زلفِ محبوباں ہوا
تختۂ تابوت اس کا شاخ سنبل سیں کرو

حسن و عشق ازبسکہ ہیں یک رنگ باغ دوستی
مو قلم تصویرِ بلبل کا رگِ گل سیں کرو

وحشیٔ دشت محبت ہے دلِ زار سراج
حلقۂ زنجیر اس کوں تارِ کاکل سیں کرو

۱۱

دلِ پر خوں پہ مرے حلقۂ کاکل کھینچو
گردنِ گل میں کمندِ رگِ سنبل کھینچو

---

۱ ہوں۔ ک۔

زہر شیریں نگہ لطف کا کافی ہے مجھے ۔۔۔ جان[۱] لینا ہے تو مت تیغ تغافل کھینچو
تپ دل پر نگرے شیخ کا تعویذ اثر ۔۔۔ صفحہ برق پہ مت نقش تحمل[۲] کھینچو
دعویٔ عشق پہ گر گل کی سند رکھتے ہو ۔۔۔ دل بے تاب ستی[۳] نالۂ بلبل کھینچو
کھول کر دیدۂ جاں دل کا[۴] تماشا دیکھو ۔۔۔ پردۂ چشم کا اس راہ میں مت پل کھینچو
عاشقو سو خم صہبا سیں نہیں کیا ہوگا ۔۔۔ لب ساقی سیں مگر ساغر بے[۵] مل کھینچو
بس ہے اے گوشہ نشینو خم ابرو کا خیال ۔۔۔ مد بسم اللہ دیوان توکل کھینچو
شرم عکس رخ گلرو سیں موئی ہے پانی ۔۔۔ آرسی سیں ہے بجا گر عرق گل کھینچو

چشم مینا کا جو ہے شوق تو مانند سراج
سرمۂ اصلی گرد پئے دُلدُل کھینچو

١٢

کس نے کہا کہ دل پہ ہمارے ستم کرو ۔۔۔ اے گلعذار لطف کرو اور کرم کرو ۲۲۵۴
ہر بوالہوس[۶] کوں کب ہے شہادت کا مرتبہ ۔۔۔ شمشیر کوں نگاہ کی مت تم علم کرو

---

۱ مت مرے قتل پہ شمشیر تغافل کھینچو ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲ ہے کامل ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳ سوں یک ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴ بیو ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۵ پر ۔ ۴۸۴ ا ۔ ۶ بسمل ہو خاک و خوں میں تڑپتے ہیں عاشقاں ۔ ۳۹۱ ا ۔

محراب بیچ سجدہ ریائی ہے زاہدو ان ابرووں کوں دیکھ کہ قامت کوں خم کرو

مستی اگر ہے عشق کی اے عاشقو تمہیں دل کوں شرابِ شوق ستی جام جم کرو

گر دو کی چشم مست مقابل چمن کے بیچ نرگس جو سرکشی کرے اسکوں قلم کرو

گر آرزو ہے لالہ رخوں کے وصال کی سینے کوں داغ عشق سیں باغِ ارم کرو

گر آبرو[۱] ہے عشق کی درکار جیوں سراج
پانی سیں اشک گرم کے چہرہ کوں نم کرو

۱۳

تیغ ابرو سیں لبِ زخم کوں خنداں نہ کرو دامنِ دل کوں مرے چاک گریباں نہ کرو ۲۲۶۱

یار کی چاہ زنخداں کے اگر طالب ہو پھر عبث[۲] آرزوئے چشمۂ حیواں نہ کرو

[۳]کوچہ یار کی سو بار گدائی بہتر خواہشِ سلطنتِ تختِ سلیماں نہ کرو

بسمل تیغ محبت پہ ستم بے جا ہے اب مرے زخم جگر کوں نمک افشاں نہ کرو

ہے اگر تم کوں صنم ذرہ نوازی پہ نظر اپنے خورشید سیں رخسار کوں پنہاں نہ کرو

۱ے گر اچھو آبرو..... الخ ۳۹۱ ا۔ ۲ے عاشقاں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ے ملک خوبی کے اگر شاہ کے تم ہو گئے گدا۔ ۳۹۱ ا۔

حسن کی تاب دکھا آب کئے ہو جانی　　اس قدر چہرۂ درپن کوں پشیماں نہ کرو

بسترِ غم پہ ہے بیٹھا دل زار سراج
شربتِ وصل کے بن غیر کا درماں نہ کرو

۱۴

۲۲۶۸ ہے جب سیں اس لب شکر افشاں کی آرزو　　تب سیں نہیں ہے لعل بدخشاں کی آرزو

اوس سرو قد کی موج تبسم کا مبتلا　　رکھتا ہے کب نہال گل افشاں کی آرزو

ناساز ہے دماغ محبت کوں بوئے گل　　ہے گل بدن کے عطر گریباں کی آرزو

تاج سکندری ہے نرا نقش پا مجھے　　ہرگز نہیں ہے تختِ سلیماں کی آرزو

آئینہ رو کے وصل کا امیدوار ہے　　ہر دم یہی ہے دیدۂ حیراں کی آرزو

الانتظار اشد من الموت ہے سراج
لیوے گی جان دلبر جاناں کی آرزو

۱۵

۲۲۷۴ دلِ گلزار کوں ہے چمن اپنا بوجھو　　سینۂ چاک کوں برگِ سمن اپناں بوجھو

۱۔ مجھے نقشِ پا نرا۔ ک۔

آرزو ہے مری آنکھوں میں رہو پتلی ہو　　تم کوں دیدوں کی قسم یہ وطن اپنان بُوجھو

جانِ شیریں ہے وے نہیں ہے تمہارے سیں عزیز　　مجکوں تم عاشقِ فرہاد فن اپناں بُوجھو

عشق میں جی سیں گذرنا قدمِ اول ہے　　کوچۂ یار میں جامۂ کفن اپناں بوجھو

ذبح[1] کرتے ہو تو بہتر، مجھے قربان کرو　　ہے مرے حق میں یہ عیدِ بَن اپناں بوجھو

گرچہ ہم ذرہ بے قدر ہیں تم ہو خورشید　　ہر طرح سیں[2] ہمیں[3] گلبدن اپناں بوجھو

شکریں لب سنی بر لاؤ تم امید سراج[4]

خوب او سے طوطیِ شیریں سخن اپناں بُوجھو

۱۶

دلبری بوالہوس کی حد سیں افزوں مت کرو　　مفلس بے قدر کوں یک پل میں قارون کرو ٢٢١١

مت چڑھاؤ آستیں تم قتل کرنے پر مرے　　اپنے دامن کوں عبث آلودۂ خوں مت کرو

مہربانی کی طرح پہلی، نہ بھولو یک بیک　　بیت ابرو کوں تم اپنی[1] تازہ مضموں مت کرو

لذتِ مستی[2] اگر دل کوں تمہارے ہے عزیز　　جب تلک دیوانہ ہوئے تب لگ فلاطوں مت کرو

۱؎ ذبح کر اپنے اوپر وار کے قربانی دیو۔ ہے مرے حق میں دہی عید کا دن اپنا بوجھو م ۳۹۱ ا۔ ۲؎ سیجن م ۳۹۱ ا
۳؎ اپس کی۔ م ۳۹۱ ا۔ ۴؎ م ۳۹۱ ا اس شعر کا مصرعہ ثانی نیچے کا مصرعہ ثانی ہے۔

اپنے عاشق کوں دکھا جلوۂ ایمان فریب　　　عقل کی رکھنا ہے بو زاہد کوں مجنوں مت کرو

کردیئے ہیں عاشقوں نے خون اپنے[۱] کوں سبیل　　　پنجۂ نازک کوں مہندی لاکہ[۲] گلگوں مت کرو

چھوڑ[۳] دیو تا آتش حسرت میں جلکر خاک ہوئے　　　لاشۂ عاشق کوں مرنے بعد مدفوں مت کرو

عاشقوں کوں[۴] اس دو بالا کیف کی برداشت نہیں　　　خط کی سبزی لب کی شکر ساتھ معجوں مت کرو

خود بخود بے خود ہوا ہے دیکھ کر تم کوں سراج
اس قدر ناز و ادا کا سحر[۴] و جادو مت کرو

۱۷

اس لب لعل کوں تم شکر شیریں کہو　　　اس کف دست کوں گلدستۂ رنگیں کہو ۲۲۹۰

شکن زلف سیں ایمان مرا[۵] چھین لیا　　　اس بت صاحب زنار کوں بے[۶] دیں کہو

یار کے ہجر سیں آیا ہے مرا جی[۷] لب پر　　　جان جاتا ہے مرا سورۂ یٰسین کہو

ناخن[۸] جور سیں مجھ دل کوں کیا[۹] پر خوں　　　نہیں ہے مژگاں و تم پنجۂ شاہیں کہو

---

۱ اپنا سبیل ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲ لالہ ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳ ۳۹۱ ا ۔ اس شعر کا مصرعہ ثانی نیچے کا مصرعہ ثانی ہے ۔ ۴ ہجر و افسوں ۳۹۱ ا ۔ ۵ کوں برباد کیا ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۶ دل ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۷ جان کندن میں ہوں کوئی ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۸ ناخون ۔ ک ۔ ۹ سیہ ۔ ۳۹۱ ا ۔

حشر لگ یار کے قدموں کی رہی خاک سراجؔ[1]
عاشقو دل کی محبت ستی "آمین" کہو

۱۸

۲۲۹۵ کبھی تم مول لینے ہم کوں ہنس ہنس بھاؤ کرتے ہو — کبھی تیر نگاہ تند کا برساؤ کرتے ہو
کبھی تم سرد کرتے ہو دلوں کی آگ گرمی میں — کبھی تم سرد مہری میں جھنک کر باد کرتے ہو
کبھی تم صاف کرتے ہو مرے دل کی کدورت کوں — کبھی تم بے سبب تیوری چڑھا کر تاؤ کرتے ہو
کبھی تم موم ہو جاتے ہو جب میں گرم ہوتا ہوں — کبھی میں سرد ہوتا ہوں تو تم بھڑکاؤ کرتے ہو
کبھی لالا مجھے دیتے ہو اپنے ہات سیں پیالا — کبھی تم شیشۂ دل پر مرے پتھراؤ کرتے ہو
کبھی تم دھول اڑاتے ہو مری غصے سیں روکھے ہو — کبھی منہ پر حیا کا لال عرق چھڑکاؤ کرتے ہو
کبھی خوش ہو کہ کرتے ہو سراجؔ اپنے کی جاں بخشی
کبھی اسکے بجھا دینے کوں کیا کیا داؤ[2] کرتے ہو

۱؎ ب ۳۹۱ کے اضافہ شعر:۔ دست گل پا گل و رخسار گل و عارض گل۔ یار کے قد کوں سراپا (تم) گل نمکین کہو۔ بسمل تیغ تغافل نہ کرو عاشق کوں۔ کس ستمگار کی ہے رسم کہ آمین کہو۔

۲؎ داؤ۔ ک۔

۱۹

ہمارے پر ترش ابرو کئے ہو ۔۔۔ رقیبوں کی طرف اب رو کئے ہو ۲۳۰۲
نمک رکھتے ہو میرے زخم دل پر ۔۔۔ عجب مجھ درد کی دارو کئے ہو
تم[1] اپنے خندۂ پنہاں سیں گرو ۔۔۔ ہمارے[2] قتل کا قابو کئے ہو
دکھا کر من ہرن انکھوں کی گردش ۔۔۔ دل و دیں کوں رم آہو کئے ہو
کئے ہو اہتمام[3] ناز جب سیں ۔۔۔ ہمارے صبر کوں یکسو کئے ہو
ہوا ہے چھوٹنا دشوار مجکوں ۔۔۔ شکار حلقۂ گیسو کئے ہو

سراج اب کیوں نہ ہو[4] حیران و مدہوش
نگاہِ ناز سیں جادو کئے ہو

۲۰

حال دل اشک و آہ سیں پوچھو ۔۔۔ نہیں غلط دو گواہ سیں پوچھو ۲۳۰۹
دل آشفتہ کا مرے احوال ۔۔۔ اُس کی زلفِ سیاہ سیں پوچھو

---

[1] سریجن خندۂ پنہاں سوں اپنے ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] عجب مجھ قتل کا ۳۹۱ ا ۔ [3] ایس کے اہتمام دلبری سوں ۔ [4] اپنی ۔ ک ۔

لشکرِ عقل کیوں کیا غارت　　بے خودی کی سپاہ سیں پوچھو
روشنی اس جمال روشن کی　　تابشِ مہر و ماہ سیں پوچھو
چہرۂ عاشقوں کا حال[1] تمام　　زردیِ رنگ کاہ سیں پوچھو
بے گناہوں کوں کیوں کرے ہے شہید　　اپنی تیغ نگاہ سیں پوچھو

تم بنا ہے[2] سراج ڈانواں ڈول
اسکوں تم آ کہ چاہ سیں پوچھو

۲۱

ہے زلف یار حلقۂ زنجیر ہو بہو　　ابرو ہے جیوں کمان پلک تیر ہو بہو ۳۱۶ ا
خط کوں شرح مخزن اسرار مت کہو　　ہے سورۂ جمال کی تفسیر ہو بہو
باریکیِ خیال ستی مو قلم بنا　　کھینچا ہوں دل پہ یار کی تصویر ہو بہو
دل کے ورق پہ زخم جدائی سیں یار کی　　شنگرف سیں لہو کی ہے تحریر ہو بہو

۱۔ رنگ ۳۹۱ ا۔

۲۔ تم بناہی ۳۹۱ ا۔

کہتے ہیں اتفاق سیں بلبلان ہند — تیری گلی ہے گلشن کشمیر ہو بہو

رخسار[1] یار دیکھ کے معلوم یوں ہوا — مصحف لکھا ہے کاتب تقدیر ہو بہو

گل لینے اشک کرم کا پتلی کی شمع سیں

ہیں دو پلک سراج کی گل گیر ہو بہو

---

[1] تجھ مکھ کوں دیکھ کر مجھے ۔ ۳۹۱ ا ۔

ردیف ھ

۱

۲۳۲۳ اے دوست تلطف سیں[1] مرے حال کوں آ دیکھ سینے کی اگن مہر کے پانی سیں بجھا دیکھ
صادق ہوں مجھے بوالہوس اے[2] جان توں مت جان شمشیر تغافل دلِ زخمی پہ چلا دیکھ
پیاسا ہوں تری تیغ کے پانی کا ہر ایک دم باور نہیں یہ بات تو یک بار پلا دیکھ
مجھ آہ کی گرمی سیں جھڑے پھول چمن کے اے سروِ گلستان ادا باغ میں جا دیکھ
بندہ ہوں ترا خواہ کرم خواہ جفا کر جس طرز[3] ترے شوق میں ہوئے مجھ کوں جلا دیکھ
نقدِ دل خالص کوں مری قلب توں مت جان ہے تجھ کوں اگر شبہ تو کس دیکھ تپا دیکھ

تجھ لب کے تبسم میں ہے اعجاز مسیحا
اے جان سراج اس دلِ بے جاں کوں جلا[3] دیکھ

۲

۲۳۳۰ جلوۂ جاں فزا دکھا تا رہ دل بے جان کوں جلا تا رہ

---

[1] خواہ میا خواہ ستم ۔ ۲۹۱ ا ۔ [2] طرح ۔ ک ۔ [3] ۲۹۱ ا کا اضافہ شعر ۔ تجھ غم سوں ہوا سخت جگر لعل بدخشاں ۔ از بہر خدا مجھ طرف اے کانِ حیا دیکھ ۔

دل ہمارا غریب خانہ ہے ـ گاہ گاہ اِس طرف بھی آتا رہ
خشک ہوتے ہیں ہم بدم اے زخم ـ آب شمشیر کا پلاتا رہ
عشق آتا ہے فوج غم لیکر ـ تجھ کوں کہتا ہوں ہوش جاتا رہ
تا کہ خوش ہوئے گلبدن بلبل ـ اکثر اپنی غزل سناتا رہ
منصب عشق ہے اگر تجکوں ـ نوبت آہ کوں بجاتا رہ
شمع رو سیں سراج جا کر بول
کہ پتنگوں کوں مت جلاتا رہ

۳

۲۲۳۰ لیا ہے ہات میں ساقی شراب کا شیشہ ـ کہاں رہیگا سلامت حجاب کا شیشہ
خبر بہار کی سن بلبلیں ہوئیں بے ہوش ـ لے آ دو غنچۂ گل سیں گلاب کا شیشہ
لباس اہل چمن کیوں نہ ہووے سرخ افشاں ـ ہے غنچۂ گل لالہ شہاب کا شیشہ
ہے ذوق بادہ کشی زاہد ریائی کوں ـ بھرو شراب سیں شکل کتاب کا شیشہ
عجب کہ غفلت و بینش ہیں لازم و ملزوم ـ بغیر چشم نہیں رنگ خواب کا شیشہ
ہوس نے واز کیا راز سینۂ زاہد ـ ہوا سیں پھوٹ گیا اس حباب کا شیشہ
شراب نور جلالی سیں بس کہ ہے لبریز
سراج چرخ میں ہے آفتاب کا شیشہ

۴

۲۳۴۴ ہوا ہے مہرباں وو موکمر آہستہ آہستہ — کیا مجھ آہ نے شاید اثر آہستہ آہستہ

کیا ہے سکر اکر بات مثل پھول گل رو نے — نہالِ عشق نے لایا ثمر آہستہ آہستہ

پلا کر[1] جام اپنی چشم کی گردش سیتی دے دے — کیا ساقی نے مجکوں[2] بےخبر آہستہ آہستہ

طفیلِ[3] سوزشِ دل منزلِ جاناں کوں پہنچا ہوں — ہوئی ہے آہ میری راہبر آہستہ آہستہ

گلی میں اس پری رو کی کیا ہی عزم اوڑنے کا — نکالا مرغِ دل نے بال و[4] پر آہستہ آہستہ

مرے حالِ پریشاں کی حقیقت کوں سنا جاکر — صبا کوچے میں گلرو کے گذر[5] آہستہ آہستہ

سراج اس شوخ نے درپیش لایا مد ابرو کوں
مرا دل کیوں نہ ہووے زیر و زبر آہستہ آہستہ

۵

۲۳۵۱ ہوائے نائرۂ غم سیں سینہ ؛ آہ — شرر فشاں ہے ہر ایک دم جگر میں اخگر آہ

برہ کی آگ میں کب لگ مثال شمع جلوں — شب فراق درازی میں ہے برابر آہ

۱؎ ایس کی گردش آنکھاں کا دے کر جام عالم کوں۔ ۳۹۱ا۔ ۲؎ اس کی نگہ نے۔ ۳۹۱ا۔ ۳؎ ح ندارد۔ ۴؎ بول گر دیں۔ ۳۹۱ا۔ ۵؎ اس کے کر گزر۔ ۳۹۱ا۔

عجب نہیں جو بہے خونِ دل مجھ آنکھوں سیں — جگر شگاف ہے ہر لحظہ نوکِ خنجرِ آہ
کیا ہے جوش مرے دل میں خونِ سودا نے — بجا ہے گر رگِ دل پر لگاوے[1] نشترِ آہ
لکھا ہوں شکوۂ زلفِ دراز سروقداں — کتاب سینہ اوپر کھینچ تار مسطرِ آہ
رواں ہے قافلۂ اشک راہِ چشم ستی — ہوا ہے[2] عرصۂ دل میں ہجوم لشکرِ آہ
عجب ہے گر نہ جلے پنبہ زارِ عقل سراج
جگر میں شعلہ فشاں ہے ہمیشہ اخگرِ آہ

٦

۲۳۵۸ عجب ہے خوشنما اس دلبرِ مخمور کا طرّہ — رکھا ہے کیا مگر دستار اوپر نور کا طرّہ
مرے داغِ جگر کوں ہے[3] شفا دلبر کے ملنے[4] بن — بغیر از[5] مرہم کافور نہیں ناسور کا طرّہ
مرا[6] دل جل کے سرمہ ہو ہوا منظور نگیں دل — تجلی شعلۂ انوار کی ہے طور کا طرّہ
سہا[7] ہوں غم کی تاریکی کوں تب جا کا پہنچا ہے — صنم کی زلف مشکیں ہے شبِ دیجور کا طرّہ

[1] ہے۔ ۳۹۱ اور ۵۸۴ ا۔ [2] جب سوں جگر۔ ۳۹۱ ا۔ [3] ملنے سوں پیتم کے۔ ۳۹۱ ا۔
[4] سوائے۔ ۵۸۴ ا۔ [5] اس۔ ۳۹۱ ا۔ [6] ہوا ہے جل کے دل سرمہ دلے منظورِ جاناں ہے۔ تجلی شعلۂ انوار کی ہے نور کا طرہ۔ ۳۹۱۔ [7] انا الحق کے چمن کا سرو بلبل کوں آساں ہی نہیں۔ سیا داری اس باغ میں منصور کا طرہ۔ ۳۹۱ ا۔

شراب ناب دے ساقی کہ گلشن میں ایک جانب　　　رکھا ہے تاک سر پر خوشۂ انگور کا طرّہ

سراج آزاد ہے سب ہیں نہیں ہے طالب جنّت
کمند گردن زاہد ہے زلف حور کا طرّہ

۷

۲۳۶۴ ہے حجاب دوست دامنگیر آہ　　　نہیں تو جاتا چرخ اوپر تیر آہ
اشک کے شنگرف سیں لکھتا ہوں میں　　　صفحۂ دل کے اوپر تصویر آہ
سلسلے میں عشق کے آیا ہے وو　　　جو ہوا پابستۂ زنجیر آہ
جامۂ فانوس کیوں ہوئے آسماں　　　تکمۂ دل ہے گریباں گیر آہ
مہرباں ہے شمع رو مجھ پر سراج
مدّتوں کے بعد ہوئی تاثیر آہ

۸

۲۳۶۹ اس من ہرن کی زلف شکن در شکن کوں دیکھ　　　ہر ایک شکن میں نافۂ مشک ختن کوں دیکھ
اے دل اگر ہے ماندگی راہ غم تجھے　　　حلقہ میں زلف یار کے جب الوطن کوں دیکھ

۱؎ جان جاناں مہرباں ہے مجھ اوپر۔ ۱؎ سراج اب ہے مگر تاثیر آہ ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ بیو کی زلف ۔ ۳۹۱ ا ۔

دیکھا نہیں جو گلشنِ امید کی کلی
اس گلعذار غنچہ دہن کے دہن کوں دیکھ

یک پل میں مجھ سیں جان کے انجان ہو گیا[1]
اس دیدہ باز شاہدِ پُرفن کے فن کوں دیکھ

گل گل ہوا ہے داغ محبت سیں[2] دل مرا
گر آرزو ہے سیر کی آ اس چمن کوں دیکھ

میری طرف سیں ظالمِ خوں ریز کوں کہو
یک بار اپنے بسملِ خونیں[3] کفن کوں دیکھ

بے جا نہ کر توں لاف دلیری کی اے[4] سراج
اس تند خو کے ابروئے شمشیر زن کوں دیکھ

۹

۲۳۷۶ تب تو لگتا تھا مجھے خوب آشنائی کا مزہ
میں نہ جانا تھا کہ یوں ہوگا[5] جدائی کا مزہ

خوش لگی تھی ہم کوں اول مہربانی کی طرح
اب ہوا معلوم تیری بے وفائی کا مزہ

کوئی صاحب دل نہ چھوٹے گا تمہارے دام سیں
بے طرح تم کوں پڑا ہے دلربائی کا مزہ

لذتِ دشنام تیری کی چکھا ہے چاشنی
ذائقے کوں کب پسند آوے مٹھائی کا مزہ

خوب نہیں تلخی کدورت کی اے شیریں لب تجھیں[6]
ترش روئی چھوڑ کر دیکھو صفائی کا مزہ

---

[1] پھر۔ ۳۹۱ ا۔ [2] سوں یہ دل مرا تمام۔ ۳۹۱ ا۔ [3] خونی۔ ۳۹۱ ا۔ [4] کے کا۔ ۳۹۱ ا۔
[5] ہوئیگا۔ ۱۲۵ ا۔ ہیگا۔ ک۔ [6] تجھے۔ ۱۲۵ ا۔

بھیک کے پیالے پہ قرباں تاج شاہی کوں کریں　　پادشاہوں کوں جو ہاتھ آوے گدائی کا مزہ

دیکھ جا ایک بار آتش بازی آہ سراج
خوب ہے اس وقت پر سیر ہوائی کا مزہ

۱۰

غم آہستہ روُیاں[۱] رفتہ رفتہ　　کیا ہے مجھ کوں حیراں رفتہ رفتہ ۲۳۸۴
وو ساحر نے ادا کا سحر کر کر　　لیا مجھ سیں دل و جاں رفتہ رفتہ
جگر عشاق کا داغ جفا سوں　　ہوا صحن گلستاں رفتہ رفتہ
کمند زلف دکھلا کر کیا ہے　　مرے دل کوں پریشاں رفتہ رفتہ
زبس اس یوسف مصری کے ہیں لب　　ہوا دل مثل کنعاں رفتہ رفتہ

سراج اب تو نہ ہو غمگیں کہ رحماں
کرے گا مشکل آساں رفتہ رفتہ

۱؎ از ۳۹۱ ا۔

ردیف ی

۱

۲۳۸۹ نہیں ہے دل میں زاہد کے صفائی — کہاں اس بوریا میں بے ریائی
بیاض چشم رو رو کر ہوئی سرخ — ہوا ہے کاغذ ابری حنائی
ہوئے ہیں دست بازاں تجھ پہ قرباں — کماں ابرو نہ کر توں کج ادائی
جدائی[1] سیں ہوا ہوں دل شکستہ — تم اپنے وصل کی دیو مومیائی
جدائی[2] میں سراج اس سیم تن کی
ہوا ہے رنگ رو میرا طلائی[3]

۲

۲۳۹۴ دور کر دل سیں نقش دانائی — عاشقی میں کہاں ہے مرزائی

[1] ہوا دل اب جدائی سوں شکستہ۔ اپس کے وصل سوں دے مومیائی۔ ۳۹۱ ا۔ [2] سراج اس سیم تن کے دیکھنے باج۔
[3] ۳۹۱ کے اضافہ اشعار۔ ہوا آزاد قیصر دو جہاں سیں۔ لیا ہے جس نے پیشہ بے نوائی۔ منور کر شب تاریک ہجراں۔ نہیں تجھ باج گھر روشنائی۔ نگاہ ناز کا یک وار بس ہے۔ تجھے گر ذوق ہے تیغ آزمائی۔ نہ دیکھا خواب میں مخمل نے یہ تب۔ عجب ہے تجھ کف پا کی صفائی۔

بلبل و گل میں ہے خرید و فروخت — توں بھی آ گر ہوا ہے سودائی
عشق ہے یا بلا قیامت ہے — ایک جی پر ہزار رسوائی
صبح کچھ شام کچھ مزاج ترا — خوب نہیں اس قدر بھی رعنائی
تجھ گلی سیں ہوا ہے روگرداں — تب سیں ہے آفتاب ہرجائی
دل ہمارا ہوا اسکندر وقت — چاک کر کر لباس دارائی
قیس دشتی و کوہکن کوہی — اشک حسرت سیں ہوں میں دریائی
نہیں رہا ہم کوں خوف مرنے کا — کہ ترے لب میں ہے مسیحائی
شاہ خوباں کوں عرض کر اے آہ — اشک میرے ہوئے ہیں مجرائی
اب ہوا ہے سخن ہمارا سبز — طوطیوں کی عبث ہے گویائی
لب پہ تیرے بلاق کا موتی — ہے چراغ دوکان حلوائی
جاں اوٹھے اسکے حسن کا برقع — وہاں کی یوسف کرے زلیخائی

شعلۂ غم سیں دل جلا کے سراج
آپہہ ہنستا ہے ہو تماشائی

اے دل ۔ ۱۸۴۹ء ا ۔

۳

۲۴۰۷ بجا ہے دل مرا گر ہوئے شرابی — نشہ سیتی ہیں تری آنکھیں گلابی
لباسِ سُرخ میں دیکھا ہوں تجھ کوں — نہ ہوویں کیوں مرے آنسو شہابی
تمام آیاتِ خوبی ہیں خط و خال — عجب ہے شوق کا چہرہ کتابی
بجا ہے گر ترا[۱] حیران و خاموش — لب تصویر کوں ہے لاجوابی
ترا[۲] رخسار ہے دیوان خوبی — بھویں ہیں جس میں بیت انتخابی
دوئی کوں ترک کر اور ایک کوں بوجھ — سخن کہتا ہوں میں تجھ سیں حسابی

سراج اب جاں بلب ہے تجھ فراقوں
شتابی آ شتابی آ شتابی[۳]

۴

۲۴۱۴ بہار ساقی ہے، بزم گلشن، ہیں مطربانِ چمن شرابی
پیالہ گل، سرو سبز شیشہ، شراب بو اور کلی گلابی

---

۱ آئینہ۔ ک۔ ۲ یہ لکھ دیوان خوبی ہے کہ جس میں۔ ترقی اردو میں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۳ ب ۳۹۱ کے اضافہ اشعار۔
محبت میں نزی اے آتشیں رو۔ مجھے ہے مثل سیماب اضطرابی۔ وفورِ اشک سیں حیرت ہیں تیری۔ انکھیاں مری ہوئی ہیں
مرغ آبی۔ نصیب نور نیں تر دامناں کوں۔ کہ ہے بے نور فانوس خیالی۔

نہیں ہے بلبل کوں ایسے موسم میں درد و غم دھوپ سیں خزاں کی
کہ آشیاں اُس کوں خس کا بنگلا ہے سایۂ گل ہے آفتابی

ارے چکورو یہ چاندنی نہیں عبث کئے ہو ہجوم تم نے
ہوا ہے جوشِ بہار نسریں سیں دھوپ کا رنگ ماہتابی

ہوا شفق پوش باغ و صحرا محیط ہے رنگ لالہ و گل
غبار گلگوں ہے آب رنگیں زمیں ہے سُرخ اور ہوا شہابی

سراجؔ اس شوخ چشم کوں کہہ کہ باغ میں منتظر ہے نرگس
ہجوم شبنم سیں لے کے موتی نثار کرنے کوں بھر رکابی

۵

۲۴۱۹ راہِ خدا پرستی اول ہے خود پرستی — ہستی میں نیستی ہے اور نیستی میں ہستی
اے ساقیٔ دل آگاہ کر دردِ سر سیں فارغ — مخمور ہوں عطا کر جام ازل کی مستی
آبادیٔ[1] جہاں ہے اس کی نظر میں ویراں — عاشق کوں ہو میسر جس وقت دل کی بستی
اُمید ہے کہ موہن دیدار مجکوں دیگا — غم ہجر کا کریگا کب لگ دراز دستی

[1] آبادی دو عالم لگتی ہے اسکوں ویراں ۔ ۳۹۱ ر ۔

جلنے میں شمع بولی مجکوں سراج آج یک شب
کرتی ہے ہر بلندی آخر کوں عزم پستی[1]

۶

۲۴۲۴ غیرت سیں تجھ رفتار کی ہے سرنگوں کبک دری — اور شرم سیں رخسار کے پنہاں نظر سیں ہے پری
خورشید[2] رو کے رخ طرف ہرگز نہیں تاب نظر — خط شعاعی[3] ہے مگر ہر تار دستار زری
قمری اگن میں عشق کے جل مشت خاکستر ہوئی[4] — سرو سہی اس غم ستی کسوت کیا اپنی ہری[5]
دارائے[6] ملک راز ہو نوبت بجاؤں[7] عشق کی — دل کا اگر مجکوں ملے آئینہ اسکندری
درکار نہیں عشاق کوں کان جواہر گنج زر — سینہ کے ہے صندوق میں ہر داغ مہر اکبری
طرز نگہ کا پڑھ فسوں یک پل میں دل مجھ سیں لیا — چشم[8] صنم کے دور میں اب ختم ہے جادوگری

ہر مصرعۂ موزوں ترا سلک گہر ہے اے سراج
بازار عالم میں نہیں کوئی تجھ سخن کا جوہری

---

۱ بر ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ جام و شراب ساقی تب ایک ہو دا کا ۔ فارغ کریگی سب سے ل جب پیم مدہ کی مستی۔ ۲ سورج مکھی کے مکھ طرف۔ بر ۳۹۱ ا۔ ۳ شفق ہے۔ بر ۳۹۱ ا۔ ۴ ہوا۔ ح۔ ۵ رنگا۔ بر ۳۹۱ ا۔ ۶ دارائے ملک خوبی بجے گر ہوں تو بر جا ہے مجھے۔ بر ۳۹۱ ا ۷ بجادوں۔ ک۔ ۸ تیرے نین۔ بر ۳۹۱ ا۔

۷

۲۴۳۱ شراب جہل سیں بے خود ہیں کیا نحوی کیا صرفی
کہ علم بے عمل کا جام ہے لبریز کم ظرفی

الف کا نقش ہے دل پر خیال سرو قامت سیں
ہے میری آہ کے مکتوب کا مضمون یک حرفی

غنیم عقل بیدردی کا سر لشکر ہو آیا ہے
مناسب نہیں ہے اس موسم میں فوج غم کی بے طرفی

مزہ کب ہے او سے حلوائے گرم دل گدازی کا
کہ برف سرد مہری جس کوں ہے شیرینی برفی

سراج آنکھوں ستی تیری اشک خونیں یوں ہوئے جاری
کہ رنگ زعفرانی سب عیاں ہے موج شنگرفی

۸

۲۴۳۸ زلف[1] کافر ہیں کیوں نہ دل اٹکے
جس کی ہر لٹ میں ہیں کئی لٹکے

دل مرا چاہتا ہے اے ظالم
تیغ ابرو کے ایک دو جھٹکے

بو الہوس گرد کی طرح جھڑ جائیں
اپنے دامن کوں یار جب جھٹکے

ہے ترے[2] قد پہ زلف خم در خم
نخل صندل پہ ناگ جیوں لٹکے

جب کروں سیر باغ گلرو بن
پھول پھولا ہو آنکھ میں کھٹکے

۱؎ یہو کی زلفوں میں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۲؎ زلف مشکیں عیاں ہے تجھ قد پر ب ۳۹۱ ا۔

سوزِ غم سیں سراؔج ہے بے کل
دستِ افسوس کب تلک[1] پٹکے

۹

جان جاتا ہے اب[2] تو آ جانی | ہجر کی آگ پر چھڑک پانی 2442
دامن و آستیں کوں رو رو کر | خون دل سیں کیا ہوں افشانی
زلف[3] تیری سیں داد پاؤں گا | بات آئی ہے اب پریشانی
لالہ رو پھر[4] بہار آئی ہے | کیوں نہ ہوئے پھول کی فراوانی

گنجِ مخفی سیں آشنا ہے سراؔج
جب سیں ہوئی ہے نگاہ رحمانی[5]

---

۱ ـ ۳۹۱ ا کے اضافہ اشعار :- اس پہ مت اینچ ظلم کا خنجر جس نے کھایا ہے میں ہجر کے جھٹکے ـ عاشقاں سر کوں لا کریں قرباں نازنیں تیغ ناز جب جھٹکے ـ جب کریں گلعذار سیر چمن ـ گل کی انکھیاں میں خار ہو کھٹکے ـ آب حیوان عشق ہے نایاب خضر جس کی تلاش میں بھٹکے ـ اے سجن رحم کر سراج اوپر ـ کب تلک سیں تجھ دکھوں پٹکے ـ ۲ ـ کہہ دکھا ـ ۳۹۱ ا ۳ ـ دام میں اینچتا ہوں جمعیت ـ ۳۹۱ ا ـ ۴ ـ پر ـ ۳۹۱ ا ـ ۵ ـ ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر کعبہ میں عشق میں سر یجن کے ـ جان و دل سوں ہوا ہوں قربانی ـ کیوں نہ ہوئے موجیوتی میں یہ کا غلام ـ نظر آتی ہے شکل انسانی ـ

۱۰

موے مژگاں ہیں مری چشم میں برچھی کی انی[2] — بلکہ ہر مو ہے ترے ہجر میں ہیرے کی کنی[1] ۲۴۴
ابر نیسان برستا ہے مرے آنسو کا — کیوں نہ ہوئے موئے[3] پلک رشتۂ درِ عدنی
خار ہو آنکھ میں سلتا ہے مری برگ سمن — جب میں دیکھا ہوں میں اُس یار کی نازک بدنی
بر میں اسکے ہے عجب رنگ قبائے گلگوں — شاخ نورستہ کوں ہے گل ستی گل پیرہنی
عنبر افشانی گیسوے پری رویاں دیکھ — دل آشفتہ ہوا نافۂ مشکِ ختنی
موہنہ جادو کی لگی مجکوں تغافل سیں ترے — ختم ہے جنبش ابرو میں تری سحر فنی

تاب خورشید قیامت ستی کیا خوف سراج
روز محشر ہے ترے سر پہ رسولِ مدنی

۱۱

یار بن غیر سیں جو دل لاوے — پھر کر اپنے کیے کوں پچتاوے ۲۴۵
کب تلک ابر آتشیں فراق — کھیت پر دل کے آگ برساوے
جو برہ دُکھ سہے وہی بوجھے — دلِ بے درد درد کیا پاوے

---

۱ ہیرے کی کنی۔ ۲۹۱ ا۔ ۲ برچھی کی انی۔ ۲۹۱ ا۔ ۳ میری۔ ۲۹۱ ا۔

اوسکو پوچھوں[1] کہ کشف رکھتا ہے　　جو مرے دل کی بات بتلاوے
آج آیا ہے باغ میں لالا[2]　　کیوں نہ مرجھا کے پھول جھڑ جاوے
کیا عجب تجھ نگہ کی گرمی سیں　　آگ پانی ہو گل کی بہہ جاوے

بندۂ بے درم ہوا ہے سراج
یہ گلی چھوڑ کر کہاں جاوے

۱۲

۲۴۶۱ اگر ساقی خمارِ شوق میرے کی خبر پاوے　　شرابِ اشک رقت جام میں آنکھوں کے بھر لاوے
خدا جانے اٹھے کیا دھوم میخانے میں عالم کے　　اگر دل نشۂ بے اختیاری میں بہک جاوے
چمن میں نم بغیر اے گلبدن ہر آہ کا شعلہ　　عجب کیا آتشِ گل تربتِ بلبل میں بھڑکاوے
اگر مستی[3] تجھے درکار ہے کر گریہ رقت　　شراب اس کے نصیبوں میں ہے جو بارش کو الٹاوے
مرا آنسو اگر دریا کوں پہنچے یادِ ظالم میں　　کماں وار فلک قوسِ قزح سیں تیر برساوے
برہ کی آگ میں جلتا ہوں پن امید باقی ہے　　کبابِ دل مرا شاید نشہ میں یاد فرماوے

سراج اب عاشقوں کوں انتظارِ جاں نثاری ہے
پتنگوں کی مراد آوے اگر وو شمع رو آوے

۱؎ پوچھے ۔ک۔ ۲؎ لالہ ۔ک۔ ۳؎ ح ندارد۔

۱۳

۲۴۶۸ ترش روئی کی تم اب لانے لگے طرزیں نئی — کوئی دنوں تھی فصل میٹھوں کی سو شاید ہو گئی

زش چشم خوش نگاہاں جس کوں پا انداز ہے — کیوں نہ اس کے پانوں کا رنگ حنا ہوے مٹی

گر بیاض چشم گریاں میں لکھوں اس لب کے وصف — کیا عجب یہ کاغذ ابری اگر ہوئے پسنی

دیکھ تیری زلف کوں کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب — اصل میں بدرگ ہے جس کی قوم ہے کاکانی

نہیں ہوا اس شمع رو پر ایک قربان سراج
ہیں وو حسن آتشیں کے ایسے پروانے[1] کئی

۱۴

۲۴۷۳ نہ کہئے زلف کوں تیری اگر سنبل تو کیا کہئے — مگر اس حسن عالم گیر کا بال ہما کہئے

کلید آہ سیں صندوق دل کا قفل کھلتا ہے — الٰہی[2] کارخانے کا او سے مشکل کشا کہئے

سبب لیلیٰ کے پایا لیلیٰ اصلی کوں مجنوں نے — رخ دلدار کوں آئینہ معنی نما کہئے

ترا قد سر سیں لیکر پانوں لگ روح مجسم ہے — اگر نور خدا کہئے تو بے جا نہیں بجا کہئے

جہاں وو نور کی تصویر گذرے خوش خرامی سیں — مہ و خورشید کوں آئینہ دار نقش پا کہئے

۱؎ مردانے۔ ج ۔ ۲؎ ابھی اس ۔ ۲۹۱ ا۔

حیات جاوداں ہوئے مجکوں حاصل اسکے دیکھے سیں تری چاہِ ذقن کوں چشمۂ آبِ بقا کہیے

ہوا ہے جیوں سراج از بس کہ غم کی آگ میں سوزاں
دلِ بے تاب کوں پروانۂ بزمِ فنا کہیے

۱۵

عجب اُس[1] پری رو کی بانکی ادا ہے کہ جس پر سیں میرا دل و جاں فدا ہے ۲۴۸۰

سلامت رہے جانِ عشاق کیونکر پلک ہے کٹاری نگہ نیمچا ہے

دیا تجکوں شمشاد خطِ غلامی تجھے سرو آزاد کہنا بجا ہے

گلستانِ خوبی میں اے حور پیکر ترا سرو قد سدرۃ المنتہیٰ ہے

دلآرام[2] سیں ایکدم دور رہناں ستم ہے الم ہے جفا ہے بلا ہے

صدف میں مری چشمِ گوہر فشاں کے ہر ایک قطرہ آنسو[3] دُرِ بے بہا ہے

پلک بادباں اشک ہے قعرِ دریا مری چشم[4] کشتی و غم ناخدا ہے

عجب نہیں اگر ہو دل و جاں سیں قرباں ترا دیکھنا مجھ کوں عیدالضحیٰ ہے

[1] ح میں "اس" چھوٹ گیا ہے۔ [2] جدا ایک ساعت سریجن سوں۔ ۳۹۱ ا۔ [3] انجھو۔ ۳۹۱ ا
[4] چشم کشتی کوں۔ ۳۹۱ ا۔

سراؔج اب شہادت محبت میں پایا
گلی شوخِ خوں ریز کی کربلا[1] ہے

۱۶

عشق میں اول فنا درکار ہے — دل سیں ترکِ ماسوا درکار ہے ۲۴۸۹
ترکِ مقصد عین مقصد ہے او سے — جس کوں دل کا مدعا[2] درکار ہے
دل بتنگ آیا ہے اب لازم ہے آہ — غنچۂ گل کوں صبا درکار ہے
زخمیٔ غم کیوں نہ کھینچے آہِ درد — حلقِ بسمل کوں صدا درکار ہے
وصفِ زلفِ یار کا آساں نہیں — رشتۂ فکرِ رسا درکار ہے
ہے[3] لبِ ساقی میں چشمہ خضر کا — گر تجھے آبِ بقا درکار ہے
رنگ میرا کانِ زر ہے اے صنم — مجھ سیں[4] آ مل گر طلا درکار ہے
گوشۂ ابرو دکھا اے قبلہ رو — مجکوں محرابِ دعا درکار ہے

۱؎ ۳۹۱ ل کے اضافہ شعر : ۔ عطا کر بھکاری کوں ٹک روپ درسن ۔ مرا دل سجن تجھ گلی کا گدا ہے ۔ تری خاک ہے نور دیتی نین کوں ۔ وہی حق میں عشاق کے تو تیا ہے۔ ۲؎ پیو کے لب میں دیکھ ۔ ۳۹۱ ل ۔ ۳؎ دیکھ اسکوں ۳۹۱ ل ۔

دلِ رقیبوں کا جلانے اے سراج[1]
آتشِ رو دلربا درکار ہے[2]

۱۷

۲۴۹۸ ترا رخ صبح کوں شمس الضحیٰ ہے | شبِ تاریک میں بدر الدجا ہے
پلا جا شربتِ[3] دیدار ظالم | شہیدِ غم شہیدِ کربلا ہے
مرا دل بحرِ بے پایانِ غم میں | جہازِ بے خودی کا ناخدا ہے
طریقِ عشق میں مجکوں ہمیشہ | محبت دوستِ غم آشنا ہے
قیامت لگ نصیب اسکوں شفا نہیں | مرا دردِ جگر کیا لا دوا ہے
زباں پر عاشقِ وحدت نوا کی | بیانِ "لیس فی دلقی سوا" ہے
خطر اس کوں نہیں ہے راہِ غم میں | امامِ عشق جس کا پیشوا ہے
مرے غواص دل کوں یوں ہے معلوم | کہ دریائے جنوں بے انتہا ہے

ا۔ ۳۹۱ کے اضافہ اشعار یہ ۔ جو ذکرے تعریف اس کی ذات کی ۔ اس کے تئیں فکرِ رسا درکار ہے ۔ کاں ہے وو ہمرنگ میرا آشنا ۔ کاہ اوڑانے کہربا درکار ہے ۔ ۲۔ ہوش کھونے عاشقوں کا لے سراج شاہدِ گل کوں قبا درکار ہے ۔ ۳۔ تک ۔ ۳۹۱ ا۔

سراج[۱] اس شمع رو کی یاد ہر دم
دل بیمار میرے کا عصا[۱] ہے

۱۸

دل[۲] یار سیں آشنا ہوا ہے　　بن مجھ ستی بے وفا ہوا ہے ۲۵۰۷

آنکھوں کے صدف میں قطرۂ اشک　　کیا گوہر[۳] بے بہا ہوا ہے

مصحف میں جبیں کے مد[۴] ابرو　　بسم اللہ ابتدا ہوا ہے

آئینۂ دل کہ بے صفا تھا　　تجھ عشق سیں خوش جلا ہوا ہے

معشوق[۵] ہے عاشقوں کا عاشق　　ہاتف سیں مجھے ندا ہوا ہے

عاشق ہے وو کوئی کہ دو جہاں[۶] سیں　　آزاد ہو بے ریا ہوا ہے

کیا وجہ کہ دو ہلال ابرو　　اس چاند میں کم نما ہوا ہے

ہے پنجۂ عشق بس کہ پرزور　　پیراہن دل قبا ہوا ہے

۱۔ م ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ شب ہجراں میں ہر دم نالہ جاں کاہ۔ دل بیمار میرے کا عصا ہے۔ ۱ے سراج ازبس ہوا منصور ثانی۔ زباں پر "لیس فی دلقی سوا ہے" م ۳۹۱ ا۔ ۲ے دل پیو ستی۔ م ۳۹۱ ا۔ ۳ے ہر یک دُر م ۳۹۱ ا۔ ۴ے تجھ مکھ کے صفحے پر۔ م ۳۹۱ ا۔ ۵ے مدا وپر۔ ح۔ ۶ے پیو جیو سوں جدا نہیں ہے یک آں۔ م ۳۹۱ ا۔

آسوز دل سراج کوں دیکھ
پروانہ جاں فدا ہوا ہے

۱۹

۲۵۱۶ کیا طریق نذر بھیجوں خوش ادا کے واسطے — دل تصدق بلکہ جاں اس دلربا کے واسطے
تا شتابی بیں ہلال ابرو کوں دیکھے اس سبب — چاک دل نے ہات کھولا ہے دعا کے واسطے
کب نظر آویگا یارب وو مرا آرام جاں — دوست بیگانے ہوئے جس آشنا کے واسطے
عشق کی آتش میں سیماب دل بیتاب دیکھ — شعلہ محنت میں مت جل کیمیا کے واسطے
دانہ یاقوت دل میرکوں رکھ اے کان حسن — تکمہ گر درکار ہے بند قبا کے واسطے
کھول کر آنکھوں کی جھولی شوق دل محتاج ہے — بھیک دے دیدار کی ظالم خدا کے واسطے

ہے او سے نور بقا صبح ابد لگ جیوں سراج
شمع سا جو کوئی کمر باندھا فنا کے واسطے

---

۱ بندہ ہے سراج یا محمد۔ توں شاہ نزا کدا ہوا ہے۔ ۲ ۳۹۱ ا۔ ۲ بیجاؤں بیاکے۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ کاں ہے یارب نیں نظر آتا ہے وو۔ ۴ ۳۹۱ ا۔ ۵ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ تجھ گلی میں دل گدا ہو کر کھڑا ہے منتظر۔ دیت درس دے بھکاری کوں خدا کے واسطے۔ ۶ اے۔ک۔

۲۰

۲۵۲۳ ہوئے ہیں ہم فدا بادِ صبا کے — کہ آتی ہے گلی سیں دلرُبا کے
صنم[1] کس بند سیں پہنچوں ترے[2] پاس — ہزاروں بند ہیں تیری قبا کے
کرا وس سوزنِ پلک نے دل مشبک — حمایت کے کئے ہیں بند نا کے
ہوئے مستِ الست اس دور میں ہم — لئے ہیں اپنے سر وعدے بلا کے
نہ ہوویں بیگانہ کیوں ہر آشنا سیں — کہ ہیں ہم آشنا نا آشنا کے
بسایا[3] قول دے ویرانۂ دل — سبب کیا ہے کہ بھاجا غم کے ڈاکے

سراج اس چشمِ[4] وحشی کوں کیا رام
ہرن عاشق ہوئے اس کی صدا کے

۲۱

۲۵۳۰ اے زاہد تو تمہیں فردوس کی تمنا ہے — ہمیں تو آگ میں گلزار کا تماشا ہے
ہماری شوخی و رندی سیں کیا تجھے واعظ — اس میں رہ کہ ترا کام زہد و تقوا ہے

---

۱ سجن۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ گن۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ مگر دل کا بسایا قول دے کر۔ ۳۹۱ ا۔
۴ کے نیں میں آہ سوں رام۔ ۳۹۱ ا۔

اے بے خبر تو نہیں دل کے راز سیں محرم — ہمارے حال پہ تیرا یہ طعن بے جا ہے

ہمارے مشرب رندی[1] کا سد راہ نہ ہو — عبث اے زاہد پرفن یہ شور و غوغا ہے

موافقت کرے کیوں میکشوں ستی زاہد — ادہر شراب اودہر مسجد و مصلے ہے

صنم[2] کے عارض و قامت کوں دیکھ اے غافل — اگر ہوائے بہشت آرزوئے طوبا[3] ہے

گلہ کسی کا نہ کر اے سراج ہر گز توں
خموش ہو کہ سمجھ یہہ عجب معما ہے

۲۲

پیاری بات پیارے کی جو کوئی مجکوں سناتا ہے ۲۵۳۷
جگر سیں تاب دل سیں ہوش تن سیں جی الجھاتا ہے

تمہارا[4] اسم اعظم ورد کرنے اضطراب دل
پلک کے ہات سیں آنسو کی لے سمرن پھراتا ہے

مرے دل پر بھی ہے جب سیں یاد دامن الفت
مثال غنچہ اپنے پیرہن میں نہیں سماتا ہے

۱ے ابوالکا۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ے پیا۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ے طوبی۔ ۵۸۴ ا۔ ۴ے پیاکا۔ ۳۹۱ ا۔

مری[۱] آنکھوں کے دو نو پٹ کھلے تھے انتظاری میں
سو ویسے میں یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ آتا ہے

نہیں ہے مدعا اس شوخ کا عاشق کشی اوپر
شہیدوں کوں دم[۲] شمشیر کا پانی پلاتا ہے

مرے پیغام کوں ہرگز نہیں ہے حاجت قاصد
تصدق تجھ پہ ہونے کوں مرا جی آپہہ آتا ہے

لگی اس شمع روسیں کیا لگن پروانۂ دل کوں
کہ مانند سراج اس غم میں اپنا جی جلاتا ہے

۲۳

تری تیغ نگہ کا دل نے موہنہ پر وار کھایا ہے
پھر آخر کیوں نہ ہوے راؤ دیکھو کیا جی جلایا ہے ۲۵۴۴

عبث ہے آشنائی ان وفا نا آشنایوں کی[۳]
اسی احوال پر یہہ شعر ہم کوں یاد آیا ہے

ہمارے دل کی جو کوئی قدر تجھے[۴] تو اوسکوں دل دیجے
نہ دیجے دل کسی بے درد کوں یہ دل پرایا ہے

کسی استاد تیر انداز نے لئے سیں نگاہوں کی
ہمارے تودۂ دل پر عجب لیسیں[۵] چلایا ہے

۱۔ نین کے پٹ کھلے میں انتظاری میں سر جن کے۔ ہ۲۹۱ ا۔ ۲۔ ایس کی تیغ کا۔ ہ۲۹۱ ا۔ ۳۔ ہیں۔ ہ۲۹۱ ا۔ ۴۔ یساں ہ۲۹۱ ا
۵۔ لی ہیں۔ ہ۲۵۸ ا۔

یکایک کھول کر مٹھی[1] پلک کی موند لیتے ہیں — مری آنکھوں نے شاید خواب میں کوئی لعل پایا ہے

وو ظالم کیا قیامت ہے کہ انداز تغافل میں — جواب گریۂ عاشق لبوں میں مسکرایا ہے

سراج محلس بے تابی دل اس کوں کہ سکیئے

کہ جس عاشق نے جیوں پروانہ رمز عشق پایا ہے

۲۴

۲۵۵ اگر مسجد میں اے زاہد وو مست نیم خواب آوے — ترے ہر دانۂ تسبیح میں بوئے شراب آوے

فجر ہوئی منتظر ہوں قاصد باد صبا کا میں — کتابت[2] آہ کی بھیجا ہوں اثنا ید جواب آوے

غزل خواں گر خوش آوازی سیں آوے مجھ طرف ہو کر — رگ[3] جاں سیں صدائے نغمۂ تار رباب آوے

بجا ہے گر تمہارے نقش پا کی دھول اوڑنے سیں — ہر ایک ذرّہ کا استقبال لینے آفتاب آوے

عجب کیا نعمت دیدار ساقی دیکھ آنسو پر[4] — ہمارے دیدۂ نادیدہ کے منہ میں لعاب آوے

گل[5] اپنے رنگ پر مغرور بیجا ہے ترے ہوتے — پسینا لا وے شبنم کا اگر اوس کوں حجاب آوے

سراج اوس قد موزوں کے تصور میں تعجب نہیں

کہ فکر سر سری سیتی ہر ایک فرد انتخاب آوے

---

۱ دونوں پلک کو موند لیتا ہوں۔ ک۔ ۲ کتاب آہ۔ ح۔ ۳ ہر یک رگ سوں۔ ۳۹۱ا۔ ۴ میں۔ ک۔ ۵ اپس کے رنگ مغرور ہے پیو کے مقابل گل۔ ۳۹۱ا۔

۲۵

2558 ہجر کی آگ میں عذاب نہ دے — مثل سیماب اضطراب نہ دے
صندلی حسن ہے ترا درکار — درد سر کوں مرے گلاب نہ دے
بس ترا دور چشم اے ساقی — ہوش کھونے مجھے شراب نہ دے
زاہد خشک کوں شراب نہ دے — آگ دے خار و خس کو آب نہ دے
اپنے ماروں کو مت پریشاں کر — زلف مشکیں کوں پیچ و تاب نہ دے
عاشقوں کوں ہے لذت دشنام — ہر کمینے کوں یہہ خطاب نہ دے
کس نے اے بحر حسن تجھ کوں کہا — کہ کسی تشنہ لب کوں آب نہ دے

کام جاہل کا ہے سخن چینی
اے سراج اس کوں تو جواب نہ دے

۲۶

2566 یار کے گیسو کا پیچ و تاب کھینچا چاہیے — اس صعوبت کا ایکدم قلاب کھینچا چاہیے

۱؎ غم کی آتش میں مجھ۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ بس ہے تیری نگاہ اے ساقی۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ مارے۔ ۳۹۱ ا۔ ۴؎ ہجر کی آگ میں جائے سراج۔ اس کو ظالم اتنا عذاب دے۔ ۳۹۱ ۵؎ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ اپنی تیغ نگہ سوں سحر سوں قتل کرنے میں وہ تاب نہ دے۔

گلبدن شاید کہ ہوئے مہرباں رونے ستی　　اب گلابِ دیدۂ بے خواب کھینچا چاہیے
آہ کر تا خونِ دل پانی ہو آنکھوں سیں بہے　　کیونکہ بن دستی کوئے سیں آب کھینچا چاہیے
ہے تپِ دل کی دوا آسان لیکن جب ملے　　اسکے لب سیں شربتِ عنّاب کھینچا چاہیے
یار تھا غمخوار تھا دردو بلا میں بارہا[1]　　ہر طرح نازِ دلِ بے تاب کھینچا چاہیے
جس ورق پر ہے مری بے تابیِ دل کا بیاں　　گرد اُس کے جدولِ سیماب کھینچا چاہیے

اے سراج آیا ہے میرا ساقیِ مجلس فروز
عشرتِ دل کی شرابِ ناب کھینچا چاہیے

۲۷

ہمارا[2] سروِ قد جادو لقب ہے　　کہ جس کوں دیکھ کر قمری[3] عجب ہے　　۲۵۷۴
ترے ابرو پہ نقطہ خال کا دیکھ　　ہوا معلوم بیتِ منتخب ہے
ترے بن اے گلِ باغِ محبت　　شتابی آ کہ بلبل جاں بلب ہے
کیا ہے عید کے دن وعدۂ وصل　　بتاؤ عید کا اب چاند کب ہے

---

[1] پیو کی گلی میں۔ ب ۳۹۱ ا۔ [2] یار تھا۔ ب ۵۸۵ ا۔ [3] عجب وو من ہرن۔ ب ۳۹۱ ا۔ [4] عالم۔ ب ۳۹۱ ا۔

گزر کر کوچۂ گل رو میں یک بار　　اگر فردوس رضواں کی طلب ہے
صنم کی زلف کوں رخسار پر دیکھ　　چھپا خورشید بوجھا وقت شب ہے
سراج اب مجکوں یوں روشن ہوا ہے
کہ شمع محفل دانش ادب ہے

۲۸

شراب معرفت پی کر جو کوئی مجذوب ہوتا ہے　　در و دیوار اُس کوں مظہر محبوب ہوتا ہے ۲۵۸۰
مرے سیں ازہ غم کا تحمل ہو نہیں سکتا ہے　　جدائی میں کیا جو کوئی کہ صبر ایوب ہوتا ہے
مرا دل پیچ و تاب عشق سیں یہاں لگ پریشاں ہے　　کہ اُسکی زلف کے رشتے میں جا منسوب ہوتا ہے
حجاب عشق کوں نہیں جلوۂ دیدار کی طاقت　　مرا دل یاد سیں دلدار کی محجوب ہوتا ہے
خط شب رنگ سیں تیرے لب رنگیں کوں قیمت ہے　　اگرچہ لعل جو مودار ہے معیوب ہوتا ہے
نہیں ہے تاب مجکوں ہجر کے طومار لکھنے کی　　مرا دل پیچ کھا سینے میں خود مکتوب ہوتا ہے

۱ے تمہارے سلسلے میں ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲ے دیا ہے زیب تجہ لب کوں خط شب رنگ پہ سبزی
۳۹۱ ا ۔ ۳ے اپس کا درد کا پیغام پیو کے پاس پہنچانے ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴ے
جیوں ۔ ۵۰۴ ا ۔

سراج ازبس نزاکت ہے ہمارے شعر رنگیں میں
جو کوئی نازک طبیعت ہے اوسے مرغوب ہوتا ہے

۲۹

دل مرا ساغرِ شکایت ہے — زہرِ غم بس کہ بے نہایت ہے ۲۵۸۶
وو نہیں مجھ پہ کیوں نہ ظلم کریں — چشم خوں ریز کی حمایت ہے
دیو مجھے لاکھ دام کی جاگیر — زلف کھولو بڑی رعایت ہے
نقد دیدار بوالہوس کوں نہ دیو — اس میں سرکار کی کفایت ہے
بے گناہوں کوں قتل کرنے پہ — مفتیِ ناز کی روایت ہے
ہیکل لختِ دل میں حرفِ وفا — مرشدِ عشق کی عنایت ہے

شمع روشن بیانِ سوز سراج
کہ عجب درد کی حکایت ہے

۱ مثال گل ہر یک کے طبع کوں۔ ۲۹۱ ا۔ ۲ آتش پر۔ ۲۹۱ ا۔ ۳ ہجر کا درد۔ ۲۹۱ ا۔ ۴ ہے، ۲۹۱ ا کے اضافہ شعر حسب ذیل ہیں۔ اے ستمگر تری جدائی میں۔ ہر طرف درد کی حکایت ہے۔ آہ برپا ہے آج تجھ غم میں۔ عشق کی فوج کا یہ راوت ہے۔ خط نہیں گرد عارض گلرو۔ مصحف حسن کی یہ آیت ہے۔ ۵ قتل کرنے پہ ہم شہیدوں کے۔ ۲۹۱ ا۔

۳۰

۲۶۰۳ جس کوں دردِ جگر کی لذت ہے ۔۔۔ زہر اس کوں مثالِ امرت ہے

دیکھ تجھ ناز کی نزاکت کوں ۔۔۔ نکہتِ گل شہیدِ حیرت ہے

کم نمائی سیں اس قمر رو کوں ۔۔۔ ماہِ نو کی مثال شہرت ہے

میری آنکھوں میں یار کی تصویر ۔۔۔ عکس آئینۂ محبت ہے

جہانج میں کیوں نہ آوے دل میرا ۔۔۔ تجھ جدائی کی مجکوں نوبت ہے

کیا چکا بو ہے زلف میں تیری ۔۔۔ آرسی جس کوں دیکھ حیرت ہے

وصل میں اضطراب جاتا نہیں ۔۔۔ سو قرن مجکوں ایک ساعت ہے

مثلِ آئینہ کر مند پوشی ۔۔۔ صافیٔ سینہ ترکِ زینت ہے

پھر پتنگوں کا شور اٹھا سراج

جلوۂ شمع رو قیامت ہے

ا۔ تیری برہ۔ ۳۹ا ا۔ ۲۔ کھینچ مکھ پر نقاب اے ظالم۔ ۳۹ا ا۔ ۳۔ کی شب میں اے پری پیکر۔ ۳۹ا ا۔ ۴۔ ۳۹ا ا کے مختلف اشعار۔ گردشِ چشم میں تری اے شوخ۔ دل لجانے کی کیا عجب گت ہے۔ کام ہوتا ہے مجھ پہ جادو کا۔ کیا بلا تجھ ادا کی حرفت ہے۔ برق نالا کہ تاب بے دم ہو۔ بس کہ تیری نگہ میں شرت ہے۔ دیکھ تجھ ناز کی نزاکت کوں۔ نکہت گل شہید حیرت ہے۔ پیچ دینے کوں عاشقوں کے سراج۔ زلف پیو کی بلا ہے آفت ہے۔

۳۱

۲۶۱۰ دل مرا رخصت طلب ہے دام الفت سیں مرے[1] | من ہرن تنہا ید کہ وحشی ہے محبت سیں مری
ہوں گرفتارِ خیالِ غمزۂ آہو نگاہ | دام ہے موجِ پری تاثیر وحشت سیں مری
انتظارِ چشم ساقی میں گیا ہے جی مرا | دیدہ ہو نرگس اوگے البتہ تربت سیں مری
عکس میرا جلوہ گر ہووے اگر گرداب میں | آب ہوئے آئینۂ تصویر حیرت سیں مری
تلخیٔ غم بوجھتا ہے شربت شیرینِ عیش | ہے دہانِ کوہکن پر زہر شربت سیں مری
دشتِ غم میں ہے مجھے خارِ مغیلاں برگِ گل | فرشِ مخمل دور ہے خواب فراغت سیں مری

شعلہ رو بن سوز دل سیں بس کہ روتا ہوں سراج[2]
شمع پانی ہو گئی ہے اشک رقت سیں مری

۳۲

۲۶۱۷ اس زلف مشک بو کی ختن میں لپٹ گئی | بر جا ہے قدر نافۂ تاتار گھٹ گئی
دیوانہ قید ہوش سیں آزاد ہو گیا | شکر خدا کہ پانوں کی زنجیر کٹ گئی

---

[1] ک میں ردیف "تیری" ہے ۔ [2] گرچہ جان و دل سوں ہوں مشتاق اسکا اے سراج ۔
بے خبر ہے یار درد بے نہایت سوں مرے ۔ [۳۹۱] ا ۔

حیراں ہوں اس کی ابروے پرچیں کوں دیکھکر
تقصیر کچھ نہ تھی کہ یہ سیفی الٹ گئی

ڈرتا تھا میں وو کاکل کافر کی پیچ سیں
آخر کوں ہو[1] کہ ہار گلے سیں لپٹ گئی

میں بے خبر تھا ہو[2] کے تبسم نے کی خبر
بلبل کی نیند خندۂ گل سیں اوچٹ گئی

آنے میں اس کے اشک رواں بند ہو گئے
اس تندخو کی دہاک سیتی فوج ہٹ[3] گئی

اب عرض حال یار سیں لازم ہے اے سراج
تنہا ہے شمع بھیڑ پتنگوں کی چھٹ گئی

۲۳

۲۶۲۴ جس کوں ملک بے خودی کا راج ہے
ہے زمیں تخت اور بگولا تاج ہے

خواب میں وو زلف[4] مشکیں دیکھناں
حق میں میرے لیلۃ المعراج ہے

دیکھ کر لشکر غنیم عشق کا
کشور عقل و خرد تاراج ہے

اے طبیب مہرباں! بیمار ہجر
شربت دیدار کا محتاج ہے

یار کی آنکھوں میں ہے جیسی حیا
چشم نرگس میں کہاں یہ لاج ہے

---

[1] بار ہا وو ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] اس کے ۔ ۳۹۱ ا ۔ [3] ہٹ ۔ ک ۔ [4] تیری زلف کوں ۔ ۳۹۱ ا ۔

اُس کماں ابرو کے تیرِ ناز کا[1]　　سینہ چاکوں کا جگر آماج ہے
دل مرا تجھ غم سیں اے جانِ علاج
بیشتر بے تاب کل سیں آج ہے

۴۴

۲۶۳۱ گرچہ خوبی کے چمن میں قد ترا شمشاد ہے　　قمریوں کے شور سیں لیکن نپٹ آزاد ہے
تجھ برہ کی صوبہ داری کے عمل میں ہر طرف　　ظلم ہے، افسوس ہے، فریاد ہے، بیداد ہے
لاؤبالی شوخ کے دل میں نہیں آتا ہے رحم　　ہوش و صبرِ عاشقِ بیدل اگر برباد ہے
ایک گردش میں صنم کی چشم نے کھویا ہوش　　دل لے جاکوں[2] یہہ ساحر کیا بلا اوستاد ہے
مسجدِ وحشت[3] میں پڑھتا ہے تراویح جنوں　　مصحفِ حسنِ پری رخسار جس کوں یاد ہے
کیوں نہ ہووے دل ہمارا[4] ہمسرِ باغِ ارم　　یادِ رخسارِ پری رویاں سیں خلد آباد ہے
ہات میں شمشیر[5] لے آتا ہے وو جلاد خو　　عاشقوں کوں عیدِ قرباں کی مبارکباد ہے
کیوں نہ جاری ہوئے جوئے شیر آنکھوں سیں[6] مری　　نالہ جانکاہ دل پر تیشۂ فرہاد ہے

۱ تجھ نگہ کے تیس کا اے خوش زمیں۔ مخ ۳۹۱ ا۔ ۲ گر۔ ک۔ ۳ مسجد غم میں تراویح جنوں کیوں نا پڑھے مخ ۳۹۱ ا۔ ۴ مراب۔ مخ ۳۹۱ ا۔ ۵ خنجر بہ کف۔ مخ ۳۹۱ ا۔ ۶ مجھ آنکھوں سنتی۔ مخ ۳۹۱ ا۔

عاشقوں کے مرغ دل کے صید کرنے کوں سراج
تار زلف خوش نگاہاں رشتۂ صیاد ہے

۳۵

رنگیں بہار گلشن غم رنگ زرد ہے — موج نسیم باغ جنوں آہ سرد ہے
جز شربت وصال نہیں ہے علاج او — جس کے جگر میں دوری ساقی کا درد ہے
جو عاشقی کے درد میں جیو زرد ہوئے ہیں زرد — اکسیر ان کے دامن ہمت کی گرد ہے
بازی دیا ہے مجکوں ترے ہجر نے صنم — شش در میں غم کے بند مرے دل کی نرد ہے
ہے مطلع قصیدۂ انوار جیوں سراج
دیوان کائنات میں جو کوئی نہ فرد ہے

۳۶

سیماب جل گیا تو او سے گرد بولئے — عاشق فنا ہوا تو او سے مرد بولئے
شربت کوں خون دل کے پیوز ہر سا گھونٹ — ایسا طبیب کاں ہے جسے درد بولئے
ہے کیا کتاب مطلع انوار رخ ترا — سورج کوں جس کا یک ورق زرد بولئے

۱؎ پیو کی جدائی۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ اے۔ ۴۴۵ ل۔ ۳؎ اپس لہو کا۔ ۳۹۱ ل۔ ۴؎ کہاں۔ ک۔

جیوں بوئے ہوئیں ہم ہر یک رنگ گل میں ہم		اے بلبلو! صدائے انا الورد بولئے
البتہ ہووے مطلع دیوان آفتاب		تجھ حسن کی صفت میں اگر فرد بولئے
بازی ہے جان ہجر ہے ہار اور وصال جیت		غم ہے بساط دل کوں مہرے نرد بولئے[1]

ہے آگ عاشقوں کا دم سرد اے سراج
اور آگ کی لپٹ کوں دم سرد بولئے

۳۷

آتش غم سیں مرے باغ میں گر دود اٹھے		برگ گل سیں شرر شعلۂ نمرود اٹھے ۲۶۵۲
کشتۂ خنجر بیداد صنم حشر کے دن		سرخرو ہو صفت عشاق میں خوشنود اٹھے
رقت دل سیں مرے چشمۂ خورشید ستی		جوش فوارۂ اشک جگر آلود اٹھے
ان عذابوں ستی چھوٹے نہ رہے یہ وحشت		اپنی وادی سیں اگر یہہ دل مردود اٹھے

سرمۂ چشم ہے خاک قدم یار سراج
آرزو ہے کہ غبار رہ مقصود اٹھے

۱؎ ہے جگ میں جیت اسی کی جو کوئی عشق باز ہے ـ یہ دل نہیں ہے جگ کے جیسے نرد بولئے

ص۲۹۱ ا ـ

۳۸

۲۶۵۷ جو کوئی نقصان میں سرمایۂ بہبود کوں دیکھے　　زمیں میں ڈال تخمِ دل[1]، بر مقصود کوں دیکھے

ملے گلزارِ ابراہیم اس کوں وصل جاناں کا　　جو کوئی اول برہ کی آتش نمرود کوں دیکھے

کبابِ دل کوں میرے تہمت خامی کی طاقت نہیں　　جسے باور نہیں تو شعلۂ بے دود کوں دیکھے

خمارِ شوق سیں خمیازۂ بے طاقتی کھینچے　　اگر نرگس تمھاری چشمِ خواب آلود کوں دیکھے

اگر کوئی جلوۂ دیدار پاوے اس پری رو کا　　بہ آئینہ میں عکسِ طالعِ مسعود کوں دیکھے

بجا ہے گر کلیمِ وقت کہئے اے سراج اس کوں
جو کوئی ہر یک تجلی میں ہوالموجود کوں دیکھے[2]

۳۹

۲۶۶۳ دلِ منتظرِ جلوۂ خورشید ہوا ہے　　ہر داغ[3] اوسے روزنِ امید ہوا ہے

روشن ہے سبب عشق کے کیفیتِ عالم[4]　　آئینۂ دل ساغرِ جمشید ہوا ہے

---

۱ عشق۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ کرے گا بے خودی میں محو زاہد خودنمائی کوں تامل سیں اگر اس ہستی نابود کوں دیکھے۔ ۳ گل گلشن۔ ۳۹۱ ا۔ ۴ کرتا ہے تیرے مکھ کی تجلی کا تصور آئینۂ دل ساغرِ جمشید ہوا ہے۔ ۳۹۱ ا۔

ازبس[1] کہ مری لیلیٰ خوش قد کا ہے مجنوں — گلزار میں ہر سرو بھی بید ہوا ہے
میٹھا ہے اوسے آبِ دمِ خنجرِ قاتل — دھوہات جو کوئی جان سیں نومید ہوا ہے
نہیں تشنہ لبی اس کوں مثلِ آبِ خضر کی
جو عشق ستی زندۂ جاوید ہوا ہے

۴۰

چہرے پہ گلبدن کے عجائب بہار ہے — جس کے[2] بغیر بلبلِ دل بے قرار ہے ۲۶۶۸
یا برگِ گل پہ سبزہ سیراب ہے عیاں — یا لعلِ لب پہ خطِ زمرد نگار ہے
ازبس کہ شمع رو کی جھلک کی نہیں ہے تاب — فانوسِ شمع جیب زباں کا حصار ہے
تجھ شوق[3] کی جھڑی سیں ہوا چاک چاک دل — معلوم یوں ہوا کہ بہشتی انار ہے
سیرِ چمن میں لالہ کھلے غم کے بند کا — گلرو کا دیکھنا اوسے باغ و بہار ہے
دامن ترے کوں ہات لگاؤں تو کیا عجب — تجھ پہ بھی ہے عیاں کہ مرا خاکسار ہے
حق میں مرے ستم ہے تری چشم اشک بار — دل چھیدنے کوں زور فرنگ آبدار ہے

۱؎ تجھ باغ ہر ایک باغ میں ہے داغ بہ یاد برگ۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ جس دیکھنے کوں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ عشق۔ ک۔

مہندی کوں توڑ پانو سیں باہر نکل شتاب[1] 　　ہر ہر قدم پہ خونِ شہیداں نثار ہے

میری طرف سیں یار کوں جا بول اے سراج[2]
عالم ترے جمال کا امیدوار ہے

۴۱

عجب میں ہوں کہ دل آئینہ وار کس کا ہے 　　کیا ہے آپ سیں بے اختیار کس کا ہے ۲۶۷
صنم کی طرزِ تغافل کوں دیکھ حیراں ہوں 　　کہ دل میں آئینہ رو کے غبار کس کا ہے
مرے خیال کے گلشن کوں جن نے سبز کیا 　　نہ جانوں خط زمردنگار کس کا ہے
دو چار آئینہ میں تجھ کوں دیکھ سکتا نہیں 　　پھر اس جہاں میں مجھے اعتبار کس کا ہے
اسی خیال سیں کھنتا ہوں میں ہم آغوشی 　　کہ آج وو گل بے خار ہار کس کا ہے
وو صبح اوپر اگر چرخ چرخ کھایا نہیں 　　تو مہر طشتِ جواہرنگار کس کا ہے
ہوا ہوں آج نپٹ زخمِ عشق سیں بے کل 　　کہو کہ خنجر زہر آبدار کس کا ہے
جو کوئی ہے بلبل گلزارِ عشق اوسے پوچھو 　　کہ وو صنم گلِ رنگیں بہار کس کا ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں بے قرار جیوں سیماب 　　برہ کی آگ ہے[2] یہاں اختیار کس کا ہے

[1] یک سوں نکل گھر سوں بے حجاب ۔ ب ۳۹۱ ا ۔ [2] ہے میں ۔ ک ۔

قبول کر نذرِ عندلیبِ گلشنِ شوق　　کبھی تو کہہ کہ دل چاک نارکس کا ہے
جلا کے خاک کیا پن کبھی بھی یوں نہ کہا
سراج سوختہ دل خاکسار کس کا ہے

۴۲

کیا وار دل کے پار ہیں پیار کے پیارکے　　کاری ہیں زخم خنجرِ زہر آب دار کے　۲۶۸
ہوئے کیوں نہ تازہ سبزۂ خط باغ حسن میں　　پایا ہے آب چاہ زنخداں سیں یار کے
دل کوں تمھاری زلف کی لٹ کا خیال ہے　　ڈالو شکار بند گلے ہیں شکار کے
دیکھا ہوں جب سیں دانت ترے رنگ پان سیں سرخ　　میری نظر میں ترش ہیں دانے انار کے
یک جرعہ آکہ شربتِ دیدار تک پلا　　کئی دل ہوئے شہید ترے انتظار کے
قاتل کی تیغ نگہ غضب آلود دیکھ کر　　جاتے رہے ہیں پانو مرے اختیار
خورشید رو بغیر شب غم میں ہیں سراج
روشن چراغ اشک رواں کی قطار کے

لے یا زخم ہینگے۔ ۳۹۱ ا۔ لے شیریں دہن کے دیکھ دہن رنگ پان سیں سرخ۔ ۳۹۱ ا۔ لے یک
ک۔ لے کے باج۔ ۳۹۱ ا۔ لے اے۔ ک۔ لے ہوئے چراغ ادھو۔ ۳۹۱ ا۔

۴۳

۲۶۸۸ چشم ساقی[۱] کا جو کوئی بیمار ہے — نرگس گلزار سیں بے زار ہے

ابروئے پُرچیں سے کرتا ہے شہید — کیا بلا[۲] شمشیر جوہر دار ہے

بس کہ تجھ قد پر ہوئی ہیں مبتلا — سرو گلشن قمریوں کوں خار ہے

ہر ادا اُس غمزۂ خوں ریز کی — حق میں میرے تیر ہے تلوار ہے

زخم تیری تیغ کا اے گلبدن — سینہ چاکوں کے گلے کا ہار ہے

گردش[۳] چشم پری رو دیکھ کر — دل مرا بے جام مے سرشار ہے

ہجر میں اُس راحت جاں کی سراج
زندگی سیں جی مرا بے زار ہے

۴۴

۲۶۹۵ دل شیفتۂ زلف گرہ وار ہوا ہے — ہر تار کے سودے میں گرفتار ہوا ہے

زاہد نے ترے نرگس مے گوں کی خبر سُن — کیفیت مستی سیں خبردار ہوا ہے

۱؎ جو بیمار کی چشم ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ ظاہر اشمشیر ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳؎ نیم بسمل ہونا ہے سراج ۔
کیا بلا و ابروئے خمدار ہے ۔ ۳۹۱ ا ۔

جب سیں وو سہی قد نے کیا سیر گلستاں　　قمری کے گلے طوق جنوں ہار ہوا ہے

بازار جہاں سیر کیا نقد خرد لے　　دل جنس محبت کا خریدار ہوا ہے

فوج خرد و ہوش میں ہل چل ہے جب تے کیا　　شاید علم آہ نمودار ہوا ہے

جو کوئی نزی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہے　　نرگس کے تماشے ستی بیزار ہوا ہے

پروانۂ مقصود کوں پایا ہے سراج آج
دل سوختۂ شعلۂ دیدار ہوا ہے

۴۵

اول سیں دل مرا جو گرفتار تھا سو ہے　　میرے گلے میں عشق کا زنار تھا سو ہے ۲۷۰۲

اے شاہ حسن مجکوں تمہاری جناب میں　　مدت سیں بندگی کا جو اقرار تھا سو ہے

معلوم یوں ہوا کہ نصیبوں میں نہیں شفا　　شمشیر غم کا وار جگر پار تھا سو ہے

جیوں غنچہ سیر باغ سیں مجھ تا ہو تنگ دل　　تجھ بن مری نگاہ میں گل خار تھا سو ہے

سوزن مثال آنکھ میں سلتی ہے ہر پلک　　تیری برہ کا خار دل آزار تھا سو ہے

اب لگ غم فراق جدائی کی رات میں　　یار و رفیق و مونس و غمخوار تھا سو ہے

ے شاید کہ ظلم ۔ ک ۔ ۲ تماشا ۔ ک ۔ ۳ ہے ۔ ۲۹۱ ا ۔ ۵ اب تک ۔ ک ۔

مت بوجھ سوز عشق سیں فارغ سراج کوں
پروانہ وار جان سیں بلہار تھا سو ہے

۴۶

۲۷۰۹ ہر طرف یار کا تماشا ہے — اس کے دیدار کا تماشا ہے
عشق اور عقل میں ہوئی ہے[۱] شرط — جیت اور ہار کا تماشا ہے
خلوتِ انتظار میں اوس کی — در و دیوار کا تماشا ہے
سینۂ داغ داغ میں میرے — صحن گلزار کا تماشا ہے

ہے شکار کمند عشق سراج
اُس گلے ہار کا تماشا ہے

۴۷

۲۷۱۴ صنم[۱] جب چیرۂ زر تار باندھے — جھلک سیں کوچہ و بازار باندھے
ہزاروں تیغ بندوں[۲] کوں کرے قتل — خم ابرو کی جب تلوار[۳] باندھے
جو دیکھے ایکدم زاہد تری زلف — گلے میں زہد کا زُنار باندھے

۱؎ کی بدی ہے۔ ۳۹۱ و۔ ۲؎ دل کے داغ۔ ک۔ ۳؎ سجن۔ ۳۹۱ ا۔ ۴؎ زوار۔ ۵۰۲ ا۔ ۵؎ کے۔ ۳۹۱ ا۔

طلب کے عقدۂ مشکل کوں کھولے — جو کوشش کی کمر یکبار باندھے
جو کوئی غم کا حصارِ قلب چاہے — غبارِ آہ سیں دیوار باندھے
جو دیکھے گل رخوں کوں لاؤبالی — بجا ہے گر لبِ اظہار باندھے

سراج انکھیں کیا ہے غنچہ سیں بند
کہ تا دل میں خیالِ یار باندھے

۴۸

٢٧٢١ سرو قد آج اگر سیرِ چمن زار کرے — قمری باغ کی تئیں صورتِ دیوار کرے
طوطیاں باغ کی ہوویں آئینہ رو پر حیراں — جب لبِ[1] لعلِ تبسم سیں شکر بار کرے
گلشنِ عشق کا ہے پھول مرا داغِ جگر — ہے بجا گر وو صنم طرۂ دستار کرے
جو ترے رخ پہ خطِ سبز کوں دیکھے دو بار — سبق شرحِ گلستاں کوں تکرار کرے
زاہدِ خشک اگر کفر تجھیں[2] ہووے آگاہ — رشتۂ زلف نزار رشتۂ زنار کرے
تیشۂ آہ سیں مجھ سینہ خراشی کوں دیکھ — کوہکن لاف محبت ستی انکار کرے

اے سراج اس قدِ موزوں کے مقابل شمشاد
سرکشی ترک کرے عجز پر اقرار کرے

١ے ایس لب کوں ۔ ١٣٩١ ۔ ٢ے مشربِ رنداں دیکھے ۔ ١٣٩١ ۔

۴۹

۲،۲۸ خوب بوجھا ہوں میں اُس یار کوں کوئی کیا جانے — اس طرح کے بتِ عیار کوں کوئی کیا جانے
لے گئیں ہات سیں دل اسکی جھکی ہوئی انکھیں — حیلۂ مردمِ بیمار کوں کوئی کیا جانے
میں نہ بوجھا تھا تری زلف گرہ دار کے پیچ — تیغ کہ کیفیت مکار کوں کوئی کیا جانے
شرح بے تابی دل نہیں ہے قلم کی طاقت — تپش شوق کے طومار کوں کوئی کیا جانے
شربتِ خونِ جگر کا مزہ عاشق پاوے — لذتِ عشق جگر خوار کوں کوئی کیا جانے
مشربِ عشق میں ہیں شیخ و برہمن یکساں — رشتۂ سبحہ و زنار کوں کوئی کیا جانے
نمک زخم ہوا مرہم جالینوسی — خلش سینۂ افگار کوں کوئی کیا جانے
طوق و زنجیر نہیں جس پہ کسے رحم آوے — دامِ الفت کے گرفتار کوں کوئی کیا جانے
جب تلک تلخیٔ شورابۂ غم چاکھا نیں — تب تلک لذتِ دیدار کوں کوئی کیا جانے
قدر اوس نافۂ تاتار کی مجھ سیں پوچھو — یار کی زلف کی مہکار کوں کوئی کیا جانے

۱ سیں۔ک ۔ ۲ جھوکی۔ک ۔ ۳ شکن ۔ ۳۹۱ا ۔ ۴ کے۔ک۔ ۵ سحر گر۔ ۳۹۱ا ۔ ۶ عاشق خونخوار کا۔ک ۔ ۷ تسبیح۔ک ۔ ۸ صرف۔ ۵۸۴ا۔

میں کہا زخمیٔ غم ہوں تو دیا[۱] اُس نے جواب
اے سراج ایسے چھپے وار کوں کوئی کیا جانے

۵۰

۲۷۳۹ ہوا ہوں بس کہ بیمارِ جدائی　　پلک آنکھوں میں ہے خارِ جدائی
برہ دکھ سنگ ہے شیشہ پہ دل کے　　کسی پر[۲] حق نہ دے بارِ جدائی
مسلماں[۳] کر دکھا کر مصحفِ حسن　　گلے ہیکل ہے زنّارِ جدائی
کیا تب قدر آزادی کوں معلوم　　ہوا دل جب گرفتارِ جدائی
دلِ بسمل کوں نہیں ہے تابِ پرواز　　اوسے حائل ہے دیوارِ جدائی
غزل خواں کیوں نہ ہوں مانندِ بلبل　　کیا ہوں سیرِ گلزارِ جدائی
سراج اب مختصر کر قصۂ غم
نہیں انجام طومارِ جدائی

۵۱

۲۷۴۶ جہاں مجھ غم کی آتش جلوہ گر ہے　　وہاں دوزخ کا قصّہ مختصر ہے

۱؎ سجن نے بولا۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ خدا کس پر نہ دے۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ دکھا کر مکھ کا مصحف کر مسلماں۔ ۳۹۱ ا۔

شتابی سیں نظر آویگا موہن | اگر مجھ آہ و زاری کوں اثر ہے

مجھے ہے[۱] سیر صحرا بادشاہی | پھپھولا پاؤں کا سر کا چھتر ہے

حلاوت عشق کی ہوئی مجھ کوں معلوم | مگر جامہ ترا شیر و شکر ہے

نہیں ہے خوف تیرے تیر غم سیں | ہمارے پاس بھی دل کی سپر ہے

نہ کر اے[۲] بوالہوس توں عشق کی لاف | نشان عشق بازی چشم تر ہے

کیا بلبل نے گل کا دیکھناں ترک | چمن میں جب سیں گل رو کا گذر ہے

کہاں ہے[۳] وو کماں ابرو کہ جس بن | نشان تیر غم لخت جگر ہے

سراج[۴] اس شمع رو کوں کیا لکھوں خط
مرا مکتوب پروانے کا پر ہے[۵]

۵۲

یار جب بے[۶] پیش نظر ہوتا ہے | دل مرا زیر و زبر ہوتا ہے ۲،۵۵

۱؎ ہوا ہے خسرو دشمن جدائی۔ م ۳۹۱ ا۔ ۲؎ مار۔ م ۳۹۱ ا۔ ۳؎ کماں ابرو مرا کاں ہے۔ م ۳۹۱ ا۔ ۴؎ سراج آرام رم میں ہے پیا باج۔ پلک میری انکھاں میں نیشتر ہے۔ م ۳۹۱ ا۔ ۵؎ م ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر۔ وفاداری میں ثابت بوجھ ہم کوں۔ اگر درکار ہے تو سر نذر ہے۔ پیا جو کوئی شراب جام وحدت۔ خیال دو جہاں سوں بے خطر ہے۔ مرا دل کیوں نہ ہوئے مثل کتاں چاک۔ نزاکت اے سجن مثل قمر ہے۔ ۶؎ جب سجن م ۳۹۱ ا۔

ہو خجل باغ میں گل آب ہوا — جب سیں گل رو کا گذر ہوتا ہے

داغ دل کوں ثمرِ نہیں بہرِ وصل — گرچہ ہر گل کوں ثمر ہوتا ہے

گر دغم دلبرِ خوش چشم بغیر — سرمۂ چشم جگر ہوتا ہے

دل لیا نرگسِ ساحر نے تری — سچ کہ جادو کوں اثر ہوتا ہے

تیغِ[1] ابرو سیں تری خوف نہیں — دل مرا جائے سپر ہوتا ہے

شمع رو کی شبِ ہجراں میں سراج
آگ[2] غم[3] داغ شرر ہوتا ہے

۵۳

۲۷۶۲ یا الٰہی وو نسیم برکاں[4] ہے — شامِ امید کی سحر کاں ہے

پردۂ دیدہ فرشِ راہ ہوا — لیکن اس یار کا گذر کاں ہے

ترکِ مطلب ہے مطلبِ[5] مجنوں — شجرِ بید کوں ثمر کاں ہے

---

[1] نوک پیکانِ الم کھانے کوں۔ ۳۹۱ ا۔ [2] ہر انجم رشک گہر ہوتا ہے۔ ۳۹۱ ا۔ [3] ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر:۔
مہر اس کے سیں یوں ہوا معلوم۔ آہ عاشق کوں اثر ہوتا ہے۔ تاکہ لے جاؤ مجھے گھر دپاس۔ شوق دل بازوئے پر ہوتا ہے۔
[4] کہاں۔ ک۔ [5] عین مطلب جیوں۔ ۳۹۱ ا۔

دور کرنے کوں غم کی تاریکی چودھویں رات کا چندر کاں ہے
دل کا پیغام اُس کوں پہنچانے نالہ و آہ کا اثر کاں ہے
ہر چمن میں شگفتہ رو ہونے گل کی مانند مشت زر کاں ہے
لشکرِ غم ہوا ہے تیر افگن ہمت دل کی اب سپر کاں ہے
مثلِ پروانہ جل گیا ہے سراج
لیکن اُس شمع کوں خبر کاں ہے

۵۴

جانی کے پاس جا کہ مری کوئی خبر کہے گذری جو مجھ پہ غم کی کتھا سر بسر کہے ۲۷۷۰
خلوت میں گلبدن کے نہیں بار غیر کوں مجھ دل کا درد بادِ صبا جا اگر کہے
یک بار سن کے حال مرا در گذر کیا ایسا رفیق کاں ہے کہ بارِ دگر کہے
بر جا ہے زہد خشک سیں بیزار ہے جو کوئی اس لعل آبدار کوں خرمائے تر کہے
کیوں مو بمو میں اُس کے نہ ہو عقل کا قصور نازک میاں میر کے کوں آج کوئی مو کمر کہے

۱؎ یو کوں میرا پیام پہنچانے۔ م ۳۹۱ ا۔ ۲؎ مہر۔ ک۔ ۳۹۱ کا اضافہ شعر۔ منتظر ہو رہے ہیں جیوں شبنم۔ ہر طرف مہر کی نظر کاں ہے۔ ۳؎ یتیم۔ م ۳۹۱ ا ۴؎ بجا۔ م ۳۹۱ ا۔ ۵؎ جائے کر۔ م ۳۹۱ ا۔

تیشے نسیں کوہکن نے دیا جی تو کیا ہوا — سختی ہمارے درد کی سن الحذر کہے
اس گلبدن کے ہجر میں غمگین ہو سراج
شاید ترا پیام نسیم سحر کہے

۵۵

قیامت[۱] چشم ہیں اس موکمر کے — عجب چنچل ہرن پالے ہیں گھر کے ۲۷۷
شراب جام غم ازبس پیا ہوں — کباب اب کیوں نہو ہیں لخت جگر کے
کئے ہو اہتمام ناز جب سیں — ہٹے گل بلکہ اکثر سرو سر کے
علاج اس کا نہیں بن مرہم وصل — برہ کتے کے جو کھایا ہے چرکے
ہمارے رنگ کا دیکھیں تماشہ — کہو ان کو جو کوئی طالب ہیں ذر کے
سنے[۲] ہیں جو سخن اس لعل لب سیں — کہاں مشتاق ہیں لعل و گہر کے
سراج اشعار[۳] تیرے کیا بلا ہیں
بھبوکے ہیں مگر سوز جگر کے

۱ بلا ہیں دو فین ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲ سراج اب شعر تیرا جو سنے ہیں ۔ کہاں مشتاق ہیں لعل و گہر کے ۳۹۱
۳ نہیں ہے تشنگی کوثر کی اس کوں ۔ سنا جو کوئی بچن تیرے دہن کے ۔ ۳۹۱ ا ۔

۵۶

۲۷۸۴ جسکی طرف ادا سیں وو ساقی نظر کرے — کونین کے خیال ستی بے خبر کرے

جو تجھ نگہ کے تیر کے آیا ہے سامنے — برجا ہے گر وو لخت جگر کوں سپر کرے

بلبل ترے دہن کی لطافت کوں دیکھ کر — صندوق غنچہ بھر کہ زر گل نذر کرے

مسند پہ عاشقی کی جو ہے بادشاہ وقت — لازم ہے اسکی راہ میں فرش جگر کرے

آسودگی سیں گرد کدورت کی صاف ہوئے — جب دیدہ آب اشک کے دامن کوں تر کرے

دریائے شور[1] میں جو پڑے عکس لعل یار — اپنے اثر سیں رنگ رواں کوں شکر کرے

میں وقت پا کے اس کوں سناؤنگا یہ غزل
دردِ دل سراج اگر کچھ اثر کرے

۵۷

۲۷۹۱ چشم خوں ریز یار خنجر ہے — موئے مژگاں سیں جس کوں جوہر ہے

تازہ رکھ آب مہربانی سیں — ایک دل سو چمن برابر ہے

تجھ جدائی میں اے قیامت قد — شورشِ آہ صورِ محشر ہے

---

1. شور ۔ ۳۹۱ ا ۔

زخم مجہ پر کرم رقیبوں پر — ہوئے تو بہت سبر نہ ہوئے تو بہتر ہے
ہے جدائی کا گنجفہ بے میر — اس سبب دل کی بازی ابتر ہے
نامۂ غم صنم کوں پہنچانے — آہ میری پرِ کبوتر ہے

دل مرا خوں پذیرِ غم ہے سراج
ہجر کی آگ کا سمندر ہے

۵۸

جب چشم کے ساغر کوں صنم[1] دور کرینگے — حالِ دلِ عشاق پہ کیا جور کرینگے ۲۷۹۸
اپنے دمِ شمشیر کے پانی کوں پلاکر — شاید کہ شہیدوں کے اوپر غور کرینگے
جا چرخ پہ بے جا جو کرے لافِ مہِ نو — ابرو کی اوسے تیغ ستی ٹھور کرینگے
آئے[2] ہیں صنم مجھ طرف از بس غضب آلود — معلوم نہیں مجھ ستی کیا طور کرینگے

اے جانِ سراج آکہ ہزاروں دلِ شیدا
تجھ پہ سیتیں[3] فدا جان کوں فی الفور کرینگے

۵۹

شیشۂ دل غم سیں چکنا چور ہے — خندۂ مے گریۂ ناسور ہے ۲۸۰۳

---

۱ پیا ۳۹۱ ا ۔ ۲ آیا ہے ک ۔ ۳ یک یہ ۔ ۳۹۱ ا ۔

جس ورق پر وصفِ حسنِ یار ہے — وو ورق نہیں برگِ نخلِ طور ہے
تجھ نگہ سیں رنگِ آتش ہے گداز — آج مجمر خوشۂ انگور ہے
جب سیں دیکھا ہوں وو لعلِ شکریں — چشمِ حیراں خانۂ زنبور ہے
جلوۂ قامت دکھا جا ایک دم — سروِ سرکش باغ میں مغرور ہے
عالمِ باطن کا اس کوں سیر نہیں — شیخ و زاہد آنکھ سیں معذور ہے

وصلِ یار شمع رو کا اے سراج
گرمیٔ دل کوں مرے کافور ہے

۶۰

جب سیں مری نظر ستی وو حور دور ہے — بزمِ طرب سیں بادۂ انگور دور ہے ۲۸۱۰
روتا ہوں دردِ ہجر سیں ازبسکہ زار زار — مردم سیں چشم کی اثرِ نور دور ہے
زاہد رکھا ہے کشتیٔ محراب میں قدم — طوفانِ عشق کا تو ابھی پور دور ہے
اس ماہ رو کا وصل میسر ہے جب ستی — ظلماتِ ہجر کی شبِ دیجور دور ہے
زخمی[1] ہوا ہے بس کہ تری تیغِ عشق کا — زخمِ جگر سیں مرہمِ کافور دور ہے

---

[1] ازبس کہ تجھ نگاہ کے خنجر سیں ہوں شہید ۔ م ۳۹۱ ا ۔

صہبا پرستِ عشق کوں عشرت روا نہیں مجلس میں غم کی نغمۂ طنبور دور ہے
نزدیک جب سیں دردِ جدائی ہوا سراج
چاروں طرف سیں عیش کوں یاں دور دور ہے

۶۱

جب سیں[۱] دامِ زلف عالمگیر ہے نقشِ پا ہر صید کوں زنجیر ہے ۲۸۱۰
زلفِ مشکیں کوں مطول مت کہو مصحفِ رخسار کی تفسیر ہے
خوں ہوا رشکِ کفِ پا سیں ترے خوابِ مخمل کی یہی تعبیر ہے
جب سیں دیکھا وو قدِ شمشاد رنگ سروِ گلشن قمری تصویر ہے
یاد سیں اس غمزۂ خوں ریز کی لختِ دل آماج گاہِ تیر ہے
کھینچ کر تیغِ جفا مت قتل کر عاشقِ دل[۲] خستہ بے تقصیر ہے
جل[۳] گیا آخر دلِ بے کل سراج
تب تو تھا سیماب اب اکسیر ہے

۱۔ بس کہ ۔ ب ۳۹۱ ا ۔ ۲۔ یہ دلِ خوں گشتہ ۔ ب ۳۹۱ ا ۔ ۳۔ زلف ہوئی صید دل کوں اے سراج
دام ہے شب حلقۂ زنجیر ہے ۔ ب ۳۹۱ ا۔

۶۲

تجھ زلف کی بو مشک معنبر کوں کہاں ہے　　تجھ قد کی ادا سرو صنوبر کوں کہاں ہے ۲۸۲۴

خورشید مقابل ترے ذرّے سیں بھی کمتر　　تجھ رُخ کی تجلّی مہ انور کوں کہاں ہے

مئی نوشِ محبت نہ کرے منتِ[1] مینا　　تجھ لب کی لطافت لبِ ساغر کوں کہاں ہے

صیقل سیں ترے عشق کی پایا ہے جلا دل　　یہہ آئینۂ صاف سکندر کوں کہاں ہے

دیدار کے پیاسے کوں نہیں خواہش فردوس　　شیریں مزگی چشمۂ کوثر کوں کہاں ہے

لے جاوے مگر دل کی طپش آہ کا مکتوب　　یہہ تیز پری بالِ کبوتر کوں کہاں ہے

جل جل کہ ہوا خاک سراج آتشِ غم میں
یہہ سوختگی بال سمندر کوں کہاں ہے

۶۳

اگر سوزِ جگر سیں نالۂ شبگیر کر سکئے[2]　　دلِ بے رحم[3] میں اس یار کے تاثیر کر سکئے ۲۸۳۱

ورق پر دل کے رنگ آنسو کا لے کر کلکِ مژگاں سیں　　ترے چہرہ کی شاید خواب میں تصویر کر سکئے

ستم کا نیمچا مت کھینچ صیدِ دل پرے ظالم　　چھری[4] سیں مہربانی کی اگر تکبیر کر سکئے

---

۱ خواہش۔ بہ ۳۹۱ ا۔ ۲ سکھئے۔ ک۔ ۳ بے درد۔ بہ ۳۹۱ ا۔ ۴ چھڑی بہ ۵۰۴ ا۔

ہوا ہے سرو دیوانہ تمہارے[۱] قد کے سایہ میں
بجا ہے اسکو موجِ آب سیں زنجیر کر سکئے

مجھے گر لوحِ محفوظ اسکے نقشِ پا سیں ہات آوے
تغیرِ سرنوشتِ جبہ تقدیر کر سکئے

بنایا[۲] سامری نے عشق پُر نیرنگ کئی مجہ کوں
پری رو کوں فسونِ آہ سیں تسخیر کر سکئے

مری نبضِ جگر کوں دیکھ لقماں[۳] نے کہا یوں کر
کہ ایسے دردِ بے درماں کی کیا تدبیر کر سکئے

کہا ہاتف تے رحمت ہے گنہ گارِ محبت پہ
تو پھر تقصیر کرنے میں عبث تقصیر کر سکئے

اگر عکس اُس سہی قد کا نصیبِ اہلِ حیرت ہوئے
سراج آئینۂ دل گلشنِ کشمیر کر سکئے

۶۴

جیوں کہ خوبوں کوں ناز لازم ہے
عاشقوں کوں نیاز لازم ہے ۲۸۴۰

گر حقیقت کی سیر ہے خواہش
راہ عشقِ[۴] مجاز لازم ہے

کر مصلّے صنم کا نقشِ قدم
صدق دل سیں نماز لازم ہے

دردمندوں کے حق میں[۵] اے ظالم
عشوۂ دل نواز لازم ہے

۱ صنم کے۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۲ بنایا سر مری نے عشق پر نیرنگ کے مجہ کوں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۳ کہ لقماں نے بولا۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۴ اول۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۵ اے سجن حق میں دردمندوں کے۔ ب ۳۹۱ ا۔

محفلِ عاشقی میں مثلِ سراج
نالۂ جاں گداز لازم ہے

۶۵

۲۸۴۵ ہمارا[۱] جلوہ فرما دل لبھانے ناز کرتا ہے ادا یا سحر یا جادو ہے یا اعجاز کرتا ہے
کتابت میں مرا دل کیا لکھے احوال حیراں ہوں نہیں انجام قصۂ غم کا جب آغاز کرتا ہے
جگر میں شوق کی آتش کہو کیونکر رکھے پنہاں یہ آہ شعلہ افشاں پردۂ دل واز کرتا ہے
تنگ آیا ہے غم سیں وصل کی ہے آرزو اس کوں قفس سیں مجھ جگر کے داغ دل پرواز کرتا ہے
"شتابی آشنا بی آ شتابی آشنا بی آ" جگر بے تاب ہو ہر دم یہی آواز کرتا ہے
نہیں ہے مجکوں اب تاب جدائی مہربانی کر مرے پر کیوں ستم اے دلبر طناز کرتا ہے
سراج اس بخت نافرجام کا شکوہ لکھے[۲] کب لگ
کہ ہر خار اس چمن میں مجھ سنتی اغماز کرتا ہے

۶۶

۲۸۵۲ پردۂ عشاق سیں ہم راز ہے آہ کے قانوں سیں جس کوں ساز ہے

---

[۱] مرے دل کوں لبھاتا ہے صنم جب ۔ ۳۹۱ ا ۔ [۲] لکھوں ۔ ک ۔ لکھے کہاں لگ ۔ ۳۹۱ ا ۔

کاش کہ بر میں نہ ہوتا پیرہن | یہہ گریباں درد کا غماز ہے
دل نسیمِ عیش سیں کھلتا نہیں | یہہ کلی اِس باغ میں ممتاز ہے
ابر میرے اشک کا ہے پردہ در | برق میری آہ کا آواز ہے
شکوۂ طرزِ تغافل خوب نہیں | یہ بھی اُس کا فرادا کا ناز ہے
نہیں دلِ خاموش پر زخمِ ستم | غنچۂ تصویر کوں پرواز ہے

ہجر میں مہتاب روکے اے سراج
اشک گل ریزآہِ آتش باز ہے

۶۷

طریقِ عشق میں وو بوالہوس ہے | جو کوئی ہر قند پر مثلِ مگس ہے ۲۸۵،
ہمیشہ دردوغم کے قافلے میں | صدائے آہ آوازِ جرس ہے
جہنم کیوں نہ ہووے حسرت سیں پانی | ہماری آہ آتش سیں سرس ہے
مجھے ہر دم کٹاری مت بتاؤ | نگہ کی برچھیوں کی ہول بس ہے

۱؎ صرف۔ ۵۰۴ ا۔ ۲؎ نہ زما کام شمشیر و سپر کوں۔ مجھے تیر ادا کا وار بس ہے۔
۳۹۱ ا۔

شتابی آ اے شوخِ ماہ رخسار ترے بن ایک ساعت سو برس ہے
مقابل عشق کے ہے عقل یوں کر کہ جیوں کر آگ کے نزدیک خس ہے

سراج اس خوش دہن بن غنچۂ گل
ہمارے بلبلِ دل کوں قفس ہے

۶۸

قدرت کے باغ[۱] میں کا ہی گل جس کوں دیکھئے چاروں طرف بہار ہے کس کس کوں دیکھئے ۲۸۶۶
کوئی نیم جاں ہے کوئی تڑپتا[۲] ہے کوئی شہید ان بسملوں کی صورتِ مجلس کوں دیکھئے
تھا نقد جاں سو[۳] دو تو تمھاری نظر کیا اب کیا ہے حال عاشقِ مفلس کوں دیکھئے
اوس چشمِ نیم خواب کی معلوم ہوگی قدر گلشن میں جا کے تختۂ نرگس کوں دیکھئے

جاناں برہ کی آگ میں بے تاب ہے سراج
اپنے رفیق و محرم و مونس کوں دیکھئے

۶۹

صد شکر کہ دل شوق میں بے ہوش ہوا ہے اس شور حوادث ستی خاموش ہوا ہے ۲۸۷۱

---

۱ بوستاں ۔ ب ۳۹۱ ا ۔ ۲ جیوں پسند ۔ ب ۳۹۱ ا ۔ ۳ و دل سو ۔ ب ۳۹۱ ا ۔

افسردہ دلی دور کیا گرمیٔ غم نے　　اس غم کوں مئی شوق سیں بھی جوش ہوا ہے
جس عاشق رسوا نے کیا ترکِ تمنا　　مقصود کے شاہد سیں ہم آغوش ہوا ہے
جب گھر کوں چلا تو سن گلگوں چمن سیں　　ہر سروسہی غاشیہ بردوش ہوا ہے
تجھ زلف کی خوبی جو سنا باغ میں سنبل　　کھا پیچ اسی غم سیں سیہ پوش ہوا ہے
کر یاد تری نرگس مخمور کوں بلبل　　لے ساغر گل ہات میں مئی نوش ہوا ہے

آتا نہیں احوال سراج اس کوں کبھی یاد
جانی[1] کے مگر دل سیں فراموش ہوا ہے

۶۰

۲۸۷۸ ضبط میں کیونکر رہے دل عشق کے جوشوں ستی　　آگ میں پارا کہیں ٹہرا ہے سرپوشوں ستی
عاشقِ صادق کوں نیر انقشِ پا ہے تاج سر　　بوالہوس کوں عار آتی ہے تو پاپوشوں ستی
آرسی میں عکس تیرا مجکوں آتا ہے نظر　　صاف رہ اے تیرہ باطن ہم نمد پوشوں ستی
جب سیں پایا ہوں مزہ میں غم کے میٹھے کیف کا　　دل مرا کھٹا ہوا انگور کے خوشوں ستی
عشق کے مستوں کوں آدابِ شریعت ہے معاش　　دشمنی مت کر ارے نا اہل بے ہوشوں ستی

[1] یتیم۔ ۲۹۱ ا۔

هرزہ گوئی قدر دانِ عشق کوں ہے ناپسند　　　عالمِ حیرت کی لذت پوچھ خاموشوں ستی

جیوں سراج آتش کے شعلے جنگوں میں بیٹھو

خوف کر اے شمع رو ایسے بلا نوشوں ستی

۷۱

شوخ سرکش مطیع میرا ہے　　　مرتبہ کیا رفیع میرا ہے

تم سیں[1] ظاہر میں شوخ دل میں غلام　　　کیا طریقہ بدیع میرا ہے

تیغ ابرو سیں وو شہ خوباں　　　سر گروہ جمیع میرا ہے

گوہرِ اشک سب سمائے[2] ہیں　　　آج دامن[3] وسیع میرا ہے

اے سراج اب خطر نہیں کہ رسول

روزِ محشر شفیع میرا ہے

۷۲

جب گلبدن کے دیکھے دل باغ باغ ہووے　　　سب دشمنوں کا سینہ جیوں لالہ داغ ہووے

آزاد سرو میرا جس وقت رخ[4] دکھاوے　　　شاید کہ دامِ غم سیں مجکوں فراغ ہووے

۱؎ ہیں سوں۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ سب انجھونین میں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ کیا دل۔ ۳۹۱ ا۔ ۴؎ مکھ۔ ۳۹۱ ا۔

تب مجکوں یاد آوے گل رو کی آشنائی — بلبل کوں جب کہ گل سیں شرط جناغ ہووے
وو لعل لب تمہارا[۱] ہے خاتم سلیماں — ہر مور بوالہوس کوں کیونکر سراغ ہووے
روشن دلوں کی صف میں ہووے[۲] وو شمع مجلس — جس دل میں عاشقی کا روشن چراغ ہووے
ہشیار[۳] مست ہوویں اور مست ہوویں ہشیار — جب دور چشم ساقی دورِ ایاغ ہووے

شعر سراج ہر یک ہے گلشن معانی
بو اس سخن کی پاوے جو خوش دماغ ہووے

۳۷

عجب تجھ غم کے گوہر کوں شرف ہے — کہ چاک سینۂ عاشق صدف ہے ۲۸۹۷
کہاں ہے طاقت حباب بوالہوس کوں — لب دریا پہ اس مستی سیں کف ہے
نہیں درکار تیغ کج ادائی — تری سیدھی نگہ تیر ہدف ہے
شہ خوباں شتاب آ فوج عشرت — ترے بن یک قلم سب برطرف ہے

سراج آئینۂ دل کر مصفا
کہ قلب صاف نا بے کلف ہے

۱۔ پیا کا۔ ۳۹۱ ا۔ ۲۔ پاوے خطاب انور۔ ۳۹۱ ا۔ ۳۔ برجاہے عاشقوں کوں تب آن بیخودی کی۔
جب تجھ نین کی گردش دورِ ایاغ ہووے ۳۹۱۔ ۴۔ نہیں۔ ۵۴۴ ا۔

۷۴

۲۹۰۲ دل کے پرزے ہوئے اب ایک ورق باقی ہے ۔۔۔ سب تو آخر ہوئی کتاب ایک سبق باقی ہے

فرض ہے مجکوں شب زلف میں مغرب کی نماز ۔۔۔ اس شہابی لب مے گوں کی شفق باقی ہے

تجھ کف پا کی خجالت سیں ہر ایک گلشن میں ۔۔۔ پھول پر قطرۂ شبنم سیں عرق باقی ہے

خواب آشفتۂ ہستی کی یہی ہے تعبیر ۔۔۔ غیر فانی ہے مگر جلوۂ حق باقی ہے

جان دینا ہے ترے ہجر کی سختی سیں سراج
آشنائی سنتی اے جان رمق باقی ہے

۷۵

۲۹۰۷ ہر قطرہ اشک درد کا بحر عمیق ہے ۔۔۔ مردم ہماری چشم کا اسمیں غریق ہے

تنہا نہیں ہوں دشت محبت میں اے صنم ۔۔۔ غم سات درد قافلہ اور دکھ رفیق ہے

اس لیے کسی کے حال میں غم خوار کوئی نہیں ۔۔۔ لیکن ہمیشہ درد جدائی شفیق ہے

تسکین ہے یاد لعل لب یار سیں مجھے ۔۔۔ حق میں ہماری تشنہ لبی کے عقیق ہے

---

۱ ے جگ کے اس خواب پریشاں۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ ے مجھ انجھو کا ہو دریا۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ ے یہ بیری۔ ۳۹۱ ا۔ ۴ ے گر مہرباں نہیں ہے دوجا تو نہیں ہے غرض۔ ۳۹۱ ا۔ ۵ ے مجھ پر ہمیشہ۔ ۳۹۱ ا۔ ۶ ے رکھتا ہوں اپنے پاس محبت کی کیمیا، میری نظر میں سنگ بھی لعل و عقیق ہے۔

ہرگز نہیں زیارتِ کعبہ کا مجکوں شوق — دلدار کی گلی مجھے بیت العتیق[1] ہے

برجا ہے لخت لخت اگر ہوئے مرا جگر — ہر ضربِ آہ حق میں مرے منجنیق ہے

اس خوش دہن کے وصف کوں کر مختصر سراج

تیری غزل کا قافیہ از بس دقیق ہے

۷۶

ہے مجکوں بے قراری[2] جیوں سیں گل بدن کی — جیوں عندلیب ہرگز پروا نہیں چمن کی ۲۹۱۴

بے[3] آبِ وصل[4] ساقی بجھتی نہیں ہے ہرگز — سینے میں جس کے دونے تجھ ہجر کی اگن کی

کس پاس جا کہوں میں ہمدرد کوئی نہیں ہے — اس واسطے رکھا ہوں اب من میں بات من کی

طوفانِ غم اوٹھا ہے اے آشنا کرم کر — جی ڈوبتا ہے میرا کشتی دکھا نین کی

مجلس میں شمع رو کی پروانگی ہے مجکوں — میرے نصیب میں[5] ہے کیا سبھ گھڑی لگن کی

تجھ لعلِ دُرفشاں کا ہر ایک سخن ہے موتی — میں جانتا ہوں قیمت اس بے بہا رتن کی

قرباں ہوا ہوں جب سیں جانِ سراج تجھ پر

مثلِ پتنگ مجکوں پروا نہیں کفن کی

---

۱ بیج – ج۔ ۲ انتظاری۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ جل جل ہوا ہوں کا جل جلدی ڈرس کا جل دے۔ سینے میں آگی دوں تجھ ہجر کی اگن کی۔ ۳۹۱ ا۔ ۴ وصل آب۔ ۵۸۴ ا۔ ۵ مجھ۔ ۳۹۱ ا۔

۷۷

۲۹۲۱ تیری نگہ کی ہول قیامت اچوک ہے — جس کے ہر ایک زخم سیں دل ٹوک ٹوک ہے
اس کوں چکھا کہ لذتِ دیدار سیر کر — نادیدہ دل کوں وصل کی نعمت کی بھوک ہے
اے شوخ رکھ میرے دل بے تاب پر قدم — تیرے برہ کے درد سیں سینے میں ہوک ہے
جس کی نظر ہے فسق کے اوپر مثال سگ — وو شیر مردِ عشق کے نزدیک خوک ہے
ہو جی دیا ہے اپنے بدیع الجمال کوں — سب عاشقوں کی صف میں سیف الملوک ہے
سب سیں جدا ہے عالمِ دیوانگی کی راہ — لیکن طریق عارف سالک سلوک ہے

دریائے بے خودی کوں نہیں انتہا سراج
غواصِ عقل و ہوش کوں ہاں بھول چوک ہے

۷۸

۲۹۲۸ دل بس کہ یاد دوست سیں آئینہ رنگ ہے — نقشِ خیالِ حسن پری اس پہ زنگ ہے
دم مارنے کوں عاشق بیدل کے جا نہیں — صحرا مثال خانۂ آئینہ تنگ ہے

۱؎ سجن کیا۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ میرے جگر میں پائے مبارک کوں رکھ سجن۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ دل بیوکل لکھ کی یاد میں۔ ۳۹۱ ا۔

آتی ہے بزمِ عیش[1] ستی مجکوں بوئے خوں — موجِ شراب جوہرِ تیغِ فرنگ ہے
مینائے تن میں بوجھ غنیمت مئے حیات — جیوں دورِ جام دورِ فلک بے درنگ ہے
آرام کیونکہ ہووے شبِ ہجر میں مجھے — ہر آہ و نالہ پہلوئے دل میں خدنگ ہے
جس دن سیں سایہ پرورِ سنگِ فراق ہوں — تب سیں شکستِ شیشۂ ناموس و ننگ ہے

ہر شب[2] لگن میں شوق کی جلتا ہے جیوں سراج
اس شمع رو کے حسن کا جو کوئی پتنگ ہے

۷۹

دل میں خیالاتِ رنگیں گذرتے ہیں جیوں باس پھولوں کے رنگوں میں رہیے ۲۹۳۵
وحشت کے جنگل میں کب لگ پریشاں ہو غم کے بھالوں و سنگوں میں رہیے
جو کوئی کہ ہے دشتِ وحشت کا ساکن اوسے ہوش کے شہر سوں ہے تنفر
ہے دیوانگی کا نپٹ خوب عالم ہے زنجیر کی جا النگوں میں رہیے
پندارِ ہستی سیں وہمی خیالوں نے کثرت کی تہمت لگائے ہیں ناحق
دراصل میں جوشِ طوفانِ وحدت ہے جیوں موجِ دریا امنگوں میں رہیے

---

۱ عشق ۔ ک ۔ ۲ ہردم ۔ ک ۔

اس سرو قامت کے جوش محبت میں از بس کہ آزاد سب سیں ہوا ہوں
مانند قمری بدن کوں لگا را کہہ "یا ہو" کے دم بھر لنگوں میں رہیے

ناحق سراج آہ حسرت کی آتش سیں ہر دم میں بار جنا بیت کیا
یکبار شعلے پہ گرنے کی طرحوں کوں معلوم کرنے پتنگوں میں رہیے۔

۸۰

چہرے پہ دل کے جوش جنوں کا کمال ہے | جس پر سوادِ داغِ محبت کا خال ہے
ہرگز گذر نہیں ہے یہاں عکسِ غیر کوں | دِل عاشقوں کا آئینہ بے مثال ہے
گل رو کوں دیکھ سر بگریباں ہوئے ہیں جو | شبنم سیں پھول پر عرقِ انفعال ہے
کیوں کر ادب میں کیسو کو کر سکے قصور | سنبل چمن میں زلف تمہاری کا بال ہے

اٹھتا ہے دود آہ جگر سیں مرے سراج
اس شمع رو کی زلف کا جب سیں خیال ہے

۸۱

مرے گھر مہر سیں گر وو مہ ابرو ہلال آوے | رقیب شوخ طینت کے ستارے پر زوال آوے

۱؎ ہوتے ہم ۔ ک ۔

صدائے آہ قمری سیں چمن میں راگ ہوتا ہے
عجب نہیں جو ہر ایک شمشاد کوں تت سیں حال آوے

اگر[۱] مجموعہ گیسوئے مشکیں ہات لگ جاوے
مرے بخت پریشاں کی پریشانی پہ کال آوے

تماشہ دیکھ عالم کے چمن کا من کی انکھوں سیں
کہ تا توحید کے گل سیں تجھے بوئے کمال آوے

سراج ازبس کہ بلبل ہے گلستانِ[۲] محبت کا
کہاں سیرِ چمن کا اس کے خاطر میں خیال آوے

۸۲

تجھ پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے
کیا صاف گال والے کیا خط و خال والے

مجھ رنگ زرد اوپر غصے سیں لال مت ہو
اے سبز شال والے اور رومال والے

تحقیق کی نظر سیں آخر کوں ہم نے دیکھا
اکثر ہیں مال والے کم ہیں کمال والے

سایہ کوں سرو قد کے ڈھونڈے کہیں نہ پائے
عالم کے فال والے اور کیا نہال والے

گر حرف میرے غم کا لاوں زباں کے اوپر
ہو جائیں قال والے بے دم میں حال والے

موزوں نہیں کئے ہیں تجھ قد سا ایک مصرع
جل گئے خیال والے مر گئے مثال والے

---

۱ اگر وو زلف مشکیں سیں سجن یک شب دکھاوے رخ ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲ ترے گلزار سیں کھو پر ۔ ۳۹۱ ا ۔ اضافہ اشعار ۔ بیاکھ دیکھنے خاطر مری انکھیں بھر گئی ہیں ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وو فرخندہ فال آوے
جدائی کی اندھاری رات یارب مت دکھا مجھ کوں ۔ نہیں ہے چاند کی حاجت جو وو صاحب جمال آوے۔

گر شب کوں سیر کرنے نکلے سراج مہ رو
جاہ و جلال والے ہوویں مثال والے

۸۳

جس کوں تجھ قد کی چال یاد آوے — کب چمن کا نہال یاد آوے ۲۹۵۷
جس کا دل شوق سیں ہے مالا مال — کب اوسے گنج و مال یاد آوے
دم بدم صور آہ سیں [۱] تجھ کوں — وتکون الجبال یاد آوے
شوخ جادو ادا کی دیکھ جھلک — بے خودی کا خیال یاد آوے
شعر [۲] سننے سنتی ہلالی کے — یار ابرو ہلال یاد آوے
اس ستم کیش لاابالی کوں — کب مرے دل کا حال یاد آوے

شمع کوں شعلہ [۳] رو کے پاس سراج
عرق انفعال یاد آوے

---

۱ میری۔ ۳۹۱ ا

۲ ماہ تو چاند رات کوں دیکھے۔ ۳۹۱ ا

۳ پیو کے سامنے ہیں۔ ۳۹۱ ا۔

۸۴

۲۹۶۴ اگر جوش شراب درد سیں جیوں خم ابل سکئے — گزک کرنے کوں دل کا گوشت قیما کر کچل سکئے

گزرے جس زمیں پر وہ زمیں گلزار ہو جاوے — جب اپنے دیدۂ پندار سیں پانی ہو ڈھل سکئے

گرے بے ہوش ہو دیکھے جو کوئی اوس رخ کی صافی کوں — پھسلتے ہیں نگہ کے پانو اب کیونکر سنبھل سکئے

تصور کیجئے گر اوس زری دستار والے کا — عجب کیا آفتاب حشر سیں چیرا بدل سکئے

ستوں ہم کوں کیا غم نے خرابی کی عمارت کا — خلل ہے استقامت میں اگر ٹک یہاں سیں ہل سکئے

ہوے ہیں بادشاہ وقت جل کر دھوپ میں غم کی — چنور سورج کے کرنوں کا ہمارے سر پہ جھل سکئے

سراج ان گرمیوں میں گر نہ پہنچے وصل کا پانی
درخت موم کی مانند گل گل کر پگھل سکئے

۸۵

۲۹۷۱ جب تجھ قدم کی خاک زمیں میں محل کرے — سرمہ کے اعتبار میں شاید خلل کرے

جنوں زا برہ کے داغ کا ہو اس میں جانشیں — جب آب اشک تازہ بہہ دل کا کنول کرے

نقاش عشق یار کی تصویر کھینچنے — شنگرف[1] اشک آنکھ کی سیپی میں حل کرے

۱۔ چک کے صدف میں اشک کا شنگرف حل کرے۔ ع ۳۹۱ ر۔

دستار زر سجا ہے وو خورشید رو نے آج — شاید کہ آفتاب سیں چیرا بدل کرے

امید وار قتل[1] ہوں ظالم کے ہات سیں — جو نہیں کیا ہے آج تو شاید کہ کل کرے

کیا خوش مزہ لگیں دل بریاں کے کباب — تجہ غم کی کیف آ کہ جب اپنا عمل کرے

برجا ہے گر سراج ہلالی ہے وقت کا

جب تجہ بہنوؤں کے وصف میں طرح غزل کرے

۸۶

۲۹۶۸ خنجر عشق کا جو بسمل ہے — تشنۂ آب تیغ قاتل ہے

جو چڑہا دار پر ہوا منصور — یہ محبت کی پہلی منزل ہے

منصب عشق میں زر رخ زرد — مجکوں جا گر سیر[2] حاصل ہے

نہیں ہے آئینہ روبرو اس کے — لیلی حسن کا یہ محل ہے

صاف مشرب ہے سب سیتی ہم رنگ — آب ہر رنگ بیچ شامل ہے

ربع مسکون چار عنصر میں — کار فرمائے بے خودی[3] دل ہے

۱ ہوں کہ سجن مہر کی نگاہ ۔ ۳۹۱ ا ۔

۲ سیں حاصل ہے ۔ ح ۔ ۳ ۔ ۳۹۱ کا اضافہ شعر۔ اس کوں دو جگہ ہیں حیات ابد۔ غم کی تیغ تیز کا جو گھائل ہے۔

آتش غم میں خاک ہوجاناں

بوالہوس کوں ســ[1] آج مشکل ہے

۸۷

کانٹوں میں عبث اینچتے ہو دل کوں ہمارے | مرہم کی لیاقت نہیں بسمل کوں ہمارے ۳۰۲۹
ہر دم دم خنجر یہ سر[1] جاں سیں گذرنا | اول قدم شوق ہے منزل کوں ہمارے
افسوس کہ ظالم نے مجھے یوں بھی نہ پوچھا | کیا درد ہے اس عاشق کامل کوں ہمارے
کرتا ہے دم تیغ تغافل سیں ہمیں قتل | سمجھاؤ خدا واسطے قاتل کوں ہمارے[2]
کیا ہوگا جو کھولو گے گرہ زلف سیں اپنی | آسان کرو عقدۂ مشکل کوں ہمارے
ہے عشق کے آنے کی خبر خرمن دل پر | پیغام لکھا برق نے حاصل کوں ہمارے
ہر مصرع زنجیر جنوں یاد ہے دل کوں | یعنے[3] جگر گوشۂ قاتل کوں ہمارے
کوئی[4] واقف احوال غریبوں کا نہیں ہے | پوچھا ہے مگر غم نے نہ دل کوں ہمارے

---

۱ ایس سر سیں ۔ مـ۳۹۱ ا ۔ ۲ مـ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر ۔ خوں ریزی عشاق کوں یہ ایک رہا ہے ۔ مت ٹوکو خدا واسطے قاتل کوں ہمارے ۔ ۳ یعنے کہ جگر ۔ مـ۳۹۱ ا ۔ ۴ کوئی جگہ میں نہیں واقف احوال غریباں ۔ مـ۳۹۱ ا ۔

جلتا ہے سراج[1] آتش حسرت میں کیوں وو شمع
روشن نہ کیا ظلمتِ محفل کوں ہمارے

۸۸

کشور دل میں آج ہل چل ہے　　عشق کی فوج کا عجب دَل ہے ۲۹۹۴
شب ہجراں[2] میں خواب آتا نہیں　　کیا ہوا اگرچہ فرش مخمل ہے
ہے جبینِ ابرو کی ٹک گرہ کوں کھول　　عقدۂ عشق مجکوں لاحل ہے
کیا ہوا اگرچہ یار ہے نزدیک　　آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے
گرد عارض نہیں ہے یہہ خطِ سبز　　صفحۂ حُسن کی یہہ جدول ہے
صاف کر دل کوں خاکساری سیں　　لازم اس آرسی کوں صیقل ہے
دل ہے بے تاب جیوں سپند سراج
آتشِ غم سیں سینہ منقل ہے

۱۔ ہے جان سراج آج نپٹ غم کا اندھارا۔ روشن کرو اس نور سیں محفل کوں ہمارے ۲۳۹۱۔ ہجرِ میں مجکوں خواب نہیں۔
۳۹۱ ا۔ ۳۔ ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر۔ کل کا وعدہ کیا تھا کل تونے۔ دل مرا آج کل سوں بے کل ہے۔ دل ہے بے تاب آج مشعل سپند
آتش غم سوں سینہ منقل ہے۔ توں خدا و رسول کوں یک بوجھ جو دو دیکھتا ہے دو سوا احول ہے۔ خار غم دل میں آ سلا ہے سراج۔ جیوں کہ
ماہی کے گل منیں گل ہے۔

۸۹

۳۰۰۱ میں تو دل صفا ہوں پن جہ تغافل کیا ہے　　اس قدر معنیٔ روشن کوں تامل کیا ہے

طبع نازک سیں تری خوف ہے مجکوں ورنہ　　چاک کرنے کوں گریباں کے تحمل کیا ہے

مجکوں اُس زلف نے سب کچھ ل بتایا عقدہ　　جب کہا معنیٔ مسطر خط سنبل کیا ہے

ڈوب اس شرم سیں پانی میں اگر غنچہ ہے　　یار[1] سیں خندۂ بے شرمیٔ گل کیا ہے

ہے کمی وصل میں گر شورش[2] عاشق کوں ولیؔ
فصل گل میں سبب نالۂ بلبل کیا ہے

۹۰

۳۰۰۶ یا الٰہی آج ایسا کر کے وو جانی ملے　　تشنہ لب ہوں ہر طرح دیدار کا پانی ملے

جسکی بوئے پیرہن میں روح کی[3] تازگی　　چاو رکھتا ہوں کہ میرا یوسف ثانی ملے

مالکِ کانِ محبت کیوں نہ سب مجکوں کہیں　　اشکِ خونیں کا اگر یاقوت رمانی ملے

من کا منکا پھیرتا ہوں حاجتِ تسبیح نہیں　　کیا کروں گا میں اگر منکا سلیمانی ملے

پادشاہ ملکِ وحدت سیں یہی ہے التجا　　صوبۂ دیوانگی کی مجھ کو دیوانی ملے

---

[1] پیونگے۔ ۱۷۹۱ ا۔ [2] سوزش۔ ک۔ [3] رخ کی ہیگی۔ ک۔

بیر دل میں غیرِ حیرت اور کچھ تحفہ نہیں　　آرسی بازار میں سب جنس حیرانی ملے

دور ہو جائے شبِ غفلت کی تاریکی سراج
عشق بزم افروز کی گر شمع نورانی ملے

۹۱

لطف تیرا جو عام ہو جاوے　　مقصدِ دل تمام ہو جاوے ۳۰۱۳

گر پکارے وو زلف کا مظلوم　　صبح محشر میں شام ہو جاوے

بزم گلشن میں سرخوشی کوں ترے　　باس مئے پھول جام ہو جاوے

ٹک نگہ کی اگر بتاوے ہول　　دل بسمل کا کام ہو جاوے

ہے عبث خاتمِ سلیمانی　　ننگ جاوے تو نام ہو جاوے

اس الف قد کے بار خجلت سیں　　سرو خم ہو کہ لام ہو جاوے

عزم[1] پروانہ یوں ہوا ہے سراج[2]
شمع رو کا غلام ہو جاوے

---

[1] پھر کہ دیکھو سراج کی جانب ۔ بار دیگر غلام ہو جاوے ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] ے کو۔ ک ۔

۹۲

۳۰۲۰ جب صنم[۱] مایل خرام ہوئے — سروگلزار پائے[۲] نام ہوے
گوشۂ دل کی بس ہمیں جاگیر — سب سیں بے باق دام دام ہوے
لے لئے سب سیں خطِ آزادی — ہم تو اب ایک کے غلام ہوے
نیم بسمل کسی کوں حق نہ رکھے — شکر للہ کہ ہم تمام ہوے
کیوں نہ شمشیر کوں عزیز رکھیں — جو خوش ابرو سیں ہم کلام ہوے
گردش چشم کوں نہ فرما کام — یک تبسم میں قتل عام ہوے
مت کہو عکس رنگ زرد سراج
آرسی پر طلا کے کام ہوے

۹۳

۳۰۲۷ جس دن سیں مرے پاس وو گلفام نہیں ہے — گل گشت سیں گلزار کے کچھ کام نہیں ہے
بس ہے مری آہِ سحری نالۂ صبحی — گل رو[۳] کوں مرے حاجتِ پیغام نہیں ہے
عشاق کی مجلس میں کہاں قدر ہے اسکوں — جو عشق کے بازار میں بدنام نہیں ہے

---

۱ سجن۔ ط۳۹۱ و۔ ۲ پانیام۔ک۔ ۳ موہن۔ ط۳۹۱ ا۔

مدت سیں زری زلف کے رشتے میں پھسا ہوں
افسوس یہ آغاز کوں انجام نہیں ہے

شمشاد قد آتا ہے گلستاں میں اگر وہ
اب سرکشی سرو کا ہنگام نہیں ہے

عاشق کوں ترے ہجر میں جلنے کی کہاں تاب
جیوں آگ میں سیماب کو آرام نہیں ہے

بے تاب[1] ہے آتش میں جدائی کی سراج آج
ہیہات کہ وو یار دل آرام نہیں ہے

۹۴

۳۰۳۴ خوش[2] قدی ہوتے سرو ہی کم ہوا کرے
ہووے تو بار نرم سنتی خم ہوا کرے

لازم نہیں ہے شوخ غزالی نگاہ کوں
اوروں سیں رام ہم سنتی یہہ رم ہوا کرے

تیغ نگہ صنم کی چمکتی ہے جس گھڑی
شمشیر برق کوں کہو بیدم ہوا کرے

جام[3] مئے وصال سیں جمشید وقت ہوں
یہہ آج کا ساون مجھے جم جم ہوا کرے

دامن میں اشک[4] چشم مری دیکھ کر کہا
اس دو ندی کا خوب سنگم ہوا کرے

کب لگ غم فراق میں اے عید عاشقاں
ہر روز مجھ پہ ماہ محرم ہوا کرے

---

۱ ہر لحظہ سراج اب مجھے یہ ورد ہے مصرع ۔ ع۳۹۱ ا۔ ۲ طوبا وو سرو قد کے انگے ۔ ع۳۹۱ ا ۔ ۳ جمشید وقت آج ہوں (پی) پیو کے لب کا جام ۔ ع۳۹۱ ا۔ ۴ دامن میں مجہ نین کے انجھو ۔ ع۳۹۱ ا۔

ٹکڑے جگر کے دیکھ کے بولا طبیب عشق　　اس زخم پر وصال کا مرہم ہوا کرے

اے مہرِ حسن ہم کوں براتِ وصال دے　　کب لگ دلوں کا گنجفہ برہم ہوا کرے

دل ہات لے کہ بعد ترا شوق ہوئے سو کر　　اول بنائے عرشِ معظم ہوا کرے

تقصیر اتنی عرض سنو اس غلام کی　　میرا سلام سب میں مقدم ہوا کرے

گل[1] داغ غم کوں دیکھ مرے بزم میں سراج[2]
ہر اشک شمع قطرۂ شبنم ہوا کرے

۹۵

شب فراق میں اس ماہ روکی ماتم ہے　　ہلالِ عید مثالِ مہ محرم ہے　　۳۰۴۵

مری[1] دو[2] چشم کے آنسو ہیں جمع دامن میں　　یہہ ایک گھاٹ پہ[3] دونوں ندی کا سنگم ہے

دہانِ غنچہ صفت میں نہیں کیا ترے دنداں　　گلِ گلاب میں گویا ہجوم شبنم ہے

ہوا ہوں زور کشش ورزش کشاکشِ غم　　قد خمیدہ غم دیدہ مجہ کوں لیزم ہے

کیا ہے سینۂ عشاق کی سپر کوں دو نیم　　تری نگاہ کی خنجر میں کیا بلا دم ہے

۱ گل دیکھ مجہ جگر میں شب ہجر کے سراج۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ دو نین کے انجھو۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ اوپر دوندی۔ ک د ۳۹۱ ا و ۵۸۴ ز۔

عجب نہیں کہ سلیمانِ وقت ہوں اپنا　　نگین دل پر ترا نام اسمِ اعظم ہے

اے دل تو چشمۂ کوثر کی آرزو مت کر　　صنم کی چاہِ زنخداں میں آبِ زمزم ہے

شکیب و عقل و دل و صبر گرچہ نہیں نزدیک　　بہ رہ رفیق ہے غمِ یار و ہجر ہم دم ہے

سلونے[۱] یار کا دیدار راحتِ جاں ہے

نمک سراج مرے زخم دل کوں مرہم ہے

۹۶

اے گل باغِ وفا مجھ پاس آناں خوب ہے　　بلبلِ بے تاب کوں چہرہ دکھاناں خوب ہے ۳۰۵۴

روز و شب جلتا ہوں ظالم تجھ برہ کی آگ میں　　یہہ اگن دل کے تلطف سیں بجھاناں خوب ہے

اب تغافل کوں مرے حق میں روا ہرگز نہ رکھ　　کس نے سکھلایا کہ عاشق کوں جلاناں خوب ہے

ہجر کی شمشیر کا زخمی ہوا ہے جاں بلب　　شربتِ دیدار اب اس کوں پلاناں خوب ہے

گر شہادت آرزو ہے عشق کے میدان میں　　غم کے خنجر سیں گلا اپنا کٹاناں خوب ہے

غیر کوں زنہار اپنے بھید سیں محرم نہ کر　　راز دل جب لگ چھپے اس کوں چھپاناں خوب ہے

---

۱ پیا کہ مکھ کی ملاحت سیں ہے سراج آرام ۔ نمک نہیں ہے مرے زخم دل کوں مرہم ہے ۔ ۳۹/۱ ۔ ۲ وشن ۔ ک ۳۹/۱
۳ مت رکھ سجن ۔ ۳۹/۱ ۔ ۴ کے کا ۔ ح ۔ ۵ ہے نیم بسمل جاں بلب ۔ ۳۹/۱ ۔ ۶ کا پانی ۔ ک ۔ ۷ ہرگز اپس کے ۔ ۳۹/۱
۸ جاں ۔ ۲۹/۱ ۔ ۹ جب لگ ۔ ک ۔

غم نے میرے گوش دل میں یوں کہا ہے اے سراج
دوستؔ کوں احوال دل اپناں سناناں خوب ہے

۹۷

٣٠٦١ مجلس عشق میں جو مہماں ہے — اس کوں لخت جگر نمکداں ہے
پیچ و تاب خیال زلف صنم — یمن دل میں سنبلستاں ہے
داغ گل، آہ سرو و دل گلشن — لبِ زخم جگر خیاباں ہے
ناخنِ پنجۂ فراق ستی — لختِ دل صورتِ گریباں ہے
آتشِ غم لگی ہے گلشن میں — گل ہر یک شاخ پر چراغاں ہے
عکس رخسار گلعذار کوں دیکھ — دامن آرسی گل افشاں ہے
کیوں نہ ہووے ہر اشک دُرِ یتیم — ریزشِ دیدہ ابر نیساں ہے

بوجھتا ہے وو قدر شعر سراج
جو ادا فہم اور سخن داں ہے

۱ ہجر کا سب درد دکھ پیو کوں سنانا۔ ۳۹۱ ل۔ ۲ خاکپائے۔ ۳۹۱ ل۔ ۳ لخت جگر۔ ۳۹۱ ل۔ ۴ بس جلتا ہی تجکوں دیکھ چمن۔ ۵ ۳۹۱ کا اضافہ شعر۔ سرو کوں سوز غم سوں رام کیا۔ قمری باغ کیا خوش الحاں ہے۔

۹۸

۳۰۶۹ عشق کے سردار کوں مردانگی درکار ہے — سب یگانوں سیں او سے بیگانگی درکار ہے

گرچہ اے زاہد ہوا ظاہر میں تو خلوت نشیں — مجلس دل میں تجھے پروانگی درکار ہے

شعر جامی یاد کرتا ہے تری انکھوں کوں دیکھ — خشک زاہد کوں مگر مستانگی درکار ہے

کیا مزہ ہوگا خدا جانے تری دشنام میں — تجھ لب شیریں کی مجکوں بانگی درکار ہے

زلف کی زنجیر کھولا من ہرن نے اے سراج
مثل[1] مجنوں اب تجھے دیوانگی درکار ہے

۹۹

۳۰۷۴ ہے گلی اس[2] کی بہشت اس کوں چمن کیا کہیے — نقش پا پھول سیں بہتر ہے سمن کیا کہیے

عرق چہرۂ دلدار کے ہر قطرہ کوں — شرم آتی ہے مجھے دُرِ عدن کیا کہیے

آکے عنبر نے دیا خط غلامی جس کوں — ویسے گیسو کوں ترے مشک ختن کیا کہیے

پل میں دل چھین لیا آپہہ کوں بیمار دکھا — اب ترے نرگس خونیں کوں سخن کیا کہیے

---

۱ ب ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ فارغ التحصیل اگر فاضل ہوا تو کیا ہوا۔ نکتہ عرفان کوں پہچانگی درکار ہے۔ ۲ اب تجھے مجنوں مَن۔ ۳ ۳۹۱ ا۔ ۳ یار کی فردوس ک و ۲۰۴ د ا۔ ۴ سخن۔ ح۔

دل نے تجھ زلف کے کوچے میں کیا ہی مسکن   پھر کہ اوس پاس غریب نام وطن کیا کہیے
سرخی اشک[۱] بہ از لعل بدخشانی ہے   چشم پر خوں کوں مری کان یمن کیا کہیے

مجلسِ یار میں جیوں آئینہ حیران ہے سراج
لاجوابی کے مکاں بیچ سخن کیا کہیے

۱۰۰

۳۰۸۱ سنو تو خوب ہے ٹک کان دھر میرا سخن پیارے   کہ عاشق پر نہ ہونا اس قدر بھی دل کٹھن پیارے
کدھر ہو بے خبر ہو کیا مگر احوال سیں میرے   ادھر[۲] دیکھو اے[۳] ظالم لاؤ بالی منہرن پیارے
نہ کر آزردہ خاطر بلبلِ بے تاب کوں ہرگز   غنیمت بوجھ دو دن کی بہار اے مَن ہرن پیارے
پھسا ہے مجھ سری کا صید آکر دام میں تیرے   کیا تو نے مگر کچھ سحر اے جادو نین پیارے
تغافل مت کرو اے نو بہارِ گلشنِ خوبی   تمھارے بن نپٹ بے آب ہے دل کا چمن پیارے
مرے دل کی کلی مرجھا رہی ہے صرصرِ غم سیں   کرو ٹک مسکرا کر بات اے شیریں دہن پیارے

سراج اب شعلۂ الفت میں جیوں پروانہ جلتا ہے
نہ جانوں تجھ سنی اس کوں لگی ہے کیا لگن پیارے

۱؎ لب۔ ک۔ ۲؎ ایدھر۔ ک۔ ۳؎ سریجن من ہرن موہن سجن۔ ۳۹۱ ا۔

۱۰۱

قبائے جامۂ دل دادخواہ کس کا ہے — شہیدِ زخمِ فرنگِ نگاہ کس کا ہے ۳۰۸۸
یکایک آپ سیں جاتا ہوں بوئے گل کی مثال[1] — نہ جانوں صحنِ چمن جلوہ گاہ کس کا ہے
صبا گلی میں صنم کی نہ جا خبر نہیں ہے — کہ وہاں کا نقشِ قدم سجدہ گاہ کس کا ہے
نیاز و عجز و ارادت یہہ ہے مری تقصیر — یہ[2] یہہ نگاہِ تغافل گناہ کس کا ہے
ہوا ہے طرۂ دستار زیبِ سروقداں — نہ جانوں برگِ سمن فرشِ راہ کس کا ہے
ترے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط — خبر بھی ہے اثرِ دودِ آہ کس کا ہے!
نگاہِ ناز سنی ملکِ دل کیا تسخیر — کہو کہ وو شہ جادو سپاہ کس کا ہے
عجب میں ہوں مرے آنسو کی آب[3] پاشی سیں — زمیں کا گوشہ محلِ خوابگاہ کس کا ہے

برہ کی آگ میں ثابت قدم سراج[4] کوں دیکھ
سبھی پکار اوٹھے "واہ واہ" کس کا ہے!

[1] من ۔ م۱۳۹۱ ا ۔ [2] پھر ۔ ک ۔ [3] رنگ ۔ ک ۔ [4] م۱۳۹۱ و کے اضافہ شعر:۔

اگر نہیں ہوں خجل اپنی چشمِ حیراں پر ۔ سرِ انجمو عرق عذر خواہ کس کا ہے ۔ مری طرف سیں کہو جا چمن میں قمری کوں
اسیرِ سروِ قیامت پناہ کس کا ہے ۔

۱۰۲

جس چمن میں وو شوخ لالہ ہوئے[1] — گل لالہ وہاں کا پالا ہوئے ۳۰۹۷
جب کرے سیر باغ وو ساقی[2] — گل گلابی و لالہ پیالہ ہوئے
رن[3] میں تجھ عشق کے رہے قائم — جو جوانمرد اور جوالا ہوئے
وار پر وار مت کرے ظالم — جس کے سینے میں زخم آلا ہوئے
ورد کرتا ہوں سو زباں سیں مدام — عمر تیری ہزار سالا ہوئے
غم کوں اس کے عزیز کیوں نہ رکھوں — جس نے خونِ جگر کوں پالا ہوئے
کشش بے خودی جیسے کھینچے — سب سیں یکبارگی نرالا ہوئے

ماہ رو جب جھلک دکھاوے سراج
شب تاریک میں اوجالا ہوئے

۱۰۳

یار کا عزم ہے سیرِ گلِ لالہ کرنے — گل لالہ کا جگر داغ سیں کالا کرنے ۳۱۰۵

[1] جب چمن میں وو سروِ بالا ہوئے۔ عـ ۳۹۱ ا۔ [2] مست۔ عـ ۳۹۱ ا۔ [3] دل میں تجھ عشق کے۔ عـ ۳۹۱ ا۔

سبزۂ خط نے دیا حسن کے گلشن کوں بہا ۔۔۔ یا نمودار ہوا چاند کوں ہالا کرنے
دانۂ اشک مرا[1] تار پلک میں موہن[2] ۔۔۔ روز سمرن ہے ترے نام کی مالا کرنے
حاکم عشق نے جب عقل کی تقصیر سنی[3] ۔۔۔ ہو غضب حکم دیا دیس نکالا کرنے
منتعد ہوں ترے زلفوں کی سیاہی لیکر ۔۔۔ صفحۂ نامۂ اعمال کوں کالا کرنے
انتظاری میں ترے رات گذر گئی ساری ۔۔۔ صبح ہوئی اب تو نکل جگ کوں اجالا کرنے
ہے مرے یار کوں درکار مکاں رہنے کا[4] ۔۔۔ فکر ہے دل کی حویلی کا قبالا کرنے

یار مہ رو نے[5] دیا جلوۂ دیدار سراج
شب تاریک کوں عاشق کی اجالا کرنے

۱۰۴

۳۱۱۳ بوالہوس کیوں توں راہ بھولا ہے ۔۔۔ عالم ظاہری ہیولا ہے
دل کے صحرا میں وحشی[6] غم کوں ۔۔۔ آہ نہیں یہ یم کا بگولا ہے
جب سیں دیکھا ہوں گلبدن کا جمال[7] ۔۔۔ میری آنکھوں میں پھل پھولا ہے

---

[1] مرے۔ ح۔ [2] پیو بن۔ ۳۹۱ ا۔ [3] سنا۔ ۳۹۱ ا۔ [4] کوں۔ ک۔ [5] لی ہے امید شفاعت کی ہو اگرچہ سراج۔ منتعد نامہ اعمال کوں کالا کرنے۔ ۳۹۱ ا۔ [6] سیر کر آ دیکھ۔ ۳۹۱ ا۔ [7] کھ۔ ۳۹۱ ا۔

جس نے تجھ عشق کی شراب پیا — اُس نے ہوش و خرد کوں بھولا ہے

اے سراج آج نالۂ جانکاہ
دل پہ فرہاد کا بسولا ہے

۱۰۵

اس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائیے — لختِ جگر تراش زمرد بنائیے ۲۱۱۸
ہے دل میں یوں کی یاد میں اس خوش نگاہ کی — ہرنوں کے اتفاق سیں جنگل بسائیے
اس سرو قد کے واسطے لازم ہی چاک دل — لائق ہے اس زمیں کوں خیاباں بنائیے
شب خوں کا عزم ہے صفِ عشاق پر اگر — مسی لگا کے پان کے بیڑے چبائیے
ہم رنگ ہی فنا و بقا حسن و عشق کا — جس وقت اوسے لگا لیے مجھ کو چھپائیے
عاشق کوں آہ سرد ہے اور نالۂ بلند — اس زیر و بم سیں نوبت شاہی بجائیے
بوئے نسیم عشق سیں از بس کا ہی دم — گل کی کلی کی قبر میں جیتے سمائیے

جب حرف تیرے[1] شعلۂ غم کا لکھے سراج[2]
جیوں تار شمع بال قلم کوں جلائیے

[1] اپنے ۔ ۳۹۱ ا ۔ [2] میرے ۔ ۵۸۴ ا ۔

۱۰۶

۳۱۲۶ یار کی وضع بے حجابی ہے — شوخ ہے مست ہے شرابی ہے
تجکوں[1] عاشق دو رنگ کیوں نہ کہیں — زلف کالی ہے لب شہابی ہے
خال موزوں صنم کی ابرو پر — نقطۂ فرد انتخابی ہے
کشورِ دل میں تجھ جدائی سیں — ظلم ہے شور ہے خرابی ہے
دھوپ میں غم کی ہیں جو سایہ نشیں — آفتاب ان کوں آفتابی ہے
دل کہ عرشِ خدا ہے اس کوں نہ توڑ — عاشقوں[2] کا سخن کتابی ہے

ہے[3] خجل بسکہ آتشیں رو سیں
شمع تب سیں سراج آبی ہے[4]

۱۰۷

۳۱۵۵ مجھ کوں ہر آن ترے درد سیں بہبودی ہے — عشق[5] بازی میں رخِ زرد زرِ سودی ہے

---

۱ پیو کوں اپنے۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ اے سجن یہ۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ ظلم مت کر سراج پر ظالم۔ یہ ستم اس پہ بے حسابی ہے۔ ۴ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ چہرۂ یار پر نقاب زری۔ ماہتابی پہ آفتابی ہے۔
۵ عشق بازوں کوں۔ ۳۹۱ ا۔

زخمِ غم بیل ہے اور داغِ جفا بوٹا ہے — بریں مجھ دل کے عجب جامۂ محمودی ہے

جلوۂ حسن[1] دکھا کر اوسے گلزارِ خلیل — سوزِ بے تابیٔ دل آتشِ نمرودی ہے

مثلِ مجنوں ہے اوسے سیرِ بیاباں جاگیر — منصبِ عشق سیں عشاق کوں خوشنودی ہے

رام[2] کرتا ہے ہر ایک چشمِ غزالی کوں ولی آج

شعرِ پر سوز مرا نغمۂ داؤدی ہے

۱۰۸

۳۱۳۸ بن[3] دوست آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی — جس رات چاند نہیں ہے ستاروں کی کیا کمی

دل کے چمن میں داغِ محبت سیں یار کے — یک گل تو کیا ہے بلکہ ہزاروں کی کیا کمی

درکار نہیں ہے دام مرے دل کے صید کوں — اوس من ہرن کے زلف کے تاروں کی کیا کمی

شمشیرِ غم کے زخم حمائل ہوئے جسے — اس کے گلے میں پھول کے ہاروں کی کیا کمی

اس گلبدن کے عشق میں مانند عندلیب — پہلوئے دل میں آہ کے خاروں کی کیا کمی

داغِ جفا ہیں سینۂ سوزاں میں بے شمار — جلنے کھلے کے بیچ انگاروں کی کیا کمی

۱؎ آشنا بی ستی کہ مہر سیں۔ ع۳۹۱ ا۔ ۲؎ بند ہوئے آب نمن طبع حسودانِ سراج۔ ع۳۹۱ ا۔

۳؎ بیو بن مجھے انجھو۔ ع۳۹۱ ا۔

مجھ دودِ آہ میں ہے نہاں فوجِ غم سراجؔ
جب گرد ہوئے عیاں تو سواروں کی کیا کمی

۱۰۹

نقشِ[1] حیرت ہے خیالِ امیدواری میں تری — چشمِ[2] دل کے پٹ کھلے ہیں انتظاری میں تری
بوجھتا ہے بسترِ آرام کوں دامِ بلا — دل کوں ہے آرام شاید بے قراری میں تری
تجھ نگہ کی خوش[3] ادائی نے کیا ہے قتلِ عام — کیا قیامت آبداری ہے کٹاری میں تری
داغِ غم تیرے[4] تغافل کی نشانی ہے مجھے — جان جانے لگ رہوں گا یادگاری میں تری

اے سراجؔ اب شعر تیرا یار[5] کوں آیا پسند
کیا بلا کچھ سحر ہے معنی نگاری میں تری

۱۱۰

بار تجھ ہجر کا بھاری ہے خدا خیر کرے — رات دن نالہ و زاری ہے خدا خیر کرے

---

[1] کس سنی امید نہیں۔ ۳۹۱ ا مہرباں ہوکر دکھا یکبارگی اپنی جھلک۔ مجھ نین کے پٹ کھلے ہیں انتظاری میں تری
عاشق بیتاب ہوکر سر سکی ہوو خوب ہے۔ بوالہوس ثابت نہیں رنگی یاری میں تری۔ ۳۹۱ ا۔ [2] مرگئی ساری ہماری
بیقراری میں تری۔ ۳۹۱ ا [3] شوخ ادائی۔ ۵۸۴ ا۔ [4] گل۔ ک۔ [5] پیو کوں آیا ہے۔ ۳۹۱ ا۔

سختیٔ غم سیں مرے دل کا لہو پانی ہو　　چشم گریاں ستی جاری ہے خدا خیر کرے
کب مرے چاند کے آنے سیں اوجالا ہوگا　　ہجر کی رات اندھاری ہے خدا خیر کرے
چشم خونریز تری کی ہے عجب تند نگاہ　　ہو بہو عین کٹاری ہے خدا خیر کرے
دلِ پُر آہ سیں میرے وو صنم ڈرتا نہیں　　کالے ناگوں کی پٹاری ہے خدا خیر کرے
بسمل عشق کوں ہرگز نہیں امید حیات　　زخم اس تیغ کا کاری ہے خدا خیر کرے

آشنا شعلۂ دوری سیں ہوا جانِ سراج
کاہ کوں آگ سیں یاری ہے خدا خیر کرے

۱۱۱

۳۱۵۷ لالہ اس گل بدن سیں باغی ہے　　جب سیں باغی ہے تب سیں داغی ہے
شمع جلتی ہے بزم میں بے دود　　شعلہ رو گرم بے دماغی ہے
باغ الفت کا سیر کیونکہ کروں　　نیند وحشت سیں کم فراغی ہے
جو ہوا ہے غبار کوچہ آہ　　خلوت عشق کا سُراغی ہے

داغ دل نے دیا مراد سراج
غم کی درگاہ کا چراغی ہے

۱۱۲

۳۱۶۲ جس کوں تجھ غم سیں دل لگانی ہے — مرہم وصل اس کوں شافی ہے
ہوش کھونے کوں مے نہیں درکار — گردشِ چشم مست کافی ہے
بے خطی[1] میں عیاں ہے سبزۂ خط — تیرے[2] عارض میں لب کی صافی ہے
بخش میرے گناہ کوں آ مل — خط نہیں یہ خطِ معافی ہے
گلبدن کوں کہو کہ سیر کوں آ — آج ہر گل چمن میں لافی ہے
غضب یار سیں نہ ہو غمگیں — جور نہیں مہر کی تلافی ہے

رشتۂ[3] آہ آتشیں سیں سراج
مجکوں ہر رات شعلہ بافی ہے

۱۱۳

۳۱۶۹ گلستاں میں نہ بیلا نرگس نہ سوسن اور چمبیلی ہے — مرے نازک بدن گل رنگ کی ہر ایک سہیلی ہے
عجب عرس شہید چشم ساقی کے چراغاں ہیں — کہ وہاں کا تیل عطرِ نرگس و عطار تیلی ہے

۱ے سبزیٔ خط عیاں ہے اس لب سیں۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ے پیو کے۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ے تار پود فراق سیں اے سراج
جامۂ آہ شعلہ بافی ہے۔ ۳۹۱ ا۔

بنے ہیں بے نوا تیری جدائی کے محرم میں — گلے میں بلبلوں کے موج رنگ گل کی سیلی ہے
طبیعت نے مری سن لال تیرے لب کی دُرریزی — عجب مضموں کے موتی فکر کے دامن میں جھیلی ہے
سہی قد بن ہے دل سینہ میں بند دام تنہائی — قفس میں جس طرح سیں سرو بن قمری اکیلی ہے
خیال نازک موئے کمر سمجھا نہیں جانا — نہ جانوں چیستاں ہے معما یا پہیلی ہے
تمہارے پنجۂ نازک سیں ہو ہم دست حیراں ہوں — رگ جاں یا ہے انگلی لخت دل ہے یا ہتیلی ہے
دل حیراں میں میرے رہ کہ خاطر جمع ہو جاؤ — سراپا آرسی میں ایک پتھر کی حویلی ہے
نہ خال و خط نہ زلف و چشم و لب دلگیر عاشق ہے — دل مجنوں نگاہ ناز سیں لیلیٰ نے لے لی ہے
شکر لب تلخ مت ہو ترش رو ہو کر نہ کر شورش — حلاوت زندگانی کی مرے حق میں کسیلی ہے

اگر وو شمع رو بزم خشم ہے اپنے پتنگوں پر
سراج ان بے کسوں کے حال کا اللہ بیلی ہے

۱۱۴

۳۱۸۰ جو خوش قدوں کی صف میں امامی دیا تجھے — نقش دہن سیں خاتم نامی دیا تجھے
شاید کہ حق کی ذرہ نوازی پہ تھی نظر — جیوں آفتاب حسن مدامی دیا تجھے
نرگس نے جب سنا کہ سخن آشنا ہے توں — آنکھوں پہ لکھ قصیدہ جامی دیا تجھے
طاقت نہ تھی جو مجکوں جواب سلام کی — لے نقد دل کوں بات سلامی دیا تجھے

کچھ آج کل سیں بندۂ بے زر نہیں سراج
روزِ ازل سیں خطِ غلامی دیا تجھے

۱۱۵

۲۱۸۵ جو کوئی شوخ کے پاس آنے نہ پاوے　　غمِ بے قراری سنانے نہ پاوے
ہوا بند جو کوئی کہ زندانِ غم میں　　بجز لختِ دل قوت کھانے نہ پاوے
مرے عشق کا راز پنہاں رہے کیوں　　کہ بُو مشک کی کوئی چھپانے نہ پاوے
شتابی گیا لالہ رو بر سیں میرے　　کہ تا داغ دل کا دکھانے نہ پاوے
ارے دل مرا جان لے کر چلا ہے　　خبردار ہو، جان جانے نہ پاوے
تری چشمِ خونی کوں اے شوخ سکھلا　　غریبوں کوں ظالم ستانے نہ پاوے
سراج آتشِ ہجر میں ہے خبر لے
کہ یہ آگ اس کوں جلانے نہ پاوے

۱۱۶

۲۱۹۲ فدا کر جان اگر جانی یہی ہے　　ارے دل، وقت بے جانی یہی ہے
یہی[1] قبرِ زلیخا سیں ہے آواز　　اگر ہے یوسفِ ثانی یہی ہے

[1] زلیخا قبر میں سیں بولتی ہے۔ ۳۹۱ ا۔

نہیں[1] بجھتی ہے پیاس آنسو سیں لیکن　　کریں کیا اب تو یہاں پانی ہی ہے

کسی عاشق کے مرنے کا نہیں ترس　　مگر یہاں کی مسلمانی ہی ہے

برہ کا جان کندن ہے نپٹ سخت　　شتاب آ مشکل آسانی ہی ہے

پرو تار پلک میں دانۂ اشک　　کہ تسبیح سلیمانی ہی ہے

مجھے ظالم نے گریاں دیکھ بولا　　کہ اس عالم میں طبع فانی ہی ہے

زمیں پر یار کا نقش کف پا　　ہمارا خط پیشانی ہی ہے

وو زلف پر شکن لگتی نہیں ہات　　مجھے ساری پریشانی ہی ہے

نہ پھر ناں جان دینا اس گلی میں　　دل بے جان کی بانی ہی ہے

کیا روشن چراغ دل کوں میرے
سراج اب فضل رحمانی ہی ہے[2]

۱۱۷

۳۲۰۴ شربت[3] دیدار کے بن زندگانی ہیچ ہے　　بے رخ ساقی حیات جاودانی ہیچ ہے

---

[1] انجھو سیں پیاس نہیں بجھتی ہے۔ ۳۹۱ ا۔ [2] ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر۔ تری زلفاں میں دل لاچار ہے بند فرنگستاں میں ہمانی ہی ہے۔ اگرچہ سب طرف معمور ہے دوست۔ نہیں دستا سو حیرانی ہی ہے۔ یو نیا دل بولتا ہے ۳۹۱ ا [3] جان جاناں بن۔ ۳۹۱ ا۔

آرسی کوں اس قدر بخشا ہے فیض اس عکس نے | جس مقابل خوبیٔ تصویرِ مانی ہیچ ہے

بزمِ عرفاں میں نہیں ہے احتیاجِ جامِ مے | مستِ وحدت کوں شرابِ ارغوانی ہیچ ہے

خندۂ گل گریۂ ناسور ہے گل رو بغیر | مجلسِ ماتم میں عیش و شادمانی ہیچ ہے

اس بہار بے بقا میں جز فنا حاصل نہیں | فصلِ گل میں بلبلوں کی شعر خوانی ہیچ ہے

دوستی اور دشمنی کا نہیں ہے ہرگز اعتبار | مہربانی ہیچ ہے نامہربانی ہیچ ہے

اشک[1] بن باطل ہے فردِ چہرۂ زردِ سراجؔ
چشمِ خوں بیں نیں تو رنگِ زعفرانی ہیچ ہے

۱۱۸

۳۲۱۰ اے شوخ تری شوخ نگاہی نظر آئی | سنتے تھے بہوں سیں گواہی نظر آئی

جاں عشق کا طوفان ہے دیکھا ہوں میں اکثر | واں عقل کی کشتی کوں تباہی نظر آئی

ہے نشۂ عشرت کا ترے غم میں تقید | اس شرع کی کیا سخت مناہی نظر آئی

جمشید کوں دیکھا تو ترے در کا گدا تھا | یہ دبدبہ و شوکت و شاہی نظر آئی

اے عقل نکل جا کہ دھنواں آہ کا نہیں ہے | یہ عشق کے لشکر کی سپاہی نظر آئی

[1] بن انجھو۔ ۳۹۱ ا ۔

عشاق کے آنسو کا بیاں مجھ سیں نہ پوچھو — حوتِ فلک اس بحر کی ماہی نظر آئی

دیکھا ہے سراج آتش و خاک آب و ہوا کوں[۱]
سب میں صفتِ ذاتِ الٰہی نظر آئی

۱۱۹

عجب وہ مو کمر خورشید رو ہے — نزاکت جس کے قد میں مو بمو ہے ۳۲۱۶

نہیں ہے اوس کوں طوبا کی تمنّا — جسے اوس سرو قد کی آرزو ہے

ہوا ہے جس کے دل کا پیرہن چاک — خیالِ تارِ زلف اوس کا رفو ہے

نمازی ہے طریقِ عاشقی میں — جو کوئی آبِ نین سے باوضو ہے

اوسے ہے جلوۂ دیدار[۲] بیشک — جسے آئینۂ دل روبرو ہے

ہوا ہے جو شہیدِ تیغِ الفت — صفِ عشاق میں وہ سرخرو ہے

کیا ہے پردۂ دل جس نے فانوس
سراج اس کوں خیالِ شمع رو ہے[۳]

۱؎ سیں۔ ح۔ ۲؎ آرزو۔ ک۔ ۳؎ م ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر۔ محبت کے نگر میں نہیں وسے با
جسے درکار شرم آبرو ہے۔ سراج اس کوں نہیں کونین سیں کام۔ جسے درکار شرم آبرو ہے۔

۱۲۰

۳۲۲۴ شوق ہے کہ اپنا جی اُس قدم پہ جا دیجے　　نوبت اپنے موسم کی اس گھڑی بجا دیجے

حشر میں اگر پوچھیں ہم سیں طرز مظلومی　　چاک کر گریباں کوں دھوم جا مچا دیجے

جس کا ہاتھ جا پہونچے گلبدن کے دامن لگ　　اس کوں نکہتِ گل کی گرد میں ملا دیجے

کھینچ تیغ ابرو کوں آوتا ہے وو ظالم　　چاہیے گلا اپنا بن چھری کٹا دیجے

کیوں پکار کر بلبل راز فاش کرتی ہے　　شاخ گل کی سولی پر باغ بیچ چڑھا دیجے

ہائے جی کے سودے میں روز کا ہے ہنگامہ　　چوک سیں عناصر کے یہ دکاں اٹھا دیجے

شعر وصف گلرو کا باغ میں اگر پڑھیے　　بلبلوں کے سینے سیں داغ گل مٹا دیجے

سرو صحن گلشن میں سرکشی سیں[1] پھرتا ہیں　　حرف راست اُس قد کا ایک دم سنا دیجے

اے سراج ہر مصرع درد کا سمندر ہے
چاہیے سخن میرا آگ میں جلا دیجے

۱۲۱

۳۲۲۳ ہے ختم تجھ پر نازک میانی　　کرتا ہے جس پر یک مو گرانی

۱؎ یہ قائم ہے۔ ک و ۵۸۴ ا۔

زخم جگر نے کھولا ہے لب کوں | ظالم پلا جا[1] خنجر کا پانی
مثل سکندر حاصل ہے مجھ کوں | ملک جنوں کی صاحب قرانی
تجھ ہجر سیں ہے اے شوخ رعنا | رُخ[2] زعفرانی اشک ارغوانی
گر آرزو ہے سیر چمن کی | آ دیکھ دل کے زخم نہانی
اس سرو قد کے رُخ کے مقابل | ہے ہر چمن میں ہر گل خزانی
کرنے کوں قرباں تیرے قدم پر | کرتی ہیں آنکھیں گوہر فشانی
کھویا[3] ہے غم سیں اس سیم تن کے | مجھ رنگ رُخ نے سونے کی بانی

اے[4] شمع رو دیکھ سوز سراج آج
اب وقت ہے یہ کر مہربانی

۱۲۲

۳۲۴۲ تیری آنکھوں میں کیا بلا ہے | ہوش کھونے کوں نشۂ مے ہے
زاد بن راہ غم کوں طے کرنا | حق میں عاشق کے روز و طے ہے

۱ے لک۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ے کھ۔ ۳۹۱ ا۔ ۳ے پایا۔ ۳۹۱ ا۔ ۴ے درو سراج اب گذرا ہے حد سوں۔ ۳۹۱ ا۔

یار سیں[1] کب ہے فرصت خلوت دل مرا ہو رقیب در پے ہے
عشق کا نام گرچہ ہے مشہور میں تعجب میں ہوں کہ کیا شئے ہے
مجھ کوں ہر رات بزم غم میں سراج[2]
آہ پر سوز نغمۂ نئے ہے

۱۲۳

۳۲۴۷ مسکرا کر عاشقوں پر مہربانی کیجیے بلبلوں کی پاس خاطر گلفشانی کیجیے
عشق نے از بس دیا ہے زرد رنگی کا رواج ارغوانی آنسوؤں کوں زعفرانی کیجیے
مے کشِ غم کوں شب مہتاب ہے موئے سفید موسم پیری میں سامان جوانی کیجیے
ہجر کی راتوں میں لازم ہے بیان[3] زلف یار نیند تو جاتی رہی ہے قصہ خوانی کیجیے
یار جانی تو زمانے میں نپٹ کم یاب ہیں کیجیے دشمن اگر اپنا تو جانی کیجیے
مت ہوا دل توں سدا بلبل ہزاروں پھول کا ایک باقی بوجھ‘ باقی کوں فانی کیجیے
سب سمندر متفق ہو مجھ کوں کہتے ہیں سراج
شعلہ رو کے وصف میں آتش زبانی[4] کیجیے

[1] جب میں جاتا ہوں پیو کے کوچے میں ید ۳۹۱ ا۔ [2] دوست کے باج بزم غم میں سراج۔ ید ۳۹۱ ا۔ [3] تار۔ ک۔ [4] بیانی۔ ک

۱۲۴

۳۲۵۴ شہید تیغِ[۱] الفت کوں حیاتِ جاودانی ہے　　　جو[۲] اس چشمے ستی پانی پیا وو خضر ثانی ہے

کہاں ہر بوالہوس کوں تاب اس رخ[۳] کی تجلی کی　　　کہ موسیٰ کوں جواب "ربِ ارنی" "لن ترانی" ہے

ہر یک دم تشنگی سیں وا ہیں زخمِ دل کے لب ظالم　　　تری شمشیرِ ابرو میں کہاں کا شور پانی ہے

ہمارے نالۂ پرسوز سیں وسواس لازم ہے　　　نہ بوجھو اے صنم یہ آہ تیرِ آسمانی ہے

اگرچہ حسبِ ظاہر میں ہے مجھ سیں سرگراں لیکن
سراج اس یار کوں پنہاں نگاہِ مہربانی ہے[۴]

۱۲۵

۳۲۵۹ گلبدن باغ میں جس وقت لٹکتا جاوے　　　خارِ حسرت جگرِ گل میں کھٹکتا جاوے

اس کے دامن کوں اگر ہاتھ لگاویں عاشق　　　تند ہو گردی مانند جھٹکتا جاوے

رستم[۵] وقت کوں مشکل ہے مقابل ہونا　　　دیکھ کر شوخ کی شوخی کوں ٹھٹکتا[۶] جاوے

جب[۷] کرے عزمِ چمن سروِ خراماں میرا　　　چشمِ قمری میں ہر ایک سرو کھٹکتا جاوے

۱۔ عشق کوں جگ میں۔ ۳۹۱ ل ۔ ۲۔ جو کوئی چندر بدن کوں جی دیا بہار ثانی ہے۔ ۳۹۱ ل ۔ ۳۔ کہہ۔ ۳۹۱ ل ۔ ۴۔ ۳۹۱ ل کے اضافہ شعر۔ جنہ جن کے قدم کی خاک تی میں عشق بازوں کے۔ نین کوں نور دیتی توتیائے اصفہانی ہے۔ گل داغ جگر پر کر نہ جاونگے قیامت لگ۔ پرت کی یادگاری میں محبت کی نشانی ہے۔ ۵۔ گرچہ رستم ہے ولے۔ ۳۹۱ ل ۔ ۶۔ بھٹکتا۔ ۷۔ ۳۹۱ ل کے علاوہ سرو گلزار ادا جب کرے سیر چمن۔ رشک سوں سرو کی انکھیاں میں کھٹکتا جاوے۔ آتش غم میں ہوا تاب سوں بے تاب سراج۔ تجھ جدائی کے دکھوں سیں پھڑکتا جاوے

مشعل جلوهٔ معشوق ہی درکار ہے سراج
دل کہاں زلف کی گلیوں میں بھٹکتا جاوے

۱۲۶

۳۲۶۴ عجب یہ چہرہ دل پر جمال وحشت ہے		کہ جس پہ داغ محبت ہیں خال وحشت ہے
ہوا ہوں دشت جنوں میں سوار توسنِ غم		رکاب حلقۂ چشم غزال وحشت ہے
کہاں ہے آج مرا شوخ من ہرن یارب		کہ جس بغیر مرے پر کمال وحشت ہے
ہوا ہے جب سیں مقابل وو چشم خونی کے		جبینِ آئینہ پر رنگ آل وحشت ہے
نہ تاب وصل نہ صبر فراق ہے شب و روز
عیاں سراج کی سوزش سیں حال وحشت ہے

۱۲۷

۳۲۶۹ ہر ادا برچھی کی گویا ہول ہے		دل مرا جس ہول کا مقتول ہے
خار ہے اُس کی نظر میں برگِ گل		جس کلیجے میں برہ کی سول ہے
جس نے اپنا جی کیا جاناں کوں نذر		وو جناب عشق میں مقبول ہے

---

۱ کہ باج۔ ۲۹۱ ا۔ ۲ کہ۔ ک و ۲۹۱ ا۔

طاقت افغاں مجھے کیوں کر رہے　　خنجر چشم صنم مکحول ہے
سینۂ پر خوں مرا ہے لالہ زار　　یہ دلِ صد چاک جس کا پھول ہے
بس کہ عنبر بیز ہے موہن کی زلف　　مشک چیں اس کے قدم کی دھول ہے
مائل منقول نہیں مثل سراجؔ
دل سیں جو کوئی تابع معقول ہے

۱۲۸

۳۲۷۶ گدائے کوچۂ میخانہ میر مئے پرستاں ہے　　بہار گل میں ہر بلبل بشیر مئے پرستاں ہے
شب تاریک میں حاصل ہے ان کوں سیر مہتابی　　کہ دورِ جام مُل بدرِ منیر مئے پرستاں ہے
بتاتا ہے کرشمے بیٹھ کر مسجد میں ابرو کی　　مگر وہ نرگس مخمور پیر مئے پرستاں ہے
ہوا عہد الست ان کوں شکست توبۂ دیریں　　گلوئے شیشۂ مے دستگیر مئے پرستاں ہے
عیاں ہوتا ہے رنگ بادۂ مینائے سربستہ
سراجؔ آئینۂ روشن ضمیر مئے پرستاں ہے

۱۲۹

۳۲۸۱ عالم کے دوستوں میں مروت[۱] نہیں رہی　　شرم و حیا و مہر و شفقت نہیں رہی

۱۔ محبت۔ ۳۹۱ و۔

ظاہر میں کیا رفیق کہاتے ہیں آپ کوں — لیکن انوں کے دل میں محبت[1] نہیں رہی
ملتے ہیں راستی سیں جو کوئی کج نظر ملے — خوبوں میں پاک بازی کی حرمت نہیں رہی
ہر خار بوالہوس کی کئے صحبت اختیار — تو حسن گلرخوں میں لطافت نہیں رہی
نالائقوں میں عمر کوں کرنا عبث تلف — ہم صحبتی کی ان میں لیاقت نہیں رہی
بھولتے[2] ہیں ہر صنم کے کرشمے پہ ہوش کوں — ان زاہدوں میں کشف و کرامت نہیں رہی
سفلے ہوئے عزیز عزیز اب ہوئے خراب — بے جوہروں میں قدر شرافت نہیں رہی
مت ہو بہار گلشن دنیا کا عندلیب — اس پھولبن میں بوئے رفاقت نہیں رہی

اب[3] ذات حق بغیر نہ رکھ دوستی سراج
عالم میں آشنائی و الفت نہیں رہی

۱۲۰

۳۲۹۰ وو ماہ اگر مہر سیں آوے تو بجا ہے — بیتاب ہوں دیدار دکھاوے تو بجا ہے
مجھ[4] کوں نظر آتا ہے ہر ایک دم دم آخر — کوئی مژدۂ دیدار سناوے تو بجا ہے

ا۔ شفقت۔ ۳۹۱ ا۔ ۲۔ کھوتے ہیں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳۔ حق کے بجز کسی۔ ۳۹۱ ا۔ ۴۔ ہم۔ک۔

تجھ ہجر میں ہے پھول مری آنکھ میں پھولا　　گر سیر گلستاں نہ بہاوے تو بجا ہے
ظاہر ہے مرے رنگ ستی شوق کی تصویر　　صورت سیں معانی مرے پاوے تو بجا ہے
وو پھول مرا آج کدھر بھول پڑا ہے　　دل بھول کہ پھولوں نہ سماوے تو بجا ہے
جو حرف محبت کوں کیا نوک زباں یاد　　عالم کے خیالات بھلاوے تو بجا ہے

بھڑکے ہیں مرے دل میں برہ آگ کے شعلے
وو جان سراج آ کہ بجھاوے تو بجا ہے

۱۳۱

۲۲۹۷ لب تشنۂ وصال ہوں کب تاب[1] ہے مجھے　　آب حیات چشمۂ بے آب ہے مجھے
راحت ہے مجھ کوں کوہ و بیاباں کی سیر میں　　ہر برگ سبز بستر سنجاب ہے مجھے
از بس کہ بے[2] قرار ہے آتش میں عشق کی　　لخت جگر نمونۂ سیماب ہے مجھے
اس سبزِ خط کے[3] غم سیں ہوا ہوں تمام زرد　　ہر اشک سرخ دانۂ عناب ہے مجھے
پتلی کی جانماز پر اب فرض ہوئی نماز　　ابروئے قبلہ رو خمِ محراب ہے مجھے

۱؎ کاں۔ ۳۹۱ ا۔ ۲؎ ہوں تجھ غم کی آگ میں۔ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ ۳۹۱ میں اس شعر کا دوسرا مصرعہ بعد کے شعر کا مصرعۂ ثانی ہے اور اس شعر کا دوسرا مصرعہ یہاں ہے۔ ۴؎ ہجر میں از بس۔ ۳۹۱ ا۔

کھولا ہے لب کوں تشنگی آب تیغ میں ہر زخم سینہ دیدۂ بے خواب ہے مجھے

مہتاب[1] رو مرا نظر آیا ہے اے سراج
وو زلف عنبریں شب مہتاب ہے مجھے

۱۳۲

۲۳۰۴ دردمندوں کوں شراب دوستی کا جام دے بسملوں کے زخم دل کوں مرہم انعام دے

ہوں دعا گوئی میں تیری زباں سیں[2] اے صنم مسکرا کر پیار سیں اس کے بدل دشنام دے

مہرباں ہو بلبل بے تاب کا احوال بوجھ اے صبا اس گلبدن کوں جا مرا پیغام دے

اے دل اس کی دوستی تجہ کوں نکو نا تھا[3] کیا جو کیا اس کام کوں آغاز تو انجام دے

بے دلوں کی دل دہی[4] کر اے دل و جان[5] سراج
بے قراروں کوں جدائی کے ٹک یک آرام دے

۱۳۳

۲۳۰۹ آئی ہے نو بہار دیوانوں کی بن گئی بن بن صدائے خندۂ گل ہر چمن[6] گئی

---

[1] چندر مکھی۔ ۳۹۱ ا۔ [2] سجن۔ ۳۹۱ ا۔ [3] اے دل اس پیو کی وفاداری میں ثابت رکھ قدم۔ ۳۹۱ ا
[4] داری۔ ۳۹ ا [5] سیں۔ ک۔ ۳۹۱ کے اضافہ شعر۔ عاشقی کے پنتھ میں لازم ہے سہو عقل و ہوش۔ پاک ہو رو نو جہاں سیں
نیک و رتج نام دے۔ دور کر تسبیح کوں گل بیچ زنار ڈال۔ بے ریائی خوب کچھ ہی کفر لے اسلام دے۔ [6] چو کدن۔ ۳۹۱ ا۔

برپا ہوا ہے خیمۂ گل صحنِ باغ میں
آوازِ بلبلوں کی طناب آج[1] تن گئی

شاید کہ عزمِ سیرِ گلستاں ہے یار کوں
لینے کوں پیشوا اسے بوئے سمن گئی

کیوں کھینچتے ہو ہم پہ تغافل کا نیچا
دل کی سپر نگاہ کے تیروں سے چھن گئی

مالی تے برگِ گل میں لپیٹا ہزار شکر
بلبل موئے پر انت گلابی کفن گئی

سن نام تجہ نگین لبِ لعل کا صنم
کانِ یمن سیں آبِ عقیقِ یمن گئی

آتش میں غم کی خاک ہو ثابت قدم سراج
توں دیکھ شمع جل گئی پن بے سخن گئی

۱۳۴

وو صنم[2] خدا جانے کب جھلک دکھاوینگے
دل کی آگ کے شعلے آکے کب بجھاوینگے ۲۳۱۶

صبح عید ہے لیکن شام ہی مجھے اس بن[3] [4]
عید ہوے گی اس دن جب ادھر کوں آوینگے

انتظار میں[5] ان کے جی مرا نکلتا ہے
اب امید ہے شاید مجھ پہ رحم لاوینگے

ہم کمیں چیرے ہیں جی کوں وار پھیرے ہیں
ہر طرح سیں تیرے ہیں اور نرے کہاوینگے

۱؎ کے ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ سجن ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۳؎ من ۔ ۳۹۱ ا ۔ ۴؎ موہن ۔ ۳۹۱ ا
۵؎ وعدے میں تن سیں جی ۔ ۳۹۱ ا ۔

خاکسار ہیں عاشق تجہ جناب عالی کے — حشر لگ تراد امن چھوڑ کر نہ جاوینگے
یا تو جان لیں میرا یا تو جی مجھے بخشیں — آتش جدائی میں کب تلک جلاوینگے

اے سراج کرتے ہیں ہر مگس کوں پروانہ
جو مرید ہووینگے سو مراد پاوینگے

۱۳۵

۳۳۲۳ جلا کر باغ کوں بیٹھا ہوں سایہ میں بگولوں کے — پڑے ہیں طوق وحشت سیں گلے میں ہار پھولوں کے
بجائے جوئے شیر آنکھوں سیں آب اشک جاری ہے — ہوئے ہیں کوہکن ہم غم کی سولوں کے بسولوں کے
میں کیوں کر ہو سکوں جاں بر تری ظالم نگاہوں سیں — کہیں بچتے بھی ہیں مارے ہوئے برچھی کی ہولوں کے
گیا دل ساتھ آہوں کے جدا ہو رشتہ جاں سیں — پتنگ اکھڑا توڑا کر دور کوں مارے بگولوں کے

پتنگوں کوں بڑا دعویٰ تھا اپنی جاں نثاری کا
سراج آتش میں غم کی ہوش اوڑ گئے بوالفضولوں کے

۱۳۶

۳۳۲۸ مجھے اس خوش دہن[1] کی آرزو ہے — نگار گل بدن[2] کی آرزو ہے

---

[1] گلبدن۔ ۳۹۱ ا۔ [2] ہمیشہ خوش دہن۔ ۳۹۱ ا۔

مرا دل تشنۂ کوثر نہیں ہے　　اسے چاہ ذقن کی آرزو ہے

تماشہ دیکھ زلف من ہرن کا　　اگر مشک ختن کی آرزو ہے

گلی میں اس پری رو کی گذر کر　　اگر سیر چمن کی آرزو ہے

مرے آنسو کوں دیکھ اے معدن حسن　　اگر دُرِّ عدن کی آرزو ہے

بیاض چشم پر لکھ ہر غزل کوں　　اگر میرے سخن کی آرزو ہے

سراج[1] آتش میں غم کی خاک مت ہو
اگر تجھ کوں کفن کی آرزو ہے

۱۳۷

۴۴۳۵ ترے رُخ[2] کی تجلی جب عیاں ہوئے　　برہ راتوں کی تاریکی نہاں ہوئے

چلانے[3] کوں خدنگ نوک[4] مژگاں　　ترے ابرو کی کج شلخ کماں ہوئے

ادا و ناز کی شمشیر مت کھینچ　　نگہ کے تیر سیں خاطر نشاں ہوئے

مرے[5] گل فام کی تعریف کرنے　　ہر یک گل کوں ہر ایک پکھڑی زباں ہوئے

---

[1] سراج اسکوں نہیں کوثر سوں مطلب ۔ جسے چاہ ذقن کی آرزو ہے ۔ [2] ۳۹۱ ا ۔ [2] لکھ ۔ [3] ۳۹۱ ا ۔ [3] لگانے ۔ [4] ۳۹۱ ا ۔ [4] تیر کے ۔ [5] ۳۹۱ ا میں اسکی بجائے یہ شعر ہے ۔ وفاداری میں ثابت ہوں کرم کر ۔ ستم مت کر بہت اب امتحاں ہوئے ۔

چمن میں اے سراج اس گلبدن بن[1]
مرے حق میں صبا بادِ خزاں ہوئے

۱۳۸

مرا دل بندِ گیسو ہو گیا ہے شہیدِ تیغِ ابرو ہو گیا ہے
تمہاری زلفِ مشکیں کا ہر ایک خم مرے حق میں چکابو ہو گیا ہے
لکھوں کیا خوش لباسی کا تری وصف ورق مسطر سیں اُتو ہو گیا ہے
ہوا ہوں زندگی سیں سیر ظالم کہ تیرِ غم ترازو ہو گیا ہے
دلِ پروانہ خو میرا سراج آج
نثارِ آتشیں رو ہو گیا ہے

۱۳۹

شبِ ہجراں میں ہم کوں نالہ و زاری کا ساماں ہے
رُخِ زرد آہِ سرد و دیدۂ جاری کا ساماں ہے

[1] ک۔ ج۔ باج۔ ۳۹۱ ا۔

چمن پیر آئے حسرت کوں ہمارے گلشنِ دل میں
بغیر گلبدن داغوں کی گُل کاری کا ساماں ہے

خیالِ نرگسِ مخمور ہے' ازبس کہ درد افزا
مزاجِ ناتواں میرے کوں بیماری کا ساماں ہے

مجھے آتا ہے رشک' اسکی گلی میں اے صبا مت جا
کہ پلکوں سیں مجھے بھی خاک برداری کا ساماں ہے

گلے میں طوق ہے انگلی کوں انگوٹھی کے حلقے تیں
تلاش نام واری سو گرفتاری کا ساماں ہے

چلا ہے باغ سیں گل کی کلی رکھ سر پہ وو گل رو
مگر خونیں دلوں کی آج دلداری کا ساماں ہے

سراج اس شمع رو کی گرم خوئی سیں ہوا روشن
کہ اس کوں ہم پتنگوں کی دل آزاری کا ساماں ہے

۱۴۰

۲۳۵۲ زلفِ[1] مشکین یار قہری ہے — کیا[2] قیامت کا ناگ زہری ہے

دھوپ میں غم کی تازگی ہے اوسے — دل نہیں ہے گل دوپہری ہے

ذاکرِ[3] غم کوں دل کے حلقے میں — نالہ و آہ ذکرِ جہری ہے

دامنِ[4] یار نہیں کناری دار — صفحہ جدول سنہری ہے

وحشی دشت بے خودی ہے ہم
گرچہ عالم کے نزد شہری[5] ہے

۱۴۱

۲۳۵۷ اس پری رو کی اگر زلفِ رسا مجکوں ملے
رشتۂ[6] جمعیتِ بے انتہا مجکوں ملے

---

۱ کیا بلا تیری زلف۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۲ دل کے ڈسنے کوں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۳ مجھ کوں تیرے برہ کے حلقے میں۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۴ پیو کے دامن پہ ہے کناری زر۔ جدول اس ورق پر سنہری ہے ب ۳۹۱ ا۔ ۵ ب ۳۹۱ ا کے اضافہ شعر۔ عشق کے راز میں جو واقف نہیں۔ مذہب عاشقاں میں دہری ہے۔ جو کہ ڈوبا سو تہاہ نہیں پایا۔ کیا ندی تیرے غم کی گہری ہے۔ ۶ تا قیامت دوست۔ ب ۳۹۱ ا

سرخرو ہوں عشق کے جوہر شناسوں میں سدا
اشکِ خونیں سیں جو لعلِ بے بہا مجکوں ملے

دور ہوئے بیماریِ غم خاطرِ ناشاد سیں
رہ گزر تیرے سیں گر خاکِ شفا مجکوں ملے

بلبلِ دل کوں میسر ہوئے سامانِ بہار
ایک دم گر شاہدِ گلگوں قبا مجکوں ملے

مرشدِ کامل ستی کہتے ہیں باتِ معرفت
قبلہ جا دیکھوں اگر قبلہ نما مجکوں ملے

فیضِ وحشت سیں مرے دل میں گزرتا ہے خیال
خانۂ زنجیر میں شاید کہ جا مجکوں ملے[1]

[1] م ۳۹۱ الف کے اضافہ شعر۔ جس نگر میں تجھ برہ کے درد سوں جاتا ہوں میں۔ آہ استقبال لینے میں آ مجھ کوں ملے۔ تو تیا ئے دیدۂ حیراں کروں گا شوق سوں۔ رسمہ خونی تری گر خاکپا مجھ کوں ملے۔ کشتیِ دل کوں خطا ہی ہے رہ طوفان میں ناخدا ہو کا رہیں ہے گر خدا مجھ کوں ملے۔ سینہ چاکی سوں عجب نہیں جو ہے فارغ اے سراج۔ ایک دم گر شاہدِ گل گوں قبا مجھ کوں ملے۔

جس طرف کوں اضطراب درد سیں جاوے سراج
اس زمیں سیں شعلۂ غم پیشوا مجھ کوں ملے

۱۴۲

شائقؔ[۱] ہے دم بھر جدائی دلبر گلرنگ کی — زندگی کیوں کر کٹے ہے بلبل دل تنگ کی ۳۳۹۸
ہے وو ظالم صلح میں بیگانہ اور جنگ آشنا — مصلحت کرنا برائے مصلحت کچھ جنگ کی
دل مرا اٹھا ہے سنگیں دل سیتی ہے کیا کروں — کس طرح شیشے سیں ہوئے صحبت برار اس سنگ کی
یا الٰہی رحم کر ہم دل جلوں کے حال پر — دشت دل میں دوں لگی ہے عشق آتش رنگ کی
دشت وحشت میں بھٹکتا ہے مرا آہوئے دل — بھول گئی ہے چوکڑی اب دانش و فرہنگ کی
عشق کے دریا کی لہروں کا مجھے اب تاب نیں — ان دنوں کشتی تباہ ہوئی ہے ناموس ننگ کی

توں سنے واسوز اگر میرے تو جل جاوے سراج
مت حقیقت مجھ سیں پوچھ اس شمع بیرنگ کی

۱۴۳

آج ہر گل میں بہار اور ہی ہے — عندلیبوں کی پکار اور ہی ہے ۲۴۰۵

۱۔ بعد کی غزلیں ح میں نہیں ہیں۔

ہے کسی گلشن حیرت کی خبر — چشم نرگس کا خمار اور ہی ہے

سرو قمری کا ادا فہم ہوں میں — طوق نہیں بلکہ یہ ہار اور ہی ہے

ہے نواسنج حقیقت کوں خیال — دل کے طنبور کا تار اور ہی ہے

صورت غنچہ و پیکاں ہے ایک — پیک ہر ایک میں خار اور ہی ہے

سر منصور ہے انگور نہیں — شجر دار کا بار اور ہی ہے

ہر خس و خار کوں نہیں سوز سراج
شعلۂ جاں کا شرار اور ہی ہے

۱۴۴

شوخی برق کوں تو چاہئے تمکین دیوے — حیرت آئینہ کوں منصب تلوین دیوے ۳۳/۸

حکم اکسیر کا رکھتی ہے ترے پاؤں کی گرد — کیا عجب گر مرے سینا کوں تسکیں دیوے

نہیں ہے پیاسی عاشق کوں دوا بن معشوق — تپ فرہاد کوں کوئی شربت شیریں دیوے

داد دیوے گی مرے عالم مشتاقی کی — آرسی تجھ کوں اگر دیدۂ خودبیں دیوے

دامن طور میں گر جلوۂ مہ روئے ہو سراج
شجر وادی ایمن گل نسریں دیوے

۱۴۵

نہ ہووے کیوں اسے فریاد وزاری — جسے ہے شوق کی بے اختیاری ۳۲۸۴

نہیں آرام کوں آرام ہرگز — ہوا دل میں قرارِ بے قراری

گلِ داغِ جگر کوں تازہ کرنے — ہوئی[1] آنسو کی نہر آنکھوں سے جاری

ترے لب پر نظر کر سرخیِ پان — گئے ہیں عاشقوں نے جاں سپاری

سراج[2] اس آتشیں رو کی جھلک دیکھ
پتنگوں نے کئے ہیں جاں نثاری

۱۴۶

ہے ترے قد میں عجب طنازی — جس کوں طوبا سنی ہے دم سازی ۳۲۸۸

پھول جھڑتے ہیں تبسم سیں ترے — ہے دہن یا گلِ آتش بازی

تو وہ[3] دل پہ صنم کرتا ہے — نگہ تند سیں تیر اندازی

جب سیں پہنچی ہے مجھے نوبتِ عشق — ہے مجھے نے سیں بلند آوازی

---

[1] انجھو کی نیر ہے انکھیاں سوں۔ ۳۹۱ ا۔ [2] سراج آتش میں غم کی مضطرب ہے۔ نشابی آ دیکھ اسکی بے قراری۔ ۳۹۱ ا۔ [3] تو وہ دل کوں میں کیا تھا۔ ۳۹۱ ا۔

شعلۂ شمع محبت پہ سراج

مثل پروانہ کیا جاں بازی

۱۴۷

۳۳۹۳ خطاب طالب صادق سیں ہے اگر مانے ‏‏‏ جو کچھ کہ جان کا ہے جاں جاں کوں جانے

احد کی ذات جدا نہیں صفات احمد سیں ‏‏‏ پھٹا انار تو بکھرے انار کے دانے

خودی ہے کفر اگر ہم اٹھیں تو بہہ جاوے ‏‏‏ ہمارے بعد خودی جانے یا خدا جانے

کھلا ہے راز کا بازار لاؤ نقد یقیں ‏‏‏ خرید عشق کا سودا ترا جو من مانے

جو کوئی طالب مستی ہیں کان دھر کہ سنیں ‏‏‏ عجب مذاق کی کہتے ہیں بات مستانے

زباں ہیں شہد و شکر دل ہیں زہر رکھتے ہیں ‏‏‏ کسا ہوں سب کوں جتے آشنا ہیں بیگانے

مرے سیں دور کیا چاہتے ہیں بیا یہ عشق ‏‏‏ جتے ہیں شہر کے سیانے ہوئے ہیں دیوانے

عجب نہیں جو ہوا ہوں دو شمع رو کا پتنگ

ہیں مجھ سرکے ہزاروں سراج پروانے

---

۱ کہتا ہوں طالب صادق کوں بات۔ ع ۳۹۱ ا۔ ۲ معانے۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۳ نہہ۔ ع ۳۹۱ ا۔ ۴ پر۔ ع ۳۹۱ ا۔ ۵ پیا ہوں عاشق صادق ہوں کر کے پیچھانے۔ ب ۳۹۱ ا۔ ۶ اٹھی ہے قیمت دل اب خوب صورتاں سوں۔ تو ہو خزانۂ غیبی آج پروانے

۱۴۸

جیتے ہی تم نے موت کی لذت چکھا چکے   ہم نے بھی جی سیں ہات اوٹھائے تم آ چکے ۳۴۰۱
مجنوں بھی گرچہ خاک نشینی میں کم نہ تھا   ہم نے بھی اپنے وقت میں دھولیں اڑا چکے
جاتا نہیں ہے دل سیں خیال شکر لباں   ہر چند اوسکوں قصۂ شیریں سُنا چکے
جب سیں سُنے کہ عشق کوں رندی ضرور ہے   ہم عقل کی تیاری ہوئی تختی مٹا چکے
عاشق کے رنگ زرد پر لازم ہے اب تو رحم   خوب اس طلا کوں تم نے کسے اور تپا چکے
تیری گلی کی خاک میسر نہ ہوئی ہمیں   اس کیمیا کے ذوق میں کیا کیا جلا چکے
میرا جو اعتقاد ترے ساتھ ہے سو ہے   اوروں نے بھی بہت سے کرشمے دکھا چکے
اب لگ بھی ان کی روح نے ہم کوں کی مدد   کئی بار قبر حضرتِ مجنوں پہ جا چکے

دل سوزیاں سراج کی کرتے ہو تم عبث
جب شمع زندگی کو تم اس کی بجھا چکے

۱۴۹

پیام اس گلبدن کا گر مجھے بادِ صبا لاوے   چمن کوں چھوڑ کر بلبل مرے سیں التجا لاوے ۳۴۱۰
تری چشم سیہ سیں خوف کرتا ہے ہمارا دل   لگا کر تو تیا شاید کسی گھر پہ بلا لاوے

۱؎ رکھتا۔ ۳۹۱ و۔

تری ابرو کوں گر دیکھے تو لازم ہے نمازی کوں　　اسی محراب میں شرطِ نمازِ دل بجا لاوے

دلِ نازک پہ میرے اس قدر سختی روا مت رکھ　　کہ سنگِ غم شکستِ شیشۂ دل کی صدا لاوے

عجب کیا ہے فلک گر روزِ شب لے چاند سورج کوں　　تصدق[1] کوں ترے پر زر جدا گوہر جدا لاوے

جو کوئی غواص ہو کر اے سراج[2] اس بحرِ حسرت کا
اگر جا انتہا لاوے تو دُرِ بے بہا لاوے

۱۵۰

۲۳۱۹ یار کے گر وصف قامت بیچ مطلع کیجیے　　سرو کی موزوں قدی آخر کا مصرعہ کیجیے

زر سری کا رنگ دریا تو ہے آنسو میں جمع　　چاہیے اب دھکدھگی دل کی مرصع کیجیے

یار جمہر پھینک عاشق کوں کیا لوہو سیں سرخ　　تاڑیوں کوں اوسکی سونے کا ملمع کیجیے

گلبدن کی ان دنوں میں گل سیں صحبت گرم ہے　　چاہیے اب بلبلوں کوں اپنا مرجع کیجیے

تا رہے پنہاں نگاہِ غیر سیں یوسف مرا　　پردۂ اشکِ زلیخائی سیں برقع کیجیے

جس غزل میں ہوئے بیاں شامِ جدائی کا سراج
مطلعِ صبحِ قیامت وہاں کا مقطع کیجیے

۱؎ نچھاور۔ ۲؎ ۳۹۱ ا۔ ۳؎ ۳۹۱ ا کا اضافہ شعر۔ گر ڈرتا نہیں ہے قید سوں گر کچھ۔ جو کوئی بے جا مری فکر رسا او پر خط لاوے۔

۱۵۱

۳۴۲۲ خبر تحیرِ عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی　　نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

شہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے[۱] اب لباسِ برہنگی　　نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

کبھی[۲] سمتِ غیب سیں کیا ہوا کہ چمن ظہور[۳] کا جل گیا　　مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہو سو ہری رہی

نظرِ تغافلِ یار کا گلہ کس زباں سیں بیاں کروں　　کہ[۴] شرابِ صد قدحِ آرزو خمِ دل میں تھی سو بھری رہی

وو عجب گھڑی تھی میں جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا　　کہ کتاب[۵] عقل کی طاق میں جوں دھری تھی تیوں ہی دھری رہی

ترے جوشِ حیرتِ حسن کا اثر اس قدر سیں یہاں ہوا　　کہ نہ آئینے میں رہی جلا نہ پری کوں جلوہ گری رہی

کیا خاک آتشِ عشق نے دلِ بے نوائے سراج کوں
نہ خطر رہا نہ حذر رہا مگر[۶] ایک بے خطری رہی

۱۵۲

۳۴۲۹ اگر کچھ ہوش ہم رکھتے تو مستانے ہوئے ہوتے　　پہنچتے جا لبِ ساقی کوں پیمانے ہوئے ہوتے

۱؎ ہمیں ۔ م ۳۹۱ ا ۔ ۲؎ چلی ۔ م ۹۱ ۳؎ سرور م ۳۹۱ ۴؎ کہ ، ا ۱۹۱ ۵؎ کہ کتاب عقل کی طاق میں جیوں دھری تھی تیونہی دھری رہی ۔ م ۳۹۱ ا ۔

۶؎ سو وہ

عبث ان شہریوں میں وقت اپنا ہم کئے ضائع — کسی مجنوں کی صحبت بیٹھ دیوانے ہوئے ہوتے
نہ رکھتا میں لیا گر الفتِ لیلیٰ نگاہوں کوں — تو مجنوں کی طرح عالم میں افسانے ہوئے ہوتے
اگر ہم آشنا ہوتے تری بیگانہ خوئی سیں — برائے مصلحت ظاہر میں بیگانے ہوئے ہوتے
زبس کافر ادایوں نے چلائے سنگ بے رحمی — اگر سب جمع کرتا میں تو بت خانے ہوئے ہوتے
نکرتا ضبط اگر میں گریۂ بے اختیاری کوں — گذرتا جس طرف یہہ پُور ویرانے ہوئے ہوتے
نظر چشم خریداری سیں کرتا دلبرِ ناداں — اگر قطرے مرے آنسو کے دُردانے ہوئے ہوتے
محبت کے نشے ہیں خاص انساں واسطے ورنہ — فرشتے یہہ شرابیں پی کہ مستانے ہوئے ہوتے
عوض اپنے گریباں کے کسی کی زلف ہات آتی — ہمارے ہات کے پنجے مگر شانے ہوئے ہوتے
تری شمشیر ابرو سیں ہوئے سنکھ والا نہ — اجل کی تیغ سیں جیوں آرہ دندانے ہوئے ہوتے

مزہ جو عاشقی میں ہے سو معشوقی میں ہرگز نہیں
سراج اب ہو چکے افسوس پروانے ہوئے ہوتے

۱۵۳

ہوس کی آنکھ سیں وو چہرۂ روشن نہ دیکھوگے — تو چہرہ تو کہاں ہن گوشۂ دامن نہ دیکھوگے ۳۴۲

لہ نہوئے۔ ۵۴۴ ا۔

چھپاتے ہو سو بے جا اس جمالِ حیرت افزا کوں — مری انکھوں سیں دیکھو گے تو پھر درپن دیکھو گے
اگر اس خوش دہن کے لب پہ دیکھو رنگ مسّی کا — تو ہرگز بہارِ برگِ غنچۂ سوسن نہ دیکھو گے
اگر دیکھو گے عکس اس خط کا میری چشمِ گریاں میں — لبِ جو پر بہارِ سبزۂ گلشن نہ دیکھو گے
سراجؔ اپنے سیں کیوں وسواس ہے اے شمع رو تم کوں
کسی عاشق کوں تم معشوق کا دشمن نہ دیکھو گے

۱۵۴

اگر وو لالۂ گل پیرہن چمن سیں اٹھے — چمن سیں رنگ اٹھے، بوئے گل سمن سیں اٹھے
جو کوئی کہ خوش دہنوں کے خیالِ خط میں موا — ہجوم شہر میں وو بستی و کفن سیں اٹھے
اگر کہوں دلِ پرسوز کے سپند کا حال — برنگِ شعلہ سخن مجمرِ دہن سیں اٹھے
ہمارے دردِ جگر کی اگر خبر پہنچے — غبارِ آہ وو زلفوں کی ہر شکن سیں اٹھے
چھپا ہے ماہ، وو خورشید رو کوں دیکھ سراجؔ
طلوعِ صبح میں، جوں شمع انجمن میں اٹھے

۱۵۵

آرزو دل میں جو بسمل ہیں اس جلاد کے — صبحِ محشر میں نہیں ہیں کشتۂ فریاد کے

تیشۂ شیریں غم کھا کر سلامت ہیں مدام — جاں خراشا معتقد نہیں مشربِ ہاد کے

دیدۂ اہلِ نظر گل رو کی صورت دیکھ کر — بلبلِ تصویر ہیں آئینۂ ایجاد کے

دیکھ کر اُس گلبدن کی قامتِ موزوں کی چھب — صحنِ گلشن میں اڑے ہیں فاختے شمشاد کے

جب کیا جزوِ پریشانِ سخن شیرازہ بند — تھے برس چوبیس ہی عمرِ بے بنیاد کے

سالِ ہجری تھے ہزار و یکصد و پنجاہ و یک — واقفِ علمِ لدنی صاحبِ ارشاد کے

اے سراج اس منتخب دیوان کے سب ریختے
جامۂ مژگانِ خوباں سیں ہیں لائق صاد کے

۱۵۶

تری زلف زنّار کا تار ہے — کہ جس تار میں دل گرفتار ہے ۲۴۵۷

کرشمے کے لشکر میں وو شاہِ حسن — صفِ خوب رویاں کا سردار ہے

تلطف سیں پوچھے گا کب دردِ دل — ستمگر ہے سر کش عیار ہے

جسے دل خراشی نہیں عشق کی — طریقِ محبت میں بیکار ہے

سجن لطف کر نرگسِ باغ پر — تری چشم سے گوں کا بیمار ہے

---

۱ جگ کے سب ـ ۳۹۱ و ـ ۲ ح ندارد ـ ۳۹۱ و کے "پنجاہ و دو" ـ ۳ بعد کی غزلیں ۳۹۱ و ب کی اضافہ ہیں

شفا دے مجھے مرہم وصل سوں — جگر پر مرے ہجر[۱] کا وار ہے

شب ہجر میں گلبدن کے سراج
نظر میں مری شمع جیوں خار ہے

۱۵۷

۳۴۷۳ جو محبت کے نشے میں چور ہے — گردنِ مینا اسے کافور ہے
جس ورق پر وصف ہے تجھ حسن کا — وو ورق میں برگ نخل طور ہے
زخم عاشق پر نمک رکھتے ہو تم — یہ نمک نیں مرہم کافور ہے
تجھ نگہ سوں رنگ آتش ہے گداز — آج مجھ خوشۂ انگور ہے
بس کہ دیکھا ہوں وو لعل شکریں — چشم حیراں خانۂ زنبور ہے
منتظر ہوں ابروئے کشتی دکھا — رنگ گل کی موج میں کیا پور ہے

وو کلیم وقت ہے اپنا سراج
جس نظر میں پیو کے رخ کا نور ہے

۱۵۸

۳۴۸۰ دل مرا بے قرار ہوتا ہے — بسملِ انتظار ہوتا ہے

۱۔ وصل۔ ۱۳۹۱

بیوکے دامن کا شوق ہے جسکوں   خاک ہو چل غبار ہوتا ہے
گلِ گلشن سوں عار ہے مجھ کوں   بیو بنا نوکِ خار ہوتا ہے
دل پہ میرے نہ کھینچ تیغِ ستم   [بیہہ] اگر آپ شکار ہوتا ہے
دل مرا تجھ ادا کے خنجر کا   وار کھا وار وار ہوتا ہے
شوخ چالاک کی نگاہ کا تیر   سپر دل سوں پار ہوتا ہے
جیو مرا بیو کا حال دیکھ سراج
ہر قدم پر نثار ہوتا ہے

۱۵۹

۳۴۷۸ منصور مئے عشق سیں سرشار ہوا ہے   اس واسطے مینا اُسے جیوں دار ہوا ہے
زخمی کوں ترِے تیر کے مرہم کا اثر نہیں   سینے کی سپر چیر کے وو پار ہوا ہے
وو سرو ادا جب سیں کیا سیرِ چمن کوں   قمری کے گلے طوق جنوں ہار ہوا ہے
دیکھے سیں ترے زلف کی زنجیر مرا دل   ہر تار کے سودے میں گرفتار ہوا ہے
ہے بس کہ تری چشم کا مشتاق سراج آج
نرگس کے تماشے ستی بیزار ہوا ہے

لہ ترے - ۱۳۹۱ء

۱۶۰

مہربانی سیں مرے من کو لبھایا پیو نے
آگ مجھ دل کی محبت سیں بجھایا پیو نے

ہجر کی رات کا سب درد سنا کاں کوں دھر
جب مرے عشق کے احوال کوں پایا پیو نے

دل پژمردہ مرا غم سوں رہا تھا کملا
مسکرا پھول کی مانند ہنسایا پیو نے

بلبلِ دل کوں مرے ہوش سیں بے ہوش کیا
جب آپس عارضِ گلگوں کوں دکھایا پیو نے

کوئی کہے جا کے اسے موم ہو مرے حق میں سجن
سنگدل ہو کے برہ اگن بچھایا پیو نے

دیکھ کر مجھ کوں کیا شرم سیں چہرہ پہ نقاب
چاندنی چاند کی بدلی میں چھپایا پیو نے

ا۔ پیار سیں جیوں پھول ۔ ب

کس کوں جا سوز کہے سینۂ سوزاں کا سراج
عشق کی آگ توے سر میں لگایا یو نے

۱۶۱

تجہ جدائی میں مرے سر پہ غضب کیسا ہے — رات آئی ہے مری جان کو دن بیتا ہے
عشق نے جس کے گریباں کوں کیا ہے صد چاک — سوزنِ آہ سیں لاچار اُسے سیتا ہے
غم کی پوتھی کوں پیا پاس کہاں لگ کہوں — یہہ کہانی مرے احوال کی کون سنتا ہے
عاشقِ مست کوں کیا کام مئے ظاہر سوں — آپ میں آپ خونِ جگر پیتا ہے

اس قدر اُس کوں ترا سی نکرو تم کہ سراج
اب تلگ وصل کی امید ستی جیتا ہے

۱۶۲

یو کنے جس نے جیو کوں ہارا ہے — ہوش و آرام سب بسارا ہے
مجھ کوں جادوگری سیں ظالم نے — تیغ ابرو کی موٹھ مارا ہے
رحم کر اے سجن کہ عاشق نے — تجھ قدم پر سیں جیو کو وارا ہے
دل مرا جیوں انار ہے صد چاک — زیبِ دستار کر ہزارا ہے
ماہ رو کے فراق میں ہر شب — ہر انجھو چشم کا ستارا ہے

داغ نئیں مجھ جگر میں لالہ مثال — ہجر کی آگ کا انگارا ہے

مہربانی رکھو سراجؔ اوپر

جب جان ہے تمہارا ہے؟

۱۶۳

تری انکھیاں میں سحر سامری ہے — ادا یا ناز یا جادوگری ہے ۲۵۰۲

نہووے کیوں جھلک سورج کی پامال — سجن کے سر پہ دستار زری ہے

ترے لب کی ہے اُس کوں قدر معلوم — پرت بازار میں دل جوہری ہے

مثال بوئے مجھ دل کی گلی میں — خیال اُس بو کا شیشے میں پری ہے

لکھا ہوں وصف اُس نرگس نین کے — بجا ہے گر تخلص عبہری ہے

سجا ہے سرخ بھینٹا جب پیو نے — مرے انجھواں کوں رنگ احمری ہے

سراجؔ آئینہ رو کوں جن نے دیکھا

اسی کوں دولت اسکندری ہے

۱۶۴

جس کوں پیو کے ہجر کا بیراگ ہے — آہ کا مجلس میں اُس کی راگ ہے ۲۵۰۹

کیوں نہو عاشق جل کے خاکستر نمن — آتشیں رو کی محبت آگ ہے

اے دل اُس کے زہر سیں وسواس کر　　زلف نیں ہے بلکہ کالا ناگ ہے
جب سیں لایا عشق نے فوجِ جنوں　　عقل کے لشکر میں بھاگا بھاگ ہے
طالعِ اسکندری رکھتا سراج
روبرو آئینہ رو کیا بھاگ ہے

۱۶۵

جو سجن کا خیال کرتا ہے　　سیرِ باغِ جمال کرتا ہے ۲۵۱۴
بسملِ تیغِ عشق دامن کوں　　اشکِ خونیں سیں لال کرتا ہے
رنگِ مہندی کیا عبث بدنام　　خونِ دل پائمال کرتا ہے
مفتیِ ناز نے دیا فتویٰ　　خونِ عاشق حلال کرتا ہے
دلِ وحشی کے صید کرنے کوں　　زلفِ مشکیں کوں جال کرتا ہے
روپ درسن دکھا دریغ نہ کر　　دل گدا ہو سوال کرتا ہے
نہیں عجب گر ہوا شہید سراج
نوکِ مژگاں کوں بھال کرتا ہے

۱۶۶

اول مری طرف سیں سجن کوں سلام ہے　　بعد از سلام یوں کے مرے دل کا پیام ہے ۲۵۲۱

ہو مہرباں کبھی تو مرے سات بات کر — فرخندہ بخت ہے جو ترا ہم کلام ہے

دیکھا نہیں ہوں روپ ترا جب سیں سیم تن — کھانا تو مجھ کوں زہر ہے سونا حرام ہے

ہوں بے گناہ مجھ پہ کرم کی نگاہ کر — کس نے کہا کہ جور و جفا خوب کام ہے

تیری جفا سیں کیونکہ شکایت کرے سراج
بندہ ہے خانہ زاد ہے کمتر غلام ہے

۱۶۷

جو دل سیں غلام احمدی ہے — حق سیں اسے فیض سرمدی ہے ۲۵۳

شبنم کی نمن جو غم سیں رویا — گل کا اسے فرش مسندی ہے

غم خانہ ہوا ہے سینہ تجھ باج — ہر آہ چراغ مشہدی ہے

تجھ سیں ہوا سرفراز منصب — گلشن میں گلاب یکصدی ہے

مکتب میں مرے جنوں کے مجنوں — نادان ہے طفل ابجدی ہے

پکڑا ہوں کنارۂ جدائی — جاری مرے اشک کی ندی ہے

محشر میں سراج کیا مجھے خوف
ایماں مرا محمدی ہے

۱۶۸

۳۵۳۳ پیو کے آنے کا وقت آیا ہے — جی کے جانے کا وقت آیا ہے

نیم بسمل ہوں تیغ ابرو میں — تلملانے کا وقت آیا ہے

شب خلوت میں اس پری رو کوں — دکھ سنانے کا وقت آیا ہے

ملک ویران کوں مرے دل کے — پھر بسانے کا وقت آیا ہے

کب تلک ہجر کی اگن میں جلوں — آ بجھانے کا وقت آیا ہے

پیو کے غم میں انجھو بہاتا ہوں — کیا بہانے کا وقت آیا ہے

مثل پروانہ شمع رو پہ سراج — دل جلانے کا وقت آیا ہے

۱۶۹

۳۵۴۰ شب ہجر مجھ پر بلا لائی ہے — برہ آگ سینے میں سلگائی ہے

جدائی کی یہ پہنچی ہے نوبت مجھے — دو دم زیر و بم آہ شہنائی ہے

یہاں لگ غم ہجر بھاری ہوا — کہ کوہ اسکے پاسنگ میں آئی ہے

نہ برسے گا انجھو کا برسات کیوں — مجھ انکھوں میں غم کی گھٹا چھائی ہے

ہوئی کج ادا ہم سیں تیری نگاہ — تجھ ابرو نے شاید کہ سکھلائی ہے

دیا حق نے خون جگر کی غذا — یہ نعمت مجھے غیب سیں آئی ہے

نہوے داخلِ بزمِ غم کیوں سراج
محبت کی پروانگی پائی ہے

۱۷۰

۲۵۴۷ جس کوں تیرے نین کی مستی ہے — روز و شب شغلِ مے پرستی ہے
سوزِ پروانہ نیں مگر معلوم — شمع یہ حال دیکھ ہنستی ہے
تو فنا ہو اگر بقا چاہے — نیستی میں توں دیکھ ہستی ہے
سیر کر مَنْ عَرَفْ کے گلشن کا — گر تجھے ذوقِ حق پرستی ہے
اے سراج اب نہوے کیوں طوفاں — نین بادل سیں جھڑ برستی ہے

۱۷۱

۲۵۵۲ پیو کا کاکل ہے ناگنی کالی — کیا بلا میری جان کوں پالی
صیدِ دل اس میں [آکر] کیوں پھنسے — پیو نے ڈالی ہے پیم کی جالی
غیر کوں نیں مجال آنے کی — تجھ گلی کے چمن کا ہوں مالی
تیرے آنے کی آج سن کے خبر — مجھ کوں حاصل ہوئی (ہے) خوشحالی
اے گلستانِ ناز تجھ قد پر — وار ڈالا ہوں پھول کی ڈالی
زاہد ان میری قدر کیا جانیں — دل بغم ہے عشق سوں خالی

عشق دونوں طرف سوں ہوتا ہے کیوں بجے ایک ہاتھ سوں تالی

کیا سجا پیو نے چہرۂ بلدار سب سجوں یں یہ سج ہے نروالی

تجہ بنا اے محمد محمود

نیں ہے کوئی سراج کوں والی

۱۶۲

۳۵۶۱ یو خط ترا نقاب رخ راز ہے مجھے برگ بنفشہ سرمۂ آواز ہے مجھے

تیرتی ہوائے وصل میں اور مو میان چشم موج نگاہ شہپر پرواز ہے مجھے

ہے ضعف سیں زبسکہ مری آہ بے اثر رنگ پریدہ شعلۂ آواز ہے مجھے

پیری نے عاقبت مجھے اپنا کیا شکار قد خمیدہ ناخن شہباز ہے مجھے

اوس سرو قد کے یار کی مجلس میں اے سراج

طوق گلوئے فاختہ دمساز ہے مجھے

متفرقات

فردیات، رباعیات، مستزاد، مخمسات وغیرہ

فردیات

توں اپنے حسن کی صافی پہ ہرگز خودنمامت ہو نہ سن اے سادہ رُو توں آرسی کی بات متوں دیکھی
رُخ تیرا اے آفتابِ حسن و ماہِ دلبری دن کوں ہے سورج مکھی اور رات کوں گل چاندنی
اگر وو لالہ رُو گلشن میں آوے ہزارا پوست میں کیونکر سماوے
صنم کے ابروئے کج کا ہے نادر نیمچا خوش خم عجب میٹھا ہے وار اس کا مگر ٹکڑا ہے مصری کا
کئے رخصت جہاں کی دوستی ہم سلامیں کر سبھوں سیں ہاتھ اُٹھائے
مجھ طرف سے جا کہو آہو نین صیاد کوں دل میرا وحشی ہوا سینے میں ٹک آرام کر
مدبھری آنکھوں میں تیری لال ڈورے ہیں غضب پوچھتا نہیں حال میرا اس نشوں کے ناز میں
نازک بدن سیں مت مل کئی بار میں کہا ہوں جا من تری خوشی ہے رسوائے عام ہوناں
لال میرے کوں کہوں جا کر نرا کیا رنگ ہے باندھنو باندھا ہے کیوں چہرے پر اپنے خون کا
عالم میں بے بہا دُر اسے کیوں نہ بولئے دیتا ہے زیب جس کوں لباس بہادری

ہے پپیہا شور میں تجھ بن گھٹا آئی ہے جھوم مجھ کوں لگتا ہے صنم ہر بوند بوندی کی کٹار

اب بھی اس بے برگ کوں مقصود کا پھل لینے دیو قبر لیلیٰ کی بناؤ بید مجنوں کے تلے

تری انکھیں نشے سیں اس قدر ہیں سرخ اے ساقی کہ اس کا دیکھنا مجھ حق میں معجون گلابی ہے

غیرت سیتی تجھ حسن کی گلزار میں گل زار ہے خوبی نہیں ہے پھول میں ہرگز ترے رخسار کی

جان شیریں کوں دیا دل پہ لگا کر تیشہ جان کندن سیتی فرہاد کوں اب فرصت ہوئی

آشتی کوں ترک کر باندھا کمر مجھ قتل پر نہیں حصار اب دوسرا کوئی گمر جی پر بنے

دریائے قناعت میں آزاد جو ہو آیا درکار نہیں ہرگز کشتی میں اسے لنگر

میں کہا "کیا عرق ہے تجھ رخ پر؟" مسکرا کر کہا کہ "فتنہ ہے"

کہا میں یار کوں دیکھوں گا چہرہ مجھے غصے سوں بولا "بیٹھ موں دیکھ"

قینچی پلک کی کھول کہ کاٹا ہوں غم کی رات ۲۰ پھر کاٹنے لگے گا مجھے دن، تو کیا کروں

نقش نگین جاں ہے ترا نام یا رسول خاتم اوپر توں ختم نبوت کی نگ ہوا

کیا کروں تجھ غم میں آنسو کا شمار مجھ کوں تارے گنتے ساری رات گئی

مت باندھ خون ناحق عشاق پہ کمر میرا لہو ہیو جو حنا پر قدم رکھو

ضعیفی میں نہیں درکار ہرگز مال اور دولت سفیدی سر کی بوڑھوں کو یہی روپا ہے چاندی کا

گرچہ آسیب اس ذقن سیں دیا لیکن آتی ہے مجھ کوں بوئے بہی

ظالم نے جب کہا کہ ارے میاں! سراج ہو تم! میں نے دیا جواب کہ "حاضر ہے" جی کہو"

زندگانی دردِ سر ہے یار بن کوئی ہمارے سر کوں آ کر جھاڑ دے

رفوگر کوں کہاں طاقت کہ زخمِ عشق کوں ٹانکے اگر دیکھے میرا سینہ رفو چکر میں آ جاوے

نہیں [ہے] تاب مجھے سامنے ترے جاناں کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب

آتشِ غم سیتی جلا ہے سراج اس کا دل اب کباب ہویگا۔

رُباعیات

۱

ہر آن ترے خیال میں ہوں مشغول　　یک بار نگاہ مہربانی سیں نہ بھول
بندہ ہوں ترا ہمیشہ جانُ دل سیں　　اے قادرِ بے نیاز کر مجہ کوں قبول

۲

تھا عین نماز میں کہ ساقی آیا　　بھر ساغرِ مے میرے مقابل لایا
میں اس کوں اشارے سیں کہا تائب ہوں　　بولا کہ "شتاب پی" پیا سو پایا"

۳

آنسو کی ہیری نین سیتی دھار رہی　　ہر دھار ترے برہ میں خوں بار رہی
تجہ عشق کے رن میں دل میرا کام آیا　　اس کھیت میں آج خوب تلوار رہی

۴

تجہ غم میں ہے رنگ زرد باناں میرا　　دشوار ہے ہر کسی کوں پاناں میرا
درکار نہیں کہ تجہ گلی میں جاؤں　　آناں، ترا ہی ہے جاناں میرا

۵

رنجیدہ ہوا، وہ مہرباں مجہ سیتی حیف
ابروے تغافل کی مجھے مارا سیف
ہے خون جگر کی مجہ نین میں لالی
کیا خوب ہے نشۂ دوبالا کی کیف

۶

اس شوخ نے اب شیوۂ تمکین لیا
آئین جفا کا مذہب و دین لیا
ظالم نے ستم کیا مجھے بے کس بوجھ
ٹک آنکھ دکھا کے دل میرا چھین لیا

۷

مجھ دل پہ وفور غم نے باندھا ہے کھلا
ہر آن صنم کی تیغ میرا ہے گلا
کیا طرفہ لگن لگی ہے جانی سیں مجھے
دیکھوں تو حجاب اور نہ دیکھوں تو بلا

۸

اس شام جدائی میں مجھے آ دیکھو
الطاف و کرم کوں کار فرما دیکھو
خورشید ڈبا شفق کے لوہو میں تمام
ٹک اپنے شہید کا تماشا دیکھو

۹

جس حسن کے دیکھنے سیں دو عالم دک ہے
اس حسن کے رہنے کا مکاں یہ جک ہے
یہ قرص سیاہ نہیں میری آنکھوں میں
مرشد کے جمال کی یہی عینک ہے

قصیدہ

آتش رسیدۂ احوال دیدہ غم دیدہ و دل ہجراں کشیدۂ خطاب بہ قاصد آہ
مناجات بجناب مرشد اللہ

کہاں رفیق موافق کہاں ہے یار ندیم — کہ اس کے پاس کرے رسمِ بندگی تقدیم
میری طرف سیں کہے اسکوں جاکہ عرض نیاز — پس از نیاز دعا و پس از دعا تسلیم
ولے کہ چشمِ حقیقت سیں خوب دیکھا ہوں — کہ غیر آہ نہیں مجکوں آشنائے قدیم
اے آہ جاکہ میری التماس یار سیں کر — کہ زخمِ ہجر سیں میرا جگر ہوا ہے دو نیم
طبیبِ دردِ جگر کوں میری خبر پہنچا — تپِ فراق سیں ہوں بسترِ الم پہ سقیم
نہ ہوئے دور قیامت تلک یہ بیماری — دوائے لطف سیں جب لگ نہ ہوئے آپ یہ حکیم
نہ دل میں تاب نہ آنکھوں میں خواب ہے یکدم — خلاف نہیں ہے میرے بات کا خدا ہے علیم
ہوا ہے چشم کے چشمے سیں خونِ دل جاری — نہیں ہے تشنگی آبِ کوثر و تسنیم
کہاں ہے یار الف قد کہ بار ہجراں نے — خمیدہ مجکوں کیا ہے مثال حلقۂ میم

کہاں ہے آہ وہ گوہر شناس مشتاقاں — کہ آنکھ کے ہے صدف میں ہر اشکِ دُرِّ یتیم
کہاں ہے وہ گلِ خنداں کہ جس کے بن یارب — ہوا ہے سیرِ گلستاں بجائے نارِ جحیم
جگر کے باغ میں داغوں کے پھول پھولے ہیں — یہ آہِ سرد کی جب سیں بہی ہے بادِ نسیم
لگے ہیں ہجر کے شعلے دکھا بہارِ جمال — توں کر یہ آتشِ نمرود، باغِ ابراہیم
ہمیشہ مجکوں یہی آرزو ہے لے جاناں — کہ اپنا جان کروں اس قدم پہ جا تسلیم
حجابِ عشق ہے لیکن مدام مانعِ راہ — وگرنہ شوق ہر یکدم ہے مائلِ تعظیم
ہوا ہوں جی سیں بتنگ اب نہیں ہے تابِ فراق — حیاتِ خضر ہے حق میں میرے عذابِ الیم
شتاب آ کہ خبر لے کہ جان جاتا ہے — اٹھینگے شوق ستی بعد مرگ عظامِ رمیم
کیا ہے کشورِ دل کوں خراب اور تاراج — ہجومِ عشق نے لایا ہے غم سیں فوجِ غنیم
ہمیشہ درس محبت کی ہے مجھے تکرار — دیا ہے جب ستی استادِ عشق نے تعلیم
طلائے خالص رنگ زریر حاصل ہے — میری نگاہ میں مانند خاک ہے زر و سیم
تجلیاتِ محبت کوں کیوں نہ جا دیکھے — ہوا ہے شوق میرا طورِ بیخودی پہ کلیم
نہیں دامنِ صحرا میں خوار جیوں مجنوں — جنوں کے صحن میں حاصل ہے سیرِ ہفت اقلیم
نہیں ہوں گردشِ بے جا میں جیوں بنات النعش — ہوا ہوں قطب کے مانند درد و غم میں مقیم
اگرچہ جان نے جانے میں کچھ کمی نہ کیا — ترے وصال کی لیکن ہے مجھ امید قویم

میری امید کوں بر لا شتاب یا رحمان　　کہ جانتا ہوں تجھے اپنی بے کسی پہ رحیم
جمال مجکوں دکھا اپنے یار جانی کا　　کہ قلب صاف سے کرتا ہوں میں دعائے صمیم
مُراد خاطرِ غمگیں کوں کیوں نہ بر لاوے　　کہ خاص و عام پہ یکساں ہے جس کا لطفِ عمیم
نہیں ہے طالبِ دیدار کوں خیالِ بہشت　　کہ زاہدوں کو سزاوار ہے بہشتِ نعیم
شفیعِ حشر سیں ہے آرزو مجھے بخشش　　اگرچہ سر سیں قدم لگ ہوں پُر گناہِ اثیم

صدا ہے صرصرِ غم میں سراج بے پروا
لگا ہے ہات اُسے دامنِ رسول کریم

مستزاد

۱

ہر صبح فلک پر ملک عالم بالا — قد دیکھ سجن کا
تسبیح کریں سلمہ اللہ تعالےٰ — من کا لئے من کا
تجھ چیرۂ زرتار کے تاروں کی جھلک کی — انکھوں کوں نہیں تب
شاید کہ نمودار[1] ہے عالم میں اُجالا — سورج کی کرن کا
اے سروِ سہی داغِ جدائی کی خبر لے — رکھ عزم تماشا
پھولا ہے عجائب یہ ہزارا گلِ لالہ — مجھ دل کے چمن کا
تجھ ابروئے خوں ریز کی شمشیر کی اوجھڑ — ہے جس کے جگر پر
مردوں میں جہاں کے ہے جوانمرد جوالا — نجھ عشق کے رن کا

---

[1] نمایاں ہوا۔ ع ۵ اص۔ دیکھ ب

برجا ہے اگو ہوش سے بیہوش ہوا ہوں — اے ساقی گلرو
۱۰ مجلس میں محبت کی ہوا نشہ دو بالا — تجھ جام نین کا
نسبت سیں ترے حسن کی ہوئی پھول کی پکھڑی — توں سب میں ہزارا
اور رخ کے مقابل تیرے کس جھاڑ کا پالا — ہے پاٹلہ سمن کا
دیدار کی سمرن ہے مجھ آنکھوں کوں سراج آج — پس کیوں نہ پھراویں
۱۴ پلکوں کی ہر انگلی ستی لے ہاتھ میں مالا — آنسو کے رتن کا

۲

اول تو ہمارے سیں نپٹ مہر و وفا کا — اقرار کیا ہے
آخر کوں ہمیں قتل کر اس جور و جفا کا — انکار کیا ہے
بکھرے ہیں مرے ہوش کی تسبیح کے دانے — اے غارت ایماں
کافر ہو میرے دل نے تیرے زلف رسا کا — زنار کیا ہے
تجھ عشق کے بازار میں سوداگر غم نے — لے نقد خرد کوں
مجھ دل کے خریدار ستی جنس بلا کا — بیپار کیا ہے
سردفتر دیوان جنوں ہوے تو بجا ہے — عشاق کی صف میں
جس عاشق سرمست نے تجھ مدح و ثنا کا — طومار کیا ہے

لہ برگ۔ ۵۴۴ و

ہر نرگس مخمور کوں تجھ چشم کے ہوتے   اے رشکِ گلستاں
۱۰ تقدیر کے مالی نے چمن بیچ سدا کا   بیمار کیا ہے
جس نے کہ کہا مجکوں غزل خوانِ محبت   جیوں بلبلِ نالاں
رخسار میرے دلبر گلرنگ قبا کا   گلزار کیا ہے
عشاق کے احوال طرف دیکھ کرم سیں   کر شکر کہ حق نے
۱۴ اے جانِ سراج آج تجھے شاہ و گدا کا   سردار کیا ہے

۳

عاشق تو نرے وصل کے مشتاق کھڑے ہیں   اے دل کے پیارے
سر جائے تو پروا نہیں پر اب تو اڑے ہیں   ہیں سر سے اتارے
تجھ ابروئے خمدار کی شمشیر کے زخمی   تنہا نہ ہوئے ہم
کئی سر تری اس تیغ کی اوجھڑ سے جھڑے ہیں   ہو کھیت پہ وارے
تجھ حسن کے زرگر نے انگوٹھی کوں دہن کی   مسی کا دے کندن
کیا گوہر دندان کے الماس جڑے ہیں   سب جوت میں نیارے
چھڑکا ہے تغافل سیں نمک جور و جفا کا   عاشق کے جگر پر
اس کانِ ملاحت کے عجب شور پڑے ہیں   کیا خلق میں سارے

آتی ہے ہنسی ڈھال کے سانچے میں ریا کے زہاد کے تن کوں
زرگر نے حقیقت کے عجب ڈول گھڑے ہیں قدرت کے سنوارے
ہے قامتِ رعنا کا ترے حلقہ بگوش آج ہر سرو چمن میں
اس واسطے موجوں ستی پاؤں میں کڑے ہیں پانی کے کنارے
سینے میں نہیں داغ، سراج آتشِ غم سیں ازبسکہ جلا دل
مجھ آہ کے ہت پھول کے یہ پھول جھڑے ہیں یا ٹوٹے ستارے

۴

تجھ زلف کی یہ باس گئی جب سیں ختن میں ہے نافۂ آہو پرمشک خطا سیں
ہر غنچہ دل تنگ ہوا پھول چمن میں اے شوخ سمن بو تجھ رُخ کی ہوا سیں
ہو خار سلے اس کی پلک تجھ کفِ پا کوں ہے تجھ میں نزاکت ازبسکہ سراپا
جس وقت رکھے پانوں توں بلبل کے نین میں اے دلبرِ گلرو اس ناز و ادا سیں
اعرابِ خط و خال نقط چشم ہے مطلق مصحف ہے ترا رُخ اے آیتِ خوبی
ہے سورۂ اخلاص کی خواہش مرے من میں بسم اللہ ابرو ہے مدرسا سیں
یک روز کہا میں کہ ستم نہیں ہے مناسب عشاق کے اوپر سن بات ہماری
بے تاب ہیں اس غم سیں موئے بعد کفن میں اے کافر بدخو بولا کہ "بلا سیں"

سوگند میرے حال پریشاں کی موہن مانو تو کہوں میں کیوں زلف لپیٹی
جمیعت دل بند ہے ہر ایک شکن میں کھولو خم گیسو اب مہر و وفا سیں
یکبار تلطف سیں پلا شربت دیدار اے شوخ شفا دے بیمار ہوں غم کا
ہے مجکوں برہ درد جگر میں نہ بدن میں حاجت نہیں دارو کیا کام دوا سیں
مشتاق ہو دل سے میرے اشعار کوں سننے ہر آن سراج اب آتے ہیں پری رو
توں دیکھ میری طبع کے ہر ایک سخن میں کرتا ہوں میں جادو کیا فکر رسا سیں

۵

بازگشت

جاں بلب ہوں ہے کہاں وو دلبرِ جادو لقب
دلبرِ جادو لقب کے ہجر میں ہوں جاں بلب
بے ادب کوں اے صنم ہرگز نہ کر توں رو برو
رو برو تیرے ہوئی ہے آرسی کیا بے ادب
بے سبب ہم بے گناہوں پر روا مت کر ستم
کر ستم ہم کوں کیا ہے قتل کیوں توں بے سبب

زلف شب ہے اور ترا عارض ہے رشکِ آفتاب
آفتاب اب ہے ترا رخسار و تیری زلف شب
ہے غضب بے جا ہماری جان پر اے من ہرن
من ہرن تیرا تغافل حق میں میرے ہے غضب
منتخب ہے مصرعِ موزوں وقدِ گلبدن
گلبدن کا وو خمِ ابرو ہے فردِ منتخب
مستحب ہے عشق کے مذہب میں ترکِ ماسوا
۱۴ ماسوا سے باز آنا ہے سراج اب مستحب

مخمسات

۱

عشاق ترے دام میں بے جان ہوئے ہیں — تجھ زلف کے حلقے میں پریشان ہوئے ہیں
آئینہ دیدار کے حیران ہوئے ہیں — گل دیکھ ترے رخ کوں پشیمان ہوئے ہیں
شبنم ستی نم ہو عرق افشاں ہوئے ہیں

لوہو میں تڑپتے ہیں ہزاروں دل بسمل — تجھ ابروئے خوں ریز کی شمشیر کے گھائل
بے تاب ہیں بے صبر ہیں اے ظالم و قاتل — ٹک مہر سیں آ ان پہ نپٹ حال ہے مشکل
تجھ عشق کے میدان میں غلطان ہوئے ہیں

باندھا ہے کمر ظلم پہ وو شوخ ستمگر — ابرو کی لے شمشیر کرشمے کا لے خنجر
کھینچا ہے عجب ناز و ادا کا دیکھو لشکر — حیران ہوں شاید غضب آیا ہے کسی پر
عشاق کے سب قتل کے سامان ہوئے ہیں

کھولے ہیں صنم جب سستی وو حلقۂ کاکل ہے رشک ستی پیچ میں ادر تاب میں سنبل
زنہار مناسب نہیں یہ طرز تغافل کرتا نہیں احوال میرا دیکھ تامل

لے جان مرا جان کر انجان ہوئے ہیں

دریائے محبت میں نہ آغاز نہ انجام کئی غرق ہوئے ان کا رہا نہیں ہے نشان نام
اے آفت جاں نوح کی کشتی کا نہیں کام کشتی کوں بھنوؤں کی نہ چھپا اے مہ گلفام

گردش میں تری چشم کے طوفان ہوئے ہیں

مستوں کوں مرے عشق کی مستی کا اثر ہے بے ہوش ہیں عالم کی کہاں ان کوں خبر ہے
ہر لحظہ انہیں شوق کے کشور کا سفر ہے مستی میں محبت کی گزک لخت جگر ہے

مجلس میں تری غم کی جو مہمان ہوئے ہیں

دیکھا ہوں جفا دلبر بے مہر و وفا بن ہوں ہی سیں بنگ اس صنم تنگ قبا بن
داغی ہے عقیق جگر اس کان حیا بن روتا ہوں سراج اس لب یاقوت نما بن

آنسو میرے اب لعل بدخشاں ہوئے ہیں

لہ ہے جو کوئی اس چمن حسن کا مدعی۔ ۳۹۱ ا لہ سینے کوں کیا داغ ستی محبت گلشن ۳۹۱ ب
لہ حیراں ہے سراج اب تو دیکھا حسن کا دہن ۳۹۱ ا لہ تصور میں ترے لب کے سر بجن۔ ۳۹۱

۲

برہ کا درد ہوا جب سیں ہمدم جانی — لہو کیا ہے میرے دل کوں[1] اور لہو پانی
ہوا ہوں شوق کی آتش میں خاک ہو[2] فانی — طرب کے مصر میں ہے جس بغیر ویرانی
کہاں گیا ہے مرا آج یوسف ثانی

تپش ہے درد قیامت ہے آہ و زاری ہے — ستم ہے ظلم ہے آفت ہے بیقراری ہے
غم فراق مرے دل پہ آج بھاری ہے — نہیں ہے تاب مجھے زخم عشق کاری ہے
کرو نگاہ کے خنجر سیں مشکل آسانی

ہوا ہوں مست ترے شوق کی شراب سیتی — بہار عشق ہے اشک رواں کے آب سیتی
نہیں ہے کام مجھے ہرگز آفتاب سیتی — ہوا ہے گل کہ[3] لہو تیرے رخ کی تاب سیتی
دل شہید مگر لعل ہے بدخشانی

میرے جگر میں دہکتا ہے غم کا انگارا — بغیر[4] وصل نہیں میرے درد کا چارا
رواں[5] ہے اشک کا پانی پلک سے فوارا — کیا ہوں عشق کے مکتب میں[6] دل کوں سیپارا
زبان شوق سے کرتا ہوں ذکر قرآنی

---

[1] کا ۵۸۳ ا [2] کے۔ ۵۸۳ ا [3] ہے مجھ جگر کی انگیٹھی میں غم کا انگارا ۳۹۱ ا
[4] میرے نین سے رواں ہے انجھو کا ۳۹۱ ا۔ [5] کا ۳۹۱ ا۔

بہارِ غم میں دل بے قرار بھکرے ہیں   چمن میں درد کے بے اختیار بھکرے ہیں
ہوائے عشق میں مثلِ غبار بھکرے ہیں   تمہاری زلف کے جس دن سے تار بھکرے ہیں
ہوئی ہے جمع میرے پاس سب پریشانی

جگر کے داغ سیں لالا کھلا مرے دل میں   اگر ہے ذوق تماشا تو آ مرے دل میں
بغیر تیرے نہیں مدعا مرے دل میں   ہے ورد سورۂ یوسف سدا مرے دل میں
ترے خیال سے اے رشکِ ماہِ کنعانی

ہر ایک نالۂ سوزاں ہے سورِ اسرافیل   عجب نہیں کہ جلیں اس سبب پرِ جبریل
گناہِ عشق سیں ہوں خنجرِ رضا کا قتیل   صنم کے عشق کے کعبے میں مثلِ اسمٰعیل
سراج شوق سیں دل کے ہوا ہے قربانی

۳

ترے فراق میں مہتاب تاب کیا جانے   شکیب و طاقت و آرام و خواب کیا جانے
برہ کی بزم میں چنگ و رباب کیا جانے   بغیر خونِ جگر کے شراب کیا جانے
گزک جو پارۂ دل ہے کباب کیا جانے

لہ ۳۹۱ ا میں بند حسبِ ذیل ہے۔ نین میں سواد بعنوان نون اور دہن ہے میم ؛ صنم کہوں تو بجا ہے تجھے اے دل کے ندیم
تری نگاہ کے خنجر سیں دل ہوا ہے دو نیم ؛ عجب نہیں جو ہر یک اشک ہوئے درِ یتیم ؛ میرے نین سے برستا ہے ابرِ نیسانی۔

لہ ہے ترے غم سیں ہر ایک آہ ۳۹۱ ا   لہ انجھو کے نیر کی بہتی ہیں موج نین سیں جھیل ۳۹۱ ا۔

کیا ہے مثل حنا غم تے پائمال اپناں
خیال غیر کوں کھو کر دیا خیال اپناں
شہید عشق کہے کس زباں سیں حال اپناں
حجاب وصل سیں بھولا ہوں قیل و قال اپناں
لب خموش سوال و جواب کیا جانے

مثال برق مرے قتل پر غضب سے کڑک
چڑھا کہ گوشہ ابرو نگہ کی سیف شڑک
ہوا ہے یار ستم پر ہمارے کیا ندھڑک
کہ جس عتاب کے دیکھے سیں گئے ہیں ہوش بھڑک
تمام شوخ ہے طرز حجاب کیا جانے

ہوا سوار وو صیاد من ہرن جس دم
شکار آہوِ دل پر نگہ کا کھینچ علم
کیا ہے دامن زیں عاشقوں کے خون سیں نم
رکھا ہے لطف و کرم سیں مرے نین میں قدم
زبسکہ مست ادا ہے رکاب کیا جانے

لیا ہوں درس تجہ ابرو سیں لاجوابی کا
مجھے خیال ہے نت فرد انتخابی کا
عجب ہے مطلع برجستہ بے حجابی کا
سبق لیا ہے جو کوئی چہرۂ کتابی کا
ہوا ہے قابل حیرت کتاب کیا جانے

ورق پہ لخت جگر کے لکھا ہوں یار کا نام
مری نظر میں برابر ہے کفر اور اسلام
کہاں ہے گرمیٔ دوزخ سیں مجھ کوں خوف ملام
برہ اگن میں جلے کوں نہیں بہشت سیں کام
بروز حشر ثواب عذاب کیا جانے

ہزار شکر کہ وو شوخ فتنہ گر آیا   عتابؔ ناز و تغافل سیں جلوہ گر آیا
نگار لب شکر و یار سیم بر آیا   جمال ہوش ربا اُس کا جب نظر آیا
سراج قدر مہ و آفتاب کیا جانے

۴

ہلال ابرو کی شہرت جابجا ہے   ولیکن ان دنوں میں کم نما ہے
مگر بیگانگی سیں آشنا ہے   یہی مصرع شہیدوں کی صدا ہے
تغافل یا قیامت یا بلا ہے

عجب پایا ہوں اس سونے میں سوناں   کہ آیا خواب میں موہن سلوناں
بجا ہے ہوش کھوناں، محو ہوناں   میرے پر پیار کا کرتا ہے ٹوناں
لقب جس شوخ کا جادو ادا ہے

ترے بن اے ستمگر اس قدر کے   لگے ہیں ہجر کے کتّے کے چرکے
کہ اڑ گئے پھول سب دل کی سپر کے   حقیقت کوں میرے چاک جگر کے
گلِ صد برگ پر لکھنا روا ہے

لگا ہے آتشِ غم کا بھبوکا   اُٹھا ہے دل میں شعلہ آرزو کا

ل پیو۔ ۳۹۱ ا۔ ۲ سجہ جدائی۔ ۳۹۱ ا ۳ ہمیشہ کام جاری ہے انجمو۔ ۳۹۱ ا۔

ہوا ہوں وصل کی نعمت کا بھوکا   ترے غم کوں کہ پیاسا ہے لہو کا

غذائے لختِ دل کی اشتہا ہے

تم اول دل میں آکر جا کئے ہو   برہ کے بن میں پھر تنہا کئے ہو
نپٹ بے رحم ہو تم کیا کئے ہو   نین کے دور میں رسوا کئے ہو

عبث مجھ بیگنہ پر تو ستا ہے

پرت کی راہ کی مت پوچھ توں بات   کہ ہے ہر ہر قدم پر جان کی گھات
برستا ہے یہاں تیروں کا برسات   اے دل ہشیار رہ اوسان رکھ ہات

یہی تو عاشقی کی ابتدا ہے

رہو آکر میری آنکھوں کے غم میں   پڑے ناسور غم کے مجھ جگر میں
تمہاری ہر تغافل کی نظر میں   ہوے ہیں کئی ہزاروں دل کے برتے

نگہ ہے یا مگر تیرِ قضا ہے

اٹھا میرے کلیجے میں برہ درد   ہوا ہوں سنگ غم کا سایہ پر ورد
بدن ہے ناتواں اور رنگ ہے زرد   لب خشک و دل گرم و دم سرد

مجھے اس کی گلی دار الشفا ہے

سہ کہاں ہیں غم نے خوں کیا مجھ   جمال اس جان جاں کا دیکھا مجھ   برہ کے درد کی دارو بنا مجھ
تمام احوال سنکر یوں کہا مجھ   گلی دلدار کی دار الشفا ہے۔ ص ۳۹۱ ل

پرم کوچے میں اول تو نہ چلناں — چلے تو یہاں سیں پھر ہرگز نہ ٹلناں
مثال قطب اس جا سیں نہ ہلناں — بجا ہے اے سراج آتش میں جلناں
پتنگوں کی یہی آخر سزا ہے

۵

تم آکے پل میں دل کوں گرفتار کر چلے — اپنی پرت کا جال گلے ہار کر چلے
زنجیر بند زلف گرہ وار کر چلے — ناحق شہید ابروے خمدار کر چلے
جانے کہاں ہو اب تو مجھے مار کر چلے

ہو گے اگر جدا دل حیرت شعار سیں — آنکھیں کھلی رہینگی سدا انتظار سیں
سب جائیگا قرار دل بے قرار سیں — دل کے پرت نگر کوں بسائے تھے پیار سیں
پھر کیوں غضب سیں مار کہ مسمار کر چلے

پیتم سیں میں کہا کہ تمہارا ہوں جاں فشاں — کیا ہوئیگا جو ہونگے مرے غم کے قدرداں
چلتے میں سن کے بات کھڑے رہ کے یک زماں — پھر کر غضب سیں دیکھ کر ابرو کی لے کماں
دل کی سپر سیں تیر نگہ پار کر چلے

تاریک تھی مدام شبستان دوستی — روشن کئے تم آکے چراغان دوستی

ھ آکے ۔ نسخہ ا ۔

سیکھے ہو کس سیں راست کہو شانِ دوستی　　　رہنے میں دل کے کھول کہ دکانِ دوستی
سودائیوں کی گرمیٔ بازار کر چلے

عالم کوں پکڑ کے ناز کے توسن کا پائمال　　　آئے ہمارے قتل کا رکھ دل میں تم خیال
مژگاں کی صاف لیں جسے تھی نگہ کی بھال　　　آنکھوں کی اپنی ترکشِ پر تیر سیں نکال
لختِ جگر برابر سوفار کر چلے

ہوں زلف مشکبو کی گلی کے سراغ میں　　　اب مشک ناپسند ہے میرے دماغ میں
ہے گلبدن کی یاد دلِ داغ داغ میں　　　لالا کے پھول کیوں نہ کھلیں دل کے باغ میں
اپنے برہ کے داغ سیں گلزار کر چلے

گستاخ ہو میں ان سے کہا اپنے جی کی بات　　　جاؤ یا چلے تو مجھے بھی رکھو سنگات
اس دو میں ایک ہوئے تو نہیں ملو گے ہات؟　　　ہوتا ہے پل میں قطع میرا رشتۂ حیات
دونوں سخن نہ مان نرا دھار کر چلے

کہتا ہوں بیخودی سبب مجھے عار نہیں رہی　　　جلنے میں میرے جان کے کچھ بار نہیں رہی
اب کیا کہوں کہ حاجت اظہار نہیں رہی　　　میری زباں کوں طاقتِ گفتار نہیں رہی
حیراں مثال صورتِ دیوار کر چلے

ے لختِ جگر یار برابر علی۲۹۱ ل ۔

جاناں نے جب کہ دیکھے مجھے غم سیں لاعلاج ہو مہرباں کہے کہ نہ ہو بے قرار آج
آتے ہیں پھر کے جلد، رکھ اپناں بجا مزاج اب لگ جیا ہے وصل کی امید پر سراج
اس واسطے کہ وعدۂ دیدار کر چلے

۶

عالم کے خوش قدوں میں توں بے مثال ہیگا گلزار دوستی کا توں نونہال ہیگا
تجہ سار کا جہاں میں پاناں محال ہیگا موہن تیری بھنوؤں کا جب سیں خیال ہیگا
مجھ دل کی آرسی ہیں عکس ہلال ہیگا

اے شاہ فوج خوباں بوجھا ہوں میں تری اٹر تیری رضا اگر ہے کر سر ستی جدا دھڑ
جھپکی نین کی سنلاٗ غمزے کی ہول آ کر چڑ بے باک پھیک ظالم مجھ پر نگہ کی اوجھڑ
عاشق کا خون کرناں تجہ کوں حلال ہیگا

ہے تجہ عقیق لب کی شہرت یمن میں جاناں تجہ زلف کی نہیں بو مشک ختن میں جاناں
آیا توں سیر کرنے جب پھول بن میں جاناں تجہ چشم و رخ کے دیکھے صحن چمن میں جاناں
نرگس ہوئی ہے باندی، گل پائمال ہیگا

یارب لگی ہے مجہ کوں شمشیر عشق کاری اب نہیں ہے تاب دوری غم کا ہے بوجھ بھاری

ے سب جگ کے گلرخاں۔ ۲۹۱ ر۔

خاطر میں اس کے نہیں ہے عاشق کی بیقراری بیڑا ابنا کے دل کا کرتا ہوں جان سپاری
لیکن صنم کی نسبت سوں کا اکال ہیگا

عالم کے گلرخوں میں لطف و کرم کی بو نہیں جز شیوۂ تغافل مہر و وفا کی بو نہیں
سب ہیں اسی طرح کے کچھ ان میں ایک دو نہیں دلدار کی گلی میں عاشق کوں آبرو نہیں
اس دشت کربلا میں پانی کا کال ہیگا

اغیار سیں غرض کیا دل میں سدا ہے موہن اوروں سے کام کیا ہے جب آشنا ہے موہن
ہر چند حسب ظاہر مجھ سیں جدا ہے موہن آنکھوں کی پتلیوں میں آ کر بسا ہے موہن
خلوت میں ...ا کی ہر دم وصال ہیگا

زاہد کوں بند کرنے بھکرا ہے دام مذہب نہیں جانتا جہاں ہر کوئی عاشقوں کا مطلب
ہر بوالہوس کوں مشکل ہے عاشقی کا مذہب پروانہ بولتا ہے مجھ کوں سراج ہر شب
آتش میں عاشقی کی جلناں محال ہیگا

۶

عشق ہے عشق کہ آئینہ انسان ہوا عشق ہے عشق کہ آپہ کہ ہر یک حیران ہوا

۔ سلطان ۳۹۱ میں تین مصرعے مختلف ہیں۔

ہے چاک جیوں کتاں دل سہ روگیے باج ہر شب، خر بت بے خون دل کا مجھ کوں علاج ہر شب، سینے کے تخت اوپر ہے غم کا راج ہر شب۔

عشق ہے عشق کہ سب جان کہ انجان ہوا   عشق ہے عشق کہ ہر جسم میں آ جان ہوا
عشق ہے عشق کہ جس عشق کا منڈان ہوا

عشق ہے عشق نبیؐ[1] جگ میں چلایا پالی   عشق ہے عشق کہ ہے گلشن دل کا مالی
عشق ہے عشق کہ کہیں پھول ہوا کہیں ڈالی   عشق ہے عشق کہ سبزی ہے کہیں کہیں مالی
عشق ہے عشق کہ رنگ گل امکان ہوا

عشق ہے عشق کہ عاشق کوں دیا عجز و نیاز   عشق ہے عشق کہ معشوق کوں ہے عشوہ و ناز
عشق ہے عشق کہ ظاہر میں ہے تصویر مجاز   عشق ہے عشق کہ باطن میں مجازی کا ہے راز
عشق ہے عشق کہ شاہنشہ ذیشان ہوا

عشق ہے عشق کہ تصویر محمد آیا   عشق ہے عشق کہ حیدر کی صفت دکھلایا
عشق ہے عشق کہ خود فاطمہ جا کھلایا   عشق ہے عشق کہ حسنین کی صورت پایا
عشق ہے عشق کہ خود واقف عرفان ہوا

عشق ہے عشق کہ اغیار کوں لا یار کرے   عشق ہے عشق کہ وحشی کوں گرفتار کرے
عشق ہے عشق کہ گرم آہ کا بازار کرے   عشق ہے عشق کہ تسبیح کوں زنّار کرے
عشق ہے عشق کہ غارت گر ایمان ہوا

---

[1] کہ ٹ ۔ ح ۔ کہ نبیؐ ص ۱۰۹ الف و ۲؎ وتہ کیں ص ۵۸۴ و ۔

عشق ہے عشق کہ جس بات میں ہے من کی دوڑ　　عشق ہے عشق کہ عالم میں اسی کا ہے شور

عشق ہے عشق کہ کہیں سانجھ ہوا ہے کہیں بھور　　عشق ہے عشق کہیں چاند ہوا کہیں ہے چکور

عشق ہے عشق کہ سب روپ میں تابان ہوا

عشق ہے عشق کہ تھے[۱] اس کو دو عالم کا راج　　عشق ہے عشق کہ ہے سر پہ اسے آہ کا تاج

عشق ہے عشق کہ پایا ہے محبت میں رواج　　عشق ہے عشق کہ مشہور ہوا نام سراج

عشق ہے عشق کہ خود مظہر رحمان ہوا

۸

وصفِ[۲] حسنِ آئینہ رو کا جب ورق پیدا کروں　　بلبلِ تصویرِ دل کوں طوطیِ گویا کروں

ہو کہ وحشی حرف بے تابانہ جا بے جا کروں　　خوبیِ اعجاز حسن یار اگر انشا کروں

بے تکلف صفحہ کاغذ یدِ بیضا کروں

اے نگہ صورت طرف کر سود کوں کشتیِ چشم　　بھیک منگنے بات[۳] لے بھیو کوں کشتیِ چشم

تا کہ پاوے مطلب مقصود[۴] کوں کشتیِ چشم　　پہنچتی[۵] نہیں کعبہ مقصود کوں کشتیِ چشم

فیض سیتی آنسو کے دریا کوں گر پیدا کروں

۱؎ اسکوں دو نو عالم ص۳۰۵ و۔ ۲؎ تضمین بر غزل ولی (دیوان ولی ص۱۵۱) ۳؎ لا ہیں۔ ص۲۹۱ ر۔
۴؎ مقصود۔ ن ج۔ ۔ ۵؎ نہیں پہنچی۔ دیوان ولی۔ ۶؎ سوں۔ دیوان ولی
۷؎ انجھواں ص۳۰۵ و ص۲۹۱ ر۔

پیچ کھا حسرت سیں تجھ زلفِ پریشاں کے حضور
رو دیا دل نے صنم تجھ لعل خنداں کے حضور
فاختے اڑ گئے ہیں تجھ سرو خراماں کے حضور
کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو عریاں کے حضور
خود بخود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

مبتلا جو کوئی ہوا تجھ چشم پر نیرنگ کا
صاف کر دھویا ہے دفتر دانش و فرہنگ کا
بند ہے جیوں تکمۂ دل تیری قبائے تنگ کا
سر کروں جب صف تیرے جامۂ گلرنگ کا
جامہ زیبوں کوں برنگ صورت دیبا کروں

فیض نقش پا سیں ہے باغات سلطانی فروش
بلکہ چشم صورت قالیں ہے سلطانی فروش
کیوں نہ ہووے زاہد پرفن مسلمانی فروش
ہندوِ زلف پری رو ہے پریشانی فروش
بیچ دیوے مجھ کوں سودے میں اگر سودا کروں

بند ہوں سا تیری قبائے صندلی میں آ سکے جیب
شرم کی ہے باس مجھ دل کی گلی میں آ سکے جیب
دن کوں آ دوں چھپ صدا باسلی میں آ سکے جیب
رات کوں آ دوں اگر تیری گلی میں آ سکے جیب
زیور لب ذکر سبحان الذی اسریٰ کروں

نالۂ شب گیر کچھ تاثیر کے قابل نہیں
یا مگر فولاد ہے اس سنگدل کا دل نہیں

لہ بجن ملک ۳۹۱ و۔ لہ پھر کے۔ دیوان ولی۔ لہ بسندھئے۔ دیوان ولی۔ لکہ آدُں۔ دیوان ولی۔

کون کہتا ہے کہ ملناں یار سیں مشکل نہیں جیوں نسیم اب لگ سبک روحی مجھے حاصل نہیں
کس طرح اس غنچۂ بندِ قبا کوں وا کروں

یار کوں پیغام کہہ اے شوق کے روح الامیں کوئی تجھ بن محرمِ رازِ دلِ بسمل نہیں
گر سنے احوال میری جان کندن کا یقیں سنگ دل کے دل پہ ہوئے نقش جیوں نقشِ نگیں
آہ کا لے کر قلم جب درد کوں املا کروں

بر میں ہے سیپارۂ دل مجبورہ بیکلی یاد کرتا ہوں خیال یار سیں نادِ علی
تجھ سیں کہنا ہے سراج اب کھول حرفِ منجلی آرزو مجھ کوں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
سرو قد کوں دیکھ ، سیرِ عالمِ بالا کروں

۹

ہر شکن میں دل میرا ہو بند بے آرام ہے زلف ہے یا دام ہے یا لام ہے یا شام ہے
عشق کے مستوں کوں کب مینائے مے سیں کام ہے نشہ بخشِ عاشقاں وو ساقیِ گلفام ہے
جس کی انکھوں کا تصور بیخودی کا جام ہے

آہ کا تیشہ لگا سینہ پہ مثل کوہکن چشم سیں جاری ہے جوئے شیرِ اے شیریں سخن

لہ پیوکوں۔ ۲۹۵ ا۔ ۲ انشا، دیوان ولی نہ دل میں یہی ہے دیوان، ۳ تضمین بر غزل ولی (دیوان ۲۸)
۴ نشہ (دیوان)، ۵ انکھیوں ۵۵ و۔ انکھیاں (دیوان)، ۳۹۱ ا۔

بھیج دینے کوں ہمارے اے ستمگر سحر فن   کھولناں[1] لٹوں کا کچھ درکار نہیں اے خوش دہن[2]

یک نگاہ ناز تیرا[3] دو جہاں کا دام ہے

چاند[4] ہے بے نور تجھ رخ کے مقابل جیوں کلف   تجھ طرف کرتے ہیں سجدہ سب ستارے صف بصف

بس کہ تیرے آستانے کوں ہے کعبہ کا شرف   آفتاب آتا ہے محرم[5] ہو کہ تجھ کوچے طرف

صبح صادق بر میں[6] اس کے جامۂ احرام ہے

یا الٰہی دوست کے دیدار بن ہے درد و غم   دم بدم ہمراہ مجھ سینے میں ہے تیغ دو دم

ہجر میں ہرگز نہ ہوے بیقراری دل کی کم   دل کوں جمعیت ہے جب جاتا[7] ہوں ہمرہ صنم

آرسی کے ساتھ میں سیماب کوں آرام ہے

جل گئے اس آگ میں کئی شہپر روح الامیں   ہے یہاں ہر ذرہ ذرہ مثل برق آتشیں

گر تجھے ہے آبرو درکار یا اسلام و دیں   مت قدم رکھ اس طرف اے زاہد خلوت نشیں

غمزۂ خونخوار ظالم دشمن اسلام ہے

صید کرنے کوں نہیں ہے حاجت دام و کمند   رشتۂ الفت[8] سیں ظالم نے کیا مجھ دل کوں بند

---

[1] کھولن زلفاں کا۔ (دیوان) ص ۳۹۱ ا   [2] ادا (دیوان)   [3] تیری (دیوان)   [4] چاند و ستارے ترے مکھ کے مقابل ص ۳۹۱ ا

[5] مجرم۔ ص ۳۹۱ ا   [6] اس کے بر میں (دیوان)   [7] جاتا ہے دنبال (دیوان) جاتا ہوں دنبال ص ۵۰۲ ا و

[8] اخلاص سیں پرونے۔ ص ۳۹۱ ا۔

لطف سیں کرتا ہے مجھ دل پر دوا ے دلپسند　　جس صنم کی سرکشی کا جگ میں ہے صیت بلند
شکر حق وو کافر بد کیش میرا رام ہے

دل مرا بیتاب ہے بیماری وحشت سیں آج　　بے دوا ے وصل کب اس کا بحال آوے مزاج
بس کہ ہے ہمدرد تیرا اس سبب کہتا سراج　　اے ولی کیوں خشک مغزی کا نہیں کرتا علاج
یاد اس آنکھوں کا تجھ کوں روغنِ بادام ہے

۱۰

آ حال دیکھ بندۂ بے اشتباہ کا　　لازم ہے ہر گدا پہ کرم بادشاہ کا
ہوں خاک تجھ جناب فلک بارگاہ کا　　نقشِ قدم ہوا ہوں محبت کی راہ کا
کیا دل کشا مکاں ہے میری سجدہ گاہ کا

کب لگ میں زندگی میں جدائی کا دکھ بھروں　　اس غم سیں لاکھ بار ہے بہتر اگر مروں
بیتاب ہو کر حشر میں "یا ہو" ندا کروں　　گرمی سیں آفتاب قیامت کی کیوں ڈروں
سایہ ہے مجھ کوں سرو قیامت پناہ کا

له دو (دیوان) لمه ۱۲۹۱ ا، پہلے دو مصرع یوں ہیں۔ مجھ دل بیمار کوں نہیں ہے دوا اس بن علاج / جاں بلب ہے مضطرب ہے ہجر کے خنجر سیں آج۔

ته ان انکھیاں کی۔ (دیوان) ته ۱۲۹۱ ا میں مصرعے یوں ہیں ۱ ؛ ۲ ؛ ۳　　ه سیں ۱۵۵۲ ا۔

له ہے آرزو کہ زہرِ اجل نوش [کر] مروں۔ ۱۲۹۱ ا۔　　ه غزل سراج۔

جو کوئی کہ تیغ عشق سیں مقتول ہو رہے　　کیا تاب ہے کہ زخم جگر کا بیاں کہے
بسمل ہو تجھ ادا کا ستم کب تلک سہے　　ناسور ہو کہ روز قیامت تلک بہے
جس کے جگر میں تیر لگا تجھ نگاہ کا

شادی ہے عندلیب دل جاں نثار پر　　آیا ہے حسن یار کا گلشن بہار پر
خط خوشنما ہے اس کے لب آبدار پر　　سنبل ہے جیوں کہ جلوہ نما جوئبار پر
آنکھوں میں ہے مری عکس دو زلف سیاہ کا

اٹکا ہے دل تجھ ابروئے خوش خم کی شست میں　　ماہی ہے دام زلف سیہ کی شکست میں
عاشق کے قتل پر ہے نگہ تیری جست میں　　ڈورے نہیں ہیں سرخ تری چشم مست میں
شاید چڑھائے خون کسی بے گناہ کا

عاشق وو ہے کہ عشق کی آتش میں جل سکے　　لخت جگر کوں غم کی کڑاہی میں تل سکے
کہ شمع سیں پتنگ کا کیا زور چل سکے　　دل تجھ برہ کی آگ سیں کیوں کر نکل سکے
شعلے سیں کیا چلے کا کہو برگ کاہ کا

---

۱ جیوں پھول مسکرا کے اگر تواں بجن کہے م ۳۹۱ و ۲ دل آرسی مثال نین کھول کے ہے م ۳۹۱ و ۳ نسخ بے زلف سیہ کی شکست میں۔

۴ دیکھ اس جھلک کو ہر یہ تن ہو کہ چاک دل　؛　جیوں آرسی ہے رنگ کدورت سیں پاک دل
شمشیر دوستی سیں ہوا ہے ہلاک دل　؛　پیو کا جمال دیکھ ہوا چاک چاک دل
جیوں کر کتاں پہ عکس پڑے نور ماہ کا

کوئی جا کہے صنم کوں[1] میرا حرف احتیاج　　لازم ہے خوف نالۂ عاشق سیں لا علاج
اکثر سنا ہوں برق کوں میں آتشی مزاج　　مہتاب روکے رخ پہ سیہ خط نہیں سراج
جا کر کھلا ہوا ہے، میرے دود آہ کا

۱۱

ہمن[2] کوں عشق میں قرباں کرو تو خوب کرو　　برہ کی آگ میں سوزاں کرو تو خوب کرو
دلوں کی گوے کوں غلطاں کرو تو خوب کرو　　اپس کی زلف کوں چوگاں کرو تو خوب کرو
ہر ایک تار میں پیچاں کرو تو خوب کرو
ہمیشہ مجکوں جلانا ہے آفتاب فراق　　میرے نین میں نہیں ایک آن خواب فراق
صفحہ پہ دل کے میں کاں لگ لکھوں حساب فراق　　دیکھا کے مکھ کرو فارغ نہیں ہے تاب فراق
یہ وقت سخت کوں آساں کرو تو خوب کرو

---

[1] ۳۹۱ ا میں پہلے مصرعے یوں ہیں۔

کئی دن سہا ہوں بار جدائی پیا کے باج　؛　اب گوشۂ فراق میں اس کے ہوں لا علاج
بر لاوے حق مگر دل بے کل کی احتیاج　　چندر مکھی کے مکھ پہ نہیں ہے یہ خط سراج

[2] سیں۔ ۵۰۳ ا۔ ۳ ح و ۵۰۳ ندارد۔ از ۲۹۱ ا۔

بتاؤ آج تو یعقوبؑ حال یوسف کوں توں دل میں لاؤ زلیخا خیال یوسف کوں
سینے کے مصر میں دیکھو جمال یوسف کوں اگر ہے چاہ کہ پاؤ وصال یوسف کوں
اپس کے دل کوں جو کنعاں کرو تو خوب کرو

ڈوبا عشق کے دریا میں آج بے دل عشق اُسے نگاہ میں آتا نہیں ہے ساحلِ عشق
پڑی ہے آج جگر پر ہزار مشکلِ عشق نگہ کے زخم سیں ہم نیم جان بسملِ عشق
ادا کی تیغ سیں بے جاں کرو تو خوب کرو

اگر لکھوں تو کروں کیا لکھوں تو مشکل ہے ہزار حیف کہ مجھ کوں حجاب حائل ہے
برہ کے زخم سیں دل کا شکار گھائل ہے ہوس کے صید کوں جمعیت آج حاصل ہے
دیکھا کے زلف پریشاں کرو تو خوب کرو

نہیں نماز کوں کچھ حاجت وضو تم کوں یہ بس ہے آج کہ جاری ہوئے انجھو تم کوں
اگر ہے عشق میں درکار آبرو تم کوں عبث ہے چشمۂ کوثر کی آرزو تم کوں
خیال چاہ زنخداں کرو تو خوب کرو

تمہارے ناز و ادا پر فدا ہے دل میرا برہ کے جام سیں ساغر پیا ہے دل میرا
شہید خنجر جور و جفا ہے دل میرا جفا کے داغ سیں گلشن ہوا ہے دل میرا
تم آج سیر گلستاں کرو تو خوب کرو

پیا پلا کہ پرم مدہ کئے خراب ہمیں زباں سیں حیف کہ آتا نہیں جواب ہمیں
کئے ہو ہجر کی آتش میں کیوں کباب ہمیں تمہاری تیغ جفا کی نہیں ہے تاب ہمیں
ہمارے حال پہ احساں کرو تو خوب کرو

لگے ہیں زخم محبت کے میرے دل پر آج اپس کے لطف و کرم سیں کرو ٹک یک علاج
کیا ہوں دل کوں میں پر خون پیا تمہارے کاج تمہارے خنجر سیں نسمن فسردہ دل ہے سراج
گل مراد کوں خنداں کرو تو خوب کرو

ترجیع بند

اے گُل بوستان ناز و ادا　　دیکھ آ حال بلبل شیدا
ایک دیدار کا ہے تجھ سیں سوال　　اے صنمؔ ہوں تری گلی کا گدا
بےخودی کی شراب کوں پینا　　عاشقوں کے طریق میں ہے دوا
یاربِنؔ دو جہاں سے مطلب نہیں　　مجھ کوں یکساں ہے گلشن و صحرا
کیا کروں دل کا اختیار نہیں　　آتشِ شوق نے کیا ماوا
شوق کا جوش کھا کہ اُبلا ہے　　میری آنکھوں سے اشک کا دریا

ع م ۱۹۳ ء میں اس کا عنوان ”واسوخت“ ہے -

1 سجن م ۱۹۳ ء　2 تجھ پرت م ۱۹۳ ء　3 پیو بنا م ۱۹۳ ء۔

تجھ زنخداں کی چاہ ہے ساقی   حوضِ کوثر کی نہیں مجھے پروا

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار

جانِ کندن میں شربتِ دیدار

دوست کے ہجر سیں ہے دل[۱] بیتاب   آتشِ غم میں دل ہوا ہے کباب

جب مرا حال یار پوچھے گا   مجھ کوں حیرت ہے[۲] کیا کہونگا جواب

ساقیٔ شوخ کی جدائی میں   جامِ دل میں مرے ہے غم کی شراب

بند ہوں دام میں جدائی کے   یا الٰہی مجھے نکال شتاب

قیدِ غم میں ہے[۳] یہ دعا میری   افتح یا مفتح الابواب

شوخ قاتل کے غم سیں مسجد میں   دمِ شمشیر ہے خمِ محراب

کیا کروں دل کی آگ بجھتی نہیں   چشمۂ خضر میں کہاں ہے آب

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار

جانِ کندن میں شربتِ دیدار

مجھ پہ کرتا ہے وو گلستاں رُو   کیا ادا کیا نگاہ سیں جادو

۱؎ جی م۲۸۵ و م۳۹۱ ق ۲؎ ہیو م۳۹۱ ر ۳؎ تجھ بنا نہیں ہے کوئی میرا حافظ م۳۹۱ ر۔

صید عشاق کوں ت برابر ہے　　حلقۂ دام و حلقۂ گیسو
قمریاں ہر چمن میں کہتی ہیں　　سرو قد کے خیال سیں کو کو
سیر گلشن پہ طبع راغب نہیں　　ہے کہاں گل میں گلبدن کی بو
جھڑ پڑیں برگ نخل طوبا کے　　گر کروں دل سیں نعرۂ "یا ہو"
جب سیں پایا شکست سنگ جفا سوں　　تب سیں ٹوٹا ہے عقل کا بازو
آشنائی سیں دل کے گوشہ میں　　تجھ پہ قرباں ہوں اے کماں ابرو

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار
جان کندن میں شربت دیدار

اس کی خاکِ قدم جو پاتا ہوں　　چشم میں سرمہ کرنگا تا ہوں
گل کی مانند مجھ پہ ہنستا ہے　　داغ دل کا جسے دکھاتا ہوں
جب خیال اس پری کا آتا ہے　　میں شکیب و خرد سیں جاتا ہوں
مجھ سیں آزردہ ہو چلا تجھ پاس　　دل کوں ہر چند میں ستاتا ہوں
کیا کروں بوئے مشک چھپتی نہیں　　عشق ہر چند میں چھپاتا ہوں

۱؎ کی ۔ ۲؎ و ۳؎ کاں ہے ہر گلبدن ۔ ۱۹۱ ا ۴؎ گوشے ۔ ۵؎ ہے ۱۹۱ ا ۶؎ ستاتا ۔ ح

تجھ برہ میں مولہوں[1] خوابِ خیال — لخت دل جلئے قوت کھاتا ہوں
زخم کھا تجھ برہ کے خنجر کا — نیم بسمل ہو تلملاتا ہوں

تشنہ لب ہوں مجھے یکبار
جانِ کندن میں شربتِ دیدار

دل کے بازار کا جو رستا ہے — اس میں سودا جنوں کا ستا ہے
ہر پلک پر بہ اشک گرم ستی — کیا چراغاں عجب دو رستا ہے
دیکھ کر[2] آرسی وو غنچہ دہن — پھول کی سر کلی پہ ہنستا ہے
ہے عجب چین وصل میں روناں — مینہ[3] کہاں دھوپ میں برستا ہے
کیوں نہ ہوئے دل مرا رسول آباد — مصطفےٰ کا خیال بستا ہے
دل مرا تجھ برہ کے گلشن میں — غم کے داغوں سیں گل کا دستہ ہے
میں[4] وفادار ہوں خدا کی قسم — کیوں تغافل سیں مجکوں کستا ہے

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار
جانِ کندن میں شربتِ دیدار

---

[1] ہے۔ ح — [2] شوخ درپن میں دیکھ اپنا مکھ ۳۹۱ ر — [3] مینہہ۔ ۳۹۱
[4] جان جاناں سے کوئی کہے جا کے :: تجھ جدائی میں جیو نکستا ہے ۳۹۱ ر۔

دیکھ مجھ اشک کی درافشانی ہر گہر شرم سیں ہوا پانی
کیوں نہ جوہر شناس ہووے دل لب ترے لعل ہیں بدخشانی
اس کے فرمان میں ہیں دیو و پری ہے دہن خاتمِ سلیمانی
دیکھ اے شوخ تجھ زنخداں کوں چاہِ غم میں ہے ماہ کنعانی
دل گزک، خوں شراب، غم ہے قوت عشق نے کیا کیا ہے مہمانی
ہے خجالت سیں زرد رُو، زرِ سُرخ دیکھ مجھ رنگ زرد کی باٹنی
کیا کروں شرح دل کی بیتابی آ خبر لے، اے دلبرِ جانی

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار
جانِ کندن میں شربتِ دیدار

دل گرفتار زلفِ موہن ہے جی کوں جس کا خیال سمرن ہے
گردشِ چشم سیں کیا بے خود ہوش کھونے کا یہ عجب فن ہے
جو کیا دل کوں صاف زنگ ستی درو دیوار اس کوں درپن ہے
جا نہیں غیر کے خیال کے تئیں دل ہیں تجھ غم کا آج مسکن ہے

سلہ پانی۔ ۳۹۱ ا۔

گل داغِ جفا سیں دل میرا بوستاں ہے چمن ہے گلشن ہے
ہجر کی رات میں نہیں آرام ہر پلک مجھ نین میں سوزن ہے
تجھ جدائی ستی اے جانِ سراج آشنائی کہ جاں کندن ہے
تشنہ لب ہوں مجھے پلا یکبار
جاں کندن میں شربتِ دیدار[1]

---

[1] مخطوطہ ح اس ترجیع بند پر ختم ہو جاتا ہے۔ مخطوطہ میں اس کے بعد مناجات اور چند متفرق اشعار درج ہیں۔

مناجات

یا الٰہی حشر میرا ہوئے پیغمبر کے سات
اور بتولِ فاطمہ اور حیدر و صفدر کے سات
دشمنوں نے زہرِ قاتل سیں کیے جسکوں شہید
وو امامِ دیں حسن ابنِ شہ خیبر کے سات
نورِ چشمِ مصطفےٰ و مرتضےٰ و فاطمہ
وو حسینِ تشنہ لب سردارِ دیں کے پدر کے سات
جو رہا ہفتاد و دو تن بیچ باقی یادگار
شاہ زین العابدیں جانِ علی اکبر کے سات
عاصیوں کے حال پر ہے رحم کی جس کوں نظر
زبدۂ آفاق یعنے حضرتِ باقر کے سات

مرجع ہر چار مذہب مصدرِ آیات دیں
صادق قولِ حقیقت حضرت جعفر کے سات
حق و باطل کو کیا جس نے جدا جیوں روز و شب
حضرت موسیٰ کاظم حامی محشر کے سات
نور قندیل خراساں آفتابِ ہشتمیں
وو علی موسیٰ رضا شاہ مہ و اختر کے سات
گوہر درجِ سیادت ماہ برجِ مکرمت
وو تقی روح مجسم انور و اطہر کے سات
جس کے چہرہ پر نمایاں ہے جمالِ احمدی
شاہِ دیں حضرت نقی آئینۂ انور کے سات
عرش جس کے بیٹھنے کا فرش ہے کرسی ہے تخت
خسروِ عالی مراتب حضرت عسکر کے سات
قائم آل محمد خاتم اثنا عشر
ہادئ دیں مہدئ آخر زماں سرور کے سات
اور جتنے اصحاب پاکِ احمد مختار ہیں

اُن کے سات اور اُن کے ہر ہر خادمِ چاکر کے سات
تھے ملک جن کی اذاں کے منتظر یعنے بلالؓ
اور غلامانِ غلامِ حضرتِ قنبر کے سات
غوث و قطب اولیا اوتا و ابدال انقیا
غوث الاعظم اور معین الدین حسن سنجر کے سات
چار پیر و چار وہ سب خانوادے کے ولی
اور جتنے ہیں خاص بندے حق کہاں ہر ہر کے سات
مدعائے جاں خلاصہ سب کا مقصود سراج
یعنے حضرت شاہِ رحماں مرشد رہبر کے سات

۲

ہوں سخت بے کسی میں گرفتار یا علی
تیرے بغیر کون ہے اب یار یا علی
آج حادثات میں مضطر نہ رکھ مجھے
کشتی میری تباہ ہے کر پار یا علی

امیدوار نقد تفضل ہوں رحم کر
توں جنس قلب کا ہے خریدار یا علی

لایا ہوں تجھ سیں باطن و ظاہر کی احتیاج
بر لا بحق احمد مختار یا علی

جلدی ستی شفا دے کہ تشخیص تجھ کو ہے
ہوں جس مرض کے بیچ گرفتار یا علی

ہے ظلِّ عاطفت کی ترے مجھ کو التجا
ہر چند نیں ہوں اس کا سزاوار یا علی

بیتاب ہو اگر نہ کہے حالِ دل سراج
یہ درد کس سیں جا کرے اظہار یا علی

۳

اے دل شہید عشق ستم زاد ہو ٹک یک
لذت نصیب خنجر جلاد ہو ٹک یک

دل تنگ اس بہار میں اے غنچہ خوب نیں
خاموش کب تلک لب فریاد ہو ٹک یک

اے طفلِ اشک آنکھ مچانی سیں باز آ
کب تک رہیگا نقطۂ تنک صاد ہوٹک یک

گرچاہتا ہے دامن مقصود ہات آئے
جیوں گرد اٹھ کے خاک سیں برباد ہوٹک یک

مشغول غیر مت رہے توں آپ عین ہے
مدت تلک تھا یاد میں بے یاد ہوٹک یک

نقش و نگار پردۂ وہمی میں کیوں ہے توں
خود نقش بند عالم ایجاد ہو ٹک یک

گلگشت باغ روح کا گر تجھ کو عزم ہے
تن پروری کی قید سیں آزاد ہوٹک یک

۴

عمر سب جلتے ہی گذری خاکساری رہ گئی
گرم راکھ اس قافلے سیں یادگاری رہ گئی

جی لبوں پر آرہا ہے انتظار وصل میں
فوج سب جاتی رہی خاصی سواری رہ گئی

کلام فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزلیات

ردیف الف

۱

گرچہ چوں خورشید عالمتاب تنہائیم ما — بشکند فوج کواکب چوں بروں آئیم ما
لغزش پا نیست در آئین ما آزادگاں — در چمن چوں سرو بر یک نہج برجائیم ما
تہمت آلودیم و بر اسرار ما حق شاہد است — باوجود پاکیٔ دامن چہ رسوائیم ما
نکتہ دانی گر شود پیدا شناسد قدر ما — یک کتاب از صورت از معنی محشائیم ما
سینہ صافاں در تلاش خود نمائی نیستند — بیغرض در خانۂ آئینہ می آئیم ما
زنگ ہمت باشد استمداد بازوے دگر — تیغ خورشیدیم و بے صیقل مجلائیم ما

در شبستانِ سخن تا مطلع صبح ابد
اے سراج از طبع روشن مجلس آرائیم ما

۲

۸ جاں را بکوئے دوست فدا می کنیم ما — کارے کہ می کنیم بجا می کنیم ما
سر را بعجز بر کف پائے تو می نہیم — فرض نماز عشق ادا می کنیم ما
در کنہ آں دو سلسلہ زلف کے رسیم — بیجا تلاش فکر رسا می کنیم ما
ما بے دلاں ز تنگ دلی زین چمن خوشیم — از برگ غنچہ سازو نوا می کنیم ما
منسوب می کنیم بہ مشک ختن خطش — سودائیم و عین خطا می کنیم ما
ہنگام سیر گلشن حسنش ز بے خودی — در صحن باغ آئینہ جا می کنیم ما
شاید بہ ایں بہانہ بپا بوسیش رسیم — خون دو دیدہ رنگ حنا می کنیم ما
در شہر حسن و عشق رواجے دگر بود — دشنام می دہی و دعا می کنیم ما
زود آ و گرنہ بے گل روئے تو غنچہ وار — پیراہن حیات قبا می کنیم ما
تخم محبت قد او بسکہ کشتہ ایم — در سینہ سرو آہ بپا می کنیم ما

بستیم تا کمر بہ قبائے خود اے سراج
گلگشت لالہ زار بقا می کنیم ما

۳

۱۰ بسمل آں فتنہ سامانیم ما — ہم بخون و خاک غلطانیم ما

چین ابروئے تو موج انگبین ست | نیش را ہم نوشش می دانیم ما
بادہ ناب است خون دل بما | بر بساط عشق مہمانیم ما
از وصال و از جدائی ہائے یار | گاہ دشت و گہ گلستانیم ما
در خیال زلف و حسن بے حجاب | گاہ کافر گہ مسلمانیم ما
در دلِ خود یار می داند نہاں | ہمچو بو در غنچہ پنہانیم ما

طاقتِ رستن نہ باشد اے سراج
بستۂ زلف پریشانیم ما

۴

۲۶ اے زلف عنبریں تو آئین دین ما | وے ناز فتنہ ساز تو ائل کمین ما
جز بوئے درد نیست بگلہائے شعر ما | گل کردہ داغہائے جنوں در زمین ما
از فرط شوق شعلہ ہجرت تمام سوخت | آبے بریز بر جگر آتشین ما
امشب کہ پیچ زلف تو در دست ما فتاد | در دامن است پیچش چین جبین ما

مشتاق آتش است دل والہ سراج
یارب کجاست فتنہ گرِ نازنین ما

۵

۳۱ هرگز بسینه نیست خیال چمن مرا — تا بوئے عشق اوست بجان و تن مرا

لعل و گهر بود سخن آبدار من — جز سنگ ریزه نیست عقیق یمن مرا

صحرا ز عکس حسنِ تو گلزار می شود — زنداں بود بغیر رخت صد چمن مرا

تا زلفِ عنبرینِ تو عنبر فروش شد — بوے ندا د نافۂ مشک ختن مرا

تا از می نگاه تو مدہوش گشته ام — نبود ازاں خمار مجال سخن مرا

هرچند از تجلی او خاک گشته ام — باقیست تا بحشر سر سوختن مرا

مُردم بیاد موئے میانش زبس سراج

جز مور کس دگر نشد گورکن مرا

۶

۳۸ ...زلفِ (پری رویس) به بحر سینه صافی ها — کند طفل دلم گه گه خیال موج بافی ها

رگ خون دل آئینه زنگم آب جوهر شد — کند شمشیر شرم خود نمائی دل شگافی ها

۷

۴۰ ریخت خونم ترک چشم باده آشام شما — از سر مستی کبابم کرد بادام شما

اول آں لطف و نوازش آخر ایں جور و عتاب — فرق بسیار است در آغاز و انجام شما

پرده هائے دیده ام فرش است در ایوان چشم — بستهٔ دیگر ندارم بهر آرام شما
سهو کردم امتیاز کفر و اسلامی که بود — کفر من کفر شما اسلام اسلام شما
عزم ما وصل شما، قصد شما دوری [ما] — شام ما صبح شما و صبح ما شام شما
نیست یارائے طپیدن نے رہ بیرون شدن — می شناسد هر که افتادست در دام شما
هر سلیمان را بقدر رتبه اسمِ اعظم است — بر عقیق لخت دل کندیده ام نام شما

مژدهٔ دل می دهد دیوانه را موجِ نسیم
گرد راه رفتن هوش است پیغام شما

۸

بمرگ تشنه بود جان شعله پرور ما — هوائے آب چو ماهی کند سمندر ما ۴۸
قماش جلوه او جامه وار حیرت ماست — متاع آئینه ارزان بود بکشور ما
نداد باز دل ما خبر ز کوے کسے — کباب شعلهٔ دیدار شد کبوتر ما
بشور بیهده ناصح سبک مزاج مشو — درین هوا که گران است گوش ساغر ما

در آتش دل خویشیم چون درختِ چنار
سراج شعله بود قدردان جوهر ما

ردیف ب

۱

۵۳ اگرچہ عشق مبرا بود ز نام ادب | ز بیم خوئے تو دارد بکف زمام ادب
زدور باش مزاجت بخویش می لرزم | بجائے عشق بہن بستہ اتہام ادب
بحال گو کہ بہ بینم ترا بسیری چشم | کہ دیدہ ام شدہ آئینہ کلام ادب
ز شکوہ حسن تو دستم بلرزہ می آرد | کہ دامن تو بگیرم ز اہتمام ادب
چہ تاب اینکہ بالم دو دیدہ بر پایت | ہنوز نیست مرا رخصت سلام ادب

اگرچہ جوش تقاضائے عشق بے ادبی است
طلسم حکمت صیاد بستہ دام ادب

ردیف ت

۱

مارا ز فرطِ درد بگلگشت کار چیست　　گلشن کدام و باغ کدام و بہار چیست ۵۹
بسمل بہ تیرِ ناوکِ نازِ ستمگرم　　خنجر کدام و تیغ چہ و ذوالفقار چیست
گردیدہ ایم مائلِ تصویرِ یارِ خویش　　خلوت کدام و عیش کدام و نگار چیست
نیشے ز حلقۂ خمِ زلفِ تو خوردہ ایم　　عقرب کدام و زہر کدام آفتِ مار چیست
بیتاب ہجرِ دوست ندانند ز سوزِ دل　　طاقت کدام و صبر کدام و قرار چیست
گشتم شہیدِ عشق ولے در تحیرم　　بسمل کدام و صید کدام و شکار چیست

در آتشِ محبت او سوختم سراج
اخگر کدام و شعلہ کدام و شرار چیست

۲

زیرِ بارِ منتِ عشقم کرا بے بودہ است　　مدتے در بیکسی با غمگسارے بودہ است ۶۶
واقف است از خوں شدنہائے دلِ صد چاکِ من　　عمر در غم صرفِ سیرِ لالہ زارے بودہ است

برقبائے گل کہ منسوب نزاکت ہائے اوست　　رنگ خود زنگ است بوئے نیرنگے بودہ است

نالۂ بلبل بگلشن دوش از ہوشم ربود　　عالمِ بے اختیاری خوش بہارے بودہ است

مید ہد کیفیت درد از مسلّم مصرعے　　روزگارے عاشقی خوش روزگارے بودہ است

بستر راحت نمی دانم کہ از روزِ ازل　　با من و با بیقراری ہا قرارے بودہ است

الفت آبادِ دلِ من پیش ازیں ویرانہ بود　　کس دریں اقلیم صاحب اختیارے بودہ است

دیدہ ام چوں دیدہ آئینہ حیرت محو بود　　جانِ من خوب آمدی خوب انتظارے بودہ است

سوخت دل از شعلۂ پنہاں عشقش اے سراج
در تہِ ایں پنبہ زار آیا شرارے بودہ است

۳

پیش من مرشد و معشوق و خدا ہر سہ یکیست　　مذہب عاشقی و جرم و عطا ہر سہ یکیست ۷۵

خاکساریم و نداریم خیالِ شاہی　　تاج سر گرد رہ و بال ہما ہر سہ یکیست

در کفِ یار کہ چوں پنجۂ مرجاں سرخ است　　برگ گل خونِ من و رنگ حنا ہر سہ یکیست

تاکہ از دیدنِ رخسارِ تو محروم شدم　　زعفران چہرۂ من رنگ طلا ہر سہ یکیست

نیست جز شربتِ دیدار تو مقصود سراج
حوضِ کوثر لبِ تو آب بقا ہر سہ یکیست

۴

یک نفس خالی نیم از یاد او دم شاہد است ہر کہ از سوز فراقم گشتہ محرم شاہد است ۸۰
چوں خراماں شد بگلشن آں بہار دلبری از خجالت گل عرق آورد شبنم شاہد است
بر شہید بیکسی ہر شب شب قتل است بس عید دیدارش نمی بینم محرم شاہد است
بسکہ سودائے تلاش یار بود اندر سرم گشتہ ام ہر کوچہ و بازار عالم شاہد است
بے تو اے شاہنشہ خوبی چہ گویم تا چہ شد عشرت آباد دلم برباد شد غم شاہد است
یاد آں موے میاں ... دل نصیب کس مباد پیچ و تابے خوردہ ام کاں زلف برخم شاہد است

خوش نگاہاں رام کس ہرگز نباشد اے سراج
آہواں بیگانہ خویند از ازل رم شاہد است

۵

شاد است آں کسی کہ بدرد و غم آشنا است با ذوق خشکی لب و چشم نم آشنا است ۸۷
(بیگانہ) است زیں چمن سر بسر خزاں ہر کس کہ ہمچو غنچہ بپاس دم آشنا است
در صافی دل است تماشائے عالمے جمشید وقت آنکہ بجام جم آشنا است
ہر درد دور می شود از نسخۂ طبیب درد نہان عشق بدرماں کم آشنا است
ہر صید دیدہ ام کہ ز صیاد رم کند صیاد ما ز صید بطرز رم آشنا است

تا در خیال ابروئے او ناتواں شدم — تیر قدم برنگ کماں با خم آشناست
بلبل اگرچہ بے رخ گل گشتہ اشکبار — لیکن غنیمت است کہ با شبنم آشناست
از سوزش دروں من آگاہ نیست کس — با داغ دل خوشم کہ عجب محرم آشناست

حاجت بآشنائی کس نیست اے سراج
گر یار آشناست بمن، عالم آشناست

۶

۹۶ ضعف طالع در رہش تا رہنماست — می خلد خارے کہ در پایم عصاست
طفل اشکم کو بکو از بس دوو — موجہ خوں حلقۂ زنجیر پاست
نکہت زلفت زبس مدہوش کرد — صبح دم آئینہ در پیش صباست
زینت ظاہر نمی ماند بجا — ظاہرا رنگینی برگ حناست
از کمند فتنہ عالم کے رہد — لب بلا، ابرو بلا، بالا بلاست
انتظار طرفہ دارم در رہش — آمد و رفت نفس آواز پاست
سر بصحرا دادگان شوق را — سنگ طفلاں سایہ بال ہماست
کشتۂ بیداد را در ملک حسن — گوہر شمشیر قاتل خوں بہاست
غرق تا زہ گیر شد در سینہ ام — نوک مژگان تو تیر بے خطاست

دامن خود ترمکن از زہد خشک در گل آں بوریا بوئے ریاست

صرفہ نبود گر زپا افتد سراج

گردشِ چشم پری رویاں بلاست

۷

۱۰۷ ترا کہ آئینہ از بہر جلوہ درکار است دلم ہر آئینہ مشکن زیان سرکار است

دلم کہ تازہ اسیر غم تو شد رحمے جوان قابل و اصلش ز شہر دیدار است

بہ زخ جوہر تیغ تو حاضر است کہ ایں متاع سر دست عرض بازار است

ز پیچ و تاب گرہ ہائے زلف دانستہ کہ مو بموئے تو در مو بمو گرفتار است

مخور بجلوۂ دنیا فریب دانائی کہ ایں عروس نما ہندۂ جگر خار است

ترا بہ آئینہ صد گونہ بے دماغی ہاست اگر تو نازکنی بر دلم سزاوار است

بجائے شربت اگر خون من خورد چہ علاج بچشم او نتواں حرف زد کہ بیمار است

چہ گوئمت کہ بیا سیر کن بعالم جاں ترا کہ با دو جہاں یک جہاں سرو کار است

کجاست جرأت پروانہ ہا سراج آنجا

کہ شمع سرکش ما در حریم اسرار است

۸

سامیٔ ما تا بساغر بادۂ دوشینہ ریخت ۱۱۶
توبہ اشکے بود کز چشم شب آدینہ ریخت

تا شوم آماجگاہ تیر نازش بعد مرگ
سینہ ام از استخوان و استخواں از سینہ ریخت

آگہی از خود پسندی ہاے معشوقاں نداشت
ہر کہ در اول بنائے خانۂ آئینہ ریخت

خاکساری ہا تیمم، اشک باری ہا وضو
آبروئے عشق گرد از خرقۂ پشمینہ ریخت

گرد آخر غم نصیب دل خیال زلف او
سامری رنگ طلسم [ماربر] گنجینہ ریخت

جلوہ اش گل در گریباں گرد مقصود مرا
یادد امانش غبار کلفت دیرینہ ریخت

مطلع ابروئے جاناں داد تکلیف سخن
تا سراج ایں شعر صاف خاطر آئینہ ریخت

۹

جلوۂ گلعذار راعشق است موسم نوبہار راعشق است

از زمیں تا زماں صدائے کسے ست چوب گر نیست تار راعشق است

جوش وحدت چو نفئ کثرت کرد گفت منصور دار راعشق است

گل نہ کرد آہ، آتشِ دل من جادۂ بے غبار راعشق است

بسمل مشہد خوش است سراج

کہ چراغِ مزار راعشق است

۱۰

روئے او از مئے گلگوں عرق افشاں شدہ است

در پری خانۂ آئینہ چراغاں شدہ است

گل لبِ دارد و از سیرِ چمن می آید

چشم بد دور کہ امروز گلستاں شدہ است

لہ ماخوذ از مجبوب الزمن، تذکرہ شعرائے دکن (عبدالجبار خاں آصفی)

ردیف د

۱

۱۳۴۰ درمکتب جاں تا صنم آہنگ سبق کرد — ہر برگِ گلستاں دل صد چاک ورق کرد
سوزن نتواں دوخت دل چاک کتاں را — تا معجز [تاب] مہ رخسار تو شق کرد
دیگر منما عارض خو کردہ خود را — از فرط تب عشق تو آئینہ [عرق] کرد
از موقلم خط شعاعی بشب ہجر — رنگینیٔ داغ دل ما خون شفق کرد
خورشید جمال تو برد تاب ز ہر دل — چاک جگرم صرف گریبان قلق کرد
در وصف گل [حسنِ] تو سطرے دو نہ بنوشت — تا کلک من از برگ گل لالہ ورق کرد

در حالت نزع است تساج از طپش ہجر
امید تماشائے ترا سد رمق کرد

۲

۱۳۴۷ دی [خراماں] بت من عزم تماشا می کرد — نقش پا آئینہ دار ید بیضا می کرد
دل چو وصف دہن تنگ تو می کرد رقم — زیر مشق از ورق دیدۂ عنقا می کرد

گرنمی بود بت شوخ مرا خود بینی همچو مردم بسر دیده من جامی کرد

سامری آنچه نمی کرد بلب جنباندن خم ابروئے تو هر لحظه به ایمامی کرد

لب لعل تو به هنگام تبسم کردن خنده قهقه برکار مسیحا می کرد

در غمت چشم تر من دم اشک افشانے صفحۂ گوشۂ دامن لب دریا می کرد

همه از صافی باطن بکف آورد سراج
آنچه از آئینه غیر تمنّا می کرد

۳

شوق من با سرِ هر خار که گلبازی کرد چوں قدِ یار زمن شیوۂ طنازی کرد ۱۴۴

هر که از سیر گلستانِ جمالش گل چید آفریں برنگه بلبل شیرازی کرد

حیرتِ وصل خبر داد ز حالم به دلش بے زباں آئینه را آئینه غمازی کرد

گرد از طرز تو معلوم که دزدِ نگهی چه قدر دیدۂ من مشق نظربازی کرد

تا ز عکس لب شیرین کسے ذوقے یافت طوطی آئینه آهنگ چه دمسازی کرد

در غمت خوگر آه است دل پر سوراخ نے دریں بزم به آهنگ چه دمسازی کرد

کیست آگاه ز رازِ دلِ پروانه سراج
می تواں [ست] تخلص پس از پرازی کرد

۴

مرغے کہ بخوں طپیدہ زیبد — کے در قفس آرمیدہ زیبد ۱۵۱

نرگس چہ بلا کہ پا گذاری — نقش قدمت بدیدہ زیبد

ابروے تو میکشد دلِ من — البتہ کماں کشیدہ زیبد

رخسار تو چوں عرق فشاند — آبِ رُخ گل چکیدہ زیبد

در محکمۂ تغافلِ یار — پیراہن دل دریدہ زیبد

زنگ دل [مست] خودنمائی — ایں آئینہ ناخریدہ زیبد

ہر جا کہ رُخ تو گل فروش است — دوکان بہار چیدہ زیبد

در آئینہ کہ جلوۂ اوست — روئے دگراں ندیدہ زیبد

فال رُخ تو بہ حیرت افگند — ایں نقطۂ شک نکیدہ زیبد

نگذاشت ادب بدامنش دست
کوتاہی ما رسیدہ زیبد

۵

باز از سر تو داغ جنوں در جگر افتاد
در خرمنِ عقلم ز محبت شرر افتاد

دامانِ من امروز کہ گلچین مراد است
خون جگرم آب شد از چشم تر افتاد

گم کرد دلم مایۂ ایماں بنگاہے
آیا بت جادو نظرے در نظر افتاد

خواہد کہ جدائی نہ شود از دمِ تیغش
در [کو] چۂ چاک جگرم تا گذر افتاد

رسوائی خورشید شد اندر شبِ ہجرت
بے روئے تو از بامِ فلک طشت زر افتاد

ہرچند کہ دارم بجگر دردِ تو پنہاں
لیکن چہ کنم [کیں] غم دل پردہ در افتاد

ایں مصرع دلچسپ بجاں درد سراج است
باز از سرِ تو داغِ جنوں در جگر افتاد

۶

ایں نہ از چشم ترم اشک گلوگیر چکید
کہ ادب را عرق از نالۂ شبگیر چکید

قطره افشانی مژگاں مرا دید به بزم
شمع را اشک گل از دیدهٔ گلگیر چکید

داغ غم بر ورق سینهٔ عاشق [از لیست]
نقطه از قلمِ کاتب تقدیر چکید

در بهارے که بهم جرم و عطا گلبارند
شبنم صبح (گل) کرم بر گل تقصیر چکید

عجبے نیست ز نیرنگ نگاهش که بچیں
صد پریخانه ز هر شیشهٔ تصویر چکید

گشت مذبوح تو لب تشنه و صد شکر که خوں
دم......... که از خنجر تکبیر چکید

آتشے در دل واسوخته افتاد سراج
باز سیماب ز خاکستر اکسیر چکید

۷

کو نسیمے که ز من سوئے تو پیغام برد یا به بزمِ تو ازیں سوخته دل نام برد
حرف چشم تو نوشتم که دلِ سودائی ز مداد قلمم روغنِ بادام برد

نگہم بے ادب آید بتماشاگہ حسن　　تا ز لعلِ شکریں لذت دشنام برد
تا شود قاصد... نامہ عشاق بیار　　برق از نالۂ من یک دو درم دام برد
آہوے چشم ترا گرچہ ز من وحشت ہاست
اثر از رشتۂ دودِ جگرم دام برد

۸

نوبہار آمد رفیقاں عزمِ سیرِ گل کنید　　چادرِ مہتاب نذرِ تربتِ بلبل کنید ۱۸۰
نسخۂ گر آرزو دارید از زلف و رخش　　مسطرِ جزوِ گل از تارِ رگِ سنبل کنید

۹

بے سبب تیغ کشیدن تا چند　　نیم جانیم طپیدن تا چند ۱۸۲
ایں قدر زود فراموشی ہا　　دیدن و باز ندیدن تا چند

۱۰

سینۂ صاف کدر شود از خود بینی　　آب آئینہ بر آئینۂ ما آب بود ۱۸۴

۱۱

چشمے کہ بروئیت مژہ واشدہ باشد　　گلچین خیابان تمنا شدہ باشد
جاں دادن خونیں جگراں بے سببے نیست　　از گوشۂ ابروے تو ایما شدہ باشد

۱۲

۱۸۷ چو در بحرِ دلم جوشِ غمِ دیرینه می‌آید — ز طوفاں خیزیِ اشکم گره در سینه می‌آید
نسیم می رسم از گلشنِ حیرت نگاهی‌ها — باستقبالِ من بوئے گل آئینه می‌آید

۱۳

۱۸۹ هر کرا گل گل بہ چشمِ انتظارش می‌شود — گل بدامن چیدنِ گلزارِ عذارش می‌شود
دل چه شد گر شد شهیدِ کم نگاهی‌ہاے او — میده بہ آئینه دادم گرد و چارش می‌شود
شرمِ رسوائی نتابد خامیِ شوقِ دلم — دامنش را تا بدست آرد غبارش می‌شود
هر که شد ..... است شهیدِ گردشِ چشمِ کسے — یاد میلِ سرمه سائے شمع زارش می‌شود

۱۴

۱۹۳ گلعذار آمد دلِ بلبل طپیدن داشت دید
همچو گل پیراہن طاقت دریدن داشت دید
آمدن ابرو کماں در حالتِ نزع مسراج
تیر آہے کز دلِ پرخوں کشیدن داشت دید

۱۵

۹۰ راست فرما نگه کرم ..... بیر که بود — تودهٔ تیرِ تو پیشانیِ تقدیر که بود

منکر قتل شہیداں شدۂ، نام خدا — خنجرِ ناز کشیدن پئے تکبیر کہ بود
نیست گر مائل تیر افگنی آں تند نگاہ — برق ایں بادیہ وحشت زدہ نخچیر کہ بود
معتقد کرد بہ یک حسن ادا زاہد را — [مثل] نوخط صنم نیم جواں پیر کہ بود
شد سراپائے من از خط شعاعی روشن — ہر سرِ مو بہ تنم خامۂ تصویر کہ بود
بوئے گل را بود در آئینۂ شبنم دربیش — صبحدم ہوش ربا جلوۂ دلگیر کہ بود
خاطرم از سر شام است پریشان یکسر — کہ سر زلف کہ... د... حلقۂ زنجیر کہ بود
نسبت مصحف اگر آں روئے کتابی مطلق — آخر ایں حاشیۂ خط پئے تفسیر کہ بود

داد پروانگی بزم خود آں شمع مرا
اے سراج ایں اثر نالۂ شبگیر کہ بود

۱۶

شیریں چو اصل نیست اثر تلخ می شود — آرے ز تخم تلخ ثمر تلخ می شود ۲۰۴
ترس از خمار صبح قیامت کہ مست را — شیرینی شبینۂ سحر تلخ می شود
از بس ہجوم حادثہ شد خیرہ چشم من — بسیار شد چو دود نظر تلخ می شود
رنجید اگر رقیب ز دشنام او چہ شد — باور کہ می کند کہ شکر تلخ می شود
تا قدر درفشانی لعل ترا شناخت — کام صدف ز آب گہر تلخ می شود

لب تشنهٔ جمال ترا شربت حیات چوں آب ماشتا بجگر تلخ می شود

آتش پرست منکر نور است اے سراج
پروانہ را طلوع سحر تلخ می شود

۱۷

اے ترک عارض تو زخط سبز فام شد دیگر بخود مناز کہ ترکی تمام شد

۱۸

۲۱۲ دل تخم غمش و سا(جاں) می کارد و می خندد دیوانہ بحال خود می زارد و می خندد
رنگینی گل بینم یا خواری بلبل را کز خار سرا و را می خارد و می خندد
.... گہ ابر و گہے برق است می بارد و می خندد[۲]

پروانہ بہ پرس امشب احوال سراج خود چوں شمع بسر آتش می دارد و می خندد

۱۹

۲۱۶ کار خونیں جگراں قابل تحسیں کردند مژہ اشک فشاں پنجہ گلچیں کردند

---

[۱] منقول از محبوب الزمن۔ [۲] مصرعہ اولیٰ ندارد

[چوں] بماند کہ حیران پریروے بود　　قبر دیوانہ ام از آئینہ سنگیں کردند
بوسہ چند ہوس دارم ازیں لب شکراں　　کز تبسم دہن آئینہ شیریں کردند

۲۰

از ابروے کجے تو دلم کے رہا شود　　نشنیدہ ام کہ گوشت ز ناخن جدا شود　۲۱۹

۲۱

مُردم و در دل تمنائے گل و شمشاد ماند　　تا قیامت (ایں) ستم بر گردن صیاد ماند　۲۲۰

ردیف ز

۱

۲۲۱ اے سراپائے تو آئینہ نیرنگی ناز   دیدرا [آ]ئینہ یک شعبدہ تصویر بناز
شیشۂ بوقلموں مردمک دیدۂ ماست   بس کہ ہر لحظہ بصد رنگ شوی جلوہ طراز
حُسن پاکت متجلی بہ جمال و بہ جلال   گاہ نوراست گہے نار بہ خلوتگہ راز
بچہارم فلک از نور تو اعجاز مسیح   بسر طور زنا [م] تو بموسیٰ آواز
بغضب آتش مخفی بہ تبسم گلشن   عاشقاں راز تو گہ سوز بود گاہے ساز
دلبر ہر دو جہانے چہ بناز و چہ ادا   ساکن خلوت جانی چہ بطرز و انداز
انبیاء شیفتۂ گیسوئے آشفتۂ تو   اولیاء والۂ آں نرگس جادو پرواز
تابع مرضی تقریر تو حرف تقدیر   بندۂ سحر لب لعل تو شخص اعجاز
ذوالفقارِ تو بود ابروے پیشانی قدس   نقش دور سپرت مردمک دیدۂ راز
یا علی ذاتِ تو در اصل حقیقت مظہر   مظہر کُل عجائب و غرائب بہ مجاز

رحم بر بیکسیم گر نکنی حالم چیست　　شاه من سرور من صاحب من بنده نواز

بردت شبنم افتاده بخاکست سراج
که چو خورشید کنی جاذبهٔ غیر گداز

ردیف س

۱

۲۲۴ یک تجلی در جہاں چوں شعلہ دیدیم و بس (و) از بہار گلشن عالم (گلے) چیدیم و بس
در رہِ ترکِ تمنا...... یافتم یک چمن در دشت ناکامی بگردیدیم و بس
تا کلید گنج محفل را بدست آوردہ ایم نکتہ سربستہ اسرار فہمیدیم و بس
از نسیم دامنش تا تر و ماغہائے ماست زیر چاک پیرہن چوں غنچہ بالیدیم و بس
سر بفرماں وا دہ عشقت مبارکباد یافت بر دم تیغ تو بسمل گشتہ رقصیدیم و بس
در خیالِ تار زلف شمع روئے اے سراج
عمرہا بر خویش ہمچوں دود پیچیدیم و بس

ردیف ش

۲۳۹ ا

آنکه حالش شد شہید شیوهٔ ..... میش
میشود آئینه محو دیدهٔ فرمانیش

تازه می آید به باغ ای باغبان خوش چشم ما
باید از نرگس نگهداری پی مهمانیش

نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را
قشقهٔ کفر است داغ سجده بر پیشانیش

رنگ گل بوی سمن دارد ولیکن شعله خوست
لاله سان در سینه دارم داغ نافرمانیش

غیرتم دارد بدل پنهان خیال یار را
تا مه کنعان نگردد یوسف زندانیش

عاشق آزاد است [در بند] لباس مختلف
عمر... یک پیرهن کافیست از عریانیش

بس که آهم گرد باد دشت گردبیکسیست
شعله جواله می رقصد ز سرگردانیش

احتیاج ناخدائے نیست در بحر طلب
راه ساحل می شناسد کشتی طوفانیش

ـــه سخن - محبوب الزمن -

نیست بے کیفیتی پیمانہ بزم سراج
تا بود یادِ خط سبزت مے ریحانیش

۲

۲۴۸ بگو کہ عقل بہ بندد دکان چیدۂ خویش | جنوں رسید چو بالشکر جریدہ خویش
رہی چو آئینہ زالودگیٔ زہد و ریا | کنی چو دامن خود تر بآب دیدۂ خویش
دلت بدام ریا نید اسیرِ اے زاہد | عبث بدست مجو آہوئے رمیدۂ خویش
زپنجۂ ستمت می درد گریباں گل | نگاہ کن بہ شہید قبا دریدۂ خویش
نہال غنچۂ خلد است قامتِ یارم | ملاف سرو تو برقامت کشیدۂ خویش
بقتل عاشق بے تاب چیں در ابرو چیست | بکش کمال تغافل بخوں طپیدۂ خویش

مگو حدیث محبت کہ جملہ بے خبر اند
سراج اینہمہ کوتاہ کن قصیدۂ خویش

ردیف م

۱

تا مشق خطِ غبار کردیم جائز مگر اعتبار کردیم ۲۵۵

گردی کہ زکوے یار برخاست در دیدۂ انتظار کردیم

وحدت کہ بکثرت آشنا شد بیگانگی اختیار کردیم

گشتیم چنیں عبث دل آزار آہوے حرم شکار کردیم

چنداں نبود شہادتِ ما یک قطرۂ خوں نثار کردیم

آئینہ غبار خاطر ماست خود بینیٔ خویش عار کردیم

گوہر دو جہاں بیک کنار است ما خود بکنار یار کردیم

از آب و ہوائے گریہ و آہ خوش موسم نوبہار کردیم

پروانہ و شمع را ندانیم
مانند سراج کار کردیم

۲

۲۶۴ نے رہ کعبہ نے طوف حرم می دانم — سجدۂ خاک کف پائے صنم می دانم

عکس قدش کہ در آئینہ دل جلوہ نماست — سرو آزاد گلستانِ ارم می دانم

دُر دنداں نبود در دہن تنگ کسے — خوردۂ غنچۂ تصویر عدم می دانم

دلِ پرخوں بعقیق جگرے می ماند — رنگ زرد اشک گہر داغ درم می دانم

می تواں روغن بادام کشید از چشمش — نبض بیماری نرگس ز قلم می دانم

سخن کز دہن تنگ تو بیروں آید — نکہتِ غنچۂ تصویر عدم می دانم

چوں چراغ سحر از جان شدہ ام سیر سراج
دامن افشاندنِ او عین کرم می دانم

۳

۲۷۱ اے تغافل آشنا رحمے کہ ناکام توام — جاں بلب از نارسیدنہائے پیغام توام

تہمت آزادم نیم ساغرکش آزادگی — مے پرست دور جام حلقۂ دام توام

عاقبت کار از ندیدنہا بدیدن می رسد — حسرت آغاز دام آئینہ انجام توام

بر کباب دل نمک از خندہ پاشیدن بجاست — سرخوش کیفیت صہبائے دشنام توام

امتیاز نیک و بد نبود بچشم وحدتم — سر بسر حیرت پرست کفر اسلام توام

سبزۂ صحن چمن خاک کف پائے من است　　سایہ پرورد خط پشت لب بام توام

آستیں [از] من میفشاں زانکہ مانند سراج
در پناہ التفات دامن دام توام

۴

۲۷۸ ہزار بار بہ اظہار حال رو کردم　　ولے ز بیم تو فرصت بہانہ خو کردم

زباں بجرأت گفتار دم نزد ناچار　　ز خویش رفتم و آئینہ روبرو کردم

ز نوک سوزن عیسیٰ نشد علاج پذیر　　بتارِ آہ دلِ چاک را رفو کردم

جہانیاں گہر و لعل و زاہداں گل و باغ　　من از لب تو [صنم] بوسہ آرزو کردم

بروز حشر نہ ترسم ز صور اسرافیل　　بجلوہ ہائے قیامت فریب خو کردم

نماز عشق ادا کرد نیست عاشق را　　خوشم کہ دست ز جاں شستم و وضو کردم

ز حیرت گل او جز لب خموش نبود
بباغ آئینہ ہر غنچۂ کہ بو کردم

۵

۲۸۵ چوں سوز [دل] وحشی بیتاب نوشتم　　در ہر ورق برق بہ سیماب نوشتم

از خامہ مژگاں و برنگینی صنعت　　تصویر تو بر دیدۂ پر آب نوشتم

یک وعدهٔ دیدار نداری که بانجام نقشے است عدم تا که بر آب نوشتم

زاں رو که بود سجده گه عاشق سرکش

طرز خم ابروش بمحراب نوشتم

۶

۲۸۹ بخود دگر روکنم از خود روم خوش عالم حیرت

زبان بے زبانیہاست من آنم که من دانم

۷

۲۹۰ جامہ عریانی خود را چساں سازیم چاک

کاش چوں گل پیرہن در پیرہن می داشتیم

۸

۲۹۱ خیال زلف مشکینت نمک ریزاست بر زخمم دم شمشیر ابرویش بلاخیز است بر زخمم

لب زخمم ندارد طاقت افغاں بر آوردن کہ میل نوک مژگاں سرمہ آمیز است بر زخمم

۹

۲۹۲ من نخواہم کہ بمعراج تمنا باشم قدم ایں است کہ چوں خاک تہ پا باشم

کے شود ایں کہ چو خورشید بر آئی روزے من چو شبنم ہمہ تن محو تمنا باشم

گر در آغوش در آئی نگذارم همه عمر با تو چون توام بادام بیک جا باشم
صید دلها بتو منظور و دلم می خواهد که گرفتار تو من باشم و تنها باشم
می دهی جام تغافل که پیے در پیے خاطرت مائل آنست که رسوا باشم
غنچه سان تنگ دلم در قفس خاموشی بو که بر شاخ گلے بلبلِ گویا باشم
انتظار خبر خیریت سرو قدی است تا به اوهم سفرِ عالم بالا باشم
شهر زندان شده بر استیم از تنگیٔ دل به که از خود روم و وسعت صحرا باشم

گر دهی منصب پروانگی اے جانِ سراج
شمع سان پیش تو استاده بیک پا باشم

۱۰

گرد کوے تو که افسر داریم صد زمین ملک سکندر داریم ۳۰۲
نکهت زلف تو عالمگیر است ما مشام که معطر داریم
زین گلستان که پیاپے خواندیم مصرعه سرو تو از بر داریم
دود دل از آتش آهے آورد کلبه سینه منور داریم
غیر ما وارث آتش کده کیست داغ از دست سمندر داریم
دل بے تاب چه کار آید اگر بهر پیغام کبوتر داریم

اے سیہ چشم شہابی دستار　　درغمت رنگ مزعفر داریم
بے نگاہے تو پئے کشتہ شدن　　روز و شب دست بہ خنجر داریم
دل نشیں است خیال رخ دوست　　نقل ایں چہرہ بدفتر داریم
نقش نعل پے دلدل گشتیم　　چہ قدر مشرب قنبر داریم

اے سراج ایں [ہمہ] از دولت اشک
دیدہ گنجینۂ گوہر داریم

ردیف ن

۱

۳۱۴ بشگفت غنچہ از گل رویت چمن چمن بگذشت از لب تو عقیق یمن یمن
می جست در زمین طلب شہر را حنے [در] کوئے دوست یافت دلِ لے وطن وطن
پرسید کو فتاد دلت در کدام چاہ آہے کشید گفتمش اے جاں ذقن ذقن
حسنت ز دام زلف جہاں گیر گشتہ است مشہور شد ز نکہت مشک ختن ختن
میدادمش چو نسبت یاقوت در صفت لعل تو ... ک سخن سخن
خنجر کشیدہ [بر] دگراں من ز اشتیاق از صف بروں برآمدہ گفتم بمن بمن
آں سنگدل چو دید جگر سوزیم سراج
رحمے نمود بر من و گفتا چہ فن چہ فن

۲

۳۲۰ دیدم بخواب روئے عرق بر گلاب کُن باشوخی نگاہ ز عاشق حجاب کُن

سرو سہی [بیا] بقد جامۂ زیب خویش | در صحنِ باغ آئینۂ گیسو بتاب کن
دامن بقتل بر زده با تیغ نیم کش | در حشر از شہادت عاشق جواب کن
از جلوہ ہائے مصرع قامت غزل سرا | آئینہ را ز مطلع خود صد کتاب کن
بیگانہ از سخن بہ نگاہِ حیا فریب | با خویشتن ز شرم نظر با خطاب کن
بر کس نگاہ کم کن و غافل ز کشتہ شو | چشمے خود از بہانۂ مستی بخواب کن

از تاب من بشعلہ عارض سراج سوز
ساغر ز عکس چہرہ خود آفتاب کن

ردیف ہ

۱

بس کہ می تر سم ازاں کاکل خونخوار سیاہ		ہر طرف در نظرم جلوہ کند مار سیاہ ۳۲۷
کشتۂ ناز ترا طاقت افغاں نبود		سرمہ آمیز مکن چشم ستمگار سیاہ
ساغرم از مے عشرت چو حباب است تہی		گلہ تا کے کنم از بخت نگوں سار سیاہ
رنگ آشفتگی از حالت ما جلوہ نماست		در خیال شکن طرۂ طرار سیاہ

خنجر ناز کشد بر دل صد چاک سراج
چیست بے رحم تر از ابروے خمدار سیاہ

ردیف ی

۱

ولے خواہم کہ درمانش تو باشی طبیبِ دردِ پنہانش تو باشی
دلم سوزد بر آں آئینہ از اشک کہ ہمدست و گریبانش تو باشی
شبِ دیجورِ عاشق نور گردد اگر سرو چراغانش تو باشی
بنائے دل تمنائے تو دارد کہ سیلِ خانہ ویرانش تو باشی
دلِ عاشق ز ہجرت پرملال است [بیا تا] مشکل آسانش تو باشی
شکستی گرچہ یاقوتِ دلم را ولے آں بہ کہ تاوانش تو باشی
متاعے نیست غیر از عجز دل را خوشا گر جنس دوکانش تو باشی
باسمِ اعظمش کارے نباشد کہ نقشِ خاتمِ جانش تو باشی
کند آں ذرہ لافِ آفتابی کہ چوں خورشید مہمانش تو باشی
روم چوں دیدہ قربا... اے دل بقربانت کہ قربانش تو باشی
کشم خاکسترِ پروانہ در چشم اگر شمعِ شبستانش تو باشی
بنازم حالتِ پنہانِ خود را کہ پنہانی ادا دانش تو باشی

بنازو دل گر از راهِ محبت طبیب درد پنهانش تو باشی
سراج امیدوار جلوۂ تست
کہ نور چشم حیرانش تو باشی

۲

۳۴۷ جوہری دانستہ بودم قدر من نشناختی
آخر ایں لعل گراں قیمت بخاک انداختی
[بودہ ام] مردہ و نے زندہ اندر خاک و خون
[تا تواز] تیغ تغافل نیم بسمل ساختی
با من ایں طرز و ادا ہا از مروت دور بود
یک بہ یک اے بے مروت ایں چہ بازی ساختی
حق اخلاصم تلف کردی ادا کردی زغیر
مستحق من بودم و با دیگرے پرداختی
اے ستمگر اول آن لطف و نوازشہا چہ بود
تو سن بے رحمی آخر برسر من تاختی

یادگار تست در جانم نشاں در دادهٔ

[زنده] باشی تا قیامت خوش علم افراختی

در خیالم درد ایں مصرع بود تا وقت مرگ

جوہری دانستہ بودم قدر من نشناختی

۳

۳۵۴ ترا دیدم زخود رفتم وجودم را عدم کردی — عجب شاخ نہال ہستیم یکسر قلم کردی

ندارم طاقتِ تقریر تحریر است تقریرم — بشمشیر شکوهٔ خود زبانم را قلم کردی

زوصل امروز بودم نا امید و گریه می کردم — بعین شدت باراں کرم کردی کرم کردی

دلِ فارغ زعشقم را گدازے داد اے احمد — ز اعجاز محبت آہنے را سخت خم کردی

خدا اجرت دہد در کشتنم اے مہرباں قاتل — گرفتی جاں ..... شیرینم ستم کردی

ندانم از که کردی یاد ایں عاجز نوازی ها

رسیدی کلبه احزاں من باغِ ارم کردی

۴

۳۶۰ سرمهٔ آواز ما چشم سخنگوے کسے — سردیٔ بازار محشر گرمی خوے کسے

بیم شرم وصل او محو خیالم کرده است[1] — شکر لله نیستم شرمنده از روے کسے

[1] می کند - محبوب لازمی -

حج اکبر می شناسم جلوه دیدار را　　بسته ام احرام طوف کعبه کوئے کسے
کے نگاہم بر ہلال عید افتد بے حجاب　　می زند ناخن بدل شمشیر ابروئے کسے
آن پری رو را بہ تسخیر آورد افسون آہ　　دام بر دوش اثر دارد بقا بوئے کسے
با نگاہِ آشنا بیگانگی ہائے حجاب　　پردہ دار دیدن من می شود موئے کسے
دستۂ سنبل خلش چوں موئے [بینی] می کند　　تر دماغم از نسیم زلف شب بوئے کسے
سرمہ محشر غبارے تربت قمری شود　　کے فغاں دارد شہید سرو دلجوئے کسے
جان شیریں تلخی نزع است بے لعل بہی　　ساغرمے کاسۂ زہر است بے روئے کسے
طرفہ باشد در خزاں شور تو امشب خیرباد　　دیدۂ در خواب اے بلبل گل روئے کسے

در شب تارم چراغاں می تواند شد سراج
روغن گل گہ بدست آید ز گیسوئے کسے

۵

شد صبح گلے جلوہ نما، بلکہ تو باشی　　دل برد ز بلبل بہ ادا بلکہ تو باشی ۳۶۸
زد غنچہ قبا چاک بنوئے گل روئے　　معلوم شد از باد صبا بلکہ تو باشی
دی روز شنیدم کہ کسے کشت کسے را　　اے قاتل من نام خدا بلکہ تو باشی
در خواب چہ دیدم کہ حریفے بکفش تیغ　　سر را ز تنم کرد جدا بلکہ تو باشی

تاریکی شب بود کہ شد جلوہ برقے — اے من بنگاہ تو فدا بلکہ تو باشی

برخاستہ بود از سر رہ گرچہ .... — وحشی نظرم کرد خطا بلکہ تو باشی

گفتہ کہ سراج از طپش شوق بہ تاب است

گفت ایں قدر انکار چرا بلکہ تو باشی

مخمس

۱

عشق است کہ جنس سر بازار تماشا است — عشق است کہ بے نقد خریدار تماشا است
عشق است کہ نا دیدہ طلبگار تماشا است — عشق است کہ صیقل کن زنگار تماشا است
عشق است کہ آئینۂ رخسار تماشا است

عشق است کہ ہم شیشۂ و ساغر شدہ ہم مے — عشق است کہ بخشد ز جنوں دور پیاپے
عشق است کہ در نغمہ بروں داد ز یک نے — عشق است کہ آراستہ شد باغ دل از وے
عشق است کہ برگ گل و دستار تماشا است

عشق است کہ از فصل خزاں عین بہار است — عشق است کہ زہر است و لیکن مزہ دار است
عشق است کہ آئینہ و ہم آئینہ دار است — عشق است کہ خود عاشق و معشوق نگار است
عشق است کہ بیگانہ نما یار تماشا است

عشق است کہ در اصل ہماں نام الہ است — عشق است کہ بر قضیہ کونین گواہ است

عشق است کہ از وے بجہاں نالہ و آہ است　　عشق است کہ نورِ نظرِ اہلِ نگاہ است
عشق است چشم ہمہ در کارِ تماشا است

عشق است کہ در آدم و حیواں ہمہ جا اوست　　عشق است کہ در جمع و پریشاں ہمہ جا اوست
عشق است کہ در چشم و دل و جاں ہمہ جا اوست　　عشق است کہ در ظاہر و پنہاں ہمہ جا اوست
عشق است کہ در پردہ نمودارِ تماشا است

عشق است کہ در پردۂ گل کردہ نشیمن　　عشق است کہ چوں بلبلِ زار است نوازن
عشق است کہ آزاد چو سرو است بہ گلشن　　عشق است کہ شد قافلۂ طوق بگردن
عشق است کہ بے دام گرفتارِ تماشا است

عشق است کہ جامِ مے انگور مزاج است　　عشق است کہ در دیدہ مخمور مزاج است
عشق است کہ در مجلس مخمور مزاج است　　عشق است کہ ہم موسیٰ ہم طور مزاج است
عشق است کہ خود مطلعِ انوارِ تماشا است

۲

محوِ تصورِ جنونم چشم چار کیستم　　سینۂ صد چاک دارم دل فگار کیستم
پائمالِ شورِ عشقم خاکسار کیستم　　می فروزم شعلہ آہ شرار کیستم
داغہا بر سینہ دارم لالہ زارِ کیستم

می شود از ناوکِ مژگان کسی دل تار تار　　گشته تن از سوزشِ شوق کسے مشتے غبار
می طپم همچون سپند از شوق آتش خیزبار　　لرزه در تن می فتد از سوزشِ حسنِ نگار
همچو سیمابم بر آتش بیقرار کیستم

می شود از تارِ زلفِ دوست حلِ مشکلم　　غیر خونِ دل شرابے نیست اندر محفلم
سوے حسنِ عالم آشوب ...... مائلم　　به نمی گردد هنوز از زخم ...... دلم
سینه چاکِ خنجرِ زهر آبدار کیستم

دلبرِ سیمیں عذارے [برد] جانُ دل ز تن　　گشته ام از بس شهیدِ غمزهٔ آں سحر فن
همچو خارے در تنِ من می خلد تارِ کفن　　می طپم لیکن نمی آید فغاں از حلقِ من
بسملِ شمشیرِ چشمِ سرمه دار کیستم

دل ز سوزِ آتشِ عشقِ تو گردیده کباب　　چوں سپند افتاده جان بے دلاں در التهاب
بسمل آسا تشنه لب افتاده ام اندر سراب　　بسکه تخمِ اشک می کارم ز فرطِ اضطراب
در زمینِ عشق آخر اشکبار کیستم

چوں کتاں چاک است دل از عکسِ آں بدرِ منیر　　خاکساریها بود پیراهنم جائے حریر
بینوایاں را بود فرشِ گراں قیمت حصیر　　چشمِ من هرگز نه شد با خوابِ خوش الفت پذیر
فرشِ راه ..... در انتظار کیستم

آں نگار دلفریبے سحر کارے بودہ است بیقرارم می طلسم تار وئے خو دنمودہ است
جاں بہ بند کاکل پرپیچ وتاب آلودہ است اے سراج آں زلف مشکیں دین ودل بربودہ است
صید دام پر پریشانم شکار کیستم

۳

تضمین بر غزل حافظ

ہر کجا درس محبت بہ میاں خواہد بود ہر سر موئے من از شوق زباں خواہد بود
ہمہ شب تا بسحر بحث و فغاں خواہد بود تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود
سرِ ما خاک رہ پیرِ مغاں خواہد بود
دیدہ در بزم غم از خون جگر مے نوش است دلم از مستئ شوق تو چو خم در جوش است
خاکسار در میخانہ شدم تا ہوش است حلقۂ پیر مغانم ز ازل در گوش است
ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود
گرچہ ہر کس بخیالش سر خود برافرو مانی وقت چہ طاقت کہ کشد صدمۂ تو
مل نگرد ذخر دنکتہ ماہیت او بروائے زاہد خود بیں کہ زچشم من و تو
راز ایں پردہ نہان است نہاں خواہد بود

نیست حاجت بصفاے دل ماہیچ گواہ بس بود شاہد ما درد و غم و نالہ و آہ
گرچہ ہر موئے تن ما بود آلودہ گناہ بر سر تربت ما چوں گذری ہمت خواہ
کہ زیارت گہ رنداں خواہد بود

در دبستان دلم بحث جنوں رفت امروز تیغ غم در جگرم دست بخوں رفت امروز
در دل یار ندانم چہ شگوں رفت امروز ترک عاشق کُش من مست بروں رفت امروز
تا دگر خون کہ از دیدہ رواں خواہد بود

آنکہ از نعمت ہر جنس بینداخت سماط عجب از پردہ اسرار برآراست بساط
بتواند وہ دلم داد و بمن عیش و نشاط عیب رنداں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
کس ندانست کہ رحلت بچساں خواہد بود

خوش نشیں دیدۂ حیرت زدہ جائے تو بود بلکہ خلوت گہ دل نیز براے تو بود
سر ہر بے سر و پائے بہ ہوائے تو بود بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

فرق نبود نبود بنگاہم ز بصد جلوۂ حسن تو دیدم ز ازل تا بہ ابد
نشۂ حیرت وصل تو بروں گشت ز حد چشمم آں شب کہ ز شوق تو نہد سر بہ لحد
تا دم صبح قیامت نگراں خواہد بود

محرم راز بود غیر و من از غم ناشاد   چہ تواں کرد بہ ایں طالع شوریدہ نہاد
اے سراج ایں سخن از خواجہ (مرا آید) یاد   بخت حافظ کہ ازیں گونہ مدد خواہد بود
زلف معشوق بدست دگراں خواہد بود

ترکیب بند

۱

اے کہ دردِ نہفتہ می دانی حالِ دل نانوشتہ می دانی
بشنوی گر بگوشِ دل سخنم سرکنم قصۂ پریشانی
کہ دلم صید زلف کافرِ ست گم نمودم رہِ مسلمانی
موج زد بحر بے خودی ناگاہ کشتی عقل گشت طوفانی
خسروِ عشقم ز نام نوشد دلِ من خاتم سلیمانی
مشکل افتادہ است بر من کار گرچہ دل بردۂ بآسانی
مشنو حرف غیر را کہ ترا سود نبود ز دشمن جانی
می کنم از زبان صدق دعا
بشکند گردن رقیب خدا

سینہ صافم خدا گواہِ من است پاک آئینہ سان نگاہِ من است

شاہ را بر گدا کرم باید
من [گدا غیر] تو کہ شاہ من است

مہر کن بر شب جدائی من
جلوہ عارض تو [ماہ] من است

من بجاں دوستم تو دشمن من
مگر ایں دوستی گناہ من است

می شناسم کہ نیست تقصیرت
ہمہ از طالع سیاہ من است

نقش پائے تو نقش جبہہ من
آستان تو سجدہ گاہ من است

بر در دوست کے رسم ہیہات
غول مکارہ سد راہ من است

می کنم از زبان صدق دعا
بشکند گردن رقیب خدا

اول از دوستی گرفتی دل
آخر از [جور] می کنی بسمل

حق ترا عقل و ہوش کردہ عطا
نظرے غور کن دریں مشکل

از جفا گر مرا نمودی قتل
چہ شود از جفا ترا حاصل

دل بدست آر پند من بشنو
عاشق خستہ را مکن بے دل

ہیچو من بعد ازیں نخواہی یافت
عاشق پاک کامل و قابل

کن عمل ورنہ یاد خواہی کرد
سخنم راست است نے باطل

ہر کہ بدراہ کردہ است ترا
می کند حق برو بلا نازل

می کنم از زبانِ صدق دعا
بشکند گردنِ رقیبِ خدا

ایں زماں وقت را غنیمت داں — چند روز است حسن تو مہماں
آرزوئے تو کس نخواہد کرد — چوں بگلزار تو رسید خزاں
عقل داری و صاحب ہوشی — حیف دانستہ می شوی ناداں
حرف من نقش کن بخاتم دل — عاشق خویش را بخواہ بجاں
از غمت اے نہال گلشن حسن — من چہ گویم کہ چیست درد نہاں
دیدہ فوارہ ایست دریا جوش — اشک من گشتہ است آب رواں
کے رسد ہیچو من گدائے نحیف — کہ ملعون است بر درت دریاں

می کنم از زبان صدق دعا
بشکند گردنِ رقیبِ خدا

خوب نبود ز دوست رنجیدن — وز تغافل نگاہ دزدیدن
کے بود شیوۂ خدا ترسی — حال عاشق بچشم دل دیدن
ہوش مندی و از تو می آید — معنے حرف عشق فہمیدن
زیر پائے تو...سے من است — خاک گشتن نثار گردیدن

من نادیدہ آرزو دارم از بہار جمال گل چیدن
چہ کنم دل بہ اختیارم نیست روز و شب کار اوست نالیدن
تا بکے از غم رقیب بود ہمچو موئے بخویش پیچیدن
می کنم از زبانِ صدق دعا
بشکند گردن رقیب، خدا

سوخت سوزِ جگر پر و بالم غم عشقت گرفت دنبالم
گر ہوائے ز دامن تو رسد غنچہ ساں از..... می بالم
صندل خاک پایت اے جاناں بر جبین نیاز می مالم
دم بدم از وفورِ حیرانی نقش دیوارم و زباں لالم
مہربانی کن و بجلوہ درا بے تو یک ساعت است صد سالم
جان من ایں قدر تغافل چیست خبرت نیست شاید از حالم
سوختم سوختم ز دست رقیب بیقرارم ز درد می نالم
می کنم از بان صدق دعا
بشکند گردن رقیب خدا

جان من جان من فدائے تو باد سر من گرد نقش پائے تو باد

بے تو برگل اگر نگاہ کند　　خار در دیدہ ام بجائے تو باد
باغمت آشنائے وارم　　آشنائے من آشنائے تو باد
اے چہ شد گر سکندر وقت است　　بند دارائی قبائے تو باد
بادم تیغ است گرم جفا　　[لب] زخمم کف دعائے تو باد
بوالہوس لب کشائے فر[یاد] است　　بسمل چشم سرمہ سائے تو باد
در دبستان شوق طبع سراج　　عندلیب سخن سرائے تو باد

می کنم از زبان صدق دعا
بشکند گردنِ رقیب، خدا

رُباعیات

۱

جاں را ز درت بانتظاری بردیم   بردل ز غم تو بے قراری بردیم
چوں .... مد ہزار خونیں کفن   از داغ بسینہ یادگاری بردیم

۲

وی صبح بوئے شوق آں غنچہ دہن   بیتاب (شدم) چنانکہ خوں شد دل من
گفتم کہ باں گل کہ برد نامہ شوق   بادِ سحر از میانہ برخاست کہ من

۳

عاشق بنماز بے خودی [مسجود] است   زاہد بدعا طاقت ہر مقصود است
دل محوِ خیال و دیدہ مشغول جمال   ہر کس بخیال خویشتن خوشنود است

۴

اے آنکہ بہار گلشن امکانی — در پردہ نہاں بصورت انسانی
با ذات احد توئی صفات احمد — جاں را بدنی وہم بدن را جانی

۵

اے آنکہ بخویشتن گرفتاری تو — بیجاست کہ در تلاشش دیداری تو
کے جلوۂ مہر پرتو بر تو فگند — تا در کنف سایۂ دیواری تو

۶

تا بوالہوس از عشق پریشاں شدہ است — از کردہ خویشتن پشیماں شدہ است
آں شوق بجز مہرہ جمد ہر نخرید — بے سودہ لخت دل چہ ارزاں شدہ است

مثنوی

جعل اللہ حامی الفوجی

آنکہ از فضل خالق ابداع زنگ فرسائے مرأت .... ع
خوئے مطبوع یافت روئے قمر دردلم جانمودہ و [بنگر]
از وفور عنایت کشاف می کند کسب خوبئ احصاف
یادداردز عمر بیں الحد خوئے حرف (ــ۱) زلفظ صمد
والی ملک دل بہ تخت وفا اشجع شیر وصف روز وغا
سر میدان دل دلیر مزاج تند خو شعلہ رنگ ہچو سراج
مشعل اوج فرح آبادی یاور اوست بہجت و شادی
کردہ اورا خدا بخلق نکو آفریں بر تبسم کند ہر مو
شد ورا دیدہ ہائے دل مسکن نور حق مظہر خداست بمن
ادب و حلم رتبہ اعلا بر مزاجش خدا نمودہ عطا
علم ہر شے خصوص علم کلام دہدش ذوالجلال والاکرام
عزم اوسوئے خوش روی بادا منزلش سوئے خسروی بادا

رائے او روشن و دلش یکرنگ یار او باد حق بساحت جنگ
گل بسر باد در بہار جہاں شاد باشد دلش بہ امن و اماں
تنگ چشماں بسینہ خار ازو حب مزاجاں ہمیشہ یار ازو
از عنایت زبس کہ یافتہ گنج صدف طبع اوست گوہر سنج
بیش از فیض گوہر افشانی آورد او بوصف ربانی
[دور ازو] باد دشمنش دائم خار در دیدہ اش بود قائم
دل او موطن محبت باد از وفا صاحب مروت باد
مطلب من رسید تا مقطع آخر بیت و اول مصرع

متفرقات

غنچہ[1] ساں تنگ دلم در قفس خاموشی بو کہ بر شاخ گلے بلبل گویا باشم
من حب علے بہفت کشور ندہم کفش قنبر بتاج قیصر نہ دہم
یا علی دست من بدامن تو خوشہ چینم بگرد خرمن تو

یا علی گفتی چو درمانی بفریادت رسم حالیا درماندہ ام اکنوں بفریادم رس

روزگار بے مروت مردم ناسازگار گہ ز دست چرخ نالم گہ بدست روزگار

ادب تاجیست از نور الٰہی بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

چند روزے کہ دریں خانہ تن مہمانی با ادب باش کہ خاصیت تن مہمانست
کردم از عقل سوالے کہ بگو ایماں چیست عقل با ہوش والم گفت کہ ایماں ادبست

---

[1] از ج ورق ..... ب

خطوط

خطوط

(۱) پارۂ خط

...... کہ نظیر عقل کل تواں گفت' آیا خبر از محبت قلبی محب یکروے خود که برنگ بو در غنچہ دل نہاں است و نظر محض بر اظہار مراتب نسبت مسطورہ [کہ از] رسمیات زمانیانست ندارد و دارد مگر صدائے زبان خموش ایں آشنا [بجز] حوصلہ بگوش معنیش نمیرسد باشغف باطنی ایں بیگانہ عالم رواج از ہجوم جانے یا بدخوب اگر طبیعتش آں می خواہد کہ یگانہ مجمع بیگانگی بود ایں راست منش بمقتضائے خاطر عزیزش فتح عزائم جبلی کردہ آیندہ بعنوانے کہ راہ کلمہ مسدود گردد پیش خواہد آمد لاکن یکدلی در بند رسم نامہ و پیغام نیست ــــ خلوت خاص جائے بار عام نیست

زیادہ جز اینکہ دوست بے ہمتائے من معنی حروف آشنائے نمیدارد چیست کہ بتحریر آرد والسلام۔

(۲) بہ نعمت اللہ خاں بہادر تہور جنگ

گل رعنائے من ! اگرم جوشیہائے مصلحت آمیز سرو مہرانِ زمانہ بطبیعت سراج پروانہ مزاج کہ از تب حراق محبت اکثرے از آشنایانِ زمانہ کہ بظاہر چوں شعلہ ہمگی گیرائے پنبہ زار دل بودند و بباطن برف آسا از بس برودت طینت یکسر از موجہ آتشیں بحر بکدلی برساحل و ایں آئینہ مزاج بیخبر از رنگ آمیزی زمانیاں با ہمہ کس یکساں ساختہ در شرایط یکرنگی دریغ از نقد جاں عزیز ہم نمیداشت تا غیر آں چہ رسد ۔ چوں زر معاملہ محک امتحان آمد برخلاف اعتمادے کہ از درجہ گمان غالب تجاوز کردہ بپایۂ یقین انجامیدہ بود عیار و .... یکے بمیزان ..... سنجیدہ شد و بفرق یگانگی و بیگانگی کہ از ابتدائے ایں سابقہ ...... چشم عبرت باز کرد و روشن کہ ازیں جماعہ بیحاصل یکے ہم اگر درست مزاجی را شایستہ برآید و پاس مراتب محبت تقدیر [سا] ند بس غنیمت و دراں وقت ایں فرد حالی کہ از استاد ایں فن است یاد آمد ؎

"آں آشنا گزیں کہ بعالم کم آشناست یک آشنائے بامزہ یک عالم آشناست"

بربستر تخیلات گوناگوں و وحشت ہائے بوقلموں قریب است کہ راہ آمد و رفت نفس مسدود گردد ۔ نمی سازد بہ کہ ذائقہ زندگی بچاشنی ہلاہل اجل کہ اکنوں گوارا تر از شربت نوشین است

آشنا شود زیرا کہ خود ہم گل رعنائے باغ دورنگی بودن و تنک آئین مدارج سینہ صافی قبول نمودن نہ لذتے از مائدہ ایں مہمان خانہ کم فرصت برداشتن و نہ حلاوتے از ثمرات روح فزائے نخل محبت یافتن است۔ باغبان حقیقی کاش نہال وجودم را دریں گلستانِ سراسر خزاں نمی کاشت

تا ایں ہمہ بصرصر آشوب نادیدنے برگ ریز آرزو ہائے خیالی می دید

آسایش دو گیتی برما حرام کردند ایجا غم محبت آنجا جزائے عصیاں

از آں اجزائے منتشر آں فرد غزل، آشنائے را منتخب تصور کردہ بود اینقدر تبدل برآمد کہ برفہم رسائے خود نفرینہا میکند بگفتہ واہیاں آتش در اندازد وخرمن عقل نفیس [خود را] بخاک یکساں کردن و خود ہم در رنگ آنہا، حروف ژاژ خائی بزبان آوردن و یک بیک [نقوش آں نسبت] کہ مرا با شما محقق بود بگزلک بیمروتی بل بیخردی حک نمودن و علاوہ اش اینکہ آزردہ دلہائے بیچارا بزندانِ سینہ سراپا کینہ خود محبوس ساختن و در صورت مطارحات رسمی اخوان زمانہ کہ بادل بے رونق زبان پر نقش و نگار دارند۔ ناصافی ضمیر کدورت پذیر را، در لباس ابلاغ نامہ و پیام بدستور سابق کہ بالفعل دوری فرسنہا دارد نمایاں نکردن بل زیادہ از ربط قدیم باظہار آں نسبت پیش آمدن بوی از سجیہ یکرنگی مشربان دوست اخلاص نمید ہد

و ہر چند کہ بخوش این قصور رسیده میشود گوہرے جز کین و دشمنی در صدف دوستی بدست نمی آید۔ بارے خود کرده را درمان نیست دیگر بار سال نامہ ہائے اتحاد مضمون کہ بعبارت ابلہ فریب مزین باشند تکلیف اوقات این جان بلب آمده دست از دوستی شستہ جائز ندارد ؎

بسکہ دیدیم بیوفائیہا ترک کردیم آشنائیہا

باید کہ بمقتضائے مصلحت عقل دور بین از مطالعہ این سطور بیگانگی طراز پے بمحبت بے ریا برده آئین صافدلیہا از حالات دوستان باستان کہ منقول افواہ عوام است معقول دانستہ یاد گیرند مقلب القلوب چراغ ہدایت پیش رو نہاده از تاریکی کدورت دل برآراد۔

(۳) بہ فقیر پروانہ۔

تا چشمۂ آفتاب بزلال نور جلالی لبریز است گلشن مرادات ظاہری و باطنی آں سرو سر سبز خیابان دلہا برشحات سحاب افضال رحمانی شگفتہ و خندان باد جانمن...... ز خاکسار را از خود دانند و ہر لحظہ قرۃ العیون مراد او خود را شناسند و اگر گمان تغافل گذر دیقین کنند کہ بے یقینی نفس بدگمان است ؎

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو طالب۔ خلاصہ تحریر اینکہ و مبدم دم را غنیمت دانی

ہمدم شوید محرم دم باشید ودم رادمبدم .... رقعہ مسرت اسلوب رسیدہ بہ الوف اشکال چشم ودل را نور وسرور بخشید وبعد از مطالعہ اضطرار تمام حاصل گردید کہ تحریر پذیر نیست لاعلاج دست دعا پرست را در حق آں مبتدی مرتبہ کمال بحضور قلب سلیم برداشت رحمٰن برحق آں سالک طریق مستقیم ہدایت را بعارضہ کہ طبیعت نفس ناطقہ بہ آں ملد رگرد دصابر بل شاکر واراد وبرتبہ کہ رتبہ رتبہ ہا در بے رنگی است رساناد' برائے تنبیہ نفس دو سہ بیت بتحریر می آید ؎

در طریق عشق ہر راحت طلب بار نیست ۔ رہروے باید جہاں سوزے نہ خامے بیغمے
نازک تناں بہ نقش حصیر آشنا نیند ۔ اوراق بشکنجہ مسطر ندیدہ است
بیدل گداز دل خور و دنداں بلب فشار ۔ برخوان عشق دعوت نان و پیاز نیست

نقل صحیح است کہ در زمان محمدی مسافرے مہمان بدولت خانہ امیر علیہ السلام آمد ہنوز مہمان واری او بتعمل نیامدہ بود کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ والہ آمد' و آں مہمان از امیر علیہ السلام طلب کرد کہ امشب ایں شخص را مہمانی من باید داد۔ امیر قبول فرمود رسول آں شخص را بدولت خانہ خود آورد از جناب الوہیت' جبرئیل وحی آور [د] کہ اے محبوب ایں مہمان [راکہ] بخانہ تست .. مقبول درگاہ من است امشب مہمان من کن و بہ بیت الحرام کہ خانہ من است آرام گاہ او مقرر فرما

که برائے او غذائے خاص و لطیف بفرستم خاتم الانبیا قبول امر نموده آں شخص را به بیت الحرام فرستاد و خود هم در مسجد.... که ببینم امشب حق جل و علا ضیافت ایں شخص چه می فرستد۔ تمام شب گذشت هیچ نیامد۔ صبح شد آں شخص از گرسنگی بیتاب شد و رسول صلی اللہ علیه و آله رو بدرگاه الٰہی نمود که الٰہا عجب که تمام شب گذشت و برائے ایں شخص هیچ نفرستادی جبرئیل [وحی] آورد که یا رسول الله من هیچ نمی خورم و کسانے که مقبول من اند هم برائے ایشاں نخوردن نعمت الوان است۔ جان من درچنیں هنگامه نفسانی مضطر نباید بود امیدوار رحمت الٰہی باید گشت و فاقه کشی را ارث خود باید دانست غرض شما طالب و عاقل بشما نوشتن ایں مقدمات چه احتیاج و تا حجاب نفسانی از میاں بر نمی خیزد سرکشی ایں کافر کم نمی شود زیاده خود دانا تر اند و فقیر بهمه وجوه هوا خواه آں نور چشم است۔

(۴) رقعه که بفقیر وزار ...... پروانه نو [شته]

محب من محبوب من قرة العینی نور الله قلبک بالاسرار حق سبحانه جلشانه شمارا از مراتب قرب فرائض که اثبات اضافات است متلذذ گردانیده بعروج مقامات قرب نوافل که اسقاط اضافات است رساناد۔ قلم میخواست دریں مقام شوخیها کند و نانوشتنی ها نویسد لاکن بضبط پرداخته شد و مطابق،

"قل انما انا بشر مثلکم" بعجز ساختہ شد لہٰذا بتحریر یا وجب می پردازد فقیر از چہارم
رجب تا تحریر ایں خط کہ ماہ یاز[د] ہم است از خجستہ بنیاد چہ کہ از کلیہ احزان
خود بر نیامدہ انتظار دیدار...... است کہ دریں ولا مسرت نامہ آں محبوب
بتاریخ پنجم جمادی الاول کہ ماہ عرس شریف است بروقت رسید و بر کماہی
کیفیت حال خیریت اشتمال مطلع گردانید و فور نعمت ہائے الٰہی زیادہ از آنست
کہ ادائی شکر آں شود الحمد للہ والمنہ نوید آمد شما بہ ابتہاج خاطر پرداخت
و اظہار اشتیاق صاحباں آنجا مشتاق تر ساخت ؎

ہزار شکر کہ مارا بیاد می آرند	خدا زیادہ کند عمر دوستان ترا

از مدت ہفدہ ماہ مرض بواسیر بادی وضعف قوائے رئیسہ خصوص ضعف معدہ
غالب است اگرچہ مطابق فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت خود را بمصلحت حکیم
حقیقی حوالہ کردہ شد لاکن بحکم داد مراتب و ادائے شانِ عبدیت بطبیبان شہر
رجوع آوردہ موافق مزاج اینہا بدوا و غذا پرداختہ می آید دو روز اگر قدرے
آثار شفا مترتب می شود باز بحکم مصلحت حقیقی ہماں دوا بمضرت می پردازد
بہر حال ہر دو صورت خالی از حلاوت خاص نیست دریں ولا باز از یک ہفتہ
آثار شفاست آئندہ باید دید کہ رضا در چہ کار است و مارا دراں چہ بار ضعف بدل

بمرتبہ ایست کہ بسیر چوک ہم معذور است باید کہ مطابق وعدۂ خود پرداز ندو مشاق
دیدار شما سند والدہ محمد رضا بیگ را دوہم سال است کہ ازیں عالم رحلت کردند
وشما سلام وبندگی نوشتید و محمد رضا بیگ از مدت دہ ماہ در لشکر نظام الدولہ اند
ورفیق [ناصر علی] خاں بہادر......... اند در ہمیں روز ہا ہمراہ لشکر آمدہ بود ند
ودو شب متوقف شدہ باز ہمراہ لشکر رفتند خواجہ برخوردار بعد رحلت والدہ خود کہ
در احمد نگر رفتہ اند ہما نجا ہستند و جاگیر ایشاں از رفتن احمد نگر بضبطی مقہور است
قوی جنگ بخرچ لابدی ایشاں می پردازند و شاہ چراغ معہ قبیلہ در احمد نگر اند
معلوم شدہ کہ مزاج ایشاں علیل و بدن ایشاں نحیف است بندگی ایشاں وگاہے
خط نیز میرسد فقیر دریں کلبہ تنہا ست مگر دو خدمت گاراں برائے خدمت ضروری
نوکر اند ۔

(۵) بفقیر ضیاء الدین پروانہ نو[شتہ شدہ]

مطلوبم آناً فاناً در کار نامور سرگرم بودہ بہرہ یاب مقاصد
اعلیٰ باشند لیکن خود در بند مطلب نباید بود و ہرچہ رو دہد آں را مطلب خود
بدانند واگر طلب نمایند اینکہ آنہا رضائے خود راضی دار ے تلقین درس اہل
نظر یک اشارت است" ۔ بیشتر خطے معہ حصیر نماز رسید بعد خطے معرفت

حال ہمیں رقعہ مسرور گردانید ہر دو خط باوجود فاصلہ...... بیک مضمون بلکہ الفاظ متحد بودند از مدت یکسال بیماری ضعف معدہ بحالیت وصیت مرتب گردانیدہ بود لیکن شاہ چراغ در احمدنگر معہ قبیلہ از مدت یکسال اند و حالا ہم بطور خود دستیار خواجہ برخوردار از بعد رحلت والدہ خود از پنج ماہ در احمدنگر و محمد رضا بیگ از مدت پنج ماہ رفیق ناصر علی خاں وایشاں در قلعہ کولاس و آں ...... مطلوب ...... زلف ..... محجوب از [بں] جہت الفاظ وصیت برظہور نیامدند و چوں دم معدود حصہ آمد [ور] فت داشتند از یک ہفتہ بیماری [رو] بہ صحت است شمارا احتیاج تحریر باقی نماندہ ہرچہ مناسب وقت باشد بعمل آرند و بسمتے کہ دل متعلق باشد جسم ہم بہ تبعیت آں سرگرم است بہرحال مارا خیر خواہ حقیقی تصور نمایند و مطابق احسن کما احسن اللہ الیک حاضر الوقت باشند ؎ غم انتظار تو خوردہ ام بہ رہ خیال تو مردہ ام قدمے بہ پرسش من کشا نفسے چو جاں بہ بدن درا ؎

(۶) بفقیر ضیاء الدین پروانہ شاہ در سفر بیجاپور نوشتہ شد۔

نور چشم عزیز از جان من ہموارہ در حفظ رحمانی بودہ بیاد محظوظ و بہ نگاہ مشغول باشند و مارا از خیال خود غافل و خود را از یاد ما عاطل ندانند

وندارند اگرچہ از استماع شنیدن رسیدن شما تا دیار ورود بازمعاودت از انجا بسمت دیگر فی الجملہ درخاطر گرد ملال آمدہ بود لیکن دریں ولا کہ آدم سرکار صاحبزادہ مکتوب مرغوب سعادت اسلوب شما رسانید و معلوم شد کہ شما مستفیض سعادت ...... بارگاہ معلای خواجہ دنیا و دیں شدہ اید دیدہ منتظر را کہ سواد بہ بیاض بدل کردہ بود رائحہ پیراہن یوسفی رسانید الحمد للہ و المنۃ کہ ازچنیں فیض سرمدی کہ قبلہ ما صاحبان بادیہ ارادت است فیض یاب گشتند الحال تغافل را از خاطر خود برطرف کردہ زود زود عازم ملاقات ما شوید کہ دم بدم دیدہ را انتظار و دل را اشتیاق است و دریں ایام بارش ہر روز از وحشت جبلے توقع بودن در شہر نیست ...... توقف است محض امید... دیدن... شما است والا نہ فقیر خدا دادند کہ دریں مدت تا کجا می رسد ؎

نمی گنجم بہ پیراہن... ام   بعریانی جنونے کردہ ام......

[دیوانہ] ...... شہری نہ بیابانی۔

(۷) بہ عبد الرسول خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

ہر آن ترے خیال میں ہوں مشغول   یکبار نگاہ مہربانی سیں نہ بھول

قبلہ مشتاقان قدیم کعبۂ جاں نثاران صمیم مرہم جراحت دل ریشاں

دوائے درد اخلاص کیشاں آشنائے ناآشنا مزاج مہربان نامہربان از سراج خاں صاحب
قبلہ پیوستہ زندگی بخش شہیدان تیغ محبت و شگفتگی دہ پژمردہ خاطران گلشن الفت
باشند آمین رب العالمین سراج لاعلاج کہ چند روز بار سال نیاز نامجات
تغافل کرد نہ آں بود کہ بر دامن خاطر فاتر غبارے نشستہ باشد بلکہ عمداً بادل بیتاب
کہ ہرگز طاقت سختی کشی ہائے ایام فراق نداشت و یک لمحہ از تصور ذات مبارک
بیکار نبود و نانوشتن احوال را علاوہ خار خار جدائی ساخت تا آتش جدائی بصد درجہ
ترقی نماید و طوفان اشتیاق در تنور سینہ روز افزوں شود چنانچہ و اکنوں چوں
بالکل صبر در دل بے صبر نماند ناچار بر آں آورد کہ آنکس کہ ایں داغ محبت
در گلشن جگر کاشتہ خرابی ایں باغ را باو اظہار نمودن ضرور و الا نہ بصرصر مفارقت
یکبار پائمال خواہد گشت ؎

سوختیم و سوزشش ما بر کسے ظاہر نشد	چوں چراغان شب مہتاب بیجا سوختیم

شاید کہ بر دل مبارک کہ آئینہ جہان نماست مدعائے ایں خیر طلب چہا
گذشتہ باشد بلکہ بخاطر آوردہ باشند کہ ایں غلام بیدرم چہ بدماغیہا پیدا
کردہ است و یکبارگی فراموش کردہ چنانچہ معلوم میشود کہ آنصاحب بر ایں خانزاد
بے اشتباہ بسیار بسیار عتاب و غصہ داشتہ باشند و شاہد ایں مقدمہ ایں کہ

آنصاحب ہم یکبارگی از گوشہ خاطر موفرمودہ ترک ارسال سرافراز نامجات فرمودند
باوجود آنکہ آدم آں نواحی اکثر می رسند و ہمیشہ خبر گیر میباشد ایں مقدمہ باعث
ہزاراں ہزار جانکاہ گردید آنچہ اندوہ از بابے عالم است میداند کہ ہمہ بر جگرم برق مثال
افتادہ خرمن جمعیت و آرام را پاک سوخت ۔

عاشق مست کوں کیا کام مئے ظاہر سوں　　آپ میں آپ اپیں خون جگر پیتا ہے

چوں دید کہ بہ ہیچ وجہ طاقت صبوری نیست الحال از سبب ناچاری و بے اختیاری
و بے قراری عذر تقصیر بے گناہی کہ ازیں غلام عمداً نشدہ آنصاحب خیال کردہ
اند بجا می آرد و می نویسد کہ اے قبلہ جاں بیتاباں و اے کعبہ آرزوئے آرزومنداں
اگرچہ پر تقصیرم و ہر سر موئے من آلودہ گناہ است خاما لطف عمیم شما بر ہمہ یکساں
است آنچہ بخیال آوردہ باشند ہمہ را یکبارگی از صفحہ خاطر حک فرمودہ عذر کہ
بالحاح و زاری و عذر خواہی می نماید بہ پذیرند کہ تا جان عزیز در بدن باقیست
از عہدہ احسان عمیم ہرگز نخواہد برآمد و اگر پوست از بدن کشیدہ کفش پائے مبارک
کند شکر الطاف بیغایات آنحضرت باقیست ۔

بندہ ہوں تراخواہ است خواہ جفا کر　　جس طرز ترے شوق میں ہو مجھ کو جلا دیکھ

غلامم خانہ زادم بندۂ ...... بندم　　گرفتارم غریبم عاجزم خوارم نحیفم زار و بیمارم

(۸) بہ عبدالرسول خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از ابتدائے ہنگام مہاجرت دو عدد نمیقہ مسرت اسلوب کہ یکے

معہ مثنوی مضمن اظہار اشتیاق بود و دیگرے محتوی گلہ مندی عدم ارسال خطوط، رسیدند

خط اول ذریعہ شادمانی لانہایت و باعث انشراح بیغایت گردید و خط دویم شیشہ

دل نازک مزاج ایں سختی کش بار ہجراں را بسنگ بیقراری کہ مبادا بر دامن مبارک

گرد ملال نشستہ باشد، شکست بر شکست داد ۔

ہر طرح سیں مجہ دل بیتاب کو آرام نہیں　　عاشقوں کے خوں پیں حق نے درد و غم پیدا کیا

سوزش طوفان اشتیاق را بکدام زبان خاطر نشان آں رموز داں صورت و معنی

گردیدہ آید۔ ممکن نیست کہ شعلہ افشانے کالوں؟ دل آتش منزل برا کلک شکستہ زباں

کہ برگ کا ہے بیش نیست ادا تواند نمود اگر بہ طومارہا نویسد یا کاغذ آسمان را

سیاہ سازد انجام داستان بیتابی معلوم و آغاز قصہ عشق خیالی است موہوم ۔

بیاں لکھنے میں دل کے درد و غم کا　　کلیجا چاک ہوتا ہے قلم کا

چوں ارادہ شرح شوق بخیال میگذرد، عقل دور اندیش رخصت نمیدہد کہ راز قلبی را

کہ محرم آں باد صبانی تواند شد قلم ہرزہ گرد را بتحریر آں مطلع باید کرد ۔ واگر جوشش

شراب بے خودی بسر پوش بر در خم دل بند سازد می ترسد کہ تا خم نشکند و یک بیک

بادہ شوق بیرون افتادہ تہمت رازے نہ نہد ؎
منع مت کر بادہ نوشی سیں مجھے اے محتسب ہے مرے قسمت میں مستی عشق کی محشر تلک
ہموارہ بجناب مجیب الدعوات دست اجابت برمیدارد کہ لشکر ظفر اثر زود آید تا بہ طفیل او شہر دل آباد شود کریم کارساز دعائے قلبی دردمنداں را باجابت رسانیدہ اول مقصد ایشاں را برآرد تا نہال آرزوئے ایں مدعا طلب نیز بار مراد آرد ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

(۹) بہ فقیر ضیاء الدین پروانہ شاہ در جواب۔

محب من محبوب من قرۃ العینی نور اللہ قلبکم بالاسرار از جانب فقیر محبت مزاج سید سراج حسینی بعد از دعائے حصول مآرب معنوی مطالعہ نمایند کہ خط مرسولہ معہ ہندوے مبلغ دوصد روپیہ کہ نصف آں یکصد روپیہ شد از دوکان بھوکن جی ساہوکار رسید خاطر جمع باید داشت آئندہ بتحریر اخبار خیریت آثار خود اطلاع دہند و موافق وعدہ خود زود متوجہ ایں طرف شوند زیادہ مشتاق ملاقات شما است و خطے علحدہ تفصیل احوال و خط بخدمت حضرت خواجہ سید شاہ ابوالحسن حسینی سلمہ اللہ و سلام و دعائے صاحبان آنجامعہ ریختہ و غزل و منقبت بتحریر آمدہ یقین است کہ خواہد رسید۔

(۱۰) بہ محمد رضا بیگ سلمہ نوشتہ شد۔

عزیز القدر برخوردار نورالابصار طال اللہ عمرہٗ از فقیر محبت مزاج
دعائے ترقی جمعیت آبرو و مزید عمر و صحت بدن و سلامتی جان و حصول مقاصد
معلوم نمایند خط مسرت نمط در حین انتظار کہ دل بسیار مترود احوال شما بودٗ رسیدہ
باعث اطمینان قلب حزین گردید و ہماں وقت کہ شب بود بجواب خطوط پرداختہ
شد کہ صبح وقت نماز احمد قلی خاں عازم منزل...... بلکہ امشب در پانچی
پورہ ورود آمدہ اند [بہر] حال باوجود آنکہ در وقت شب عینک نیز امداد بینائی
نمیکندٗ بجواب خط شما پرداخت آنچہ از شکر عنایات و توجہات آقای مندرج
نمودہ بودند بسرور خاطر افزود حق سبحانہ سایہ اشفاق و عاطفت آقائے شما
برسر شما پایندہ داراد و روز افزوں جمعیت خاطر خواہ بشما باد و آقائے شما را
نیز مراتب اعلےٰ تر کہ خاطر خواہ ہوا خواہان است رسانادمنہ وکمال کرمہ از مدت
پانزدہ روز مردماں یاوہ گوٗ کہ آتش زبان ایشاں رابسوزدٗ در تمام اشتہار دادہ
اند کہ قلعہ ماہور بہ لچھمن راو شد ایں سبب غم و اندوہے کہ بر خاطر فاتر گذشتہ بود
خدا شاہد حال است کہ بقید قلم نمی آید بمجرد رسیدن خط خیریت شما اضطراب
بہ تسلے و انقباض بہ انبساط انجامید خطے کہ نواب صاحب بہ یکہ تاز جنگ فرستادہ اند

مشارٌ الیہ در اواخر ذیحجہ بہ لشکر نظام از فقیر رخصت شدہ رفتند خط پیش فقیر است انشاءاللہ تعالیٰ ہمانجا فرستادہ خواہد شد۔

(۱۱) بہ عبدالرسول خاں سلمہٗ اللہ تعالیٰ

شاہ بے نیاز از کدا سلامت خلف الصدق دودمان محبت جگر گوشۂ خاندان الفت یعنے دل بتقاضائے نادانی خود بے باک کہ آنچہ حسب المدعائے بے مدعائی اوست بعمل آید و بارگاہ عرش اشتباہ جناب مقدس را نظر بر تربیت کہ مبادا خاطر داری ایں طفل خود سر راہ بے احتیاطی بر روئے خود نہ کشاید۔ ایں معدوم مطلق را در خیل موجودات نشمارند و در یافتن حقیقت اورا لہٰذا ناممکنات بتصور آرند ازرا ہے کہ ملازمان سرکار رفتہ اند چہ دانند کہ ایں راہ چہ راہ است و در آتش کہ دشمناں شما نسوختہ چہ شناسند کہ ایں سوختن چہ گناہ است نعمتے کہ برخوان نامرادیست جز اشک یاس بذایقہ آں کہ می رسد و لذتے کہ در خوردن جگر است از حسرت آں در دہان حوض کوثر آب میگردد و چندے دل میخواہد کہ در لباس ناآشنائی۔ داد آشنائے باید داد و بمقتضائے جوش طبیعت بسمل آسا در خاک وخوں باید طپید و عجب اینکہ مقصد جاں دیگر و مقصود جاناں دیگر است۔ پس دریں صورت گدا را باشاہ چہ مکان نسبت آشنائی، و سراج را با آفتاب

چہ یارائے صحبت آرائے ۔

بیگانگی است لازمہ روشناس عشق — برما ادب حرام اگر آشنا شویم
کارم گہے صنم گری وگہ شکست اوست — بیتاب عشق ہرچہ کند حق بدست اوست

غرض آنکہ اگر پاس خاطر دیوانہ خود بہمہ وجوہ منظور است ایں دیوانہ باز بہ ہوش می آید
واگر منظور سوختن وگداختن است در دست شما چہ می آید زیادہ چہ نویسم ۔

(۱۲) بشاہ تاج الدین سلمہ اللہ نوشتہ شدہ

برگزیدہ مراتب فقر و درویشے نظر کردہ انوار یکجہتی وصفا کیشی
درہم فیضان خود بے نظیر قرۃ العین ایں فقیر وحدت آئین شاہ تاج الدین زاد اللہ
مکاشفات الاسرار بیاد ونگاہ محفوظ و در سیر عروج ونزول محظوظ باشند ۔
قدم کہ در رہ عشق است بیشتر اولا ۔ ندانند کہ ایں راہ را بانتہا رسانیدم کہ ایں ہم
از آتش در اندازی معلم الملکوت است ۔ بمقتضائے حدیث ما عرفناک حق معرفتک
عمل نمایند وہر کشفے کہ رو نماید شکر آں بجا آوردہ منتظر ترقی باشند ونہایت ایں کار
آں است کہ ہستی خود را ہستی خدا دانستہ ہستی وہمی را فنا نمایند قلم بے اختیار
و نوشتن بسیار و فرصت بے قرار خصوصاً دریں ایام مرض اسہال کہ از مدت
چہار سال است غالب افتادہ طاقت تحریر خط نبود لیکن جذب محبت شما بود کہ

ایں قدر نوشتہ شد۔

(۱۳) بہ شیخ تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

عزیز القدر بے نظیر محب یکرنگ ایں فقیر محمد تاج الدین ہموارہ در پناہ عاشق منزہ بودہ بنگاہ محفوظ و بیاد مشغول باشند رقعہ مسرت شمامہ شما یکے بدست مغل زادہ کہ او بعالم بقا رحلت نمود و دیگر ملفوف در ینولا ملفوف خط خانصاحب و قبلہ رسیدہ باعث مسرت دل فقیر شد حق سبحانہ در ہمہ حال چہ در خوشی و چہ در ملال راضی برضا داشتہ طالب ذات جامع الصفات خود دارد شجرہ مقدسہ موافق استدعائے شما نوشتہ فرستادہ شدہ و اجازت جویان فیض ہم بشما داخل شجرہ مبارک کردہ شدہ است حق سبحانہ طالبان راہ حق را بکمال مراد کہ جمال محمدیست رساناد انشاء اللہ تعالیٰ فقیر نیز بعد عرس عاشق منزہ خود را در لشکر بخدمت خانصاحب و قبلہ میرساند اگر بودن شما در لشکر است ملاقات میشود و بے تکلفانہ سخنان محرمیت بر زبان آوردہ میشود و جناب خانصاحب و قبلہ را بجائے ایں فقیر دانند۔

(۱۴) بشاہ چراغ نوشتہ شد۔

عزیز القدر درویش بافراغ شاہ چراغ ہمیشہ در حفظ الٰہی بودہ

بصحت سلامت باشند یک خط بدست ولایت شاہ در نیولا یک خط بدست
صاحب خاں نوکرے قوی جنگ فرستادہ بودم با اینکہ خواجہ برخوردار جواب خط
فرستادند لیکن شما جواب خط نفرستادید بسیار تعجب می گذرد کہ ما را از خاطر خود
فراموش کردید با اینکہ احوال بیماری خود نوشتہ بودم لیکن ہرگز آمدن ایں طرف
بخیال نمی گزرد الحال نیز [اگر] قصد آمدن بکنند بہتر است کہ فقیر تا حال
در ہماں بیماری از مدت یک و نیم سال گرفتار است و ہر روز دوائے حکیماں
بعمل می آید یکے بیماری و دوم تنہائی و کسے دلسوز در خدمت نیست و شما با وجود
آنکہ نزدیک ہستید لیکن نمی رسید محبت اعتقاد شما کجا شد یک مرتبہ باید کہ زود
بیائید کہ بسیار مشتاق شما ہستم باز اگر قصد رفتن باشد بروید من دامن شما
نخواہم گرفت و اگر خواجہ برخوردار ہم بیایند ایشاں را ہم ہمراہ بیارند لالن
جیو را دعا برسد..... کہ شما نام خود رونق شاہ مشہور کردہ اید ایں نام بشما کہ بخشیدہ
است اگر می خواہید درویشی بکنید یکمرتبہ دریں جا بیائید و از من حال درویشی
بگیرید و ہر نام کہ شما را باید ہم مشہور بکنید و ایں نام و ایں درویشی بیجاست
و در فقرا پیش نخواہد رفت ایں سخن را برابر ہزار طومار بدانید و خود را یکمرتبہ دریں جا
رسانیدہ از دست من حال فقیری اختیار می کنید آئندہ باز مختار اید زیادہ چہ

نوشتہ شود۔

(۱۵) بشاہ چراغ نوشتہ......

شاہ صاحب کرم فرما سلامت دریں ولا بسبب بیماری تا یکہفتہ
زندگی بالکل نبود بلکہ میرزا سنجر بیگ درانوقت حاضر بودند و آنچہ لازمہ دوستی
بود بجا آوردند حق تعالیٰ ایشاں را سلامت دارد شنیدہ شد کہ آنصاحب تا
صلابت پور آمدہ بودند لالن جیو را در احمد نگر گذاشتہ بودند تمام مردمان کہ ہمراہ
شما بودند معہ بہل و سامان بخیریت اینجا رسیدند و آنصاحب سبب محبت قبیلہ بیشتر
قصد آمدن نکردند خوب حق تعالیٰ شما را سلامت دارد بتوجہ شما بارے حق تعالیٰ
فضل کرد بیماری تخفیف یافت والحال احتیاج آمدن شما نیست اگر قصد سیر
شہر باشد مبارک است حق سبحانہ شما را اعتقاد و مرشد پرستی زیادہ ازیں
نصیب گرداناد و میرزا رضا بیگ خبر بیماری ایں فقیر شنیدہ نوکری گذاشتہ راہ
دہ روزہ را در پنج روز طے کردہ خود را پیش فقیر رسانیدہ و بسیار سلام بجا می آرند
زیادہ چہ تحریر آید۔

(۱۶) بشاہ چراغ نوشتہ شد

عزیز القدر بجاں برابر شاہ چراغ معلوم نمایند کہ مدت ہفت ماہ شد

کہ شما ازیں جا رفتہ اید وعدہ یک ہفتہ کردہ بودید کہ بازمعہ قبیلہ در خدمت میرسیم و احوال بیماری فقیر را دیدہ رفتہ بودید از اعتقاد و درویشی و محبت شما بسیار بعید است واز شما ایں توقع نبود بلکہ تغافل کردم وخط نہ نوشتم کہ باید دید چہ قدر مدت جدا می باشند الحال از روئے لاعلاجی نوشتہ می شود کہ فقیر تا حال دو روز بیماری باشد و دو روز صحت میشود بہمیں طور ایں مدت گذشتہ و می گذرد باید کہ بمجرد دیدن ایں خط تغافل نہ کنند و خود را زود زود برسانند والان جیو را نیز ہمراہ بیارند کہ عرس زرزری صاحب ہم رسیدہ است و فقیر لاعلاج الحال عزم جزم دارد کہ پیش رسول خاں صاحب بروم اگر ارادہ ہمراہی باشد بہتر است واگر ارادہ ماندن است در تکیہ معہ قبیلہ باشند باید کہ زود بیایند واگر آمدن نمی شود جواب صاف نویسند کہ انتظار آمدن یا جواب شما است فقیر پا در رکاب است

(۱۷) بشاہ چراغ نوشتہ شد۔

عزیز القدر بجاں برابر شاہ چراغ سلمہ اللہ الرحمٰن بعد دعائے مشتاقانہ معلوم نمایند کہ از روزے کہ شما ازیں جا رفتہ اید ہر لحظہ انتظار آمدن شما است شنیدہ بودم کہ بطرف مرح گانوں وغیرہ رفتہ بودید در ینولا در احمد نگر آمدہ اید تعجب گذشت کہ میرزا سنجر بیگ ملاقات ہم نکردید یا خط بفقیر نفرستادید

الحال نیز بمجرد دیدن ایں رقعہ خود را معہ لالن جی زود برسانند و تغافل جائز ندارند و ایں نوشتہ را برابر ہزار طومار بدانند و خود را معہ قبیلہ زود برسانند کہ صلاح دریں است و فقیر ہر ہر لحظہ منتظر شما است و خواجہ برخوردار را دعائے شوق برسانند و خبر خیریت ایشاں ہیچ معلوم نشدہ اگر ہمراہ قبائل مرزا سنجر بیگ بیایند بہتر است و الا من ناخوش خواہم شد۔

(۱۸) بہ لالن زن شاہ چراغ ..... [نوشتہ شد]

لالن جیو معلوم نمایند، معلوم شدہ کہ شاہ چراغ بطرف لشکر رانگھو رفتہ اند و امروز فردا شاید کہ در احمد نگر آمدہ باشند یا بیایند و احوال ایں فقیر بسبب بیماری قدیم الحال نہایت اضطرار دارد و دریں ولا بیماری ہائے دیگر نیز جمع شدہ اند طاقت استادہ شدن دشواری است و ایں وقت بجز ذات مرشد بظاہر ہیچ کس برائے بیمار داری حاضر نیست و فقیراں کہ بنام مرشد در ملک ہا آبرو دارند بطور خود مختار اند و محظوظ اند پیش ازیں خطے نوشتہ بودم و شما را طلبیدہ بودم خدا داند کہ چہ بخاطر گذشت کہ نیامدند الحال محض شما را می نویسم کہ اگر شاہ چراغ آمدہ باشند ہمراہ بیارند و اگر نیامدہ اند انتظار شاہ چراغ ہم نکشند بہر وجہ کرایہ [گاو] کردہ خود را زود برسانند و ایں جا دادہ خواہد شد اگر آبروئے درویشی شاہ چراغ شما را

منظور است تغافل نکنند و اگر آبروئے شاہ چراغ منظور نیست و اگر شمارا فقیری منظور است دریں جا بر سند دریں جا حال درویشی شمارا می دہم و در نیک و بد حاضر باشد و اگر خدا نخواستہ فقیر ازیں جہاں بگذرد ہیچ آبروئے درویشاں نخواہد ماند و فقیر ہم وصیت خواہم کرد کہ نعش فقیر در گور غریباں نہند زیادہ ازیں چہ نویسد

(۱۹) برسول خاں صاحب سلمہ تحریر ...... (بحر طویل)

بند اول

مہرباں صاحب من مشفق من جان من ایمان من آئینہ مقصود من بے سرو پا دلبر من مقصد من مطلب من قبلہ من کعبۂ من باعث جمعیت من مایہ تقویت من مردمک دیدہ من نوگل خندیدہ من دلبر فہمیدہ من سرکش و رنجیدہ من غافل بیتابی من مائل بیخوابی من ساقی مئے خوردہ من بے سبب آزردۂ من ہمدم و ہمراز توی شوخ فسوں ساز توی دلبر طنّاز توی سرو سرافراز توی درد دل مشتاق توی قاتل عشاق توی شہرۂ آفاق توی مقصد دلخواہ توی ماہ توی شاہ توی حرف در اوصاف جمیل تو چہ تاب است گدا را

بند دوم

کیستی کیستی اے ساحر جادو نظر من سر من گرد کف پائے تو بادا جگرم فرش قدوم سرراہت خرد و ہوش بتاراج نگاہت کہ بیک طرز تبسم بہ یک آہنگ تکلم بملاقات

اوایل کہ تو بیرحم نبودی دلم از خویش ربودی و در فتنہ کشودی چہ قدر محو نمودی کہ خرد رفت زدستم گہر عقل شکستم ز ہمہ مہر بریدم بتو پیوند گزیدم نگہم مائل روئے تو دلم از ہمہ سوئے تو بصد جان و دلِ خویش خریدار شدم یار شدم از ہمہ بیزار شدم خوار شدم از دگراں دور شدم پیش تو منظور شدم بازچہ پیش آمدہ باطبع تو اے آفت جاںہا کہ کنوں ہیچ نمی پرسی از احوال دل خوں شدہ ام داو زست تو نگارا۔

بند سیوم

عزم دارم کہ بشرح آورم احوال دلِ خویش ولیکن بقلم راست نیاید شغف باطنیٔ خود طپش ظاہری خود کہ چنیں است چناں است ہمیں است وہماں است زباں را نبود طاقت تقریر قلم را نبود جرأت تحریر اگر شمۂ از حال دلِ خویش بکاغذ بنویسم ز قلم نالہ برآید بورق شعلہ درآید شنود ہر کہ غم من نَے [و] درد والم من شنود او نیز پریشاں چو رخ آئینۂ حیراں کند آ ہے کہ بسوئے فلکش آمدہ راہے بزمیں مست فتد محو شود باز بگوید کہ چہ حال است مرا ہیچ کسے باز نپرسد زمن اے وائے خدارا۔

بند چہارم

بحق مصحفِ دیت، بخط غالیہ بویت، بتماشائے جمالت، بہ تجلائے جلالت،

بتقاضائے خیالت بتمنائے وصالت بہ بہار خط و خالت باداے تمکینت [بسلام] شکرینت چہ بکفر و [چہ] بدینت بہ پریشانی گیسو خم طاق دو ابرو بہ بہائے دُر دنداں، بلب لعل بدخشاں، بہ تبسم، بہ تکلم، بہ تغافل، بترحم، باداہائے نہانی [بجز] ہائے زبانی [نگہ] خوں شدہ دل بسر غمزہ قاتل کہ شدم عاشق دلریش شما و زدل و جاں بہ پیش شما کید لِ دیگر نگ شما دوستی آہنگ شما پس بچنیں عاجز مسکیں نگہ لطف ضرور است کہ سر رشتہ جان و دل خود داد شمارا۔

بند پنجم

بتفرج اگرم گاہ نیفتد گذرے سوئے گلستاں گرہم وانشود پائے دل از جا بزود نالہ مرغانِ چمن جلوہ ہر سرو سمن فاختہ بر سرو سہی عیش کند روز بہی بلبل گلشن بغزل خوانی شوق است بوصل گل وہر مرغ بدستان طرب بال فشاں است چہ انست و خیاباں ہمہ رنگیں ز بہار است و بہر سوئے رواں نہر زلالی ز گل نرگس شہلا ز گل لالہ حمرا، سمن و سنبل ریحاں، چہ نویسم کہ ہمہ صحن چمن روضہ رضواں شدہ لیکن چہ کنم بر من غمدیدہ خزانست، دلم خوش نشود از ہمہ سامان طرب آمدہ جاں بے تو بلب کیست کہ بر بیکسیم رحم کند جز تو کہ ناحق ز نظر دور فگندی چو من بے سر و پارا۔

بند ششم

جان من خاک کفِ پائے تو در دیدہ خود سرمہ کنم نیست بغیر از تو مراد دلِ من دید ہمہ جا یا ہمہ کس روئے خیالِ نگہم سوئے تو باشد چکنم چارہ و بیچارہ توی مقصد آوارہ توی عرضی احوال من اندروئے نوازش بشنو اینکہ کسے را کہ بجز وصل تو آرام نباشد چہ کند چارہ چہ سازد چہ نماید چہ قدر خاک فشاند بسر خود مگر آندم کہ تو از راہ کرم رحم کنی دست نوازش بنہی بر سرو گوئی کہ وفادار توام دلبر غمخوار توام شاد شود و ز الم آزاد شود پس غرضم از ہمہ ایں است کہ بگذار جفا او بہ بیش آر وفا را۔

بند ہفتم

یک بیک نقش وفاداریم از صفحہ سنگیں دل خود محو نمودی نہ کلامے نہ سلامے نہ نگاہے نہ پیامے نہ تبسم نہ تکلم نہ تلطف نہ ترحم چہ شد آں مہر و محبت چہ شد آں حرف مروت کہ مرا یار وفادار توی محرم اسرار توی جز تو مرا [یا] دگرے نیست ز شفقت نظرے سہو نمودی ہمہ اقرار و دگر رنگ شد اطوار تو باز آ بسر عہد و دلم را مشکن اے بت طرار کہ دیگر نتواں یافت چو من عاشق بے رنگ و دیار را۔

بند ہشتم

یاد کن یاد کن اے وعدہ فراموش و اے شوخ جفا کوش بہ بیں اولِ دلدار خجی

یکدلی و یاری خود عہد وفاداریٔ خود شیوہ غمخواری خود را کہ شب و روز من ہمدم و ہمراز و رفیق و ہمہ اوقات شفیق و ہمہ دم مونس جاں محرم دل یار موافق ہم اخلاص و وفا داشت کہ بودہ است تو بودی و کنوں ایں ہمہ انکار وفا ایں ہمہ آہنگ جفا چیست بیندیش ز تشویش قیامت کہ بر و باد و نماند کسے از صورت مخلوق چہ انسان و چہ حیواں چہ جماد و چہ نباتات۔

بند نہم

حیف صد حیف کہ بس غافلی از حال دل سوختہ بیخودی آموختہ درد و غم اندوختہ شمع غم افروختہ از نظر انداختہ باتب دل ساختہ نقد خرد باختہ عاشق صافی نظرے بیدل خونیں جگرے بلبل گلزار جنوں بسمل شمشیروں کشتۂ تسلیم و رضا ثابت ہر جور و جفا بیدل و بے صبر و قرارے و ندارد بجز از یاد تو کارے کہ بود نام سراجش کنی از لطف علاجش بہماں ربط قدیمی بہماں بزم ندیمی لشکر قند ملائم بہم آغوشی دائم سر تو باز غزلخواں طرب اگر دو کلفت ز دلش دور شود نیست اگر الفت قلبی ز تو یکبار کجا رفت ہمہ رسم مدارا۔

(۲۰) بمحبوبے نوشتہ

یار سخن فہم سخنداں من　　تازہ نہال چمن جان من

عشق تو در سینهٔ من جا گرفت — در دل من ملجا و ماوا گرفت
بود دلم را کشش الفتت — بیخودم از جاذبهٔ شفقتت
شیشهٔ دل پیشکش شوق تست — گر شکنی ور بنهی ذوق تست
وصل تو سررشتهٔ مقصود من — لطف تو سرمایهٔ بهبود من
در دل و در دیدهٔ من جای تو — سرمهٔ من خاک کف پای تو
بیخبر از عشق تو بودم صنم — بود کجا لذت شادی و غم
یک بیک آتش بدل من زدی — دل چه که در آب و گل من زدی
شعلهٔ غم در دلم افروختی — سوختی و سوختنی سوختی
پیش تو فریاد تو از دست تست — دل چه کند بیخود و بدمست تست
لیک نه من شکوهٔ تو می کنم — خاصهٔ عشق تو بود این صنم

ضمیمہ

۱

وحشی ہوا ہے دل مرا آہو نین کوں دیکھناں
ہے ناتوانی ہجر کی نازک بدن کوں دیکھناں

جو آرزو جنت کی ہے پیو کی گلی میں سیر کر
گر چاہ ہے کوثر کی تجہ چاہ ذقن کوں دیکھنا

علم مطول مختصر تحصیل کرنے کوں مجھے
ہے آرزو دل میں یہی زلف و دہن کوں دیکھنا

دل شور و فغاں میں سدا ہے بلبل گلزار غم
یوں کر او سے اب ذوق ہے جا گلبدن کوں دیکھنا

مجنوں من مشتاق ہو تجہ لیلی مقصود کا
ہیارے کل ہے سدا چندر بدن کوں دیکھنا

تیرے خط شبرنگ سے ہے عنبر سارا نہاں
حلقے میں تیری زلف کے مشک ختن کوں دیکھنا

لعل و گہر سوں کم نہیں ہر بیت تیری اے سراج
جوہر شناسی کی نظر میرے سخن کوں دیکھنا

۲

آرام مجھے نہیں ہے تجہ بن
ہر دم دم واپسیں ہے تجہ بن

اے معدن حسن نام تیرا
مجہ دل پہ خط نگیں ہے تجہ بن

مجہ چشم ستی ہر اشک خونی
فوارۂ آتشیں ہے تجہ بن

اے سرو سہی چمن میں جا دیکھ　　گل خار سوں ہم نشیں ہے تجھ بن
روشن ہے تجھ سے جمال کا عکس　　دل شیشۂ دو بیں ہے تجھ بن

٣

دل میں جو عشق کہ آوے اسکی نہیں ہے اور کی　　سودی ہے صبح گاہ اسکی نہیں ہے اوسکی
حسن عشق مجازی ایسکے تئیں ہے وسعت کا　　خوبی زلف سیاہ اسکی نہیں ہے اور کی
اس جہاں میں شربت دیدار ساقی ہے مراد　　تشنۂ کوثر کوں چاہ اسکی نہیں ہے اور کی
غنچۂ گل کوں ہے جا دستار پر بولی کے قبل　　بلبلوں کے دلمیں راہ اسکی نہیں ہے اور کی
[illegible]　　آہ صبح گاہ اسکی نہیں ہے اوسکی
[illegible]　　شمع کوں ... گاہ اسکی نہیں ہے اوسکی

۴

بات کہتے میں دل لبھاتا ہے　　کیا بلا اوس کوں سحر آتا ہے
لوگ بدنام مجھ کوں کرتے ہیں　　بھید کی بات کوں دو پاتا ہے
[illegible] بیتاب ہوں　　منتظر ہوں جواب آتا ہے
من مرا من ہرن کے دیکھے سوں　　ہو کے بیخود خودی سوں جاتا ہے
[illegible] ہوں ہوش ...　　بات گیرندو کی کوئی سنتا ہے

دل بیتاب سے جھانجھ ہیں اکثر — نوبت سے آہ کوں بجاتا ہے
تجھ گلی سوں سراج کوں جاکو — لئی بندہ بے درم کہتا ہے

۵

تیرے دو نین ہیں چنچل چھبیلے — رسیلے رس بھرے تانکے کٹیلے
چلاتے ہیں نگہ کی سانگ مجھ پر — بچا ہے وو پلکوں کر کیتی نوکیلے
کیا ہوں سیر حسن خوب رویاں — نہ دیکھا تم سریکے کوئی چھبیلے
لپیٹے دل ہمارا جھنٹے کے بل میں — سجن چھوڑو فدا تو پیچ ڈھیلے
کئے ہو تجھ مرجان کوں نیلا — ترے ہونٹوں ہات ہنستے رنگیلے
خیال یار جاتا نہیں جب دل سوں — کہ نقش [illegible]
سراج اب زندگی کوں چاہتا نہیں — اگر جیو چاہتا ہے تو ابی لے

۶

مشہد میں قمری ہیکلے دے سرو قد جو آوے — شمشاد ہر چمن کا شمع مزار ہوسے گا
آئینہ مہ کے دل میں نہیں عکس مہربانی — میرے طرف سیں اس کوں شاید ملال ہوگا

۷

محل بتاں سخت دل ہیں بالیقین — تجھ سا کوئی دل کٹھن نہیں دیکھا

ماخذوں کی فہرست

۱۔ نکات الشعرا ۔ میر تقی (۱۱۶۵ھ)

۲۔ تحفۃ الشعرا ۔ افضل بیگ قاقشال اورنگ آبادی (۱۱۶۵ھ) مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد

۳۔ تذکرہ ریختہ گویاں ۔ فتح علی گردیزی (۱۱۶۶ھ)

۴۔ مخزن نکات ۔ قیام الدین قائم (۱۱۶۸ھ)

۵۔ تذکرہ اولیائے دولت آباد ۔ [illegible] (۱۱۷۰ھ) (مخطوطہ کتب خانہ عثمانیہ)

۶۔ چمنستان شعرا ۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی (۱۱۷۵ھ)

۷۔ گل رعنا ۔ " (۱۱۶۹ھ)

۸۔ طبقات الشعرا ۔ قدرت اللہ شوق مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ (۱۱۸۸ھ)

۹۔ تذکرہ شعرائے اردو ۔ میر حسن (۱۱۸۸ھ)

۱۰۔ گل عجائب ۔ اسد علی خاں تمنا اورنگ آبادی (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ) (۱۱۹۴ھ)

۱۱۔ تذکرہ شعرا الموسوم بہ تذکرہ بے نظیر ۔ انور دولت آبادی

۱۲۔ گلزار ابراہیم ۔ ابراہیم خاں خلیل (۱۱۹۸ھ)

۱۳۔ تزک آصفیہ ۔ شاہ تجلی علی (۱۲۰۰ھ)

۱۴۔ مجموعہ نغز ۔ حکیم قدرت اللہ قاسم (۱۲۲۱ھ)

۱۵۔ ریاض الفصحا ۔ مصحفی (۱۲۳۰ھ)

۱۶۔ سخن شعرا ۔ عبدالغفور خاں نساخ (۱۲۹۱ھ)

۱۷۔ نغمہ عندلیب (گلستان بے خزاں) حکیم محمد قطب الدین باطن (۱۲۹۱ھ)

۱۸۔ صبح گلشن ۔ علی حسن خاں [illegible] (۱۲۹۴ھ)

۱۹۔ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن ۔ عبدالجبار ملکاپوری (۱۳۲۹ھ)

۲۰۔ گلشن بے خار ۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ ۔

۲۱۔ مجمع الاشعار ہندی ۔ قاضی ابراہیم (۱۲۷۷ھ)

۲۲۔ تذکرہ شعرائے اورنگ آباد ۔ سردار علی

۲۳۔ لسان الملک (۱۹۲۳ء) (حضرت سراج اورنگ آبادی نمبر [illegible])

۲۴۔ سہیل (۱۹۱۵ء) داستان خیال ۔ احسن مارہروی

۲۵۔ مرقع سخن ۔ جلد اول ۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور (۱۹۳۵ء)

۲۶۔ [illegible] ۔ عبد[illegible] (۱۹۳۶ء)